افریقہ کی آغوش سے جنم لینے والی دہشت ناک داستان
مقدس پھول
PDFBOOKSFREE.PK
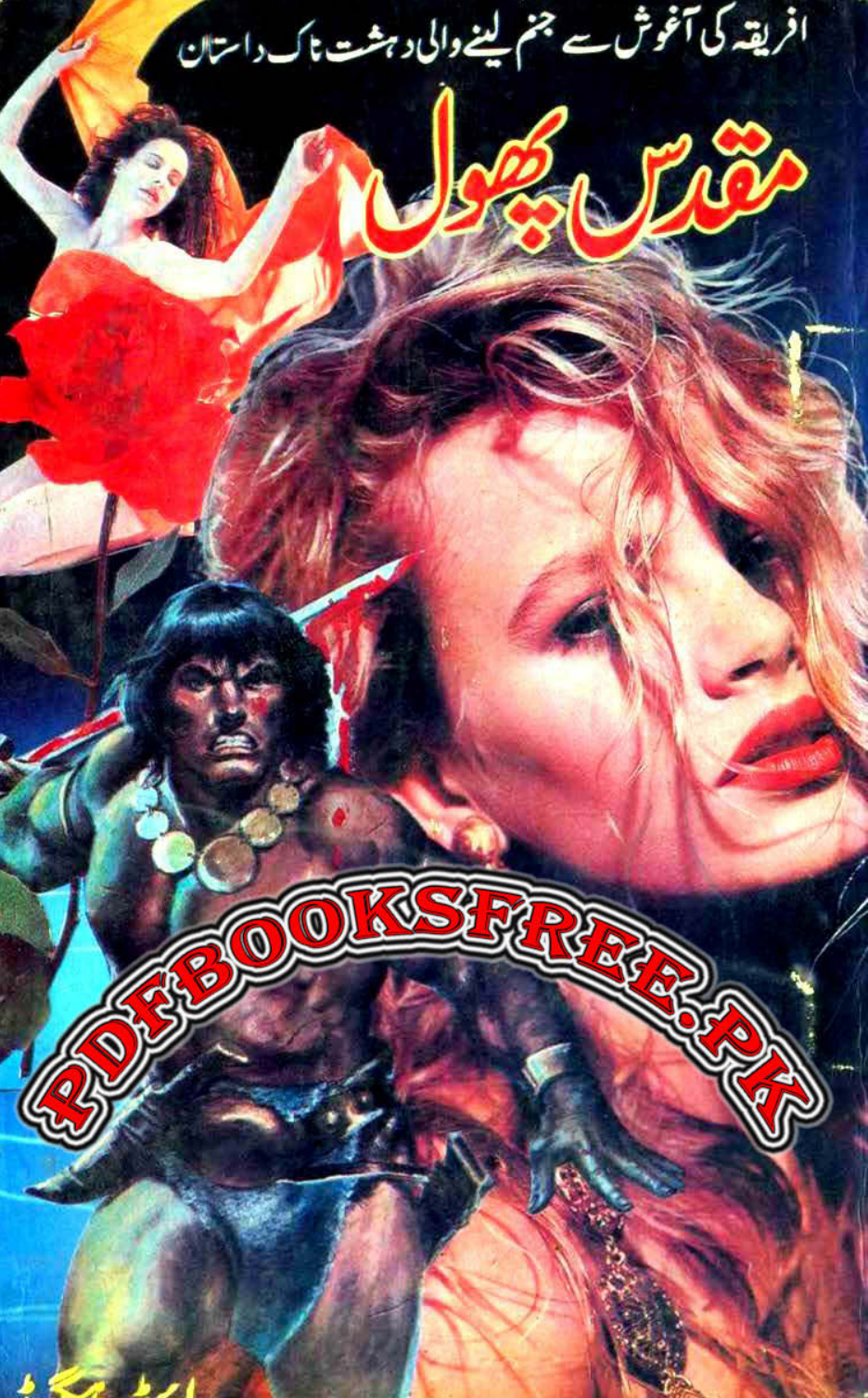
آپ نے کم سے کم میرا نام تو' ایک یا دوسرے واسطے سے' ضرور سنا ہوگا۔ ایلن کوارٹرمین میں ٹھہرا ایک' اکھڑ شکاری' اس لئے طبیعت بھی غیر شاعرانہ پائی ہے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کوئی بھی شخص' جس نے ایلن کوارٹرمین کا نام سنا ہو' کبھی یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ میرا تعلق پھولوں سے' خصوصاً آرکڈ سے رہا ہو' اس کے باوجود ایک پھول کی تلاش میں جانا میرے لئے مقدر ہوچکا تھا۔ یہ تلاش اتنی عجیب و غریب اور ایسی سنسنی خیز تھی کہ اس کی تفصیل کو محفوظ کرلینا میری لئے ضروری ہوگیا۔ بہرحال میں وہ داستان تحریر کر رہا ہوں۔ اب اگر مستقبل قریب یا بعید میں کسی بھلے آدمی کے دماغ میں کیڑا رینگا اور اسے میرے اس مسودے کو کتابی شکل دینے کا خیال آیا تو۔ میری طرف سے اسے اس کی اجازت ہے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے۔ خیر سال اور سن وغیرہ سے آپ کو کیا لینا دینا بہرحال یہ ایک عرصہ پہلے کا ذکر ہے۔ اس وقت کا جب میں قدرے جوان تھا اور اس وقت میں دریائے لم پوپو کے جنوب میں ایک شکاری مہم پر گیا ہوا تھا اور یہ دریا ٹرانسوال کی گویا سرحد ہے۔ میرا ساتھی ایک نوجوان انگریز تھا' اسکروپ' چارلس اسکروپ' اسکروپ شکار اور تفریح کے لئے انگلستان ڈربن آیا تھا کم سے کم اس کے ڈربن میں وارد ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی۔ دوسری وجہ ایک لڑکی تھی جسے ہم مارگریٹ کہیں گے' حالانکہ یہ اس کا اصل نام نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ مارگریٹ اسکروپ کا منگیتر تھا اور جلدی دونوں کی شادی ہونے والی تھی۔ اسکروپ اور مارگریٹ حقیقت میں ایک دوسرے پر فدا تھے لیکن بدقسمتی سے ایک تیسرے صاحب کی وجہ سے ان دونوں میں تیز تیز باتیں ہوگئیں جنہوں نے بڑھ کر جھگڑے کی صورت اختیار کرلی۔ ہوا یوں کہ ایزکس کے ایک ہال میں مارگریٹ ان تیسرے صاحب کے ساتھ برابر رقص کرتی رہی چار رقصوں کے بعد اسے اپنے منگیتر کے ساتھ رقص کرنا تھا' یعنی دو دفعہ' جس کا وعدہ وہ اسکروپ سے کرچکی تھی لیکن یہ دو رقص بھی مارگریٹ نے

ان تیسرے صاحب کی نذر کردیئے۔ چنانچہ اسکروپ اور مارگریٹ میں بحث چل نکلی مارگریٹ نے اپنی صفائی میں کچھ کہا تو' سکروپ نے کہا کہ وہ اپنی منگیتر کی ایسی روش اور طرز عمل کو برداشت نہیں کرسکتا' وہ کسی کی ملازم نہیں ہے اور یہ کہ وہ اپنی مرضی کی مالک ہے اور اسی طرح خود مختار رہنا چاہتی ہے۔ اسکروپ نے کہا کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے وہ' یعنی مارگریٹ' آزاد ہے۔ اس پر مارگریٹ نے جواب دیا کہ وہ اسکروپ کی صورت تک دیکھنا نہیں چاہتی چنانچہ اسکروپ نے کہا کہ بے شک وہ آئندہ سے اس کی صورت نہ دیکھے گی۔ کیونکہ اس نے اعلان کیا کہ وہ ہاتھیوں کے شکار کے لئے افریقہ جارہا ہے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن' اسکروپ نے ستم ظریفی کی کہ وہ دوسرے ہی دن' اپنا پتہ چھوڑے بغیر' ایزکس سے ہی افریقہ کے لئے روانہ ہوگیا جیسا کہ بعد میں' بہت بعد میں ظاہر ہوا کہ اگر اسکروپ نے ایسی جلدبازی کا ثبوت نہ دیا ہوتا اور کم سے کم ڈاکئے کے آنے تک اپنے گھر میں رکا رہا ہوتا تو اسے وہ خط ملتا جسے پڑھ کر اسکروپ اپنا ارادہ بدل دیتا لیکن وہ دونوں ہی جوان تھے' جوشیلے تھے اور پھر ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار تھے اور آپ جانتے ہیں ایسے لوگ' خصوصاً عاشق و معشوق' حسد اور رقابت کی جھونک میں حماقت کر گزرتے ہیں۔

خیر تو اسکروپ ڈربن میں دارو ہوا۔ اس زمانے میں ڈربن ایسا صاف ستھرا اور آباد تھا۔ اور وہیں ہوٹل میں میری اور اس کی ملاقات ہوئی۔

"اگر تم واقعی بڑے جانور کا شکار کرنا چاہتے ہو۔" میں نے کسی کو کہتے سنا۔ اب یہ مجھے یاد نہیں کہ وہ کون تھا۔ "تو یہ صاحب ہیں جو تمہیں بتائیں گے کہ بڑا شکار کس طرح کیا جاتا ہے۔ ان کا نام ایلن کوارٹرمین ہے۔ افریقہ کے بہترین شکاری اور نشانہ باز ہیں اور آدمی بھی بہت اچھے ہیں۔"

میں بے تعلق سا بیٹھا' جیسے کچھ سنا ہی نہیں' اپنا پائپ پھونکتا رہا۔ آپ جانتے ہیں جب خود ہی کہ منہ پر آپ کی تعریف کی جائے تو آپ ذرا بے چینی ضرور محسوس کریں گے اور میرا تو یہ ہے اس معاملہ میں میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جھینپو واقع ہوا ہوں۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ چند منٹوں کی سرگوشی کے بعد وہ اسکروپ کو میرے سامنے لایا

اور میرا تعارف کرایا گیا۔ میں نے حتیٰ الامکان بڑی شائستگی سے جھک کر اس سے مصافحہ کیا اور اپنی نگاہیں اس پر دوڑائیں وہ جوان اور طویل القامت شخص تھا۔ آنکھیں کالی تھیں اور بشرے سے رومانیت عیاں تھی (غالباً اس لئے کہ وہ مارگریٹ کی محبت میں گرفتار تھا۔) میں نے سوچا کہ یہ شخص بڑا ہی خوش طبع اور مسخرا ہوسکتا ہے۔ اور جب اس نے مجھ سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ تقریباً شروع سے ہی میرا یہ خیال رہا ہے کہ آواز بھی بڑی چیز ہوتی ہے جہاں تک میرا تعلق ہے میں کسی بھی شخص کی آواز سے اس کی شخصیت' خصوصیات اور اطوار کا اندازہ اسی طرح لگالیتا ہوں جس طرح کہ آپ اس کے بشرے سے لگالیتے ہوں گے۔ اسکروپ کی آواز معصومیت سے بڑی دلپذیر تھی اور اس میں ہمدردی تھی حالانکہ جن الفاظ کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا ان میں کوئی خاص بات نہ تھی اور یہ تھے اس کے الفاظ۔

"مزاج کیسے ہیں آپ کے؟ کچھ چسکی لگائیں گے؟"

میں نے اسے مطلع کیا کہ میں دن کے وقت شراب نہیں پیتا' کم سے کم اکثر نہیں پیتا لیکن' میں نے کہا' اگر اس وقت بیر کی چھوٹی سی بوتل ہوجائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

جب بوتل آگئی تو میں اور اسکروپ باہر آگئے اور میرے گھر کی طرف چلے۔ میرا یہ چھوٹا سا گھر اس مقام پر واقع تھا جسے آج کل "بیرے" کہتے ہیں۔ بعد میں اسی گھر میں مجھے اپنی دوستوں کپتان جان گڑھ اور سرہیری کرٹس کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم نے کھانا کھایا اور پھر اسکروپ میرے ہی گھر میں اس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ ہم شکار پر روانہ نہ ہوگئے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اسکروپ سے ملاقات کی داستان کو مختصر کردوں کیونکہ یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ اس داستان کا تعلق اس کہانی سے قائم ہوگیا جو میں ان صفحات میں بیان کرنے جارہا ہوں۔

اسکروپ خاصہ دولت مند آدمی تھا اور جب اس نے منہ مانگی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ اس مہم میں ہم جتنے بھی ہاتھی دانت اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی حاصل کریں

گے اس میں سے نصف حصہ میرا ہوگا تو میں اس کے ساتھ اس مہم پر جانے کے لئے بخوشی تیار ہوگیا۔

اور اس مہم کے منحوس انجام تک حالات خوش گوار رہے اور کوئی واقعہ نہ ہوا۔ ہم نے صرف دو ہاتھیوں کا شکار کیا البتہ دوسرا شکار کثرت سے مل گیا ہم ڈوگیلابے کے قریب تھے اور یہ ہمارا واپسی کا سفر تھا' جب وہ حادثہ ہوا۔

ہم شکار کی تلاش میں تھے کہ اسے مار کر رات کو اس کا بھونا ہوا گوشت کھایا جائے۔ دفعتاً" مجھے درختوں کے جھنڈ میں ایک چھوٹا سا بک نظر آگیا وہ ایک چٹان کے پیچھے جو ایک نالے کے بیچ میں تھا' جاکر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ وہاں تک وہ خوف کے عالم میں بھاگ کر نہیں بلکہ اطمینان سے چلتا ہوا گیا تھا۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ اس نے ہمیں دیکھا نہ تھا' ہم اس کے پیچھے چلے۔ میں آگے۔ میں دبے پاؤں چٹان کے دوسری طرف پہنچ گیا اور دیکھا کہ وہ مجھ سے صرف دس قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔ دفعتاً" میں نے چٹان کی چوٹی پر کی جھاڑیوں میں سے' اور اپنے سر سے صرف دس فٹ اوپر' سرسراہٹ کی آواز سنی' ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ کیا ہو سکتا ہے کہ اسکروپ کی آواز سنائی دی۔

"ہوشیار کوارٹرمین' وہ آرہا ہے۔"

"کون آرہا ہے؟" میں نے قدرے خفگی اور بے چینی سے پوچھا کیونکہ اس کی آواز سے خوف زدہ ہو کر بک بھاگ گیا تھا۔

اور پھر میں نے سوچا' صرف ایک لمحے کے لئے' کہ کوئی خاص بات ہوتی ہے تب ہی آدمی اپنے ساتھی کو خبردار کرنے کے لئے اس طرح چیختا ہے اور پھر یہاں تو میرے اور اسکروپ کے رات کے کھانے کا سوال تھا اس صورت میں اگر اسکروپ نے مجھے خبردار کرنے کے لئے چیخ کر ہمارا "ڈنر" بھگا دیا تھا تو یقیناً کچھ تھا۔

چنانچہ میں نے سر اٹھا کر اوپر اور پیچھے کی طرف دیکھا اور میں نے جو کچھ دیکھا اس کی ایک تفصیل مجھے آج تک یاد ہے۔ چٹان کی چوٹی پر بہت سے بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ بارشوں نے ان پتھروں پر پالش سی کر دی تھی۔ پتھروں کی درازوں اور شگافوں میں

سے جھاڑیاں اگ آئی تھیں۔ یہ اس قسم کی جھاڑیاں تھیں جن کے پتے بڑے چکنے اور اندر کی طرف سے سفید ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھاڑی کے ایک پتے پر ایک بھونرا بیٹھا ہوا تھا۔ بھونرا غیر معمولی طور پر بڑا تھا چنانچہ اس کے بوجھ سے پتہ ذرا سا جھک گیا تھا۔ بھونرے کے پر بازو سرخ تھے اور بدن گھور کالا اور چمکدار وہ اپنی اگلی ٹانگیں مونچھوں پر پھیر رہا تھا اس بھونرے کے عین اوپر اور چٹان کی ٹھیک چوٹی پر سے ایک بے حد عمدہ تیندوے کا سر نمودار ہو رہا تھا' یہ سطور لکھتے وقت بھی میں شام کے دھندلکے اور صاف آسمان کے پس منظر میں اس تیندوے کے جبڑے کے چوکور خطوط اور اس کے منہ سے ٹپکتے ہوئے لعاب کو دیکھ رہا ہوں۔

تو یہ آخری چیز تھی یا آخری منظر تھا جو تھوڑی دیر کے لئے مجھے نظر آیا کیونکہ عین اسی وقت تیندوے نے چھلانگ لگادی اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کر سکتا وہ میری پیٹھ پر سوار تھا اور مجھے پچھاڑ چکا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہماری طرح وہ بھی بک کی تاک میں تھا اور چونکہ میں وہاں نمودار ہوگیا تھا اور پھر بک فرار بھی ہوگیا تھا اس لئے تیندوے کو شاید مجھ پر غصہ آگیا۔ چنانچہ میں گرا اور میری خوش قسمتی تھی کہ میں اس جگہ گرا تھا جہاں کی زمین کائی لگ آنے کی وجہ سے نرم ہو رہی تھی۔

"قصہ ختم ہوا" میں نے دل میں کہا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ "قصہ ختم ہونے میں کوئی کسر باقی بھی نہ تھی کیونکہ تیندوے کا تمام تر بوجھ میں اپنی پیٹھ پر محسوس کر رہا تھا اور میں کچھ خود بھی اس کے بوجھ سے دھنسا جارہا تھا۔ اور جب اس نے میری گردن کا لوتھڑا توڑنے کے لئے اپنا سر جھکایا تو میں اس کی گرم سانس کو اپنے سر کے پچھلے حصے پر محسوس کر کے کانپ گیا۔ میں اپنے آپ پر فاتحہ پڑھ چکا تھا کہ یکایک میں نے اسکروپ کے رائفل کی گرج سنی اور پھر فوراً ہی میری پیٹھ پر سوار تیندوا بڑے غصے کے عالم میں غرایا۔ گولی یقیناً اسی کے لگی تھی۔ معلوم ہوتا ہے اس نے' یعنی تیندوے نے' یہ بھی یقین کرلیا تھا کہ یا تو میں نے خود اسے زخمی کیا ہے یا میری وجہ سے وہ زخمی ہوا ہے۔ بہرحال ہوا یہ کہ اس نے میرا شانہ پکڑ لیا میں نے اس کے تیز نکیلے

دانتوں کو اپنے سامنے کی جلد پر محسوس کیا لیکن خوش قسمتی سے اس کے دانت میری جلد پر پھسل کر میرے موٹے کپڑے کے شکاری کوٹ میں پیوست ہوگئے۔ تینڈوا غرا غرا کر مجھے جھنجھوڑنے لگا اور پھر مجھے چھوڑ دیا کہ دوسری دفعہ ٹھیک سے میرے شانے یا گوشت کو گرفت میں لے سکے اور اب مجھے یاد آیا کہ اسکروپ کے پاس ایک نال کی ہلکی رائفل تھی چنانچہ وہ اسے دوسری دفعہ نہ چلا سکتا تھا اور اب مجھے یقین ہوگیا کہ میرا آخری وقت آگیا تھا۔ میں اس وقت خوفزدہ تو نہ تھا البتہ ایک سے دوسری دنیا میں جانے کا خیال کچھ عجیب اور ناقابل یقین سا معلوم ہوا۔ لوگ شاید سچ ہی کہتے ہیں کہ مرتے ہوئے شخص کو اپنی زندگی کے واقعات یاد آجاتے ہیں مجھے اپنی زندگی کے سارے واقعات تو نہیں البتہ اپنے بچپن کے ایک دو واقعات ضرور یاد آگئے مثلاً میں نے دیکھا کہ میں اپنی والدہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں اور اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی اس زنجیر سے کھیل رہا ہوں جس کے سرے سے چھوٹی سی سنہری مچھلی لٹک رہی تھی۔

اس کے بعد میں نے اپنی نجات اور بخشش کے سلسلے میں چند دعائیہ الفاظ کہے اور پھر میرا خیال ہے کہ میں بے ہوش ہوگیا۔ اگر واقعی میں بے ہوش ہوگیا تھا تو میری یہ بے ہوشی چند لمحوں کی تھی۔ چنانچہ ان چند لمحوں کی بے ہوشی کے بعد جب میں نے آنکھیں کھولی ہیں تو ایک عجیب منظر دیکھا۔ اسکروپ اور تینڈوے میں دست بدست جنگ ہو رہی تھی۔ تینڈوا اپنی پچھلی ایک ٹانگ پر' کیونکہ اس کی دوسری ٹانگ ٹوٹ کر جھول گئی تھی' کھڑا اپنی اگلی ٹانگوں سے باکسنگ لڑ رہا تھا اور اسکروپ اپنا بڑا سا چاقو تینڈوے کے جسم میں گھسیڑ رہا تھا۔ دونوں ہی گرے۔ اسکروپ نیچے تھا اور تینڈوا اس کے اوپر۔ تینڈوا اسکروپ کو جھنجھوڑنے لگا۔ میں نے ایک جھرجھری لی اور کائی میں سے نکل آیا مجھے وہ آواز اچھی طرح سے یاد ہے جو میری جسم سے محروم ہوتے وقت کائی نے نکالی تھی۔

تینڈوا جب میری پیٹھ پر سوار ہوا تھا تو میری بندوق میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ وہ قریب ہی پڑی ہوئی تھی' اس کا گھوڑا چڑھا ہوا تھا اور وہ صحیح و سالم تھی۔ میں نے لپک کر بندوق اٹھائی اور میں نے اس وقت تینڈوے پر گولی چلادی جب وہ اسکروپ کا حلق پکڑنے

جا رہا تھا۔

تینڈوا سر سے دم کی نوک تک کانپ گیا' اس کی پچھلی ٹانگیں موت کی تکلیف سے کھنچ گئیں اور ان کے نیچے اسکروپ کی رانوں میں پیوست تھیں اور پھر تینڈوے کا سر اسکروپ پر جھک گیا وہ مرچکا تھا اور اسکروپ اس کے نیچے دبا ہوا تھا۔

اب اسکروپ کو تینڈوے کے نیچے سے نکالنے کا مسئلہ درپیش تھا اور یہ کام آسان نہ تھا۔ کیونکہ یہ مردہ درندہ خاصا وزنی تھا۔ قریب ہی درخت کا ایک ٹہنا پڑا ہوا تھا۔ غالباً کسی ہاتھی نے توڑ کر اسے وہاں پھینک دیا تھا۔ میں نے وہ ٹہنا اٹھا کر بڑی کوششوں کے بعد تینڈوے کے نیچے داخل کردیا اور پھر اپنے جسم کا پورا زور صرف کرکے تینڈوے کو دوسری طرف لڑھکا دیا۔ اس کے نیچے سے اسکروپ نمودار ہوا جو خون میں لت پت تھا۔ یہ میں نہ سمجھ سکا کہ یہ خون کس کا تھا۔ تینڈوے کا یا خود' اسکروپ کا۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ وہ مرگیا ہے لیکن جب میں نے قریب کے جھرنے سے جو چٹان پر سے اتر آیا تھا' پانی لاکر اسکروپ کے منہ پر چھینٹے دیئے تو وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھا اور چھوٹتے ہی یہ عجیب سوال پوچھا۔

"کوارٹرمین! اب میں کیا بن گیا ہوں؟"

"ہیرو۔" میں نے جواب دیا۔

اس کے بعد میں نے اسے مزید گفتگو کرنے سے منع کردیا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا۔ کہ خود میں خاموش ہو رہا اور اسے کیمپ لے جانے کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔ خوش قسمتی سے ہمارا کیمپ وہاں سے زیادہ دور نہ تھا۔ اور ہم کیمپ کی طرف اس طرح چلے کہ اس نے اپنا دایاں ہاتھ میری گردن میں اور میں نے اپنا بایاں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال رکھا تھا اور وہ مسلسل بولے جا رہا تھا۔ ہم نے کوئی دو سو گز کا فاصلہ اس طرح طے کیا تھا کہ دفعتاً" اسکروپ بے ہوش ہوگیا۔ میں اکیلا اسے اٹھا نہ سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے مجبوراً اسی جگہ چھوڑا اور مدد حاصل کرنے کے لئے کیمپ کی طرف بھاگ پڑا۔

قصہ مختصر میں اپنے ملازموں کی مدد سے اسکروپ کو کیمپ میں لے آیا اور جب اسے

خیمے میں لٹادیا گیا تو میں نے اس کے زخموں کا معائنہ کیا۔ خراشیں تو اس کے پورے جسم پر تھیں البتہ دو جگہ کے زخم گہرے اور خطرناک تھے۔ ایک زخم تو بائیں بازو کی مچھلی میں تھا۔ یہاں تیندوے نے اپنے دانت مارے تھے اور تین زخم دائیں ران میں ٹھیک اس جگہ تھے جہاں ٹانگ جسم سے جڑتی ہے۔ یہ زخم تیندوے کے ناخنوں کے تھے۔ اسے سلادینے کی غرض سے میں نے افیون کے مرکب کی ایک خوراک دی اور پھر جہاں تک ممکن تھا اس کے زخموں کی مرہم پٹی کردی۔ تین دنوں تک معاملہ اطمینان بخش رہا اور زخم مندمل ہونے لگے لیکن پھر اچانک بخار نے اس پر حملہ کردیا۔ یہ بخار غالباً تیندوے کے دانتوں یا پھر ناخنوں کے زہر کا تھا۔

اس کے بعد کا ایک ہفتہ بڑا ہی پریشان کن گزرا۔ اسکروپ پر ہذیانی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ اول فول۔ خصوصاً مارگریٹ کے متعلق بکنے لگا۔ میں شکار کے گوشت کے شوربے میں برانڈی ملا کر اسے پلاتا اور اس طرح اس کے جسمانی قوت قائم رکھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن میری ان کوششوں کے باوجود وہ دن بدن کمزور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن زیادہ پریشان کن بات یہ ہوئی کہ اس کی ران کے زخم پکنے لگے۔

وہ کافر' جو ہمارے ساتھ تھے' اس معاملے میں کسی کام کے نہ تھے چنانچہ اسکروپ کی تیمارداری کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر آپڑی۔ تیندوا جب خود مجھ پر سوار تھا تو اس نے مجھے صرف جھنجھوڑا ہی تھا' مجھے زخمی نہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس زمانے میں میں خاصہ پر قوت بھی تھا اس کے باوجود نیند اور آرام کی کمی مجھ پر اثر انداز ہونے لگی کیونکہ ایک ہی وقت میں میں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہ ہوسکتا تھا آخر کار وہ صبح طلوع ہوئی جس نے مجھے بے حد تھکا ہوا پایا۔ سامنے اسکروپ پڑا کروٹیں بدل رہا تھا اور بک رہا تھا اور میں اس کے قریب بیٹھا حسرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ خدا جانے یہ کل تک زندہ رہے گا بھی یا نہیں۔ اور اگر زندہ رہا تو خود میں کب تک اس کی خبر گیری کرسکوں گا۔ میں نے کافر ملازم سے کافی لانے کو کہا اور جب میں کافی کی پیالی کانپتے ہاتھ سے اٹھا کر اپنی منہ کی طرف لے جارہا تھا کہ۔ مدد آگئی۔

اور یہ مدد عجیب روپ میں آئی۔

خیمہ کے عین سامنے دو درخت تھے۔ طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سنہری کرنیں ان درختوں کی چوٹیوں پر سے نیچے اتر آئی تھیں کہ میں نے ایک عجیب سے انسان کو دیکھا جو جیسے کسی جادو کے زور سے ان درختوں کے درمیان نکل آیا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ سیدھا میری طرف آرہا تھا۔ اس کی چال تیز نہ تھی البتہ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت ہمارے کیمپ کی طرف آرہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی چال ایسی تھی کہ اس سے اس کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اس کی داڑھی اور سر کے لانبے بال تو سفید ہورہے تھے لیکن چہرہ جوانوں کا ساتھا البتہ اس کے ہونٹوں کے کونوں کے قریب جھریاں نظر آرہی تھیں۔ آنکھیں سیاہ تھیں اور ان میں حیات اور قوت کی چمک تھی اس کے لمبے اور دبلے جسم پر چیتھڑے لٹک رہے تھے اور ان چیتھڑوں پر اس نے کھال کا ایک چوغہ کروس پہن رکھا تھا۔ اس کے پیروں میں خام کھال کے پیر تلے تھے۔ اس کی پیٹھ پر ایک پرانا اور تڑا مڑا ڈبہ سا بندھا ہوا تھا' اس کے سفید اور استخوانی ہاتھ میں ایک لمبا عصاء تھا جو اس سیاہ سفید لکڑی کا تھا جسے کافر "آن زمیناٹی" کہتے ہیں۔ اس عصا کی چوٹی پر تیتلیاں پکڑنے کا جال لگا ہوا تھا۔ اس عجیب شخص کے پیچھے چند کافر تھے جنھوں نے اپنی سروں پر بکس اٹھا رکھے تھے۔ میں نے اسے فوراً پہچان لیا کیونکہ میں اس سے پہلے بھی مل چکا تھا اور ہماری وہ ملاقات ایک خاص موقع پر زولو لینڈ میں اس وقت ہوئی تھی جب وہ زولو فوج کے درمیان سے بڑے سکون سے گزرتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا تھا اور زولو جیسے خونخوار قبیلے کے غضب ناک سپاہی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکے تھے۔ پورے جنوبی افریقہ میں یہ عجیب ترین شخص مشہور تھا اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بدمعاش تھا۔ جی نہیں اگر ہم کسی کو مکمل طور پر شریف کہہ سکتے ہیں تو وہ یہی شخص تھا کوئی اس کی داستان حیات سے واقف نہ تھا۔ (حالانکہ اب میں اس خوب سے واقف ہوچکا ہوں اور بڑی حیرت انگیز ہے یہ داستان) سوائے اس کے کہ وہ امریکی ہے اور یہ بات اس کے لب و لہجے سے ظاہر ہوجاتی تھی وہ ایک سند یافتہ ڈاکٹر تھا اور اس کی غیر معمولی مہارت سے پتہ چلتا تھا کہ وہ

بہترین سرجن بھی تھا۔ رہی دوسری باتیں تو اس کی آمدنی جاری تھی حالانکہ یہ بات راز ہی رہی کہ اس کی آمدنی کے ذرائع کیا تھے پچھلے کئی برسوں سے وہ جنوبی اور مشرق افریقہ میں آوارہ گردی کر رہا تھا اور تتلیاں اور پھول جمع کر رہا تھا۔

کافر اور سفید فام اسے پاگل یقین کر چکے تھے چنانچہ ایک تو وہ ماہر ڈاکٹر تھا اور پھر افریقہ میں پاگل کے طور پر مشہور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بے خوف و خطر جہاں چاہتا چلا جاتا اور اسے کوئی بھی کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرتا کیونکہ کافر پاگل کو مقدس اور سحرزدہ سمجھ کر ان کا احترام کرتے اور ان سے ڈرتے بھی تھے کافروں میں وہ "واگیتاہ" کے نام سے مشہور۔ واگیتاہ دراصل ڈاکٹر کی بگڑے ہوئی شکل تھی اور سفید فاموں میں وہ تین مختلف ناموں سے مشہور تھا۔ برادر جون۔ چچا جناتھن اور سینٹ جون دوسرا لقب تو اسے اس لئے ملا تھا کہ جب وہ داڑھی مونچھ صفا چٹ کر کے اور حجامت بنوا کر اچھا لباس پہن لیتا تو وہ امریکی کارٹون کے مشہور کردار چچا جناتھن سے مشابہ نظر آتا۔ پہلا اور تیسرا خطاب تو اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ ولی صفت انسان تھا اور دوم اس لئے کہ اسے جنگل کے پھل اور شہد بہت پسند تھا۔ بہرحال اسے ذاتی طور پر اپنا نام برادر جون زیادہ پسند تھا۔ برادر جون کو دیکھتے ہی میں خوشی سے پاگل ہوگیا۔ اگر کوئی فرشتہ بھی آسمان سے اتر آتا تو شاید مجھے اتنی مسرت حاصل نہ ہوتی۔ میں نے جلدی سے دوسرا قدح نکال اسے کافی سے لبالب بھر دیا مجھے یاد آیا کہ برادر جون زیادہ شکر پیتا تھا چنانچہ میں نے اس کے قدح میں خاصی مقدار میں شکر حل کر دی۔

"کیسے ہو برادر جون؟" میں نے کافی کا قدح لے کر اس میں اپنی شہادت کی انگلی ڈال دی۔

یہ اطمینان کر کے کہ وہ گرم تھی اس نے قدح منہ سے لگایا اور اسے یوں پی گیا جیسے وہ کافی نہ ہو کڑوی کسیلی دوا ہو۔ اس نے قدح میری طرف بڑھا دیا کہ میں اس دوبارہ بھر دوں۔

"مشروبات کی تلاش؟" میں نے پوچھا۔

اس نے سر ہلایا۔

"ہاں وہ بھی اور پھول بھی۔ اس کے علاوہ انسانی فطرتوں کا مطالعہ اور خدا کے بنائے ہوئے شاہکار کا معائنہ۔ بس بھٹکتا رہا یہاں وہاں۔"

وہ دوسرے دن ساحل کی طرف روانہ ہونے کا اعلان کر چکا اور اپنے کافر ملازموں کو ضروری ہدایات دے چکا تھا۔ لیکن سورج غروب ہونے کے کوئی دو گھنٹے بعد دفعتاً" اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ سامان پیک کر کے اس کے پیچھے چلتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ واگیتاہ تقریباً بھاگ رہا تھا اور اس نے کافروں کو اس قدر تھکا مارا تھا کہ اگر انہیں یہ خوف نہ ہوتا کہ واگیتاہ انہیں اس انجانے علاقے اور اندھیرے میں چھوڑ کر اکیلا ہی آگے بڑھ جائے گا تو وہ سامان پھینک کر کسی جگہ بیٹھ جاتے اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیتے۔

تو یہ تھی وہ کہانی جو برادر جون کے میرے کیمپ میں یوں آجانے کے متعلق مجھے معلوم ہوئی اس کے متعلق میں اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا چنانچہ قارئین کو اختیار ہے اور وہ اسے جو چاہیں سمجھ لیں۔ معجزہ دعا کا اثر' برادر جون کی چھٹی حس یا پھر ایک حیرت انگیز اتفاق۔

کیمپ میں برادر جون اور ہم ایک ہفتے تک ساتھ رہے اور پھر وہاں سے ڈیلوگا بے شک سفر میں اور وہاں سے ڈربن تک کے بحری سفر میں بھی ہمارا ساتھ رہا چنانچہ اس عرصہ میں ہم دونوں آپس میں خاصے بے تکلف اور گہرے دوست بن چکے تھے اپنی ماضی کے متعلق اس نے کچھ نہ بتایا اور نہ ہی یہ بتایا کہ وہ افریقہ کے جنگل میں کیوں بھٹک رہا تھا۔ (یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوگئی) البتہ اس نے علم الحیات اور علم الانسان کے متعلق بہت سی باتیں کہیں اب چونکہ میں خود بھی اپنے طور پر اور اپنی عقل کے مطابق افریقہ کے کافروں کے رسم و رواج اور فطرتوں کا مطالعہ کرتا رہا ہوں اس لئے یہ موضوع میرے لئے دلچسپ تھے۔

دوسری بہت سی چیزوں کے علاوہ اس نے مجھے وہ کیڑے مکوڑے اور رنگ برنگی تتلیاں دکھائیں جو اس نے آوارہ گردی کر کے جمع کی تھیں۔ یہ چیزیں بکسوں میں اس نے بڑی

مہارت سے ٹانک رکھی تھیں۔ پھر اس نے مجھے وہ خشک پھول دکھائے جو اس نے بلاٹنگ
فائل کے صفحوں میں دبا کر احتیاط سے رکھے تھے۔ ان میں چند پھول' بقول برادر جون'
آرکڈ تھے۔ یہ دیکھ کر کہ میں آرکڈوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا ہوں اس نے کہا کہ کیا
میں دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حیرت انگیز پھول دیکھنا پسند کروں گا۔ ظاہر ہے
کہ میرا جواب اثبات میں تھا۔ اس پر اس نے اپنے ایک بکس میں سے ایک چپٹا پیکٹ
برآمد کیا جو دو فٹ چھ انچ لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا۔ برادر جون نے بڑی احتیاط سے کھجور کے
پتوں کی وہ چٹائی کھولی جو پیکٹ پر لپٹی ہوئی تھی۔ چٹائی کے نیچے پیکٹ یا ڈبے کا ڈھکن تھا جو
شیشہ کا تھا۔ اس کے نیچے پھر کئی چٹائیوں کی تہہ تھی۔ ان کے نیچے دو گتے تھے اور ان گتوں
کے درمیان وہ پھول تھا اور اس پودے کی ایک پتی تھی جس پر یہ پھول اگا تھا۔

خشک ہونے کے باوجود یہ پھول ایک حیرت انگیز چیز تھا۔ میں نباتات داں نہیں ہوں
چنانچہ جیسا کچھ اس پھول کو دیکھ اور سمجھ سکا ہوں بیان کر رہا ہوں۔ ایک پنکھڑی کی نوک
سے دوسری پنکھڑی کی نوک تک اس کا محیط یا گھیراؤ چوبیس انچ تھا۔ اس کے باہر کی
طرف ایک خوبصورت غلاف سا تھا جس پر کالی دھاریاں تھیں۔ پھول کے بیچ میں کیونکہ
پھول کھلا ہوا تھا' ایک پیالی سی تھی اور پیالی کے عین بیچ میں اور اس کے نیچے میں ایک سیاہ
داغ تھا۔ اس سیاہ داغ کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر
بھی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ سیاہ داغ ایک زبردست بندر کے سر کی شکل کا تھا۔ اس کی جھکی
ہوئی بھنویں' اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں' منہ اور بڑا سا جبڑا۔ سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا
اور یہ سارے نقوش وہ تنہا سیاہ داغ بنا رہا تھا۔

"کیا ہے یہ؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"جناب!" برادر جون نے کہا "یہ سپری پیدم کا سب سے زیادہ حیرت انگیز نمونہ ہے
اور جناب! میں نے اسے دریافت کیا ہے' اور اس پودے کی تازہ جڑ کی قیمت بیس ہزار پونڈ
بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔"

"تب تو بھائی یہ کاروبار سونے کی کان کنی کرنے سے زیادہ منافع بخش ہے۔" میں نے

کہا "تو اس کی جڑ ہے تمہارے پاس؟"

برادر جون نے بڑی اداسی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اتنا خوش قسمت کہاں؟" اس نے کہا۔

"تو پھر پھول کیسے آ گیا تمہارے پاس؟ ظاہر ہے کہ پودے سے ہی توڑا گیا ہو گا۔ پھر
اس کی جڑ حاصل کرنے میں کون سی مشکل درپیش تھی؟"

"یہ ذرا طویل داستان ہے لیکن میں تمہیں سنا رہا ہوں۔ سنو ایلن پچھلے ایک برس
تک میں اس علاقے میں سے پھولوں اور تتلیوں وغیرہ کے نمونے جمع کرتا رہا تھا جو کلوا کے
پیچھے ہے اور وہاں سے مجھے چند بے حد عجیب نمونے مل گئے۔ اپنی اسی آوارہ گردی کے
سلسلے میں میں پورے تین سو میل آگے بڑھ کر افریقہ کے گویا قلب میں گھستا چلا گیا اور
اس قبیلے میں ان لوگوں میں پہنچ گیا جنہوں نے پہلے کبھی کسی سفید فام کو نہ دیکھا تھا۔ یعنی وہ
پہلا سفید فام تھا کہ جو ان لوگوں میں پہنچا تھا۔ یہ لوگ مازیتو کہلاتے ہیں۔ فطرتاً جنگجو ہیں
اور ان کی رگوں میں زولو خون کی آمیزش ہے۔"

"ان لوگوں کے متعلق میں سن چکا ہوں۔" میں نے کہا "ساڑینکو کونا کے دور سے پہلے
یعنی دو سو برس کا عرصہ ہوا' یہ لوگ جنوب کی طرف بھاگ گئے تھے۔"

"خیر تو یہ لوگ میری بات سمجھ سکتے تھے اور میں ان کی بولی سمجھ سکتا تھا کیونکہ یہ لوگ
جو بولی بولتے ہیں وہ زولو زبان کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ ابتداء میں تو ان لوگوں نے چاہا کہ
مجھے قتل کریں لیکن پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لئے کہ وہ لوگ مجھے پاگل تسلیم کر چکے تھے ایلن!" بہت سے لوگ مجھے پاگل
سمجھتے ہیں۔ "عام خیال ہے یہ ... لیکن میں خود اپنے آپ کو صحیح الحواس اور دوسروں کو
پاگل سمجھتا ہوں۔"

"خیر... اپنا اپنا خیال ہے۔" میں نے جلدی سے کہا کیونکہ اس وقت' میں بہادر جون
کی صحیح الحواسی پر بحث کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ "ہاں تو پھر کیا ہوا؟"

"بعد میں کسی طرح سے ان لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ میں دوا دارو بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کا بادشاہ' جن کا نام بوسی تھا' میرے پاس آیا کہ میں اس کی رسولی کا علاج کروں۔ رسولی غیر معمولی طور پر بڑی تھی بہرحال میں نے جرات سے کام لے کر اس کی رسولی کا آپریشن کیا اور اسے بھلا چنگا کردیا۔ یہ کام بڑا ہی خطرناک تھا کیونکہ اگر آپریشن کے دوران یا اس کے بعد بوسی مرجاتا تو مجھے بھی قتل کردیا جاتا۔ خیر میں مرنے سے نہیں ڈرتا کیونکہ میرے لئے اس زندگی میں اب رہ ہی کیا گیا ہے۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی "خیر تو آپریشن کامیاب رہا' بوسی کی رسولی میں نے نکال کر پھینک دی اور اس کا زخم بھی مندمل ہوگیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے مازیتو لوگ مجھے ایک عظیم ساحر سمجھنے لگے۔ اس کے علاوہ بادشاہ بوسی نے مجھے اپنا خون بدل بھائی بنالیا یعنی اس نے اپنی اور میری کلائی پر کئی شگاف دے کر اور پھر اپنی کلائی میری کلائی پر رکھ کر اپنا خون میری رگوں میں داخل کردیا۔ اس طرح سے میرا خون' اس کی رگوں میں داخل ہوگیا۔ چنانچہ اب بوسی مجھ میں تھا اور میں اس میں تھا یعنی بوسی میں۔ دوسرے لفظوں میں مازیتو لوگوں کا بادشاہ میں بھی بن گیا۔ اب تک ان کا بادشاہوں اور جب تک زندہ ہوں ان کا بادشاہ رہوں گا۔"

"تمہاری یہ بادشاہت کبھی ہماری لئے مفید ثابت ہوسکتی ہے۔" میں نے کہا "لیکن خیر کہے جاؤ۔"

"وہیں مجھے معلوم ہوا کہ مازیتو علاقے کے مغربی سرحد سے پرے زبردست دلدلیں پھیلی ہوئی ہیں' ان دلدلوں کے بعد کیرو نامی ایک جھیل ہے اور اس جھیل کے بعد ایک وسیع و عریض اور زرخیز علاقہ جو کہتے ہیں کہ جزیرہ ہے اس جزیرے کے عین بیچ میں ایک پہاڑ ہے اس علاقے کا نام پونگو ہے۔ چنانچہ اس مناسبت سے وہ لوگ بھی پونگو کہلاتے ہیں جو اس علاقے میں آباد ہیں۔"

"پونگو! اگر میں غلطی نہیں کررہا تو پھر کافر گوریلے کو پونگو کہتے ہیں۔" میں نے کہا "کم سے کم اس شخص نے تو مجھے گوریلے کا یہی افریقی نام بتایا تھا۔ جس سے میری ملاقات مغربی ساحل پر ہوئی تھی۔"

"آچھ ... چھا۔ تب تو یہ واقعی عجیب بات ہے۔ جب کہ خود تمہیں ابھی معلوم ہوجائے گا۔ اب یہ پونگو' کہتے ہیں کہ بڑے زبردست جادوگر ہیں اور جس دیوتا کی یہ پرستش کرتے ہیں وہ ایک گوریلا ہی ہے۔ کم سے کم مجھ سے تو یہی کہا گیا تھا۔ اب اگر تمہارا یہ کہنا سچ ہے کہ گوریلے کو افریقی پونگو کہتے ہیں۔ تو پھر ان لوگوں کو پونگو اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا دیوتا گوریلا ہے لیکن ان کا ایک ہی نہیں بلکہ دو دیوتا ہیں۔"

"دوسرا دیوتا بھی کوئی جانور ہی ہوگا۔"

"نہیں۔ ان کا دوسرا دیوتا یہ پھول ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی یہ عجیب و غریب سنہرا پھول ہے جس کی پیالی میں بندر کا سر بنا ہوا ہے۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اس پھول میں بنے ہوئے سر کی وجہ سے گوریلے کی پرستش شروع کردی یا پھر گوریلے کی وجہ سے اس بندر کے سر والے پھول کو اپنا دوسرا دیوتا بنالیا۔ بہرحال اس کے متعلق میری معلومات محدود ہیں۔ یعنی وہ صرف بستی میں مجھے مازیتو لوگوں سے اور پھر اس شخص سے علوم ہوئیں جو اپنے آپ کو پونگو سردار ظاہر کررہا تھا۔"

"کیا کہا ان لوگوں نے؟"

"مازیتو لوگوں کا کہنا ہے کہ پونگو دراصل شیطان ہیں جو ڈونگوں میں سوار ہوکر جھیل اور دلدلوں کے خفیہ راستوں سے' جو نرسلوں کے جھنڈوں میں بنائے جاتے ہیں' آتے ہیں اور مازیتو کی عورتوں اور بچوں کو چرا لے جاتے ہیں اور پھر ان کو اپنے دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ بعض دفعہ پونگو مازیتو بستی پر باقاعدہ حملہ کردیتے ہیں اور وہ جیسا کہ مازیتو لوگوں نے کہا ہے۔ جب حملہ کرتے ہیں تو لکڑبھگوں کی طرح چیختے اور چلاتے ہیں۔ مردوں کو وہ لوگ قتل کردیتے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو اٹھا کرلے جاتے ہیں۔ مازیتو نے ان شیطانوں پر چڑھائی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ کیونکہ یہ لوگ' جیسا کہ وہ اپنے آپ کو کہتے ہیں' خشکی کے آدمی ہیں' انہیں پانی سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ ان کے پاس ڈونگے بھی نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ جزیرہ تک نہ پہنچ سکے بشرطیکہ وہ علاقہ حقیقت میں جزیرہ ہی ہو۔ انہی سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں پونگو کا گوریلا دیوتا رہتا ہے وہاں ایک

عجیب و غریب پھول اُگتا ہے اور یہ پھول بھی دیوتا کی طرح پوجا جاتا ہے اس کی کہانی انہیں اپنے قبیلے کے ان لوگوں سے معلوم ہوئی تھی جنہیں پونگو نے اپنا غلام بنالیا تھا لیکن جو بعد میں فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

"ظاہر ہے کہ تم نے اس جزیرے تک پہنچنے کی کوشش کی ہوگی۔" میں نے کہا۔

یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ میں نے کوشش کی اور نرسلوں کے کنارے تک پہنچ بھی گیا۔ نرسلوں کا یہ کنارہ ایک ڈھلوانی میدان کے سرے پر تھا اور وہ کیرو جھیل اس جگہ سے شروع ہوئی تھی۔ خیر تو وہاں پہنچ کر میں نے چند دنوں کے لئے قیام کیا' اور تتلیاں پکڑتا اور پودوں کے نمونے جمع کرتا رہا۔ سورج غروب ہوتے ہی میرے کافر ملازم مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ کیونکہ رات کا اندھیرا اترنے کے بعد بقول ان کے وہاں کوئی پاگل ہی ٹھہر سکتا تھا یا پھر وہ شخص جسے اپنی زندگی عزیز نہ ہو۔ تو ایک رات میں اپنے کیمپ میں اکیلا سو رہا تھا کہ دفعتاً" میری آنکھ کھل گئی اور مجھے احساس ہوا کہ وہاں میں اکیلا نہ تھا۔ میں اپنے خیمے سے باہر آیا اور غروب ہوئے چاند کی کیونکہ رات ختم ہورہی تھی' روشنی میں میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے خیمے کے دروازے کے عین سامنے اپنے بھالے کے دستے پر جھکا کھڑا تھا۔ بھالے کا پھل غیر معمولی طور پر لمبا۔ خود وہ شخص بھی خاصا طویل القامت تھا۔ تقریباً چھ فٹ دو انچ لیکن بھالا اس کے قد سے بھی لمبا تھا۔ اس شخص کا سینہ چوڑا اور شانے مضبوط تھے اور اس نے ایک سفید لبادہ پہن رکھا تھا۔ جو اس کے شانوں سے شروع ہوکر ایڑیوں تک پہنچ رہا تھا۔ اس کے سر پر ایک تنگ سی فیتے دار ٹوپی تھی اور وہ بھی سفید تھی۔ اس کے کانوں میں تانبے یا سونے کے بالے اور کلائیوں میں اس دھات کے کنگن پڑے ہوئے تھے۔ اس کی جلد گہری کالی تھی لیکن چہرے کے نقوش حبشیوں کے سے نہ تھے بلکہ قدرے ابھرے تھے ناک ستواں تھی اور ہونٹ پتلے تھے جیسے کہ عربوں کے ہوتے ہیں۔ اس کے بائیں ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور خود وہ شخص عجیب الجھن میں معلوم ہوتا تھا اس کی عمر پچاس سال کی معلوم ہوئی تھی وہ یوں بے حرکت کھڑا تھا کہ میں بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ وہ کہیں ان بھوتوں سے تو نہیں جنہیں' بقول مازیتو' پونگو جادوگر

مازیتو لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے ان کی بستیوں کی طرف بھیج دیتے ہیں۔

"بہرحال ہم بہت دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ کیونکہ میں فیصلہ کرچکا تھا۔ کہ نہ تو میں گفتگو کا آغاز کروں گا اور نہ ہی دلچسپی کا اظہار آخر اسی نے اپنی زبان کھولی۔ اس کی آواز گہری اور گونجدار تھی اور وہ مازیتو بولی بول رہا تھا' کم سے کم ایسی زبان بول رہا تھا جسے سمجھنا مشکل نہ تھا۔

"اے سفید فام آقا! کیا تم وہی ہو جس کا نام واگیتاہ ہے اور جو بیماروں کو اچھا کرتا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"بے شک میں وہی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن تم کون ہو کہ تم نے میری نیند خراب کرنے کی ہمت کی ہے؟"

"اے آقا! میں کالوبی ہوں میں پونگو لوگوں میں سردار اور اپنے علاقے کا عظیم اور مشہور آدمی ہوں؟"

"سفید فام آقا! تم اپنی کہو۔ خود تم یہاں اکیلے کیوں آئے ہو؟" اس نے جواباً پوچھا۔

"بہرحال تم کیا چاہتے ہو؟"

"اے واگیتاہ! میں زخمی ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم میرا علاج کرو اور اس تکلیف سے مجھے نجات دلاؤ۔" اور اس نے اپنے اس ہاتھ کی طرف دیکھا جس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"بھالا پھینک دو اور اپنا لبادہ کھولو کہ میں دیکھوں کہ تم اس میں چاقو چھپائے ہوئے نہیں ہو۔"

اس نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنا بھالا کئی فٹ دور پھینک دیا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا "اب اپنے ہاتھ پر کی پٹی الگ کرو۔"

اس نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ میں نے دیا سلائی کی تیلی جلائی تو اسے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوگیا۔ حالانکہ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ میں نے تیلی کی روشنی میں اس کے ہاتھ کا معائنہ کیا' شہادت کے قریب والی انگلی کی پور جوڑ کے قریب سے غائب تھی' انگلی کے سرے کو داگیا تھا اور اس پر لچکدار اور چکنی گھاس کی پتیاں بندھی ہوئی تھیں مجھے یہ سمجھتے

دیر نہ لگی کہ کالوبی کی انگلی کسی درندے نے کاٹ لی تھی۔

یہ زخم کاہے کا ہے؟ میں نے پوچھا۔

"بند کا" کالوبی نے جواب دیا "زہریلا بندر۔ واگیتاہ! میری یہ انگوٹھی جڑ میں سے کاٹ دو ورنہ کل کا سورج غروب ہونے سے پہلے میں مرجاؤں گا۔"

"کالوبی! تم اپنے لوگوں کے سردار ہو چنانچہ تم اپنے علاقے کے وچ ڈاکٹروں سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ تمہاری انگلی ہاتھ سے الگ کردیں؟"

"نہیں نہیں" اس نے زور زور سے سرہلایا "وہ یہ کام نہ کریں گے۔"

"کیوں نہ کریں گے؟"

"اس لئے کہ یہ ہمارے اصول اور قانون کے خلاف ہے۔ اور یہ کام میں نہیں کرسکتا کیونکہ اگر گوشت کالا ہوا تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اگر گوشت کہنی تک کالا ہوا تو پورا بازو جسم سے الگ کردیا جائے گا۔"

میں چٹائی پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔ دراصل میں سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کررہا تھا۔ کیونکہ یہ آپریشن اندھیرے میں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کالوبی نے سمجھا کہ میں نے اس کی درخواست رد کردی ہے۔ چنانچہ وہ مشتعل ہوگیا۔

سفید فام! کوئی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو۔" اس نے اپنے جذبات کو قابو میں کرتے ہوئے کہا "میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ بے شک زندگی بہت بری چیز ہے لیکن موت اس سے بھی بری ہے۔" واگیتاہ! اگر تم نے انکار کردیا تو میں اس جگہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کرلوں گا اور پھر میرا بھوت تمہیں پریشان کرتا رہے گا یہاں تک کہ خود تم اپنی زندگی سے عاجز آکر میرے پاس روحوں کی دنیا میں چلے آؤ گے۔

"واگیتاہ! کیا تم چاہتے ہو کہ تم اپنی اس خدمت کے صلے میں؟ ہاتھی دانت' سونا' لونڈی غلام؟ جو کچھ تم طلب کرو گے پاؤ گے۔"

"خاموش رہو۔" میں نے کہا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر وہ اسی طرح مشتعل رہا اور بولتا رہا تو پھر اسے بخار چڑھ آئے گا اور اس کے بعد اگر آپریشن ناممکن نہیں تو مشکل ضرور

ہوگا اور خطرناک بھی ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اس سے ان بہت سی باتوں کے متعلق نہ پوچھا جنہیں معلوم کرنے کے لئے میں بے چین تھا' میں نے آگ جلائی اور اپنے اوزار پانی میں ڈال کر ابالنے لگا' کالوبی حیرت سے میری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ میں جادو کررہا ہوں۔

اس عرصہ میں سورج طلوع ہوچکا تھا۔

"ہاں تو کالوبی" میں نے کہا "لاؤ اب ہم دیکھیں کہ تم کتنے بہادر ہو۔"

تو برادر ایلن۔ میں نے وہ آپریشن کیا اور اس کی انگلی جڑ میں سے یعنی ٹھیک اس جگہ سے جہاں وہ ہتھیلی سے ملتی ہے' کاٹ لی۔ کالوبی نے یہ غلط نہ کہا تھا کہ وہ بندر جس نے اس کی انگلی کاٹ لی تھی' زہریلا تھا۔ یہ انگلی اب بھی میرے پاس اسپرٹ میں رکھی ہوئی ہے اور تم چاہو تو اسے دیکھ سکتے ہو۔ خیر تو بعد میں میں نے اس انگلی کی چیر پھاڑ کی تو معلوم ہوا کہ پوری انگلی' یعنی جڑ تک' سڑ گئی تھی اور گوشت سیاہ پڑگیا تھا لیکن اس سے آگے کا گوشت سرخ اور صحت مند تھا۔ کالوبی نے یہ بھی غلط نہ کہا تھا کہ اگر اس کی انگلی کاٹ نہ لی جاتی تو یہ زہر اس کے پورے ہاتھ میں اور پھر پورے بازو میں پھیل جاتا۔

کالوبی واقعی بڑا بہادر شخص تھا۔ کیونکہ اس پورے آپریشن کے دوران وہ چٹان کی طرح بے حرکت بیٹھا رہا اور اف تک نہ کی اور نہ ہی اس کے منہ سے سسکی نکلی بلکہ جب میں نے اس کی انگلی کاٹ لی اور اس نے دیکھا کہ ہاتھ کا گوشت سرخ ہے تو اس نے اطمینان کا لمبا سانس لیا۔ جب آپریشن ختم ہوا تو کالوبی پر بے ہوشی طاری ہونے لگی چنانچہ میں نے شراب میں پانی ملاکر اسے پینے کو دی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ہوش میں تھا۔

"اے واگیتاہ!" جب میں اس کے ہاتھ پر پٹی کس رہا تھا تو اس نے کہا "تم نے مجھ پر یہ بڑا احسان کیا ہے۔ چنانچہ یاد رکھو جب تک میں زندہ ہوں تمہارا میں غلام ہوں تاہم میں چاہتا ہوں کہ تم میرا ایک اور کام بھی کردو۔ میرے علاقہ میں ایک خوفناک اور خونخوار درندہ موجود ہے وہی جس نے میری انگلی کاٹ لی تھی۔ یہ درندہ بدروح ہے جو ہم لوگوں کی جان لے لیتا ہے اور ہم اس سے ڈرتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں کے پاس جادوئی

ہتھیار ہوتے ہیں جو بہت دور سے اور ایک زبردست آواز کے ساتھ شکار اور دشمن کو مار گراتے ہیں۔ واگیتاہ! میرے علاقے میں چلو اور اس خونخوار اور رندے کا خاتمہ کردو۔ یہ میری درخواست ہے۔ چلو واگیتاہ! میرے علاقے میں چلو اور اس خونخوار درندے کا خاتمہ کردو۔ یہ میری درخواست ہے۔ چلو واگیتاہ کیونکہ میں بہت زیادہ خائف ہوں۔"

اور حقیقت میں وہ خوفزدہ معلوم ہوتا تھا۔

"نہیں۔" میں نے جواب دیا "میں کسی کا خون نہیں بہاتا اور کسی کی جان نہیں لیتا سوائے تتلیوں کے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ لیکن اگر واقعی تم اس شیطان سے خائف ہو تو اسے زہر کیوں نہیں کھلا دیتے؟ تم لوگ تو بڑے زور اثر قاتل زہروں سے واقف ہو۔"

"واگیتاہ! یہ سب بے کار ہے' بے کار ہے۔" اس نے روتی آواز میں کہا "وہ شیطان ہر قسم کے زہروں کو پہچانتا ہے' چند زہر وہ کھالیتا ہے لیکن اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور جو قاتل زہر ہیں انہیں وہ چھوتا تک نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی سیاہ فام اس کا خاتمہ نہیں کرسکتا البتہ کوئی سیاہ فام اس کی جان لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ بد روح فانی ہو۔ اور سچ تو یہ ہے واگیتاہ کہ ہمارے یہاں کتنی ہی نسلوں سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ اس درندے کا خاتمہ ایک سفید فام ہی کرے گا۔"

"عجیب درندہ ہے اور عجیب روایت ہے۔" میں بڑبڑایا۔

کیونکہ مجھے یقین تھا کہ کالوبی جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ نہیں ہے۔ عین اسی وقت میں نے اپنے آدمیوں کی آوازیں سنیں وہ لوگ قد آدم گھاس کے میدانوں میں تھے چنانچہ ہم انہیں دیکھ نہ سکتے تھے بہرحال وہ کوئی گیت گاتے ہوئے کیمپ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آوازوں سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کیمپ سے کافی دور تھے۔ کالوبی نے بھی یہ آوازیں سن لیں۔ اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب مجھے چلنا چاہئے کیونکہ یہ مناسب ہوگا کہ کوئی مجھے یہاں نہ دیکھے۔" وہ بولا۔

"واگیتاہ! معاوضہ۔ ہاں بولو۔ کیا چاہتے ہو؟"

"میں اپنے علاج کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔" میں نے کہا "لیکن ٹھہرو میں نے سنا ہے

کہ تمہارے علاقے میں ایک حیرت انگیز پھول اُگتا ہے۔ ایک ایسا پھول جس کے بازو سے ہیں اور ان کے نیچے ایک پیالی ہے' بس مجھے وہی پھول چاہئے۔"

"کس نے بتایا تمہیں اس پھولوں کے متعلق؟" اس نے پوچھا "یہ پھول مقدس ہے اس کے باوجود۔ اے سفید فام تمہاری خاطر یہ خطرہ مول لیا جاسکتا ہے۔ جاؤ' اے سفید فام جاؤ اور اپنے ساتھ اس سفید فام کو لے کر آؤ جو اس درندے کا خاتمہ کرسکتا ہے اور پھر میں مالامال کردوں گا۔ ہاں اس سفید فام کو لے کر نرسلوں تک آؤ اور کالوبی کا نام پکارو اور کالوبی سن لے گا اور تمہاری خدمت میں حاضر ہوجائے گا۔"

اور پھر اس نے لپک کر اپنا بھالا اٹھایا اور نرسلوں میں گھس کر غائب ہوگیا اور پھر میں نے اسے نہ دیکھا اور شاید اب دیکھ بھی نہ سکوں گا۔

"اگر ایسا ہی تھا برادر جون تو پھر یہ پھول تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟" میں نے پوچھا۔

"سنو تو سہی ایلن' تم بیچ ہی میں بول پڑتے ہو۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد ایک صبح میں اپنے خیمے سے باہر آیا تو یہ پھول خیمے کے دروازے کے سامنے مٹی کے ایک برتن میں' جس میں پانی تھا' دھرا ہوا تھا۔ جب میں نے کالوبی سے کہا تھا کہ وہ میری لئے یہ پھول لادے تو میرا مطلب یہ تھا وہ پھولوں اور اس کا پودا جڑ سمیت لے آئے لیکن اس نے یہ سمجھا کہ میں صرف پھول چاہتا ہوں یا شاید یہ بات ہو کہ وہ پودا بھیجنے کی جرائت نہ کرسکا ہو بہرحال کچھ نہ ہونے سے کچھ بہتر ہے۔"

"برادر جون! پودا حاصل کرنے کے لئے تم خود کیوں نہ گئے اس علاقے میں؟"

اس کی چند وجوہات تھیں لیکن سب سے زیادہ اہم وجہ یہ تھی کہ وہاں جانا ناممکن تھا۔ مازیتو لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ اگر اس پھول کو کوئی دیکھ بھی لیتا ہے تو اسے قتل کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرے پاس یہ پھول ہے تو انہوں نے مجھے ستر میل تک اندرون ملک ہٹ آنے تک مجبور کردیا۔ چنانچہ مجھے یہی معلوم ہوا کہ میں اس وقت تک انتظار کروں۔ جب تک مجھے کوئی ایسا ساتھی نہیں مل جاتا جو میرے ساتھ اس مہم پر

چلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ سچ یہ ہے ایلن کے مجھے یہی خیال آیا تھا کہ تمام تم وہ شخص ہو جو
اس شیطان درندے سے دو دو ہاتھ کر سکتے ہو جو انسانوں کی انگلیاں کاٹ لیتا ہے اور پونگو
لوگوں کو خوفزدہ کئے ہوئے ہے۔" اور برادر جون نے اپنی لمبی اور سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرا
اور مسکرا کر اضافہ کیا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ جب میں نے یوں سوچا تو اس کے کچھ ہی
عرصہ بعد ہماری ملاقات ہو گئی۔"

"برادر جون" میں نے کہا "تمہارے متعلق عجیب و غریب باتیں کہتے ہیں لیکن جہاں
تک میرا تعلق ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تمہارے دماغ وغیرہ میں کوئی فتور نہیں
ہے۔"

برادر جون پھر اپنی سفید لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر مسکرایا۔

چنانچہ اس کے بعد میں اور برادر جون کے درمیان ان لوگوں کے متعلق جو پونگو
کہلاتے ہیں اور ایک گوریلے اور سنہری پھول کو پوجتے تھے' مزید باتیں اس وقت تک نہ
ہوئیں جب تک ہم اپنے گھر' جو ڈربن میں تھا' نہ پہنچ گئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں
کہ میں اسکروپ کو اپنے گھر ہی لے آیا اور برادر جون بھی وہیں آگیا۔ میرا گھر چھوٹا سا تھا
اور اس میں زیادہ گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ برادر جون نے صحن میں اپنا خیمہ لگا لیا۔

ایک رات ہم زینے پر بیٹھے تمباکو پی رہے تھے۔ برادر جون بڑا ہی پرہیز گار شخص تھا
تاہم وہ تھا تو انسان ہی چنانچہ اگر اس میں کوئی انسانی کمزوری تھی تو یہ کہ وہ تمباکو نوشی کا
عادی تھی۔ وہ شراب نہ پیتا تھا' کسی قسم کا نشہ نہ کرتا تھا اور نہ ہی گوشت کھاتا تھا۔ البتہ
سوائے گوشت کے کچھ اور کھانے کو نہ ملے' لیکن میں یہ کہتے ہوئے بڑی مسرت محسوس کر
رہا ہوں کہ یہ پرہیزگار اور ولی صفت انسان بھی سگار تو پیتا ہی تھا تاہم وہ اس کا بھی عادی نہ
تھا جب مل جائے پی لیتا اور جب نہ ملے تو ان کے بغیر بھی کام چلا لیتا مطلب یہ کہ عادی
تمباکو نوشوں کی طرح اس کی طلب اسے پریشان نہ کرتی تھی۔

"جون" میں نے کہا "میں تمہاری داستان پر' جو تم نے اس پونگر کے متعلق سنائی تھی'
غور کرتا رہا ہوں اور چند نتائج اخذ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

"اور وہ کیا نتائج ہیں ایلن؟"

"پہلی بات تو یہ کہ تم اعلیٰ درجہ کے گدھے ہو۔"

"اور یہ نتیجہ تم نے میری کون سی بات سے اخذ کیا ہے؟"

"اس بات سے کہ کالوبی تمہارے پاس خود آیا تھا اور موقع وہ تھا جسے ادبی زبان میں
سنہرا موقع کہتے ہیں اس کے باوجود تم نے اس سے زیادہ باتیں معلوم نہ کیں۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا لیکن یہ نہ بھولو ایلن کہ پہلے میں ڈاکٹر ہوں اور پھر سب کچھ
ہوں۔"

"چنانچہ اس وقت میرے دماغ میں کوئی اور خیال تھا ہی نہیں سوائے اس کے کہ کالوبی کی انگلی کاٹ کر اسے تکلیف سے نجات دلا دوں۔"

"دوسری بات یہ کہ یہ شخص کالوبی گوریلے دیوتا کا یا تو محافظ ہے یا پھر پروہت' اور مجھے یقین ہے کہ یہ بات خود تم نے بھی معلوم کر لی ہوگی اور یہ کہ وہ گوریلا ہی تھا جس نے کالوبی کی انگلی کاٹ لی تھی۔"

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا؟"

"میں نے دیو قامت بندروں کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ یہ لوگ وسطی افریقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور انہیں ... سوکو... کہتے ہیں۔ سنا ہے کہ یہ بندر انسانوں کی انگلیاں اور پوریں کاٹ لیتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ یہ بندر گوریلے کے مشابہ ہوتے ہیں۔"

"تم نے کہا تو مجھے بھی یاد آیا۔ ایک دفعہ بہت دور سے میں نے ایک سوکو دیکھا تھا۔ ایک دیو قامت بھورے رنگ کا بندر تھا جو اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا تھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے گھونسوں سے اپنا سینہ کوٹ رہا تھا۔ میں اسے زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکا۔ اس لئے نہیں کہ وہ مجھے دیکھ کر بھاگ گیا بلکہ اس لئے کہ اسے دیکھ کر میں خود فرار ہوگیا۔"

"تیسری بات یہ کہ اگر یہ پھول انگلستان لے جایا جائے تو اس کی خاصی قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔"

"یہ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔" کیونکہ میرا خیال ہے۔ "میں تمہیں بتاچکا ہوں کہ اس کی قیمت بیس ہزار پونڈ ہوسکتی ہے۔"

"چوتھی بات یہ کہ میں اس پھول کو تلاش کرکے اور اسے پودے سمیت اپنے ساتھ لاکر بیس ہزار پونڈ میں بیچ کر تمہارے اس منافع بخش سودے میں حصہ دار بن سکتا ہوں۔"

"برادر جون کی باچھیں کھل گئیں۔"

"آہا" وہ بولا! اب تم نے مطلب کی بات کہی ہے۔ میں حیران تھا کہ تم نے اب تک اس کے متعلق کیوں کچھ نہیں کہا۔ بہرحال دیر آید درست آید۔"

"پانچویں بات یہ کہ" میں بولا "ایسی خطرناک مہم پر روانہ ہونے کے لئے ہمیں اتنا

بہت سا روپیہ درکار ہوگا جسے ہم' اگر اپنے آپ کو بیچ دیں تب بھی' کسی طرح حاصل نہ کرسکیں گے' چنانچہ ہمیں دوسرے حصہ داروں کی ضرورت ہوگی ایسے حصہ داروں کی جو چاہے بذات خود اس مہم میں شریک نہ ہوسکیں لیکن روپیہ ضرور لگاسکیں۔"

برادر جون نے معنی خیز نظروں سے اس کمرے کی طرف دیکھا۔ جس میں اسکروپ سو رہا تھا۔ ہرچند کہ اسکروپ روبہ صحت تھا لیکن چونکہ نقاہت دور نہ ہوئی تھی اس لئے وہ سویرے ہی سو جاتا تھا۔

"نہیں جون۔" میں نے کہا "اسکروپ افریقہ سے گھوگا آیا۔ اس کے علاوہ تم خود کہہ چکے ہو کہ دو برس سے پہلے وہ اپنی جسمانی قوت پوری طرح سے حاصل نہ کرپائے گا۔ اس کے علاوہ اس معاملہ میں ایک خاتون بھی پھنسی ہوئی ہے۔ اچھا اب سنو۔ اسکروپ پر جب ہذیانی کیفیت طاری تھی اور وہ اول فول بک رہا تھا تو مجھے اس کی بک بک سے اس خاتون کا پتہ معلوم ہوگیا اور میں نے اس خاتون کو خط لکھ دیا ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اسکروپ اب اس خطرے سے باہر ہے تاہم میں نے اس خط میں لکھدیا ہے کہ مر رہا تھا۔ میں نے یہ بھی اضافہ کردیا ہے کہ اسکروپ عالم بے ہوشی میں اسی کے متعلق بکتا ہے اور یہ کہ اب وہ ہیرو ہے اس نے ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے وغیرہ۔ یہ خط گزشتہ ڈاک سے روانہ ہوچکا ہے اور امید ہے کہ جلد ہی اس خاتون کے ہاتھ میں ہوگا۔ اچھا اب اور سنو۔ اسکروپ مجھے اپنے ساتھ انگلستان لے جانا چاہتا ہے تاکہ سفر میں میں اس کی خبر گیری کرتا رہوں۔ اس نے تو مجھ سے یہی کہا ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے محض اس لئے انگلستان لے جارہا ہے کہ میں اس کے اور اس کی منگیتر کے درمیان صلح صفائی کرادوں۔ اس نے میرا سفر خرچ برداشت کرنے کی پیشکش کی ہے اور یہ بھی کہا کہ وہ اوپر سے بھی مجھے کچھ دے دلا دے گا۔ چونکہ میں نے اس وقت انگلستان کو الوداع کہا تھا جب میری عمر صرف تین برس کی تھی۔ اس لئے میں سوچتا ہوں کہ اسکروپ کے ساتھ چلا جاؤں۔ یہ سن کر جون کا منہ لٹک گیا۔

"تو پھر اس مہم کا کیا ہوگا ایلن؟" اس نے پوچھا۔

"آج نومبر کی پہلی تاریخ ہے۔" میں نے کہا "اور افریقہ کے ان علاقوں میں' جہاں ہمیں جانا ہے' اس مہینے سے بادو باراں شروع ہوجاتا ہے اور اپریل تک جاری رہتا ہے۔ چنانچہ تمہارے پونگو دوستوں کے پاس ہم' ظاہر ہے کہ اپریل تک تو نہیں جاسکتے چنانچہ مجھے انگلستان واپس آنے کے لئے کافی سے زیادہ وقت مل جاتا ہے۔ اب اگر تمہیں مجھ پر اعتبار ہو۔ تو پھر وہ پھول میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ ممکن ہے کوئی ایسا شخص مل جائے جو اس کا پودا حاصل کرنے کی مہم پر روپیہ لگانے کے لئے تیار ہوجائے۔ اس عرصہ میں تم چاہو تو خوشی سے میرے گھر میں قیام کرسکتے ہو۔"

"شکریہ ایلن لیکن میرا بھی یہ ہے کہ اتنے مہینوں تک میں ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میں بھی کسی طرف نکل جاؤں گا اور پھر آجاؤں گا۔" برادر جون خاموش ہوگیا اور دفعتاً" عجیب طرح کے خواب ناک جذبات اس کے بشرے سے عیاں ہوئے۔ "ایلن! میرے لئے تو یہ مقدر ہوچکا ہے کہ میں اس براعظم کی انجانی راہوں اور اندھیرے خطرناک جنگلوں میں اس وقت تک بھٹکتا ہوں جب تک کہ مجھے معلوم نہیں ہو جاتا۔"

"کیا معلوم نہیں ہوجاتا؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

میرے اسی سوال پر وہ چونکا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ سنبھل گیا۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا جیسے وہ دفعتاً" کسی دوسری دنیا سے ہماری دنیا میں آگیا اور پھر اس نے مصنوعی لاپروائی سے جواب دیا۔

"جب تک کہ میں اس براعظم کے چپے چپے سے واقف نہیں ہوجاتا۔ یہاں ابھی بہت سے قبائل ایسے ہیں جن میں میں اب تک نہیں گیا ہوں۔"

"اور ان قبائل میں پونگو قبیلہ بھی شامل ہے۔" میں نے کہا "ہاں' اگر میں پونگولینڈ کی مہم کے لئے روپیہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر اس مہم میں تمہیں بھی چلنا ہوگا۔ اگر نہیں تو ظاہر ہے کہ میں بھی نہ جاؤں گا۔ سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ میں تم پر بھروسہ کئے بیٹھا ہوں۔ یعنی اگر تم ساتھ ہوئے تو پھر ماتیزو اور تمہارے دوسرے کافر دوستوں کی مدد سے اکثر علاقوں سے بخیروخوبی گزر جائیں گے۔"

"بے شک میں تمہاری ساتھ چلوں گا بلکہ اگر تم نہ چلے تو میں اکیلا ہی اس مہم پر روانہ ہوجاؤں گا۔ میں بہرحال پونگولینڈ کا کھوج لگانے کا فیصلہ کرچکا ہوں چاہے وہاں میری قبر ہی کیوں نہ بن جائے۔"

"یہ میں نے اس لئے کہا کہ برادر جون کامیاب دروغ گو نہ تھا چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ وہ کوئی بات چھپا رہا ہے۔"

"ایلن! تمہارا اندازہ غلط نہیں ہے۔" چنانچہ میں اعتراف کئے لیتا ہوں کہ پونگو کے متعلق میں نے جتنا کچھ تمہیں بتایا ہے میں نے اس سے کچھ زیادہ ہی سنا ہے۔ یہ باتیں مجھے کالوبی کی انگلی کا آپریشن کرنے کے بعد بعد معلوم ہوئی تھیں۔ اگر پہلے معلوم ہوگئی ہوتیں تو میں اکیلا ہی پونگو میں گھس پڑنے کی کوشش کرتا۔ لیکن جب یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں تو وقت نکل چکا تھا اور میں پونگولینڈ میں نہ جاسکتا تھا جیسا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں۔"

"کیا باتیں سنی تھیں تم نے۔"

"میں نے سنا ہے کہ ان کے سفید دیوتا کے علاوہ' ایک اور سفید دیوی بھی ہے۔"

"تو اس سے کیا ہوا؟ میں سمجھتا ہوں وہ گوریلے کی مادہ ہوگی۔"

"تو اس سے کیا ہوا؟ یہ میں نہیں جانتا البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ یہ سفید دیوی شروع سے ہی میری دلچسپی اور غور کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ شب بخیر۔"

"جون تم ایک پراسرار انسان ہو۔" جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو میں نے کہا "اور سب سے بڑی چیز تو یہ کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو' خیر۔ ایک نہ ایک دن میں تمہارا یہ راز معلوم کرلوں گا۔"

اور پھر میں سوچنے لگا کہ برادر جون کی اس کہانی میں کہاں تک صداقت تھی پھر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ممکن ہے یہ محض روایت نہ ہو بلکہ خود برادر جون کے دماغ کی یا پھر جنگلیوں کے توہم پرست دماغوں کی اپج ہو۔ لیکن میں نے یہ خیال بھی جھٹک دیا۔ برادر جون نے جو کچھ کہا تھا وہ نہ تو روایت تھی اور نہ ہی سنکی یا توہم پرست دماغ کی اپج بالکل وہ سب حقیقت تھی۔ ثبوت؟ ثبوت وہ عجیب و غریب پھول تھا جو برادر جون نے مجھے دکھایا

تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ پونگو واقعی عجیب لوگ ہیں۔ جن کے تین دیوتا تھے' ایک سفید دیوتا' ایک سفید دیوی' تیسرا وہ مقدس پھول لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ آپ جانئے افریقہ عجیب لوگوں اور عجیب دیوتاؤں کا مرکز ہے۔

اور اب منظر بدل رہا ہے اور پردہ انگلستان کے منظر پر اٹھ رہا ہے (مہم جو اور سنسنی خیز کارناموں کے رسیا قارئین بے چین نہ ہوں کیونکہ چند صفحات کے بعد ہم پھر افریقہ پہنچ رہے ہیں۔)

برادر جون سے اس آخری گفتگو کے' جسے میں پچھلے صفحات میں بیان کرچکا ہوں۔ ایک دو دن بعد ہی میں نے اسکروپ کے ساتھ ڈربن کو چند مہینوں کے لئے خدا حافظ کہا۔ کیپ ٹاؤن سے ہم لوگ ایک پرانے اور چھوٹے سے جہاز میں سوار ہوئے ایک طویل اور بیزار کن سفر کے بعد آخر کار پلائے موتھ کی بندگاہ پر اتر چکے تھے اس سفر میں ہمارے جو ساتھی تھے وہ بڑے ہی بعد قسم کے لوگ تھے اپنے زیادہ ہمسفروں کو تو میں بھول چکا ہوں۔ لیکن ایک خاتون مجھے خصوصیت سے یاد رہ گئی ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق یہ عورت بارمیڈ کی خدمت انجام دیتی رہی تھی۔ اس کا منہ پھولا ہوا سا اور چونکہ سرخ تھا اور وہ بڑی بدحال اور سر جھاڑ منہ پھاڑ" قسم کی عورت معلوم ہوتی تھی۔ بہرحال' ایک شراب فروش کی بیوی تھی جس نے کیپ ٹاؤن میں بیوپار کرکے خاصی دولت جمع کرلی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد یہ عورت اپنے شوہر کی خاص الخاص شراب کا ایک آدھ پیگ چڑھاتی اور پھر اس کی زبان چلنے لگتی۔ خدا جانے کیوں اسے مجھ ناچیز سے نفرت ہوگئی تھی چنانچہ کمرہ طعام میں وہ میز پر میرے سامنے بیٹھتی' کمرے کی چھت سے ٹنگی ہوئی بڑی سی لالٹین' ہنڈا کہنا مناسب ہوگا۔ جہاز کے ڈولنے سے اس کے عین سر پر جھوم رہی ہوتی۔ وہ آپ روزانہ اسی ہنڈے کے نیچے بیٹھا کرتی تھی کہ اس کے لباس میں ٹنکے ہوئے جواہرات اور اس کے کپڑے زیادہ لوگوں کو مرعوب کرتے رہیں' اور پھر وہ مجھے بات بات میں ٹوکنے لگتی۔ آج بھی میں اس کی آواز صاف طور سے سن رہا ہوں۔

"مسٹر ایلین (ایلن پر زور دے کر) کوارٹرمین! اپنے ہاتھیوں کے شکار کے قصے اپنے پاس ہی رکھو' اور شکاریوں کی بدتمیزی اور گنوارپن کا ثبوت نہ دو۔ اس وقت تم افریقہ کے جنگلوں اور جنگلی لوگوں میں نہیں بلکہ شریف اور مہذب لوگوں میں بیٹھے ہوئے ہو۔

اور

"مسٹر کوارٹرمین! جاکر اپنے بالوں پر برش پھیر آؤ۔ اس کے بعد ہی تم شریفوں میں بیٹھنے کے قابل نظر آؤ گے۔"

قارئین شاید جانتے ہوں گے کہ میرے بال ہمیشہ کھڑے رہتے تھے۔

اور پھراس کے شراب فروش شوہر کی "ہش ہش" سنائی دیتی۔

"پیاری! تم مسٹر کوارٹرمین کی توہین کر رہی ہو۔ خاموش رہو۔"

حیران ہوں کہ مجھے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اب تک کیوں یاد ہیں حالانکہ میں اپنی زندگی کے کئی اہم واقعات اور لوگوں کے نام تک بھول چکا ہوں! لیکن اکثر ہوتا ہے بلکہ شاید ایسا ہی ہوتا ہے کہ اہم اہم واقعات تو فراموش ہوجاتے ہیں لیکن معمولی اور غیراہم واقعات ہمارے دماغ کے کسی خانے میں محفوظ رہتے ہیں چنانچہ ایک واقعہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہمارا جہاز چند گھنٹوں کے لئے جزیرہ ایسانس' پر لنگرانداز ہوگیا تھا اور وہاں سے ہم نے دو غیر معمولی طور پر بڑے کچھوے پکڑلئے تھے۔ یہ دونوں کچھوے جہاز کے عرشے پر الٹے پڑے بے بسی سے اپنی ٹانگیں چلاتے رہے تھے۔ ان میں سے ایک مرگیا اور میں نے جہاز کے باورچی سے کہا کہ وہ اسے مردہ کچھوے کا خول الگ کرکے دے دے۔ یہ خول بہت خوبصورت تھا اور اس پر سفید دھاریاں تھیں اس پر میں نے پالش کروائی اور بعد میں یہی خول میں نے مسٹر اور مسز اسکروپ کو ان کی شادی کے دن بطور تحفہ پیش کردیا۔ اس سے میری غرض صرف یہ تھی کہ یہ چیز میری یادگار بھی رہے گی اور یہ ایک قسم کا بکس بھی ہوگا کہ مسز اسکروپ' اس میں اپنی ضرورت کی چیزیں بھی رکھ سکیں گی لیکن ایک بڑی بی نے' جو شادی میں شریک تھیں اس خول کو دیکھتے ہی خوشی سے تالی بجاکر کہا کہ ایسا حیرت انگیز تحفہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا نہ سن کر تھا تو میں گڑبڑا گیا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ بڑی بی نے لوگوں کو نہیں بلکہ دولہا اور دلہن کو مخاطب کرکے بلند آواز میں یہ بات کہی تھی اور چند منٹوں کی بیاہی ہوئی دلہن بڑی بی کی بات سن کر سرخ ہوئی جارہی تھی۔ وہ بڑی بی تو اپنی حماقت کا ثبوت دے چکی تھیں۔ لیکن میں نے بھی اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ اسکروپ اور اس کی دلہن کو بتانے لگا کہ وہ کیا چیز تھی جسے بڑی بی نے گہوارہ سمجھ لیا تھا۔ اس پر وہاں موجود ہر شخص ہنس پڑا اور میں بھی گڑبڑا گیا۔

لیکن میں یہ باتیں کیوں بیان کر رہا ہوں جن کا کہانی سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

میں آپ کو پہلے بھی بتاچکا ہوں کہ ڈربن سے میں نے مس مارگریٹ کو ایک خط لکھا

تھا۔ جس میں یہ بھی تحریر کردیا تھا کہ اگر "ہیرو" زندہ رہ گیا تو میں اسے دوسرے جہاز سے لے کر انگلستان پہنچ جاؤں گا۔

نومبر کا مہینہ تھا' خنک صبح تھی اور گھڑی آٹھ کا گجر بجارہی تھی کہ ہمارا جہاز پلائے موتھ کی بندرگاہ میں لنگرانداز تھا اس کے لنگرانداز ہونے کے کچھ ہی دیر بعد ایک چھوٹی سی کشتی جسے ٹگ کہتے ہیں' مسافروں' ڈاک اور سامان تجارت کو لینے آگئی میں چونکہ سحر خیز ہوں اس لئے سب سے پہلے میں نے ہی اس کشتی کو آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اس میں ایک دوہرے بدن کی عورت کھڑی ہوئی تھی جس نے اپنے شانوں پر سمور کی شال ڈال رکھی تھی۔ اس کے قریب بھورے بالوں والی ایک حسین لڑکی کھڑی ہوئی تھی جس نے سرخ کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے سر پر نازک سی ہیٹ تھی۔

کچھ ہی دیر بعد جہاز کے ایک ملازم نے آکر کہا کہ کوئی مجھ سے ملنا چاہتا ہے میں اس کے پیچھے ہی پیچھے سیلون میں پہنچا تو وہاں ان ہی دونوں عورتوں کو بیٹھے پایا۔

"غالباً تم ہی مسٹر ایلین کوارٹرمین ہو" دہرے بدن والی خاتون نے کہا "مسٹر اسکروپ کہاں ہیں۔ جسے تم' مجھ سے کہا گیا ہے کہ اپنے ساتھ لانے والے تھے فوراً بتاؤ۔ کہاں ہیں۔"

اس خاتون کا ایک تو بدن مرعوب کن تھا پھر چہرے سے خشونت عیاں تھی اور لہجہ بھی تحکمانہ اور آواز ایسی گونجدار تھی کہ میں سہم گیا اور میرے منہ سے صرف تین الفاظ نکل سکے؟

"نیچے.... مادام.... نیچے۔"

"دیکھا!" اس خاتون نے اپنے ساتھ والی حسینہ سے کہا "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ بری خبر کے لئے تیار رہو۔ چنانچہ اب صرف صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ صبر کرو اور یہاں سب کے بیچ میں ہنگامہ نہ کرو۔ خدا کے رازوں کو خدا ہی سمجھ سکتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو اسے منظور ہوتا ہے۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گی کہ قصور تمہارا ہے۔ اگر تم غصہ کرکے جھگڑا نہ کرتیں تو آج تمہیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ خود تم نے ہی اپنے سلوک سے اس کا دل توڑ دیا

تھا۔ اور میں تو یہاں تک کہوں گی کہ گویا خود تم نے ہی اسے کافروں کے اس ملک کی طرف بھیج دیا تھا۔

ایک بار پھر وہ خاتون میری طرف گھوم گئی اور ایک بار پھر اس نے تحکمانہ لہجہ اور گونجدار آواز میں کہا۔

"مسٹر کوارٹرمین! تم نے لاش کو حنوط کرکے محفوظ تو ضرور کرلیا ہوگا ہم اسے ایزیکس میں دفن کرنا چاہتے ہیں۔"

"لاش! حنوط!" میں نے چونک کر کہا۔ "محترمہ! اسکروپ تو غسل خانے میں ہے یا شاید چند منٹوں پہلے تھا۔" اور دوسرے لمبے بھورے بالوں والی حسینہ میری کندھے پر سر رکھے رو رہی تھی۔

"مارگریٹ! میں کہہ چکی ہوں کہ یہاں لوگوں کے سامنے تماشہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' دہرے بدن والی خاتون گرجی (یہ عورت ان چچیوں اور پھوپیوں کی قسم سے تھی جو حکم چلانے کی عادی ہوتی ہیں۔) مسٹر کوارٹرمین! اب چونکہ اسکروپ زندہ ہے تو جاکر اس سے کہو کہ وہ فوراً یہاں آجائے۔"

چنانچہ میں اسکروپ کو اس طرح گھسیٹ لایا کہ اس کی ایک طرف کی داڑھی صاف تھی اور دوسری طرف اب بھی صابن لگا ہوا تھا (کیونکہ جب میں اسے پکڑ کر لایا ہوں تو وہ داڑھی کھرچ رہا تھا۔)

اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا آپ تصور کرسکتے ہیں تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ "ہیرو" بننا واقعی بڑی چیز ہے اور اسکروپ کو میں نے ہیرو بنایا تھا (اس لئے وہ ہمیشہ مشکور رہا۔) اب وہ دادا اور نانا بن چکا ہے اور اب اس کے پوتے اور نواسے بھی اسے ہیرو یقین کرتے ہیں اور خود اسکروپ کو بھی اس پر اعتراض نہیں۔

بہرحال میں ایزیکس پہنچا اور مارگریٹ کے یہاں میرا قیام رہا۔ اسی رات مارگریٹ کے ایما سے ایک زبردست دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ بڑی شاندار دعوت تھی جس میں بیس

بائیس معاون شریک تھے اس دعوت میں مجھے اسکروپ اور تیندوے کی "جنگ" کے متعلق تقریر کرنی تھی۔ میرے خیال میں وہ میری بہترین تقریر تھی کم سے کم ہر شخص نے' حتیٰ کہ ملازموں نے بھی جو بڑے کمرے کے عقب میں جمع تھے' بڑے زور سے اور بہت دیر تک تالیاں بجائیں۔

مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ کہانی کو پراثر بنانے کے لئے میں نے مزید جانور بھی گھڑ لئے تھے۔ یعنی ایک دو شیر تندوے کی مادہ اور اس کے بچے اور ایک آدھ زخمی بھینسا اور کہا کہ ان سب خونخوار جانوروں کا مقابلہ اسکروپ نے کیا تھا اور صرف شکاری چاقو سے ان سب کا خاتمہ کیا تھا۔

جب میں یہ من گھڑت داستان بیان کر رہا تھا تو اس وقت اسکروپ کی صورت دیکھنے کے قابل تھی۔ خوش قسمتی سے وہ قریب بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً میز کے نیچے سے ٹھوکر مارتا تھا کہ وہ خاموش رہے۔ نہ سرخ ہو اور نہ ہی ہنسے۔ اور مارگریٹ کی خوشی بھی دیکھنے کی چیز تھی۔ حقیقت میں اسکروپ اور مارگریٹ ایک دوسرے پر جان سے فدا تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ برادر جون نے ان دونوں کو ایک کردیا اور بچھڑے ہوؤں کو ملادیا۔

یہاں یہ بھی بتادوں کہ ایزیکس کے اپنے اسی قیام کے دوران میری ملاقات لارڈ رگنال اور اس خوبصورت خاتون سے ہوئی جس کا نام مس ہومز تھا۔ اور لارڈ رگنال کے ساتھ ایک عجیب و غریب مہم پر روانہ ہونا میرے لئے مقدر ہوچکا تھا۔ یہ مہم کئی سال بعد پیش آئی تھی۔

اس سے فرصت پاکر میں اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ شہر میں ایک فرم تھی جو آرکڈ اور دوسرے پھولوں کا نیلام کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں امراء میں پھول جمع کرنے اور باغ لگانے کی وبا سی پھیلی ہوئی تھی اور بڑے بڑی رقم صرف کرکے انوکھے پھولوں کے نادر نمونے جمع کرنے کا فیشن چل نکلا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس فرم سے میرا کام بن سکتا ہے اور وہاں سے مجھے کسی ایسے مجنوں کا پتہ معلوم ہوسکتا ہے جو

اس پھول کا' جو برادرجون کے بقول سونے میں تولنے کے قابل تھا۔ نمونہ حاصل کرنے کی غرض سے دو چار ہزار کی رقم کو خاطر میں نہ لائے گا چنانچہ میں نے سوچا کہ اپنا یہ خزانہ میسرس مے اینڈ پرائم روز (کیونکہ اس مشہور عالم فرم کا یہی نام تھا) کو دکھایا جائے۔

چنانچہ ایک دن' اور وہ جمعہ کا دن تھا' میں وہ قیمتی سنہرا پھول لئے (جو اب ٹین کے ایک چپٹے ڈبے میں بند تھا) میسرس مے اینڈ پرائم روز کے کاروباری مرکز کی تلاش میں نکل پڑا۔

اب اسے ایک اتفاق کہئے یا میری بلنصیبی کہ اس کام کے لئے میں نے ایک منحوس دن اور منحوس گھڑی کا انتخاب کیا تھا۔ دوسرے ہی روز ساڑھے بارہ بجے میں میسرس مے اینڈ پرائم روز کے دفتر میں تھا۔ مسٹرمے کے متعلق پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے (پھولوں کی خریدو فروخت کے سلسلے میں۔)

"تو پھر میں مسٹرپرائم روز سے ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"مسٹرپرائم روز اس وقت کمرے میں ہیں اور خریدوفروخت میں مصروف ہیں۔" کلرک نے منہ بنا کر جواب دیا۔ وہ بے حد مصروف نظر آیا تھا۔

"اور یہ کمرے کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"یہاں سے باہر جا کر بائیں طرف مڑ جائیے۔ آگے بڑھ کر پھر بائیں طرف مڑجائیے اور آپ گھڑی کے نیچے پہنچ جائیں گے۔" کلرک نے بیزاری سے جواب دیا اور دھڑ سے کھڑکی بند کردی۔

کلرک کی اس بدتمیزی پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے سوچا کہ یہیں سے لوٹ جاؤں اور لعنت بھیج دوں اس معاملے پر۔ لیکن پھر اس خیال سے کہ اپنی غرض اور مفاد کی خاطر بہت سی باتیں برداشت کرنی ہی پڑتی ہیں' میں غصہ پی گیا اور کلرک کی بتائی ہوئی سمت چل پڑا۔ چنانچہ ایک دو منٹ بعد ہی میں ایک تنگ گزرگاہ میں تھا جو ایک بڑے کمرے تک جاتی تھی۔

اس شخص کے لئے جس نے پہلے کبھی کوئی ایسی چیز نہ دیکھی ہو۔ یہ کمرہ عجوبہ روزگار تھا

سب سے پہلے جس چیز پر میری نظر پڑی وہ دیوار پر لگی ہوئی' ایک تختی تھی جس پر جلی حروف میں یہ عجیب ہدایت درج تھی۔ "پائپ پینا منع ہے۔"

میں نے سوچا کہ یہ آرکڈ تب تو واقعی عجیب و غریب پھول ہیں کہ پائپ اور سگار کے دھوئیں میں تمیز کرسکتے ہیں۔ پائپ کے تمباکو کے دھوئیں اور اس کی بو سے ان پھولوں کی طبیعت خراب ہوجاتی ہوگی شاید۔

اور پھر میں کمرے میں داخل ہوا۔

بائیں طرف ایک لمبی سی میز پر مختلف قدوقامت کے گملے رکھے ہوئے تھے اور ان گملوں میں ایسے خوبصورت پھول تھے کہ ایسے پھول میں نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور یہ سب کے سب آرکڈ تھے۔ دیوار کے ساتھ لگ کر اور سامنے بھی میزوں کی قطاریں تھیں اور ان میزوں پر خشک جڑوں کے انبار تھے۔ یہ جڑیں بھی یقیناً آرکڈ کی تھیں میری نا تجربہ کار نظر میں ان جڑوں کی کوئی اہمیت نہ تھی بلکہ میرے خیال میں اس پورے انبار کی قیمت پانچ شلنگ سے زیادہ نہ ہوگی۔

کمرے کے سرے پر ایک پلیٹ فارم تھا جس پر ایک قبول صورت شخص بیٹھا ہوا تھا وہ نیلام کرنے میں مصروف تھا اور اتنی تیزی سے پھول اور جڑیں وغیرہ فروخت کر رہا تھا کہ اس کے قریب بیٹھے ہوئے کلرک کو فروخت شدہ چیزوں اور گاہکوں کی فہرست تیار کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس کے سامنے ہلالی شکل کی ایک اور میز تھی اور اس کے نیچے گاہک بیٹھے ہوئے تھے۔ میز کے سرے پر کی جگہ خالی چھوڑدی گئی تھی کہ نیلام گھر کے ملازم ہر وہ چیز گاہکوں کو دکھا سکیں جس کا نیلام کیا جانے والا ہو۔

پلیٹ فارم کے عین نیچے پھر ایک میز دھری ہوئی تھی۔ یہ میز دوسری تمام میزوں سے چھوٹی تھی اور اس پر بیس گملے رکھے ہوئے تھے اور گملوں میں جو پھول تھے وہ ان پھولوں سے بھی زیادہ خوبصورت تھے جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں۔ میز پر ایک نوٹس بھی رکھا ہوا تھا کہ یہ پھول ٹھیک ڈیڑھ بجے فروخت کئے جائیں گے۔

کمرے میں یہاں وہ لوگ چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے کھڑے تھے۔ چند خواتین بھی

موجود تھیں جو ہلالی میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اکثر مردوں نے اپنے کوٹ کے کاجوں میں آرکڈ لگا رکھے تھے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بیوپاری اور پھولوں کے شوقین لوگ تھے۔ یہ لوگ بڑے ہی رحم دل اور شائستہ معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ مجھے فوراً ہی پسند آ گئے۔

اس کمرے کی فضا بے حد عجیب اور خوشگوار تھی یا ممکن ہے باہر منڈلاتے ہوئے لندن کے واہیات کہر کے بعد یہاں کی فضا مجھے کچھ ایسی فرحت بخش معلوم ہوئی ہو۔ اپنے دبلے پتلے جسم کو اور بھی سمیٹ کر میں آگے بڑھا اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر خاموش مگر دلچسپی سے نیلام کی کارروائی دیکھنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد میرے قریب سے ہی ایک آواز نے بڑے رعب سے پوچھا کہ کیا میں فہرست دیکھنا پسند نہیں کرتا! میں نے یہ سوال پوچھنے والے کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہی گویا اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں کسی جگہ کہہ چکا ہوں کہ میری لئے پہلا اثر' اچھا یا برا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جس شخص نے یہ الفاظ کہے تھے وہ طویل القامت نہ تھا البتہ مناسب الاعضاء اور بدن سے مضبوط تھا وہ زیادہ خوبصورت بھی نہ تھا لیکن اتنا بدصورت بھی نہ تھا کہ اس کی طرف دیکھنے کو بھی طبیعت نہ چاہے۔ وہ ایک عام سا انگریز نوجوان تھا جس کی عمر چوبیس پچیس سال کی رہی ہو گی۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں جن میں زندہ دلی کی چمک تھی اور بشرے پر ایسی ملائمت عیاں تھی کہ کم ہی نظر آتی ہے۔ مجھے یہ سمجھتے دیر نہ لگی کہ اس نوجوان نے ایک ہمدرد دل اور صاف روح پائی تھی۔ اس نے آرکیڈ کا پرانا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے کوٹ کے کاج میں بھی آرکڈ لگا ہوا تھا۔ جو اس "قبیلے" کا امتیازی نشان تھا۔ بہرحال یہ آرکڈ اڑسنے کی رسم اس انگریز نوجوان کی زردی مائل سفید رنگت اور بھورے بالوں سے میل کھا گئی تھی۔

"جی نہیں۔ شکریہ" میں نے جواب دیا "میں یہاں خریدنے نہیں آیا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ آرکڈ پھولوں کے متعلق میری معلومات صفر ہیں میں نے صرف وہی آرکڈ دیکھے ہیں جو افریقہ میں اگتے ہیں یا پھر ایک پھول دیکھا ہے۔"

اور میں نے ٹین کے اس ڈبے کو اپنی شہادت کی انگلی سے بجایا جسے میں بغل میں

دبائے ہوئے تھا۔

"اچھا!" وہ بولا۔ "افریقی آرکڈ کے متعلق۔ میں بہت سی باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس ڈبہ میں کیا ہے؟ پھول یا پودا۔"

"صرف ایک پھول ہے اور وہ بھی میرا نہیں ہے۔ میرے ایک افریقی دوست نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں۔ خیر یہ ایک طویل داستان ہے۔ جس سے آپ کو بظاہر کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔"

"اس کے متعلق میں خود کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس بکس کے سائز سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ سمپیدھم ہو گا"۔

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"جی نہیں۔ میرے دوست نے تو اس کا نام کچھ اور ہی بتایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہ سپری پیدم ہے۔"

نوجوان کی دلچسپی اور ساتھ ہی اشتیاق بھی بڑھا۔

اتنے بڑے بکس میں صرف ایک سپری پیدم؟ تب تو یہ پھول غیر معمولی طور پر بڑا ہو گا۔

"جی ہاں۔" کم سے کم میرے دوست نے تو یہی کہا تھا کہ اتنا بڑا پھول آج تک نہیں دیکھا۔ اس کی ایک سے دوسری پنکھڑی کی ناپ چوبیس انچ ہے اور نیچے سے اوپر اور اندر تک وہ ایک فٹ ہو گیا۔

"ہیں!" پنکھڑی تا پنکھڑی تک چوبیس انچ اور منہ گل تک ایک فٹ نوجوان نے حیرت سے کہا۔ اور وہ بھی سپری پیدم! جناب! آپ یقیناً مذاق کر رہے ہیں۔"

"صاحب!" میں نے سینہ تان کر جواب دیا۔ "میں ایسی بات کوئی نہیں کر رہا ہوں۔ آپ نے بڑی شائستگی سے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ پھول وہ نہ ہو جس کا نام میرے دوست نے بتایا تھا اور شاید وہ بھی نہ ہو جس پھول کا نام آپ نے لیا تھا بلکہ یہ شاید کوئی اور ہی پھول ہو۔"

"مجھے دکھاؤ۔ تمہیں دیوی طورا کی قسم ہے۔ مجھے دیکھنے دو" نوجوان نے بے چینی سے کہا۔ اور اپنی اس بے چینی کے عالم میں مجھے "آپ" کہہ کر مخاطب کرنا بھی بھول گیا۔

چنانچہ میں ڈبہ کھولنے لگا۔ میں اسے نصف کے قریب کھول چکا تھا کہ دوسرے آدمی، جنہوں نے یا تو ہماری باتیں سن لی تھیں یا میرے ساتھی کی بے چینی دیکھ لی تھی۔ اپنی جگہ سے کھسک کر ہمارے قریب آگئے ان دونوں کے کوٹ کے کاجوں میں بھی آرکڈ لگے ہوئے تھے۔

"کیوں سامری؟ کیا بات ہے؟" ان میں سے ایک نے بظاہر لاتعلقی سے پوچھا۔

"کیا ہے تمہارے دوست کے پاس؟" دوسرے نے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہے۔" میرے ساتھی نے جواب دیا جسے سامری کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔

"کچھ نہیں ہے بھئی۔ اس بکس میں استوائی تتلیاں ہیں۔"

"اوہ! تتلیاں ہیں" نمبر ایک نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔"

لیکن نمبر ۲ نے مشکوک طبیعت پائی تھی۔ اور اس کی نظر بھی شاید عقاب کی طرح تیز تھی چنانچہ اسے مطمئن کرنا اور یوں آسانی سے ٹالنا ممکن نہ تھا۔

"دیکھیں تو کیسی ہیں تتلیاں۔" وہ بولا۔

"نہیں۔ فی الحال تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔" نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"کیونکہ میرے دوست کو خوف ہے کہ یہاں کی نمی ان کا رنگ بگاڑ دے گی کیوں میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو سامری" میں نے اس کا اشارہ سمجھ کر کہا۔ اور فوراً ہی "ٹھپ" سے ڈبہ کا ڈھکن بند کردیا۔

چنانچہ یہ نمبر دو صاحب بھی منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے رخصت ہوئے نمی اور اس سے تتلیوں کا رنگ بگڑنے کی برجستہ دلیل نے اس کو مجبور کردیا تھا۔

"آرکڈ ست" نوجوان نے سرگوشی میں کہا "بڑے ہی حاسد اور واہیات لوگ ہوتے ہیں یہ امیر۔ چنانچہ یہ دونوں بھی امیر تھے مسٹر براؤن۔ شاید یہی نام ہو۔ آپ کا حالانکہ میرا

خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔"

"واقعی ایسا نہیں۔" میں نے کہا "میرا نام ایلن کوارٹرمین ہے۔"

"یہ نام شکاری سے زیادہ شاعرانہ ہے۔" ہاں تو مسٹر کوارٹرمین۔ یہاں ایک خاص کمرہ ہے جس میں مجھے جانے کی اجازت ہے۔" آپ تتلیوں کے اس بکس کی ساتھ وہاں چلیں تو ...."

"چلئے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

چنانچہ میں اس کے پیچھے پیچھے نیلام کے کمرے سے باہر آگیا۔ بائیں طرف زینہ تھا۔ یہ زینہ اتر کر ہم ایک کمرے میں پہنچے جو الماری کی طرح تھا۔ کمرے کی دیواروں سے تختے لگے ہوئے تھے اور ان میں کتابیں اور رسالے تھے۔

میرے ساتھی نے دروازہ بند کرکے اندر سے مقفل کردیا۔

"ہاں اب" اس نے تھریلز ناولز کے اس ویلن کی طرح کہا جس کے چنگل میں آخر کار خوبصورت اور پاکدامن ہیروئن پھنس گئی ہو۔ "ہاں اب ہم اکیلے ہیں۔ چنانچہ مسٹر کوارٹرمین! اب مجھے اس ... تتلی کے درشن کرا دیجئے۔"

چنانچہ میں نے ڈبہ اسی میز پر رکھ دیا جو اس کمرے میں روشندان کے ٹھیک نیچے رکھی ہوئی تھی۔ اس کا ڈھکن کھولا اور وہ روئی ہٹائی جو اوپر دھری ہوئی تھی اور کاٹن کی دو شفاف چادروں کے بیچ میں وہ پھول موجود تھا۔ افریقہ سے انگلستان تک کا طویل سفر اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکا تھا۔ سنہرا پھول اور اس کے ساتھ پتی۔ خشک ہونے کے باوجود حیرت انگیز اور شاندار۔

وہ نوجوان، جسے سامرس کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا، اس پھول کی طرف دیکھتا رہا اور اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ وہ حلقوں سے نکل آئیں گی۔ اس نے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر دوسری طرف نگاہیں پھیرلیں اور چند ثانیوں بعد وہ ایک بار پھر اس سنہرے پھول پر جھکا ہوا تھا۔

"میرے خدا!" آخر کار اس کی قوت گویائی عود کر آئی" میرے خدا! اس فانی دنیا میں

ایسی چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے؟ یقین نہیں آتا۔ اسے تم نے تو نہیں بنایا اپنے ہاتھوں سے مسٹر پالف۔ میرا مطلب ہے مسٹر کوارٹمن؟"

"صاحب!" میں نے کہا "یہ آپ دوسری دفعہ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ خدا حافظ" اور میں ڈبہ بند کرنے لگا۔ اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

چنانچہ ہم نیلام کے کمرے میں پہنچے دفعتاً سامرس کو کوئی بات یاد آگئی۔

"خدا کی قسم۔" وہ بولا "اس آڈانٹو گلاسم کو تو میں بھول ہی گیا تھا۔ وڈن یہاں ہے؟ ارے وڈن یہاں آؤ۔ مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔"

چنانچہ ان صاحب نے جن کا نام وڈن تھا اس نے حکم کی تعمیل کی اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی اور رنگت ایسی تھی جسے کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ آنکھیں ہلکی نیلی بلکہ بھوری تھیں' بال خاکستری بشرے سے جفاکشی عیاں تھی' جسم مضبوط تھا اور ہاتھ بڑے اور مزدوروں کے سے کیونکہ اس کی ہتھیلیوں میں گٹھے پڑگئے تھے اور ناخن گھسے ہوئے اس نے کالے رنگ کا چمکدار سوٹ پہن رکھا تھا ایسا سوٹ مزدور اور کسان اس وقت پہنتے ہیں جبکہ وہ کسی جلوس و جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔ میں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ شخص باغبان ہوسکتا ہے یا ہے۔"

"وڈن!" سامرس نے کہا۔ "اس صاحب کے پاس دنیا کا سب سے زیادہ حیرت انگیز آرکڈ ہے۔ چنانچہ ان صاحب پر نظر رکھو کہ کوئی شخص ان کو بہلا پھسلا کر ان سے یہ پھول کھسک نہ لے۔ مسٹر کوارٹمن! برا نہ مانیے لیکن اس کمرے میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس پھول کی خاطر تمہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے اور پھر تمہاری لاش بڑے ٹھنڈے پیٹے سے دریائے ٹیمز میں پھینک آئیں گے۔"

سامرس سے اطلاع پاکر وڈن آگے پیچھے یوں ڈول گیا جیسے وہ لرزتی ہوئی زمین پر کھڑا ہوا ہو۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جب بھی وہ حیرت زدہ ہوتا تھا تو اسی طرح جھومنے لگتا تھا۔ پھر اس نے اپنی نگاہیں مجھ پر گاڑدیں اور اپنے خاکستری بالوں کی ایک لٹ کو اپنی شہادت کی انگلی پر لپیٹتے ہوئے بولا۔

"آپ کا خادم ہوں جناب۔ اور وہ آرکڈ کہاں ہے جناب؟"

میں نے ٹین کے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ اسی بکس میں ہے۔" سامرس نے کہا "اور تمہیں اس کی حفاظت کرنی ہے مسٹر کوارٹمن! اگر کوئی اس ڈبے کو چھین لینا چاہے یا اس کی کوشش کرے تو وڈن کو آواز دینا اور وڈن اس شخص کا پلستر نکال دے گا۔ میرا باغبان ہے۔ بے حد معتبر شخص ہے اور لوگوں کو فرش کردینے میں اپنی مثال آپ ہے۔"

"بے شک میں اسے فرش کردوں گا۔" وڈن نے اپنا زبردست گھونسہ ہوا میں لہرایا اور بھوکے شیر کی سی نظر سے چاروں طرف دیکھا۔

"اچھا وڈن سنو۔ اس آڈانٹو گلاسم پا کو دیکھا تم نے؟ اگر ہاں تو پھر اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔"

اور سامرس نے اس گملے کی طرف اشارہ کیا جو اس میز پر' جو پلیٹ فارم کے عین نیچے تھی' دوسرے گملوں کے عین بیچ میں رکھا ہوا تھا اس گملے میں سب سے زیادہ خوبصورت پھول تھے۔ پھولوں کی بیرونی اور اندرونی پنکھڑیوں پر بھی ایک ایک داغ تھا اور یہ تمام داغ مل کر ایک صد رنگ آنکھ سی بنارہے تھے جو اس آنکھ کی طرح تھے جو ناچتے ہوئے مور کی دم کے پروں پر نظر آتی ہے۔

"دیکھا آقا۔ اور میرے خیال میں وہ دنیا کا سب سے زیادہ حسین پودا ہے۔ پورے انگلستان میں کسی کے پاس بھی ایسی چیز نہ ہوگی۔ لیکن صاحب لوگ اسے۔ اسے کتوں کی طرح سونگھ رہے ہیں۔ اور اس کے چاروں طرف یوں منڈلا رہے ہیں جیسے۔ جیسے کتے چوہوں کے قریب منڈلاتے ہیں۔" وڈن پھر جھومنے لگا۔ "اور وہ اس کے گردیوں ہی نہیں منڈلا رہا ہے۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ بڑا ہی منطقی دماغ پایا ہے تم نے لیکن دیکھو وڈن اس پورے کی قیمت کتنی ہی کیوں نہ ہو ہمیں وہ بہرحال حاصل کرنا ہے۔ اب بڑے صاحب نے مجھے بلاوا بھیجا ہے۔ امید تو ہے کہ میں جلد ہی واپس آجاؤں گا۔ تاہم ہوسکتا ہے کہ میں وقت پر

یہاں نہ پہنچ سکوں' اور اگر ایسا ہوا تو پھر میری طرف سے بولی تم بولو گے کیونکہ میں یہاں کسی پر بھی اعتبار نہیں کرسکتا۔ میں تمہارے لئے مختار نامہ لکھے دیتا ہوں۔"

اور سامرس نے کارڈ پر لکھا۔

میرا باغبان وڈن' میری غیر موجودگی میں بولی بول سکتا ہے میں نے اسے کل اختیار دے رکھے ہیں۔

ایس۔ ایس

قریب گزرتے ہوئے نیلام گھر کے ایک خدمت گار کے حوالے یہ کارڈ کرکے وہ پھر اپنے باغبان کی طرف گھوم گیا۔

"وڈن۔ خدا کے لئے حماقت کا ثبوت نہ دینا کہ وہ پارو ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔"

اور وہ دوسرے ہی لمحے سامرس جاچکا تھا۔

"صاحب! کیا کہا تھا آقا نے؟" وڈن نے پوچھا "یہی کہ میں کسی بھی قیمت پر وہ پارو خریدوں؟"

"ہاں۔ یہی کہا ہے انہوں نے۔" میں نے جواب دیا "میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قیمت خاصی وصول ہوگی۔ کئی پونڈ۔"

"شاید بہرحال میں نہیں جانتا۔ میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ مجھے وہ پارو خریدنا ہے اور آپ گواہ رہئے کہ میں اسے خریدلوں گا۔ میرے آقا کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے؟ روپے کی انہیں پرواہ نہیں۔ بس بہادیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کرلیتے ہیں۔ میرا مطلب ہے آرکڈ کے سلسلے میں۔"

"پسند ہیں! ارے صاحب میں تو ان پر عاشق ہوں (اور یہاں وہ جھوم گیا) ایسا عشق میں نے کسی سے نہیں کیا۔ اپنی بیوی سے بھی نہیں (اور پھر اسے یکایک جوش آگیا) حتیٰ کہ اپنے آقا سے بھی نہیں حالانکہ خدا جانتا ہے میں ان پر جان چھڑکتا ہوں اور ان کے خون کی جگہ۔ میرا مطلب ہے ان کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن معاف کرنا صاحب" (وہ بالوں کی لٹ شہادت کی انگلی پر لپیٹنے لگا)۔ آپ اس ڈبے کو ذرا

مضبوطی سے پکڑے رہیں کیونکہ مجھے نہ صرف اس ڈبے پر بلکہ اس پارو پر بھی نظر رکھنی ہے۔ دیکھا! وہ آدمی' جس نے مینار جیسی ٹوپی لگا رکھی ہے۔ مشکوک نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔"

چنانچہ اس کے بعد ہم دونوں الگ ہوگئے۔ میں کونے میں اور وڈن اس میز کے قریب جا کھڑا ہوا جو پلیٹ فارم کے عین نیچے تھی اور وہیں سے ایک آنکھ مجھ پر اور دوسری اس پھول پر رکھے ہوئے تھا جسے وہ "پارو" کہتا تھا۔

"عجیب آدمی ہے یہ وڈن۔" میں نے سوچا۔ "اپنی بیوی سے ... قطعی محبت۔ آقا سے گہری محبت۔ آرکڈ خریدنے والوں سے سطحی لگاؤ۔ یہ ہیں اس کی محبت کا مدارج۔ البتہ وہ ہے بے حد مخلص' ایماندار اور بہادر۔"

نیلام ہوتا رہا لیکن قیمتیں گرتی رہیں ایک خاص قسم کے خشک آرکڈ اتنی زیادہ تعداد میں تھے کہ انہیں مناسب قیمت پر خریدنے والے گاہک نہ مل رہے تھے۔ چنانچہ ان کی نمائش کے بعد گاہکوں کے فقدان کی وجہ سے انہیں ایک طرف رکھا جارہا تھا۔ آخر کار پلیٹ فارم پر خوش مزاج مسٹر پرائم روز نے شائقین کو مخاطب کیا۔

"خواتین و حضرات" وہ بولا میں جانتا ہوں کہ آج آپ یہاں کاٹیا اموسیا سے بے حقیقت پودے خریدنے تشریف نہیں لائے ہیں۔ بلکہ اس پھول کو خریدنے یا اس کی بولی بولنے یا کم سے کم اس خوش نصیب کو دیکھنے آئے ہیں جو اس خزانے کا مالک بنے گا۔ صاحبان! یہ ملک کا سب سے زیادہ حیرت انگیز پھول ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ قیمتی سے قیمتی ہیرا بھی اس کے سامنے کچھ نہیں۔ یہ اس قابل ہے کہ شاہی باغ میں لگایا جائے۔ یہ اس قابل ہے کہ اسے عمارت خانے میں رکھا جائے اور اسے دیکھنے کا ٹکٹ لگا دیا جائے۔ میں اس فرم کے کارکنوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنھوں نے یہ آڈانٹو گلاسم لگایا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اس کا نیلام سرعام کروں چنانچہ میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یہاں مسٹر پرائم روز نے گاہکوں کی طرف دیکھا۔ میں آرکڈ کے تمام شوقینوں اور اپنے مستقل گاہکوں کو موجود پا رہا ہوں۔ شکریہ صاحبو! اس نوازش کا شکریہ۔ البتہ ہمارے جو شیلے

گاہک اور آرکڈوں کے رسیا مسٹر سامرس یہاں موجود نہیں ہیں۔ لیکن وہ اپنے ہوشیار باغبان مسٹر وڈن کو اپنا قائم مقام بنا گئے تھے اور آپ تو جانتے ہی ہیں کہ پورے انگلستان میں مسٹر وڈن کا سا آرکڈوں کا پرکھیا اور نہیں ہے (وڈن بڑے زور سے جھوما) ٹھیک ڈیڑھ بجا ہے چنانچہ اس کا نیلام شروع کرتے ہیں۔ اسمیتھ! آڈانٹوگلاسم پارو کا گملا اٹھا کر ہر ایک کے سامنے لے جاؤ تاکہ ہمارے معزز گاہک اس کا حسن دیکھ اور پرکھ سکیں اور دیکھو اس کو گرا نہ دینا۔ خواتین و حضرات! آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی اسے چھوئیے گا نہیں اور اس کی نفاست اور نزاکت اور پاکیزگی کو تمباکو کے دھویں سے آلودہ اور نجس نہ کیجئے۔ دیکھئے صاحبان! آٹھ پھول پوری طرح سے کھلے ہوئے ہیں اور چار نہیں پانچ اور کھلنے والے ہیں۔ صحت مند پودا ہے۔ چار شاخیں پتوں والی ہیں اور تین پر پتیاں پھوٹ رہی ہیں ... ہاں ... میں۔ میں ایک دو نازک کونپلیں دیکھ رہا ہوں۔ دو نچلی ڈنڈیاں ہیں جنہیں وقت آنے پر الگ کیا جاسکتا ہے۔ اس کا حسن دیکھئے۔ اس کی نزاکت دیکھئے اور اس کا رنگ دیکھئے۔ صاحبان وہ جو کسی نے کہا کہ نزاکت ایسی کہ دیکھ کر مرجھائے اور رنگ ایسا کہ نظر سے میلا ہوجائے تو ایسا ہے یہ آڈانٹوگلاسم پارو ہاں تو صاحبان ابتدا کیجئے۔ شکریہ صاحب تین سو پانچ ... تین سو پانچ ... چھے ... سات ... سات تین طرف سے ... آٹھ آٹھ ... نو ... نو صاحبان! ذرا جلدی بولئے۔ شکریہ۔ پندرہ ... سولہ ... مسٹر وڈن! یہ آپ کے اصول کے خلاف ہے ... ہاں۔ شکریہ سترہ"

پارو کی یہ جوشیلی اور مجنونانہ دوڑ غالباً دم لینے کے لئے رک گئی چنانچہ موقع غنیمت جان کر میں حساب جوڑ کر اور شلنگ کو پونڈ بنانے لگا۔

"میرے خدا! پودا کتنا ہی کمیاب کیوں نہ ہو پچاس پونڈ قیمت اس کی واقعی زیادہ ہے۔" میں نے حساب جوڑنے کے بعد سوچا اور وڈن اپنے آقا کی قائم مقامی کا حق واقعی پورا کررہا ہے۔"

مسٹر پرائم روز کی آواز نے میرے خیالات کے تار و پود بکھیر دیئے۔

"صاحبو!" یہ تو بڑی شرم کی بات ہے کہ دنیائے نباتات کا مجموعہ ایسی معمولی قیمت پر

فروخت ہو' بولئے ... حضرات ... بہت اچھا۔ اگر اسی قیمت پر اسے فروخت ہونا ہے تو یونہی سہی حالانکہ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نایاب اور حسین پودے کی اس ہتک کے خیال سے میں رات بھر سو نہ سکوں گا۔ اور مسٹر پرائم روز کا ہتھوڑا پہلی دفعہ کھٹاک سے میز پر بجا "ایک' غور کیجئے حضرات غور کیجئے یہ خزانہ کوڑیوں کے مول جارہا ہے۔ آپ کی غیرت کو کیا ہوا (کھٹاک) دو ... دو ... حضرات ... دو ... اسمیتھ! گملے کو اوپر اٹھاؤ کہ معزز حاضرین دیکھ سکیں کہ وہ کیسا ہیرا گنوار ہے ہیں۔"

اسمیتھ نے گملا اپنے سر سے اوپر اٹھالیا۔ کمرے میں موجود ہر شخص کی نظریں اس پر مرکوز ہوگئیں۔

مسٹر پرائم روز کا ہتھوڑا ہوا میں بلند ہوا اور وہ تیسری دفعہ گرنے ہی والا تھا کہ ایک لمبی داڑھی والے شخص نے' جس نے اب تک بولی نہ بولی تھی' اپنا سر اٹھایا اور پرسکون آواز میں کہا "اٹھارہ سو۔"

"آہا" مسٹر پرائم روز چلائے میں جانتا تھا کہ انگلستان کا مشہور ترین آرکڈ سوٹ اور پھولوں کے سب سے بڑے ذخیرے کا مالک خاموش نہ رہا ہوگا۔ اٹھارہ سو... اٹھارہ سو... مسٹر وڈن! یہ ہیرا جارہا ہے۔"

"انیس جناب" وڈن نے کڑک کر کہا۔

"دو ہزار" لمبی داڑھی والا بولا۔

"اکیس سو" وڈن نے کہا۔

"شاباش!" مسٹر پرائم روز چیخے "مسٹر وڈن! آپ! اپنے آقا کا حق ادا کررہے ہیں۔" میں جانتا تھا کہ آپ چند پونڈ کی خاطر اس خزانے کو جانے نہ دیں گے۔ اکیس سو؟

"میں تو حکم کا بندہ ہوں۔" وڈن نے کہا۔

"بائیس سو" لمبی داڑھی والے نے کہا۔

"تیئیس" وڈن بولا۔

"لعنت ہے۔" لمبی داڑھی والے نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آڈانٹو گلاسم پارو ۲۳ سو میں جارہا ہے۔ ۲۳ سو۔ صرف ۲۳ سو" مسٹر پرائم روز بولے کوئی دل والا جو اس سے آگے بولے؟ نہیں ... تو پھر مجھے اپنا فرض انجام دینا ہی ہوگا۔ ایک ... دو ... ہے کوئی اور؟ ... نہیں۔ تو پھر مجھے۔ ایک ... دو۔ اور کوئی صاحب اور یہ ... تین ... آڈانٹو گلاسم پارو مسٹر وڈن کی ملکیت بن گیا جو مسٹر سامرس کی طرف سے بولی بول رہے تھے۔"

اور ہتھوڑا تیسری دفعہ کھٹاک سے میز پر گرا اور عین اسی وقت میرا نوجوان دوست سامرس واپس آگیا۔

"کیا ہوا وڈن!" پارو کا نیلام شروع ہوا یا نہیں؟" سامرس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"شروع بھی ہوا اور ختم بھی ہوگیا۔" وڈن نے جواب دیا۔ "میں نے خرید لیا۔"

"شاباش۔ کیا دام لگے؟"

"ٹھیک سے نہیں کہہ سکتا۔ دراصل حساب وغیرہ میں نے سیکھا ہی نہیں لیکن بولی میں نے ۲۳ اور کچھ پر ختم کی تھی۔"

عین اسی وقت مسٹر پرائم روز نے، جو پھول کے دیوانوں سے، کسی مسئلے پر بحث کر رہی تھے سر اٹھا کر دیکھا۔

"آپ آگئے مسٹر سامرس! خوش آمدید سب کی طرف سے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آج آپ جتنا بھی فخر کریں کم ہے کیونکہ آپ اس خوبصورت آڈانٹو گلاسم پارو کے مالک بن گئے ہیں اور سچ تو یہ ہے مسٹر سامرس کہ دو ہزار تین سو پونڈ میں یہ بالکل مفت ہے۔"

یہ زبردست رقم سن کر میں تو چکرا گیا لیکن مسٹر سامرس پر کچھ اثر نہ ہوا سوائے اس کے کہ اسے ایک پھریری سی آگئی اور چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا۔ وڈن اس درخت کی طرح جھومنے لگا جو بس گرنے ہی والا ہو، اور میں۔ میرا تو یہ ہے کہ میں کمرے کے کونے میں ڈھے گیا یعنی اس پھول کے ڈبے سمیت اس پھول کی قیمت سن کر، جیسا کہ میں نے کہا، میں چکرا گیا تھا اور پھر میری ٹانگیں جواب دے گئیں۔ لوگوں کی بھنبھناہٹ سے میں نے

اپنے نوجوان دوست سامرس کی آواز سنی۔

"وڈن! تم پیدائشی گدھے ہو۔"

اور میں نے وڈن کا جواب بھی سنا۔

"میری ماں بھی یہی کہا کرتی تھی اب سوائے اس کے اور کون جان سکتا ہے کہ میں کس کے نطفے سے۔ میرا مطلب ہے میں کیا ہوں، لیکن صاحب! کوئی غلطی ہوگئی مجھ سے؟ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس داڑھی والے کو چت کر کے پارو کو خرید لیا۔"

"نہیں وڈن قصور میرا ہی ہے پھر تمہیں کیوں الزام دوں۔ میں خود پیدائشی احمق ہوں۔ لیکن ؟؟ اب کیا ہوگا؟"

اور پھر سامرس سنبھلا اور بڑے نپے تلے قدموں سے مسٹر پرائم روز کی طرف بڑھا اور کے کان میں کچھ کہا "موخر الذکر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر میں نے اس کو۔ یعنی مسٹر پرائم روز کو کہتے سنا۔"

"آپ اس کی فکر نہ کریں، ہم جانتے ہیں کہ ایسی خطیر رقم فوراً ہی ادا کر دینا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں آپ ایک مہینے میں ادا کر دیجئے۔"

اور وہ پھر نیلام کی طرف متوجہ ہوگیا۔

ٹھیک اسی وقت میں نے دیکھا کہ اس کونے میں میں اکیلا نہ تھا بلکہ کوئی اور بھی میرے قریب کھڑا ہوا تھا یہ شخص خاصا قبول صورت تھا۔ دہرے بدن کا اور اس کے داڑھی بھی تھی لیکن لمبی نہیں بلکہ بڑی تناسب سی تراشی ہوئی چگی داڑھی' وہ چاروں طرف اس شخص کی طرح دیکھ رہا تھا۔ جو کسی غیرمانوس جگہ آگیا ہو۔

"جناب! معاف کیجئے گا۔ لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مسٹر سامرس نامی کوئی صاحب اس کمرے میں موجود تو نہیں؟" اجنبی نے مجھ سے پوچھا "اول تو یہاں کافی لوگ ہیں اور پھر نظر بھی ذرا کمزور ہے۔"

"جی ہاں۔ سامرس نہ صرف یہ کہ یہاں موجود ہیں" میں نے جواب دیا "بلکہ انہوں نے ابھی ابھی ایک عجوبہ روزگار اور دنیا کا خوبصورت ترین پھول خریدا ہے جسے آڈانٹو گلاسم پارو کہتے ہیں۔ اور یہ سب لوگ اسی کے متعلق بھنبھنا رہے ہیں۔"

"واقعی! تو پھول خریدا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سامرس نے اس کی کتنی قیمت ادا کی ہے؟"

"زبردست قیمت' میں نے جواب دیا۔ میں سمجھے ہوئے تھا کہ دو ہزار ۲۳ سو شلنگ ہوں گے۔ لیکن یہ عقدہ اب کھلا ہے کہ اسے دو ہزار تین سو پونڈ میں خریدا گیا ہے۔"

وہ قبول صحت اجنبی چونکا اور اس کے چہرے کا رنگ دفعتاً سرخ ہوگیا۔ اس قدر سرخ کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس پر کسی مرض کا دورہ نہ پڑتا ہو۔ چند لمحوں تک وہ لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔

"رقیب آرکڈسٹ" میں نے سوچا اور اس پھول کے نیلام کی داستان خوب نمک مرچ لگا کر بیان کرنے لگا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس سے اجنبی کو دلچسپی ہوگی۔

"بات یوں ہوئی کہ مسٹر سامرس کو ان کے والد نے کسی کام سے بلوا بھیجا۔ لیکن جانے سے پہلے میں نے مسٹر سامرس کو اپنے باغبان سے جن کا نام وڈن ہے کہتے سنا کہ ان کی غیر

موجودگی میں وہ بولی بولے اور اس پھول کو کسی بھی قیمت میں خرید لے۔"

"کسی بھی قیمت پر! بہت خوب۔ اچھا پھر کیا ہوا جناب؟"

"ہونا کیا تھا صاحب۔ زبردست مقابلے کے بعد باغبان نے وہ پھول خرید لیا۔ وہ دیکھئے باغبان اس پھول کا گملا اٹھا رہا ہے۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مسٹر سامرس نے اپنے باغبان کو اس گراں قیمت پر وہ پھول خریدنے کی بھی اجازت دی تھی یا نہیں لیکن وہ خود اسی طرف آرہے ہیں اگر آپ ان سے واقف ہیں تو...."

سامرس۔ جس کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور جو کچھ پریشان سا معلوم ہو رہا تھا۔ اپنے ہاتھ جیبوں میں ٹھونسے اور منہ میں بجھا ہوا سگار دبائے میری طرف آرہا تھا۔ یقیناً مجھ سے کچھ کہنے۔ لیکن دفعتاً" اس کی نگاہیں میرے قریب کھڑے ہوئے اجنبی کی طرف اٹھ گئیں۔ اور پھر کچھ یوں ہوا سامرس کے ہونٹوں نے دائرہ سا بنایا' جیسے وہ سیٹی بجانے والا ہو' اور سگار اس کے منہ سے چھوٹ کر فرش پر گرا۔

"ارے!... ابا... آپ!" سامرس نے اپنی دلکش آواز میں کہا "آپ کا پیغام مجھے مل گیا تھا اور اسی وقت سے میں آپ کو تلاش کر رہا ہوں لیکن یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ یہاں ہوں گے۔ آرکڈوں سے ظاہر ہے کہ آپ کو کوئی دلچسپی نہیں۔"

"بے شک" سامرس کے والد نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس بدبودار خشک کوڑا کرکٹ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے" اور اس نے اپنے چھاتے سے خوبصورت پھولوں کی طرف اشارہ کیا۔

"لیکن معلوم ہوتا ہے تمہاری دلچسپی جنون کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔" ان چھوٹے صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے "مجھے ابھی ابھی بتایا ہے کہ تم نے ایک بہت ہی خوبصورت نمونہ خریدا ہے۔"

"معافی چاہتا ہوں۔" میں نے سامرس سے کہا "میں جانتا ہی نہ تھا کہ یہ بڑے صاحب" یہاں سامرس مسکرایا۔ "آپ کے والد ماجد ہیں۔"

"معافی طلب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں مسٹر کوارٹرمین۔ یہ بات کل سارے

نشست پر بیٹھ گیا کیونکہ وہاں میں اپنا ڈبہ بھی رکھ سکتا تھا پھر سامرس سوار ہوا' اس کے بعد وڈن جو گملا اس طرح پکڑے ہوئے تھا جیسے وہ عصائے حکومت ہو۔ ہم سب کو سوار کرانے کے بعد سب کے آخر میں سرالگزانڈر بگھی میں تشریف لائے۔

"صاحب! کہاں؟" کوچوان نے پوچھا۔

"دفتر" سرالگزانڈر نے گویا "ہاؤ" کردی۔

اور بگھی چل پڑی۔

کسی مرنے والے کے چار بے حد قریبی عزیز بھی اتنے خاموش نہ رہے ہوں گے جتنے خاموش ہم تھے۔ ہم سب ہی اپنے اپنے خیالات میں غلطاں پیچاں تھے البتہ سرالگزانڈر نے چند الفاظ ضرور کہے اور وہ بھی اس ناچیز سے انہوں نے فرمایا۔

"جناب! اگر آپ اپنے اس جہنمی ٹین کے بکس کا کونا میری پسلیوں میں سے نکال لیں تو مشکور ہوں گا۔"

"اوہ! معافی چاہتا ہوں" میں نے جلدی سے کہا۔

اور پھر بکس کو سرالگزانڈر کی پسلیوں میں سے نکالنے کے بعد اور اسے ٹھیک سے رکھنے کی کوشش میں ان کے پیر پر گرادیا۔ میرے اس اناڑی پن پر ایک چیخ کی صورت میں صدائے احتجاج بلند کرنے کے بعد انہوں نے "جو گل افشانی" فرمائی ہے اسے یہاں بیان کرنا مناسب نہیں البتہ یہ بتاؤں کہ سرالگزانڈر گھٹیا کے مریض تھے اس نامعقول صورتحال نے نوجوان سامرس کو ایک مصیبت میں ڈال دیا۔ اس نے میرے ٹخنے پر ایک ٹھوکر جڑ دی' پھر مجھے آنکھ مارنے کی جرات کر بیٹھا اور پھر رکی ہوئی ہنسی کی وجہ سے پیٹ پھولنے لگا۔ میں خود ایک عجیب پریشانی میں تھا کیونکہ نہ جانتا تھا کہ اگر سامرس اپنی ہنسی نہ روک سکا اور پھٹ پڑا تو میری حالت کیا ہوجائے گی لیکن خوش قسمتی سے عین اس وقت بگھی ایک عمدہ دفتر کے دروازے پر رک گئی۔ کوچوان کے آنے اور دروازے کھولنے کا انتظار کئے بغیر سامرس بگھی میں سے کود کر بھاگتا ہوا دفتر میں گھس گیا۔ غالباً اس لئے کہ وہاں وہ خوب جی بھر کر ہنس لے۔ اب میں ڈبہ بغل میں دبائے اترا۔ پھر سرالگزانڈر کے حکم کی

اخبارات میں چھپ ہی جائے گی۔ چنانچہ تم نے میرا کوئی راز افشا نہیں کیا ہے۔ جی ہاں ابا۔ میں نے خوبصورت ترین پھول خرید لیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ وڈن نے خریدا ہے میرے لئے کیونکہ میں تو آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ بہرحال بات ایک ہی ہے۔"

"اور میں پوچھ سکتا ہوں اسٹیفن کہ تم نے اس کی کیا قیمت ادا کی ہے؟" سنا تو کچھ میں نے بھی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں میرے کانوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ آپ نے کیا سنا ہے البتہ دو ہزار تین سو پونڈ کی بولی پر اسے۔ ایک' دو اور تین کہہ کر میرے حوالے کردیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی خطیر رقم میں اپنے آپ کو بیچ کر بھی حاصل نہیں کرسکتا چنانچہ میں آپ سے درخواست کرنے ہی والا تھا کہ یہ رقم اگر آپ میری نہیں تو خاندان کی ناک رکھنے کی خاطر مجھے دے دیجئے لیکن اس کے متعلق ہم بعد میں فیصلہ کرسکتے ہیں۔"

"بے شک اس کے متعلق ہم بعد میں فیصلہ کرسکتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس سے بہتر موقع پھر میسر نہ آئے گا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ فیصلہ آج ہی اور اسی وقت ہوجائے۔ میرے دفتر چلو اور یہ مجھ سے کہا گیا۔ چونکہ آپ اس واقعہ سے بہت حد تک واقف ہیں۔ اس لئے براہ کرم آپ بھی چلئے اور الو کے پٹھے! تم بھی چلو!"

یہ آخری الفاظ وڈن کے لئے تھے جو گملا اٹھائے عین اسی وقت ہمارے قریب آکھڑا ہوا تھا۔

اب جب کسی شریف آدمی کو اس طرح مدعو کیا جاتا ہے تو وہ انکار کردیتا ہے اور مجھے بھی انکار کردینا چاہئے تھا لیکن میں نے ایسا نہ کیا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ "فیصلہ" کیا ہوتا ہے اور پھر یہ بات بھی تھی کہ میں سامرس کی صفائی میں کچھ کہنا بھی چاہتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کمرے سے اسی طرح باہر آئے کہ وہ لوگ' جنہوں نے ہماری باتیں سن لی تھیں ہمارے پیچھے ہنس رہے تھے۔ اور آوازیں کس رہے تھے سڑک پر ایک شاندار بگھی کھڑی ہوئی تھی جس میں دو گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ کوچوان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا سرالگزانڈر نے ایک فیصلہ اشارہ کیا کہ "پہلے آپ" چنانچہ میں بگھی میں سوار ہو کر پچھلی

تعمیل میں وہ گملا سنبھالے باہر آیا اور سب کے آخر میں سرالگزانڈر نے سڑک پر قدم رکھا۔

"یہیں ٹھہرو میں فوراً آرہا ہوں۔" انہوں نے کوچوان سے کہا اور پھر میری طرف گھوم گئے "مسٹر۔۔ کیا نام ہے آپ کا۔ آیئے میرے ساتھ۔"

چنانچہ میں سرالگزانڈر کے پیچھے ہی پیچھے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا جس کا شاندار فرنیچر اور کمرے کی سجاوٹ سرالگزانڈر کے لکھ پتی ہونے کی خبر دیتی تھی۔ سامرس اس کمرے میں موجود تھا اور ایک کھڑکی کی دہلیز پر بیٹھا اپنی ایک ٹانگ جھلا رہا تھا۔

"اب ہم اکیلے اور آرام سے ہیں۔" سرالگزانڈر غرائے ان کی یہ غراہٹ بڑی خونخوار تھی۔

"جیسا کہ اژدہے نے پنجرے میں داخل ہونے کے بعد خرگوش سے کہا تھا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

میں یہ کہنا نہ چاہتا تھا لیکن میں اس وقت کچھ خوفزدہ اور کچھ گڑبڑایا ہوا تھا۔ چنانچہ میرا یہ خیال اپنے آپ ہی ڈھل کر زبان پر آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بار سامرس پھر پھولنے لگا۔ اور اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا جیسے وہ دیوار کا معائنہ کر رہا ہو لیکن میں اس کے شانے ہلتے دیکھ رہا تھا۔ وڈن کی بجھی ہوئی آنکھوں میں شوخ کی چمک نمودار ہوگئی۔ تقریباً تین منٹ بعد وہ بھی لطیفہ سمجھنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ وہ منہ ہی منہ میں بے چلم کے حقے کی طرح' اژدہے اور خرگوش کے متعلق' کچھ گڑگڑایا۔ اور پھر ایک بلند مگر مختصر سے قہقہے کے بعد خاموش ہوگیا۔ رہے سرالگزانڈر تو انہوں نے کہا۔

"آپ کی بات میں نے سنی نہیں۔ اب اگر زحمت نہ ہو تو اسے دہرا دیجئے۔"

"میں چونکہ دادوصول کرنے کے لئے تیار نہ تھا اس لئے خاموش رہا۔"

"بہت اچھا" سرالگزانڈر بولے "تو پھر وہی باتیں دہرا دیجئے جو آپ نے مجھ سے نیلام گھر میں کہی تھیں۔"

"کیوں دہراؤں؟" میں نے پوچھا "میں نے جو کچھ کہا تھا صاف آواز اور سے ہوئے

لہجے میں کہا تھا اور آپ نے میرا ایک ایک لفظ شاید بخوبی سمجھ لیا تھا۔"

"آپ نے سچ کہا۔" سرالگزانڈر نے جواب دیا۔ "وقت ضائع کرنا فضول ہے۔" وہ وڈن کی طرف گھوم گئے جو دروازے کے قریب گملا سنبھالے کھڑا تھا بے وقوف گدھے! وہ چیخے۔ "بتا تو نے یہ پھول کیوں خریدے؟"

وڈن نے کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ بڑے روز سے جھوم گیا۔ سرالگزانڈر نے چیخ کر اپنا سوال دہرایا اور اس دفعہ وڈن نے گملا قریب کی میز پر رکھ کر یوں جواب دیا۔

"صاحب!" یہ اگر آپ مجھ سے فرمارہے ہیں تو یہ دونوں نام میرے نہیں ہیں۔ اور اگر آپ نے پھر مجھے ایسے ناموں سے پکارا تو میں آپ کا سر توڑ دوں گا پھر آپ کوئی بھی کیوں نہ ہوں یہ وڈن نے کہا اور قمیض کی آستین چڑھانے لگا۔

"ابا! اب اس بحث سے کیا فائدہ؟" سامرس نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"بات صاف ہے۔ میں نے وڈن سے کہا تھا کہ وہ یہ پودا کسی قیمت پر بھی خرید لے۔ صرف یہی نہیں بلکہ میں نے اسے مختارنامہ لکھ دیا تھا اور یہ مختارنامہ نیلامی تک پہنچا دیا گیا تھا۔ البتہ یہ سچ ہے۔ کہ یہ بات تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ بولی دو ہزار تین سو پونڈ تک پہنچ جائے گی۔ میرا خیال تھا کہ بولی بہت بڑھی تو تین سو پونڈ تک بڑے گی۔ بہرحال وڈن نے ایسا ہی کیا جیسا اس سے کہا گیا تھا۔ چنانچہ وہ بری الذمہ ہے اور گالیوں کا قطعی مستحق نہیں ہے۔"

"بس آقا ہو تو ایسا ہو۔" وڈن نے سرہلا کر کہا۔

"بہت اچھا جوان" سرالگزانڈر بولے۔ "تم نے ہی خریدا ہے یہ پودا۔ اب یہ بتاؤ کہ اس کی قیمت تم کس طرح اور کہاں سے ادا کرو گے؟"

"میرے خیال میں تو قیمت آپ ہی کو ادا کرنی ہوگی۔" سامرس نے بڑے پیارے انداز میں کہا۔ "دو ہزار تین سو پونڈ بلکہ اس سے دس گنی رقم بھی آپ کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دو ہزار تین سو پونڈ تو بس ایسے ہیں جیسے کوئی بحرہند میں سے چلو بھر پانی نکال لے۔ لیکن اگر آپ یہ رقم دینے سے انکار کردیں' اور شاید آپ انکار ہی کردیں گے' تو پھر

اس کی کل قیمت، میں خود چکادوں گا۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ والدہ کی وصیت نامے کی
سے مجھے ایک خاص رقم مل رہی ہے جس کے سود میں آپ تاحیات شریک ہیں چنانچہ
اس کی ضمانت پر قرض لے لوں گا۔"

سراگزانڈر پہلے غصے میں تھے تو اب غضبناک ہوگئے۔ شیشے کے مکان میں گھسے ہو
پاگل سانڈ کی طرح وہ کمرے میں بھاگنے لگے اور انہوں نے وہ الفاظ کہے ہیں جو کسی
سونے چاندی کی سلاخوں کے مالک کی زبان پر زیب نہیں دے سکتے۔ مختصر یہ کہ سراگزا
وہ کام کر گزرے اور ہر وہ الفاظ کہہ گئے جو صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو "نہ جا
رفتن' نہ پائے ماندن" کی سی صورتحال میں پھنس گیا ہو۔ جب وہ تھک گئے تو میز
قریب پہنچے' دو ہزار تین سو پونڈ کا چیک لکھا اور اسے مروڑ کر پیچ اپنے نور نظر کے
کھینچ مارا ... "بے وقوف کاہل! فضول خرچ! اڑاؤ!" وہ گرجے "اس دفتر میں میں نے
اس لئے رکھا تھا کہ تو اپنی پرانی عادتیں ترک کردے اور شرافت سے کاروبار کرنے
قابل بن جائے۔ لیکن ہوا کیا؟ صرف یہ کہ تو جاہل کا جاہل ہی رہا تم سے یہ بھی نہ ہوا
اپنا روپیہ بلکہ یوں کہو کہ میرا روپیہ شریفوں کے مشاغل پر خرچ کرتے۔ یعنی گھوڑا
کلب یا تاش یا ... آہم ... جانے دو۔ تم روپیہ پھولوں اور جھاڑ جھنکاروں پر لٹا رہے ہو
گائے کھالیتی ہیں۔ اور اس قسم کے پھول میرے دفتر کے کلرک بالکل مفت میں اپنے گھ
کے پچھواڑے اگالیتے ہیں۔"

"پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اب مناسب ہوگا کہ تم اپنے اس۔ اس خارپشت جیسے بالوں والے دوستوں کو
ٹپکنے سے منع کردو۔" سراگزانڈر پھنکارے۔ "یہ سن لو کہ اب تک میں اپنی عزت
خیال سے تمہارے الٹے سیدھے قرض ادا کرتا رہا ہوں لیکن اب حد ہوگئی۔ میں تم کو
کرتا ہوں۔ بلکہ اگر چار بجے تک زندہ رہا تو عاق کردوں گا کیونکہ اس وقت وکیل کا دفتر
ہوگیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جائیداد وغیرہ مشروط ہے اور میں تمہیں فرم سے بھی بے داخل
ہوں۔ اب تم آزاد ہو جس طرح اپنی روٹی حاصل کرو۔ پسند کرو تو آرکڈوں کی تلاش

سراگزانڈر خاموش ہوگئے۔ کیونکہ ان کی سانس پھول گئی تھی۔

"بس کہہ چکے ابا یا ابھی کچھ کہنا ہے؟" سامرس نے اپنی جیب سے ایک سگار برآمد
کرکے بڑے سکون سے پوچھا۔

"تاکہنام والا وہ مکان جس میں تم نواب کی طرح رہتے ہو' میرا ہے۔ چنانچہ براہ کرم
اسے خالی کردو میں اس پر اپنا قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابا! یہ تو ظلم ہے۔ ہر کرایہ دار کی طرح مجھے بھی کم سے کم ایک ہفتہ کا نوٹس تو ملنا ہی
چاہیے۔" سامرس نے سگار سلگایا۔ اور اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ نے ایک ہفتے کا
نوٹس دینے سے انکار کردیا تو پھر مجھے قانوناً اخراج کا نوٹ طلب کرنا پڑے گا۔ کیونکہ قانوناً
نوٹس دیئے بغیر آپ مجھ سے وہ مکان خالی نہیں کراسکتے' آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نئی زندگی
میں قدم رکھنے سے پہلے مجھے چند انتظامات تو کرنے ہی پڑیں گے۔"

"لعنت ہے تجھ پر۔ ککڑی کے بچے" اگزانڈر کا غصہ انتہا پر پہنچ گیا اور اسے خیال آیا'
انہیں اپنے باپ کا اتنا خیال نہیں ہے جتنا ایک بے حقیقت پھول کا ہے۔ بہت اچھا۔ میں
یہ قصہ ہی پاک کئے دیتا ہوں۔"

اور پودے کا قصہ پاک کرنے کی غرض سے وہ اسی میز کی طرف لپکے جہاں گملا رکھا ہوا
گم تھا۔

لیکن وڈن نے سراگزانڈر کا ارادہ بھانپ لیا۔ "وہ تیزی سے گھوما اور ایک جھٹکے کے
ساتھ آگے بڑھ کر گملے اور سراگزنڈر کے درمیان کھڑا ہوگیا۔"

"اس پارو کو چھوا بھی تو میں آپ کو لڑھکادوں گا۔" وہ غرایا۔

سراگزانڈر نے پارو اور پھر وڈن کے تنے ہوئے زبردست گھونسے کی طرف دیکھا اور
اپنا فیصلہ بدل دیا۔

"لعنت ہے پارو پر" وہ بولے۔ "اور ہر اس شخص پر جو اس کے پیچھے دیوانہ ہورہا
ہے۔"

وہ تیزی سے چل کر کمرے سے باہر ہوگئے۔ دروازہ دھڑ سے بند ہوگیا۔

"یہ معاملہ ختم ہوا۔" سامرس نے رومال سے اپنے چہرے پر پنکھا جھلتے ہوئے کہا۔
کہنا کوارٹرمین جب تک یہ جھگڑا جاری رہا تب تک مزہ رہا۔ خیر' میں اس قسم کے
مقامات سے پہلے بھی گزر چکا ہوں۔ ہاں تو اب کھانا کھایا جائے۔ کیا خیال ہے
کوارٹرمین؟ ریسٹوران قریب ہی ہے اور وہ لوگ مچھلی بہت لذیز بناتے ہیں۔ لیکن پہلے
سمجھتا ہوں' بینک کی طرف چلا جائے تاکہ ہم اس چیک کا سودا کر سکیں۔ تم جانو جب
میں ہوتے ہیں تو کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" وہ اس چیک کی پے منٹ بھی رکوا سکتے ہیں!"
تم یہ پارو لے کر گھر چلے جاؤ اور اسے ذرا گرم رکھو کیونکہ آج برف باری کے آثار
آرہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آج اسے باورچی خانے میں رکھو اور وقتاً فوقتاً پانی
چھینٹے دیتے رہنا۔ خدارا پھول کو نہ چھونا۔ چار پہیوں والی بگھی لئے جاؤ اس کی رفتار
شک کم ہے لیکن اس سے پھول محفوظ رہے گا۔ کھڑکیاں کھلی رکھنا۔ اور سگار وغیرہ نہ
میں رات کے کھانے کے وقت گھر آجاؤں گا!"

وڈن نے بالوں کی لٹ شہادت کی انگلی پر لپیٹی' بائیں ہاتھ میں گملا اٹھایا اور دائیں
کا گھونسہ بلند کئے رخصت ہوا۔ اپنا گھونسہ اس نے شاید اس لئے تیار رکھا تھا کہ ا
خوف تھا باہر کہیں انگزانڈر گملا گرا دینے کی غرض سے گھات لگائے نہ بیٹھے ہوں۔

اس کے بعد میں اور سرمرس چیک جمع کروانے گئے اور میں نے دیکھا کہ خاصی
رقم کا چیک تھا۔ اس کے باوجود حیرت کا اظہار کئے بغیر قبول کرلیا گیا اور پھر ہم نے
ریسٹوران میں بیٹھ کر مچھلی کھائی جہاں گاہکوں کا ایسا میلا لگا ہوا تھا کہ میں اور سامرس
میں گفتگو نہ کر سکے۔

"مسٹر کوارٹرمین" سامرس نے کہا "یہاں ہم گفتگو نہیں کر سکتے اور نہ ہی تمہارا
آرکڈ دیکھ سکتے ہیں جس کا مطالعہ میں اطمینان اور سکون سے کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال
آدھ ہفتے تک تو گویا میرے سر پر چھت موجود رہے گی۔ چنانچہ اب اگر مناسب سمجھو
ایک دو دنوں کے لئے میرے مہمان بن جاؤ۔ تمہارے متعلق میں کچھ نہیں جانتا' البتہ
تم میرے متعلق کم سے کم یہ تو جانتے ہی ہو کہ میں اپنے والد کو مطمئن نہ کر سکا۔ چنا

اب مجھے عاق کردیا گیا ہے۔ تاہم ہم چند گھنٹے ساتھ گزار سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ وقت دلچسپ گزرے گا بشرطیکہ آپ مصروف نہ ہوں۔"

"میں مصروف نہیں ہوں اور نہ ہی کسی کے یہاں مدعو ہوں' میں نے جواب دیا۔ میں تو افریقہ سے آیا ہوا ایک اجنبی ہوں اور ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اب اگر آپ چند گھنٹوں کی مہلت دیں تو میں اپنا سامان ہوٹ سے اٹھوا لاؤں۔"

ایک بات اور کوارٹرمین۔ اب ہمارے درمیان تکلف کی دیوار حائل نہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ تم مجھے بے تکلفی سے۔ تم کہہ کر مخاطب کرسکتے ہو۔ خود میں نے پچھلے کئی گھنٹوں سے تمہیں تم کہنا شروع کردیا ہے۔"

"شکریہ!"

جب ہم گمنام پہنچے ہیں تو ابھی ایک گھنٹہ دن کا باقی تھا۔ مکان کا نام "دربینا لاج" تھا یہ سرخ اینٹوں کی چھوٹی مگر خوبصورت کوٹھی تھی لیکن اس کا پائیں باغ خاصا وسیع و عریض اور بہت عمدہ تھا۔ ہم حرارت خانوں اور سبز خانوں میں نہ گئے کیونکہ دن ختم ہو رہا تھا اور پھولوں کے مطالعہ کے لئے یہ وقت مناسب نہ تھا۔ بہرحال ہمارے وہاں پہنچتے ہی وڈن آگیا اور سامرس اس کے ساتھ یہ دیکھنے چلا گیا کہ پارو کا گملا ٹھیک اور محفوظ جگہ رکھا گیا تھا یا نہیں۔

رات کا کھانا بہت عمدہ اور دلچسپ تھا۔ میرے میزبان کو ایک زبردست جائیدا
آمدنی سے محروم کردیا گیا تھا۔ سامرس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ اس سانحہ کے بع
جہاں سے بیزار ہو کر خودکشی کے مسئلے پر غور کرنے لگتا لیکن سامرس کی خوشی طبعی پر
حادثہ نے کوئی اثر نہ کیا تھا اس کے علاوہ وہ یہ بھی فیصلہ کرچکا تھا کہ جب تک دولت
مزے کرلو ہمارے سامنے جو شمپین رکھی گئی وہ بہترین تھی۔

"یہ اچھا ہی ہوا کوارٹرمین کہ میرے اور ابا کے درمیان فیصلہ کن جھگڑا ہوگیا جو
عرصہ سے اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ سامرس نے کہا ابا نے اتنا بہت سا روپیہ کمالیا ہے ک
چاہتے ہیں کہ میں بھی اتنا ہی بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی کمالوں لیکن میری طبیعت ا
طرف نہیں آتی کم سے کم سونے چاندی کی سلاخوں کا بیوپار اور دلالی مجھے ذرا پسند نہیں
مجھے تو پھول، خصوصاً آرکڈ پسند ہیں اور ان مقامات سے مجھے عشق ہے جہاں پھول ا
ہیں۔ دفتر اور اس کی فضا میں میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے سامرس،" میں نے کہا "لیکن معاملے نے نازک صورت اختیار ک
ہے، تمہارے والد ہی کریں گے جو انہوں نے کہا ہے اور اس کے بعد،" میں نے چاندی
برتنوں اور عمدہ شراب کی طرف اشارہ کیا یہ عیش نہ رہیں گے۔"

"اور اس کا مجھے افسوس بھی نہ ہوگا۔ بہت دنوں تک عیش کیا اب ذرا تکلیف ا
سہی بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی دلچسپ تبدیلی ہوگی۔ اگر ابا نے اپنا ارادہ نہ بدلا
حالانکہ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنا ارادہ بدل دیں گے کیونکہ وہ میری محبت بسائے ہوئے ہ
اور یہ اس لئے کہ میں بالکل اپنی ماں پر گیا ہوں۔ تب بھی حالات اتنے برے نہ ہوں گ
والدہ سات ہزار پونڈ میرے نام چھوڑ گئی ہیں اور تنہا میں اس رقم کا مالک ہوں۔ اس ک
علاوہ میں یہ خزانہ اور پاور کو سرجوشوا ٹریڈ گولڈ کے ہاتھ فروخت کردوں گا۔ یہ وہی ل
ڈاڑھی والے صاحب ہیں جو وڈن کے مقابلے میں بولی بول رہے تھے اگر انہوں ن
خریدنے سے انکار کردیا تو کوئی اور شوقین مل جائے گا۔ اس کے متعلق میں آج ہی رات ا
خط لکھ رہا ہوں۔ ابا مجھے تین ہزار پونڈ سالانہ بطور جیب خرچ دے دیا کرتے تھے ا

پھولوں کے علاوہ مجھے اور کسی بات کا شوق نہیں ہے۔ چنانچہ لعنت ہے ماضی پر اور یہ جام
ہے مستقبل کا پھر وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔"

اور وہ ایک جام چڑھا کر اپنے مخصوص انداز میں ہنسا۔

سچ تو یہ ہے کہ سامرس کی شخصیت بڑی ہی دلکش تھی البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ بے
پرواہ اور ذرا ناعاقبت اندیش تھا۔ لیکن پھر یہ بھی ہے کہ جوانی اور بے پروائی کا چولی دامن
کا ساتھ ہے۔

میں نے بھی بڑے شوق سے شمپین کا جام حلق میں انڈیل لیا۔ مجھے عمدہ شراب پسند
ہے۔ یوں تو سبھی کو عمدہ شراب پسند آتی ہے لیکن میرا تو یہ ہے کہ میری عمر افریقہ کے
جنگلوں میں گزری ہے جہاں پانی بھی ایسا پینے کو ملتا ہے جسے کوئی پینا پسند نہ کرے یعنی
کھڈوں میں بھرا ہوا گندہ پانی چنانچہ عمدہ شراب میرے لئے نعمت سے کم نہیں۔"

"کوارٹرمین۔" سامرس نے کہا "اب اگر تم نے کھانے وغیرہ سے فرصت پالی ہو تو اپنا
پائپ جلالو تاکہ ہم دوسرے کمرے میں جاکر تمہارے اس سپری پیڈم کے دیدار کریں۔ اگر
میں نے اسے ایک دفعہ اور نہ دیکھا تو رات بھر سو نہ سکوں گا۔ ہاں ٹھہرو اس سے پہلے کہ
وہ گدھا وڈن اپنے بستر میں دبک جائے میں اسے پکڑ لاتا ہوں۔" اور جب وڈن آگیا تو
سامرس نے اس سے کہا۔

"وڈن! یہ مسٹر کوارٹرمین اب تمہیں وہ آرکڈ کھانے والے ہیں جو پارو سے دس گنا
زیادہ حیرت انگیز ہے۔"

"معاف کرنا صاحب۔" وہ بولا۔ "لیکن یہ کوارٹرمین اگر ایسا کہتے ہیں تو جھوٹ کہتے
ہیں۔ قدرت کے کارخانے میں ایسا پھول نہیں بنتا۔"

میں نے ٹین کے ڈبے کا ڈھکن کھولا اور سپری پیڈم کو نمایاں کردیا۔ وڈن نے آنکھیں
پھاڑ کر دیکھا۔ اسکی نگاہوں سے حیرت پھوٹ پڑ رہی تھی۔ اس سے قبل اس نے زندگی میں
کبھی ایسا آرکڈ نہیں دیکھا تھا۔

پہلے تو اسے یقین ہی نہیں آیا کہ یہ اصل پھول ہے۔ لیکن جب اسکی ماہرانہ نظروں

نے اسے اچھی طرح پرکھ لیا تو وہ عش عش کر اٹھا۔

"باس ... واقعی یہ لاجواب اور بے مثال آرکڈ ہے۔ حیرت انگیز" کاش اسکی جڑ
ہوتی تو ہم اسے یہاں بوتے اور پھر آپ دیکھتے کو پورا انگلستان اس پھول کے لئے کیسا پا
ہوتا۔

"ہاں وڈن تم سچ کہتے ہو۔ میں نے زندگی میں ایسا آرکڈ نہیں دیکھا۔ میرا خیال
ماسوائے اس جگہ جہاں پیدا ہوا۔ پوری دنیا میں کہیں نہیں ہوگا"۔

سامرس تم ٹھیک کہتے ہو۔" میں نے اسکی تائید کی۔

سامرس تجسس اور حیرت سے اس پھول کے ایک ایک حصے کو دیکھتا رہا اور پھر اس
کہا۔ "بے شک .... ایلن یہ پھول نایاب اور بے حد قیمتی ہے۔

"لیکن میں اسے فروخت کرنا چاہتا ہوں"۔ میں نے اپنا مقصد بیان کردیا۔

"ظاہر تم اسے شوقیہ تو لیکر گھووم نہیں رہے ہو۔"

"یہ میرے دوست کا آرکڈ ہے۔ اور اس نے ہی مجھے فروخت کے لئے بھیجا ہے
لیکن چونکہ میں جانتا ہوں۔ اس وقت آپ خود بھی الجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا
آپ کسی اچھے خریدار کا پتا بتا دیں۔"

"ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ ایلن کوارٹرمین"۔ میں شاید اس وقت اس پھول سے وہ انصا
نہ کرسکوں۔ وہ قیمت فوری ادا نہ کرسکوں۔ جس کا یہ آرکڈ حقدار ہے۔ ٹھیک ہے
کل اس کی نیلام گھر میں نمائش کرواتے ہیں۔ جو بھی اسکی قیمت لگے۔ آپ کے سا
ہوگی۔ نیلام گھر والوں کو تو اپنا کمیشن چاہئے۔

سامرس کی بات مناسب تھی۔ میں خاموش ہوگیا۔

رات میں نے اس کی عالیشان بنگلے میں گزاری۔ دوسرے دن صبح ہی سامرس
نیلام گھر فون کردیا تھا۔ اس لئے جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو نیلام گھر کی انتظامیہ کے علاوہ
کے کئی معززین میں موجود تھے۔ سامرس نے اندر کمرے میں اس آرکڈ کو دیکھایا۔
سامرس کے ساتھ ہی چپکا کھڑا تھا۔ جونہی آرکڈ ڈبے میں سے باہر آیا۔ وہاں موجود ہر

کی نظریں حیرت سے پھیل گئیں۔ کئی تو تو اسی وقت اسے خریدنے کے لئے تیار ہو گئے۔
لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے پہلے ہی سے پروگرام ترتیب دے دیا ہو۔
ایک ہزار پونڈ تک کی آواز آئی۔ لیکن پھر اچانک سامرس کو نہ جانے کیا ہوا اس نے
آرکڈ ڈبے میں واپس رکھوایا۔ اور معذرت کر کے مجھے گھسیٹتا ہوا نیلام گھر سے باہر لے
آیا۔

ایک بار پھر ایک کیفے تھے۔ اور میرے سامنے سامرس بیٹھا مجھے گھور رہا تھا۔

ایلن کوارٹرمین .... جو قیمت وہ کمینے اس آرکڈ کی لگا رہے تھے وہ میں خود بھی تمہیں
دے سکتا ہوں۔ لیکن دوں گا نہیں چونکہ یہ اس آرکڈ کی توہین ہے۔ دنیا کا سب سے زیاد
قیمتی پھول ہے۔

میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم اس پھول کو بیچنا کیوں چاہتے ہو۔ ایسی کیا مجبوری
ہے، ہوسکتا ہے میں تمہاری کوئی مدد کرسکوں۔

نہیں میں بغیر کسی وجہ کے آپ سے مدد کیونکر لے سکتا ہوں۔ رہی بات اس کو بیچنے کی
تو میں تم سے نہیں چھپاؤں گا۔ کیونکہ تمہارے سینے میں ایک ہمدرد اور خوبصورت دل
ہے۔ اور پھر میں نے اسے اس پھول کی تمام کہانی اور اسے حاصل کرنے کے لئے جو
پروگرام میں نے اور جون نے ترتیب دیا تھا وہ اسے سنا دی۔

میری کہانی سن کر وہ بے طرح سے چونکا۔ کافی دیر خاموشی رہی۔ نہ میں کچھ بولا اور نہ
ہی سامرس نے کچھ کہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سامرس کسی سوچ میں مبتلا ہے۔

"ایلن کوارٹرمین، اگر میں یہ کہوں کہ تمہاری اس مہم میں، میں بھی شریک ہو رہا
ہوں"

سامرس، یہ انتہائی خطرناک ہے اور اس پر جو خرچ آئے گا۔

تم اسکی فکر نہ کرو۔ میں سب انتظام کرلوں گا۔ صرف تم یہ بتاؤ کیا تم مجھے اس مہم میں
شریک کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر تم چاہو تو اس مہم کے سلسلے میں ایک دستاویز تیار کی
جاسکتی ہے۔ کیونکہ میں اپنی خوشی سے اس مہم میں شریک ہورہا ہوں۔ اور اسکے تمام

اخراجات بھی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تو اسکی
ذمہ داری مجھ پر عائد ہوگی۔

کافی سوچ و بچار کے بعد اور بحث مباحثہ کے نتیجے میں مجھے سامرس کے سامنے ہتھ
ڈالنے پڑے اور پھر ایک دستاویز تیار کی گئی جس پر میں نے اور سامرس نے دستخط کئے
اس دستاویز کی ایک نقل میں نے اپنے پاس اور دوسری سامرس نے اپنے پاس رکھ لی۔

یہاں میں یہ بتادوں کہ اس دستاویز کے تیار ہونے کے بعد اور آخری انتظامات مکم
کرنے سے پہلے میں نے سامرس کو مجبور کیا کہ وہ میرے ساتھی اسکروپ سے میری غ
موجودگی میں مل کر میرے متعلق جو شخص کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو معلوم کرلے۔ صاف ظا
ہے کہ اسکروپ اور سامرس کی یہ ملاقات بے حد کامیاب رہی کیونکہ اس کے بعد جب
سامرس میرے پاس آیا ہے تو وہ میرے سامنے احترام سے جھکا جارہا تھا۔ اس کے علاوہ
اسکروپ کی موجودگی میں' تاکہ وہ گواہ رہے' میں نے سامرس کو ان خطرات سے بھی آ
کردیا جو اس مہم میں ہمیں پیش آسکتے تھے۔ میں نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے کہہ دیا کہ ا
مہم پر اسے سر سے کفن باندھ کر چلنا ہوگا کیونکہ وہاں۔ یعنی افریقہ کے اندھیرے جنگلو
میں۔ موت مختلف صورتوں میں آسکتی ہے۔ یعنی بھوک' پیاس' بخار اور درندوں کی
صورت میں یا پھر وحشی کافر بھی اپنے بھالوں سے ہمارا خاتمہ کردیں یا پھر ہمیں سخت اذ
دے کر مار ڈالیں۔ اس کے برخلاف میں نے کہا۔ کامیابی کے امکانات بہت کم تھے ا
ممکن تھا کہ ہمیں یہ پودا سرے سے کسی جگہ ملے ہی نہیں۔

"تم بھی تو یہ خطرات مول لے رہے ہو کوارٹرمین۔" اس نے کہا۔

"میری بات دوسری ہے سامرس۔" میں نے جواب دیا "کیونکہ اس قسم کے خطرا
میرے پیشے کا جزو ہیں۔ میں ایک شکاری اور کھوجیا ہوں چنانچہ پہلے بھی ایسے خطرات سے
دوچار ہوچکا ہوں اس کے علاوہ مجھے چند ایسے تجربات ہوئے اور میں ان چیزوں سے
محروم ہوگیا ہوں کہ اب میری نظر میں زندگی کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔ نہ
تمہیں ایسے تجربات ہوئے ہیں اور نہ ہی محرومیت سے سابقہ پڑا ہے۔ زندگی کی اب مجھے

کوئی پرواہ نہیں۔ چاہے آج مرجاؤں چاہے چند برس زندہ رہوں میرے لئے سب برابر ہیں
اور آخر میں یہ کہ مہم جوئی میری فطرت بن چکی ہے اور اس کی سنسنی خیزی میرے لئے
ضروریات زندگی کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ شہروں کی گھمی گھمی سے میری طبیعت گھبرا
گئی ہے۔ چنانچہ زیادہ دیر تک انگلستان میں شاید نہ رہ سکوں گا۔ اس کے علاوہ میں تضاد
قدر پر یقین رکھتا ہوں اور یہ میرا ایمان ہے کہ جب میرا وقت آئے گا مرجاؤں گا موت کی
جو گھڑی میرے لئے مقرر کی جاچکی ہے اسے نہ تو کوئی آگے بڑھا سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹا
سکتا ہے لیکن تمہارا معاملہ مختلف ہے تم ابھی جوان ہو اور زندگی کی طویل راہ تمہارے
سامنے کھلی پڑی ہے۔ اگر تم یہیں ٹھہرے رہے اور سر الگزانڈر کا غصہ ٹھنڈا پڑجانے کے
بعد مجھے یقین ہے کہ وہ سب کچھ بھول کر تمہیں اپنے سینے سے لگالیں گے۔ سامرس! ذرا
غور کرو کہ یہاں کا عیش اور آرام چھوڑ کر اور اپنے درخشاں مستقبل کو ٹھکرا کر ایک کمیاب
پھول کی تلاش میں افریقہ کے جنگلوں کی خاک چھاننا کہاں تک مناسب ہے۔ میں نے جو
کچھ کہا ہے اس سے مجھے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی پہنچنے والا ہے کیونکہ شاید ہی مجھے کوئی
دوسرا شخص ایسا ملے کہ جو اس مہم پر دو ہزار پونڈ لگانے کے لئے تیار ہوجائے۔ اس کے
باوجود میں چاہتا ہوں اور میری درخواست ہے کہ تم ان باتوں پر غور کرو جو میں نے کہی
ہیں۔"

سامرس چند ثانیوں تک حیرت سے میری صورت تکتا رہا اور پھر دفعتاً اس نے ایک
قہقہہ لگایا اپنا وہی مخصوص اور دلکش قہقہہ۔

"کوارٹرمین!" اس نے کہا "تم خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ تم سا شریف
اور بے غرض آدمی پوری دنیا میں دوسرا نہ ہوگا۔"

"شکریہ" میں نے جواب دیا۔

"رہی دوسری باتیں۔" سامرس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "تو اس کا یہ ہے کہ میں
خود بھی انگلستان سے اکتا گیا ہوں اور دنیا دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ تنہا اس سنہرے پھول کی
تلاش کا خیال ہی گھر سے نہیں نکال رہا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ میں اسے بھی حاصل

کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اس پھول کی تلاش تو ایک بہانہ ہے۔ مجھے تو سنسنی خیز اور روما
کی تلاش ہے۔ تمہاری طرح میں بھی تضاد و قدر کا قائل ہوں۔ خدا نے اپنی خوشی
ہمیں یہاں بھیجا ہے اور اپنی مرضی سے ہمیں واپس بلالے گا۔ چنانچہ خطرات اور زند
موت کا معاملہ میں خدا پر چھوڑتا ہوں۔"

"ہاں سامرس۔ ممکن ہے تمہیں سنسنی خیزی اور رومان مل جائے کیونکہ ان چیزوں
افریقہ میں کوئی کمی نہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں تمہیں موت جائے اور پھر
سیاح کو افریقہ کے کسی جنگل میں ایک قبر نظر آئے بہرحال تم نے فیصلہ کرلیا ہے اور
تمہاری جرائت کی داد دیتا ہوں۔"

اس کے باوجود میں اس معاملہ میں مطمئن نہ تھا۔ چنانچہ جہاز میں سوار ہونے سے
ایک ہفتے پہلے کافی غور و حوض کے بعد میں نے سرانگزانڈر کو ایک خط لکھا اور انہ
سامرس کے فیصلے سے آگاہ کرنے کے بعد اس مہم کے خطرات نہایت تفصیل سے بیا
کردیئے اور آخر میں ان سے پوچھا کہ معمولی سے جھگڑے بلکہ اختلاف رائے کی بناء پر
اکلوتے بیٹے کو گھر سے نکال دینا کہاں تک عقلمندی تھی اور کیا ان کے نزدیک یہ مناسب
کہ ان کا بیٹا میرے ساتھ افریقہ کے تاریک جنگلوں کی طرف اور ایک ایسی مہم پر روا
ہوجائے جہاں سے زندہ واپس آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔

میرے اس خط کا جواب نہ آیا چنانچہ ہم سفر کی تیاریاں کرتے رہے۔ ضروری انتظا
کرنے میں ذرا بھی دقتیں پیش نہ آئیں کیونکہ روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی۔ پارو کا پھ
کچھ کم قیمت پر سرجوشوا کے ہاتھ فروخت کردیا گیا تھا چنانچہ میں نے وہ سامان خرید لیا
اس مہم کے لئے ضروری تھا۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میں پہلے کبھی کسی مہم پر ایسے سا
سامان سے روانہ نہ ہوا تھا۔

آخر کار ہماری روانگی کا وقت آگیا ہم لوگ پیڈنگٹن اسٹیشن پر ڈار مو تھ ڈیل کے
ہونے میں دو تین منٹ باقی تھے۔ اور ہم اپنے ڈبے میں سوار ہورہے تھے کہ مجھے پل
فارم کی بھیڑ میں ایک شخص نظر آیا جو ادھر ادھر بھاگ کر جیسے کسی کو تلاش کر رہا تھا۔

نے غور سے اس کی طرف دیکھا تو اسے پہچان لیا وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ سرانگزانڈر کا
کلرک برگ تھا جو نیلام گھر میں سامرس کو بلانے آیا تھا۔

"مسٹر برگ!" جب وہ میرے قریب سے گزر رہا تھا تو میں نے کہا "کس کی تلاش ہے
تمہیں؟" سامرس کو تلاش کررہے ہو تو وہ اندر ہے۔

برگ ایک دم سے ڈبے میں داخل ہوگیا اور سامرس کے ہاتھ میں ایک خط پکڑا دیا۔
موخرالذکر چند ثانیوں تک خط پڑھتا رہا۔ برگ ڈبے سے باہر آکر منتظر کھڑا رہا۔ خط پڑھنے
کے بعد سامرس نے اس کا نچلا حصہ، جس پر کچھ لکھا ہوا نہ تھا' پھاڑ کر اس پر بڑی عجلت
میں چند سطور لکھیں اور پھر کاغذ کا وہ ٹکڑا میری طرف بڑھا دیا کہ میں اسے برگ کو دے
دوں مجھے اس کی تحریر پڑھنی تو نہ چاہیے تھی لیکن پڑھے بغیر رہ نہ سکا۔ لکھا تھا۔

"اب تو وقت گزر چکا۔ ابا۔ خدا آپ کو خوش اور شاد کام رکھے۔ خدا نے چاہا تو ہم
پھر ملیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اپنے اس ضدی اور بے وقوف بیٹے کو معاف کردینا جس
نے ہمیشہ آپ کو پریشان کیا ہے اور کبھی کبھی اپنے دل میں یاد کرلینا۔"

"اسٹیفن"

ایک منٹ بعد ہی ریل چل پڑی۔

"ارے ہاں کوارٹرمین۔" سامرس نے کہا۔ "برگ ابا کا ایک خط میرے نام لایا تھا اور
تمہارے نام بھی ایک خط ہے۔ یہ لو۔"

میں نے لفافہ چاک کرکے تہہ کیا ہوا خط نکالا اور پڑھنے لگا۔ بڑے اور قدرے ترچھے
حروف تھے' لکھا تھا۔

"مکرمی!"

آپ نے جو خط لکھا تھا وہ مجھے مل گیا تھا۔ شکریہ۔ آپ کی جگہ کوئی خودغرض کا بندہ
ہوتا تو کبھی کوئی خط نہ لکھتا چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ ایک شریف اور مخلص انسان ہیں۔
آپ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک معمولی سے جھگڑے کی بناء پر اپنے بیٹے
سے ناراض ہوگیا ہوں۔ اور وہ اس مہم پر روانہ ہورہا ہے جو بے حد خطرناک ہے۔

محترم! اس کا الزام مجھ پر عائد نہیں ہوتا۔ میری اور میرے بیٹے کے درمیان
اختلافات تھے اور ہیں ان سے آپ بخوبی واقف ہیں کیونکہ وہ خود آپ کی موجودگی میں نق
عروج کو پہنچ گئے تھے۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ کو ایک ناگوار خاند
جھگڑے میں شریک ہونا پڑا۔ حالانکہ اس سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا۔

میں اپنے مضافاتی مکان پر گیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کا خط مجھے آج ملا ہے جو آپ ن
دفتر کے پتے پر لکھا تھا۔ بے شک مجھے فوراً شہر آجانا چاہئے تھا۔ لیکن گٹھیا کے زبردس
حملے نے مجھے بستر پر ڈال دیا ہے۔ اور میں ہل بھی نہیں سکتا چنانچہ اب میں سوائے اس ک
کچھ نہیں کرسکتا کہ اسٹیفن کو ایک خط لکھوں۔ ممکن ہے وہ اس مہم پر روانہ ہونے کا ارا
ترک کرکے واپس آجائے اور یہ خط میں اپنے ایک معتبر کلرک کے ہاتھ اسٹیفن کو بھجوا
ہوں بے شک اسٹیفن سے خیالات میل نہ کھائیں گے۔ اس کے باوجود میں اسے بہت زیا
چاہتا ہوں۔ چنانچہ اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہوگیا تو میں برداشت نہ کروں گا۔

اب اگر میری درخواست پر اسٹیفن نے عین وقت پر اپنا ارادہ ترک کردیا تو مجھ
احساس ہے' خود آپ کو نقصان ہوگا اور آپ مشکل میں پھنس جائیں گے۔ چنانچہ میں د
ہزار پونڈ جو اسٹیفن نے خرچ کئے ہیں آپ کے نام لکھے دیتا ہوں ممکن ہے کہ اسٹیفن اپ
ارادہ تبدیل نہ کرے۔ کیونکہ آخر وہ میرا بیٹا ہے چنانچہ میری ضد اور ہٹ دھرمی اسے ور
میں ملی ہے۔ اس صورت میں میں اسے خدا کے بعد آپ کے حوالے کرتا ہوں او
درخواست کرتا ہوں کہ اس کا خیال کیجئے گا۔ گویا وہ آپ کا ہی بیٹا ہے۔

اس سے کہئے کہ وہ مجھے' جب بھی موقع ملے' خط لکھے اور آپ بھی وقتاً" فوقتاً" خ
لکھتے رہئے۔ ہرچند کہ مجھے پھول پسند نہیں اور اب تو ان سے نفرت ہوگئی ہے۔ اس کے
باوجود میں اسٹیفن کے ان پھولوں کی دیکھ بھال کرتا رہوں گا جنہیں وہ کہنام کے مکان م
چھوڑے جارہا ہے۔

مخلص

"الگزانڈر سامرس"

سر الگزانڈر کے اس خط نے مجھے بے حد متاثر کیا اور اسے پڑھ کر میں بے چین
ہوگیا۔ کچھ کہے بغیر میں نے یہ خط سامرس کی طرف بڑھا دیا۔

"ابا کا غصہ بے شک تیز ہے لیکن ان کا دل برا نہیں۔" خط پڑھ چکنے کے بعد اس نے
کہا "یہ انہوں نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ میرے پھولوں کی دیکھ بھال کرتے رہیں گے
میرے ابا بہت اچھے آدمی ہیں۔"

"ان کا دل برا نہیں۔ اب کیا ارادے ہیں سامرس؟" میں نے پوچھا۔

بس چلے چلو۔ اپنا ہاتھ میں بل میں رکھ چکا ہوں چنانچہ اب میں واپس نہ جاؤں گا۔
اب اگر میں لوٹ گیا تو بزدل مشہور ہوجاؤں گا اور میری حرکت خود ابا کو بھی پسند نہ آئے
گی۔ چاہے وہ منہ سے کچھ نہ کہیں چنانچہ کوارٹرمین! مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کرو کیونکہ
یہ بے فائدہ ہے۔

اس کے بعد سامرس خاموش ہوگیا۔ اس کے بشرے سے اداسی عیاں تھی۔ وہ بھاگتی
ہوئی ریل کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی اداسی دور ہونے لگی اور جب ہم
ڈار موتھ پہنچے ہیں تو وہ اپنے جذبات پر پوری طرح قابو پاچکا تھا۔ اب وہ پہلے کی طرح
بشاش اور ہنس مکھ تھا لیکن میں خود اب بھی اداس تھا اور سر الگزانڈر کی صورت آنکھوں
میں پھر رہی تھی۔

جہاز کی روانگی سے پہلے میں نے سر الگزانڈر کو ایک اور خط لکھا اور انہیں صورتحال
سے آگاہ کرنے کے بعد انہیں یہ اطمینان دلایا کہ سامرس کو میں اپنا بیٹا سمجھوں گا۔

مجھے یقین ہے سامرس نے بھی اپنے والد کو خط لکھا ہوگا حالانکہ یہ خط اس نے مجھے
دکھایا نہیں۔ جواب مل گیا۔ سر الگزانڈر نے لکھا تھا کہ وہ صورتحال سے واقف ہیں۔
چنانچہ اگر کچھ ہوا بھی تو اس کا الزام وہ مجھے نہ دیں گے اور مجھے ہمیشہ اپنا دوست سمجھتے رہیں
گے۔ انہوں نے لکھا تھا کہ اگر روپے وغیرہ کی ضرورت ہو تو میں جتنی بھی رقم چاہوں
"افریکن بینک" کی کسی بھی شاخ سے ان کے حساب میں سے اٹھا سکتا ہوں اس کی ہدایت
انہوں نے اس بینک کو کردی تھی۔ آخر میں انہوں نے لکھا تھا کہ کم سے کم اس ایک

معاملہ میں ان کے بیٹے نے بڑی ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ اب وہ ا
بیٹے کا احترام کرتے ہیں اور اس پر انہیں فخر ہے۔ اور اب ایک طویل مدت کے ل
سرا گلز انڈر انگلستان اور وہاں کے سارے معاملات کو میں خدا حافظ کہتا ہوں۔

ماہ مارچ کے اوائل میں ہم لوگ بخیروخوبی ڈربن پہنچ گئے اور بیریا والے اپنے مکان میں مقیم ہوگئے۔ میرا خیال تھا کہ برادر جون وہاں میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ لیکن اس آوارہ گرد کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ بوڑھا جیک، جو کبھی میرا بندوق بردار اور شکاری رہا تھا اور اب میرے گھر کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ ہمارے استقبال کو بے شک موجود تھا اور اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے انگلستان روانہ ہونے کے فوراً بعد ہی واگیتاہ، یعنی برادر جون بھی اپنا بکس اور تتلیاں پکڑنے کا جال لے کر جنگلوں کی طرف چلا گیا۔ وہ یہ بتا کر نہ گیا تھا کہ کس طرف اور کہاں جا رہا ہے اور نہ ہی میرے نام کوئی خط چھوڑ گیا تھا۔ خشک پودوں، پھولوں اور تتلیوں کے بکس بھی غائب تھے لیکن یہ چیزیں جیک نے بتایا، ڈاگیتاہ نے ایک جہاز کے ذریعے، جو ڈربن میں چند گھنٹوں کے لئے لنگرانداز ہوا تھا۔ امریکہ بھجوادی تھیں۔ رہا برادر جون اور یہ کہ اس کا کیا ہوا اور وہ کہاں گیا تو اس کے متعلق میں کچھ معلوم نہ کرسکا سوائے اس کے کہ اسے مازوبرگ میں دیکھا گیا تھا۔ بعد میں چند کافروں سے، جو اس طرف آ نکلے تھے اور میرے شناسا تھے، معلوم ہوا کہ برادر جون کو آخری دفعہ زولولینڈ کی سرحد پر دیکھا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہ ملتا تھا۔ اسے یا تو زمین نے نگل لیا تھا یا پھر آسمان کھا گیا تھا۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ برادر جون کے اس طرح غائب ہوجانے سے ہم پریشان اور بدحواس ہوگئے اور یہ سوال درپیش تھا کہ اب کیا کیا جائے جیسا کہ طے پایا تھا۔ برادر جون ہمارا راہبر بننے والا تھا۔ اس کے بغیر ہم کچھ نہ کرسکتے تھے۔ تنہا وہی تھا جو مازیتو لوگوں سے واقف تھا۔ تنہا وہی شخص تھا جو پر اسرار پونگولینڈ کی سرحد تک گیا تھا حالانکہ میں افریقہ کے جنگلوں میں سفر کرچکا تھا اور ان کی دشواریوں کا عادی تھا، تاہم برادجون کی راہبری اور مدد کے بغیر کم سے کم اس مہم میں کچھ نہ کرسکتا تھا۔

پندرہ دن گزر گئے اور برادر جون کی کوئی خبر نہ آئی اور کوئی سراغ نہ ملا۔ تو میں اور

سامرس مشورہ کرنے بیٹھے۔ راستہ کی دشواریوں اور اس مہم کے خطرات بیان کرنے کے
بعد میں نے سامرس سے کہا کہ مناسب ہوگا کہ ہم اس پھول کی تلاش کا ارادہ ترک کرکے
زولولینڈ مین ہاتھیوں کے شکار کو چلے جائیں کیونکہ وہاں کے ایک خاص جنگل میں ہاتھیوں کی
اب بھی افراط تھی۔

سامرس اس کے لئے تیار ہوگیا کیونکہ اس کو ہاتھیوں کا شکار پسند تھا۔ خصوصاً اس لئے
کہ یہ بھی اس کے لئے بہرحال ایک نئی چیز اور انوکھا تجربہ تھا۔

"اس کے باوجود" میں نے چند ثانیوں کے غور و فکر کے بعد کہا "یہ عجیب بات ہے
یاد پڑتا ہے کہ میں نے جب بھی عین وقت پر پروگرام بدلا ہے۔ خصوصاً جب بھی مجبوراً ایسا
کیا ہے تو دوسرا سفر کامیاب نہیں رہا بلکہ اس میں کچھ نقصان ہی برداشت کرنا پڑا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو ہم سکہ اچھالے لیتے ہیں۔ سامرس نے کہا "اور فیصلہ خدا پر
چھوڑتے ہیں۔" اس نے جیب سے نصف کراؤن کا ایک سکہ نکال لیا "اگر چہرہ ہوا تو پھول
کی تلاش میں جائیں گے اور اگر الٹا پڑا تو ہاتھیوں کے شکار کو" اور اس نے سکہ اچھال
دیا۔ وہ فرش پر گرا اور لڑھکتا ہوا اس صندوق کے پیچھے چلا گیا جس میں وہ نوادرات بھرے
ہوئے تھے جو میں نے اپنے پچھلے سفروں میں جمع کئے تھے۔ ہم دونوں نے مل کر اور پورا زور
لگا کر صندوق کھسکا دیا۔ دیوار اور صندوق کے درمیان تھوڑی سی جگہ نکل آئی' سامرس
صندوق پر پیٹ کے بل لیٹ کر صندوق کے پیچھے جھانکنے لگا۔ میں نے کانپتے ہاتھوں سے
کیونکہ یہ سکہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے والا تھا' دیا سلائی کی تیلی جلائی کہ سامرس بخوبی
دیکھ سکے۔ صندوق اور دیوار کے بیچ میں مٹی کی تہہ پر سکہ پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا سامرس؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"پھول۔ میرا مطلب ہے چہرہ" اس نے جواب دیا۔ بہرحال فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ اب
اس کے متعلق کچھ کہنے اور سوچنے کی بھی ضرورت نہیں۔"

اسکے بعد کے پندرہ دن بہت مصروف گزرے۔

اب اسے اتفاق کہئے یا ہماری خوش قسمتی کہ اس وقت گھاٹ پر ایک چھوٹا سا جہاز

موجود تھا۔ ویگادو نامی ایک پرتگالی جہاز مال بردار تھا۔ جو مختلف قسم کا تجارتی سامان مشرقی
افریقہ کی بندرگاہوں اور مڈاغاسکر تک پہنچایا کرتا تھا۔ ویگادو بشرے اور وضع قطع سے بھی
ایک چھٹا ہوا بدمعاش تھا اور مجھے یہ شک ہوگیا تھا کہ وہ جو تجارتی سامان اپنے جہاز پر لادتا
ہے۔ وہ کچھ اور نہیں بلکہ غلام ہوتے ہیں۔ ان دنوں غلاموں کی تجارت زوروں پر تھی اور
افریقہ میں بردہ فروشوں کی کمی نہ تھی۔ بہت ممکن تھا کہ خود ویگادو بھی بردہ فروش ہی ہو۔
کوئی اور وقت ہوتا تو میں ویگادو جیسے شخص سے سودا نہ کرتا لیکن چونکہ وہ کلوا جارہا تھا
اور کلواہی سے ہمیں اندرون ملک جانا تھا اس لئے میں نے اس سے اس معاملہ میں بات
چیت کی کہ وہ ہمیں اور ہمارے ساتھ ہمارا سامان بھی کلوا پہنچادے۔

دو وجوہات کی بنا پر ویگادو سے معاملہ طے کرنے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑا اول تو یہ کہ
وہ ہمیں لے جانے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس نے کہا کہ شکار کی غرض سے کلوا نہیں جاتا
کیونکہ وہاں شکار بہت کم ملتا ہے اور دوم یہ کہ اس نے کہا وہ فوراً اپنے جہاز کا لنگر اٹھانا
چاہتا ہے۔ بہرحال میں نے اس کے ان دلائل کا وہ جواب دیا جو کسی کو بھی خاموش کرسکتا
ہے۔ یعنی رشوت جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے جہاز کی روانگی چودہ دن کے لئے ملتوی کرنے
پر رضامند ہوگیا۔

یہ معاملہ طے ہوگیا تو میں بار بردار جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور ہمیں کم سے کم
تیس کافروں کی ضرورت تھی۔ میں نے ڈربن پہنچتے ہی اپنے آدمی زولولینڈ اور ناٹال کے
علاقے میں دوڑا دیئے تھے کہ وہ ان آدمیوں کو بلا لائیں جن سے میں واقف تھا اور جو اکثر
سفروں میں میرے ساتھ رہے تھے۔ یہ لوگ جنہیں میں نے طلب کیا تھا شکاری تھے۔ جن
لوگوں کو میں نے بلایا تھا ان میں سے بارہ تیرہ تو جلد ہی آگئے۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ اپنے
کافر ملازموں کے ساتھ میرے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے ہیں یہ لوگ میرا بہت زیادہ
احترام کرتے ہیں اور چونکہ مجھ پر ضرورت سے زیادہ اعتبار بھی کرتے ہیں اس لئے بغیر کچھ
پوچھے میرے ساتھ کہیں بھی اور کسی بھی مہم پر چلنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ ان لوگوں
کے سردار کے طور پر میں نے جس شخص کا انتخاب کیا تھا اس کا نام مارو تھا۔ مارو زولو تھا۔

پست قامت تھا لیکن اس کا سینہ چکی کے پاٹ کی طرح چوڑا اور مضبوط تھا' مارو ادھیڑ عمر سے کئی قدم آگے بڑھ گیا تھا۔ لیکن اس کی جسمانی قوت پورے افریقہ میں مشہور تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک تندرست اور تگڑے سانڈ کو سینگوں سے پکڑ کر پچھاڑ سکتا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض افسانہ نہ تھا کیونکہ ایک دفعہ اس نے ایک زخمی اور بپھرے ہوئے جنگلی بھینسے کو سینگوں سے اس وقت تک پکڑے رکھا تھا جب تک کہ میں نے آکر اس بھینسے کو گولی نہ ماردی۔

مارو سے جب میری پہلی ملاقات ہوئی تھی تو اس وقت وہ زولولینڈ میں ایک ادنیٰ سردار لیکن مشہور وچ ڈاکٹر تھا۔ میری طرح اس نے بھی ٹوگیلا کی زبردست جنگ میں شہزادے رومیلازی کی حمایت میں جنگ کی تھی۔ اس کا یہ وہ جرم تھا جسے کاٹووایو نے کبھی معاف نہ کیا۔ چنانچہ اس جنگ کے کوئی ایک برس بعد مارو کو خبردار کیا گیا کہ "انسوناسیوں" نے اسے سونگھ لیا ہے کہ وہ ایک بدروح اور جادوگر ہے چنانچہ اسے جلد ہی قتل کردیا جائے گا۔ یہ اطلاع ملتے ہی مارو اپنی دو بیویوں اور ایک بیٹے کو لے کر زولولینڈ سے فرار ہوگیا لیکن کاٹووایو کے جلادوں نے اس کا تعاقب کیا' ناٹال کے قریب انہیں جالیا اور مارو کی پہلی بیوی اور دوسری بیوی کے بچے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جلاد چار تھے اور مارو اکیلا تھا۔ اس کے باوجود اپنی بیوی اور بیٹے کو قتل ہوتے دیکھ کر وہ بھڑک گیا۔ اس جانکاہ منظر نے اسے پاگل کردیا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ دفعتاً" چاروں جلادوں پر ٹوٹ پڑا اور آخر کار ان چاروں کا خاتمہ کردیا لیکن وہ خود اپنی بیوی کے ساتھ' جو زندہ بچ گئی تھی۔ اس حالت میں ناٹال کی سرحد پر پہنچا کہ صحیح معنوں میں اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہورہا تھا اور مارو قدم پر چکرا کر گر پڑتا تھا۔

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کی یہ دوسری بیوی بھی مرگئی کہتے ہیں کہ اس کے بچے کا غم اسے کھا گیا۔ مارو نے پھر شادی نہ کی۔ غالباً اس نے کہا اب وہ مفلس و قلاش تھا کیونکہ کاٹووایو نے اس کے تمام مویشیوں پر قبضہ کرلیا تھا یا شاید اس لئے کہ ان چار جلادوں کا تن تنہا مقابلہ کرنے کے بعد وہ بدصورت بن گیا تھا کیونکہ ان میں سے کسی ایک

کے "اساگائی" نے مارو کا دایاں کان صاف کردیا تھا اور خود مارو کے بقول اب "وہ نکٹا" تھا۔

دوسری بیوی کی موت کے بعد مارو میرے پاس آیا اور کہا کہ اب وہ بے کرال اور "رنڈوا" ہے اور میرا بندوق بردار اور شکاری بننا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اپنا ساتھی بنالیا اور اپنے اس فیصلے پر مجھے کبھی پچھتانا نہ پڑا۔ ہرچند کہ مارو کبھی کبھی جادو کرلیا کرتا تھا۔ اور پھر اس کا غصہ بھی تیز تھا لیکن وہ بہادر تھا شیر کی طرح بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ جنگلی بھینسے کی طرح بہادر اور جیالا کیونکہ شیر تو کبھی کبھی بزدل بھی بن جاتا ہے۔

دوسرا شخص ایک ہاٹنوٹ تھا جسے میں نے بلایا تو نہ تھا لیکن وہ اپنے آپ ہی آگیا تھا اس کا نام ہیس تھا اور یہ کسی نہ کسی طرح میری زندگی میں داخل ہوتا رہا تھا اور ایک یا دوسرے طریقے سے خود میرا تعلق بھی اس سے قائم رہا تھا جب ہم کیپ کالونی میں تھے تو ہیس میرے والد کا ملازم تھا اور پھر بعد کی مہمات اور جنگوں میں میرا شریک رہا تھا۔ ڈنگان نے جب لطیف اور اس کے بوئر ساتھیوں کا قتل عام کیا ہے تو اس قتل عام سے صرف دو شخص بچ رہے تھے ایک میں اور دوسرا یہی ہیس خونی دریا کی جنگ میں ہیس نے میرے پہلو بہ پہلو جنگ کی تھی اور مویشیوں کے مال غنیمت میں سے اپنا حصہ پایا تھا اس کے بعد اس نے ڈربن سے پندرہ میل دور پن ٹاؤن نامی بستی میں ایک دکان کرلی تھی جہاں بیٹھ کر وہ کافروں کی ضرورت کی چیزیں بیچا کرتا تھا۔ وہیں اسے دوسری باتوں کی عادت پڑ گئی۔ شراب اور جوا۔ چنانچہ شراب اور جوے نے اس کی جمع پونجی غرق کردی اور خود ہیس کی حالت یہ ہوگئی کہ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کہاں جائے اور کیا کرے۔

چنانچہ ایک دن یوں ہوا کہ ضروری انتظامات کے سلسلے میں دن بھر گھر سے باہر رہنے کے بعد جب میں واپس آیا تو برآمدے میں سفید بالوں والا کافر پالتی مارے بیٹھا اپنا مخصوص پائپ پھونک رہا تھا جو اس نے پولے نرسل سے بنایا تھا۔

"شام بخیر باس" وہ بولا "میں آگیا۔ ہاں۔ تمہارا پرانا ساتھی ہیس آگیا۔"

"یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا "اور کیا کررہے ہو تم یہاں؟"

شراب اور جوے سے فرصت مل گئی کہ پورے تین برس بعد تمہیں اپنے باس کی یاد آگئی ہیس؟"

"جوئے کی توبہ ہے باس کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوگیا کیونکہ میرے پاس داؤ پر لگانے کے لئے کچھ رہا ہی نہیں سوائے اپنی ذات کے اور مجھ بوڑھے ہانٹوٹ کو کون جیتنا پسند کرے گا۔ رہی شراب تو اس سے بھی توبہ کرلی کیونکہ کل صبح ہی ٹھرے کی ایک بوتل نے میرے معدے میں انگارے بھردیئے تھے اور میری آنتیں پھاڑدی تھیں۔ اب تو میں بس پانی ہی پیتا ہوں پانی اور اس پر تمباکو کی کمک پہچاتا ہوں اور کام چل جاتا ہے باس!

"یہ معلوم کرکے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ اگر میرے والد صاحب جنہیں تم پرادی کانت کہتے ہو اور جنہوں نے تمہیں مبیتسمہ دیا تھا' زندہ ہوتے تو تمہارے چال چلن کے متعلق بڑی لمبی چوڑی باتیں کہتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب تم کھڈ میں (مطلب قبر میں) چلے جاؤ گے تو وہ اگلی پچھلی کسر پوری کردیں گے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں' کھڈ میں وہ تمہارا انتظار ہی کر رہے ہوں گے۔"

"میں جانتا ہوں۔ جانتا ہوں باس بلکہ میں اسی مسئلے پر سوچ سوچ کہ دیوانہ ہورہا تھا۔ بے شک جب میں آگ کے مقام میں (مطلب دوزخ سے ہے) جاؤں گا تو تمہارے باپ پرادی کانت میری خوب خوب خبرلیں گے کیونکہ وہ وہاں آگ کے مقام میں میری راہ تک رہے ہوں گے کہ کب ہیس آئے اور کب میں اس کی کھوپڑی پر آگ کا ڈنڈا برساؤں۔ چنانچہ باس میں تمہاری خدمت میں رہ کر اور اچھی طرح سے مرکر پرادی کانت سے صلح صفائی کرلینا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد وہ خوش ہوجائیں گے اور میری کھوپڑی پر آگ کا ڈنڈا نہ برسائیں گے بلکہ مجھے اپنے سینہ سے لگالیں گے۔ میں نے سنا ہے کہ باس کسی مہم پر جارہے ہیں چنانچہ میں باس کا ساتھ دینے کے لئے آگیا ہوں۔"

"کیا کہا تم نے کہ میرے ساتھ چلنے آئے ہو؟"

"باس کے کان اب تک بہرے نہیں ہوئے ہیں یہی کہا تھا میں نے۔"

تم بوڑھے اور نکمے ہو اور ماہانہ ایک شلنگ اجرت اور اسکوف کھانا پر بھی مہنگے' تم

اب اس چرمی تونبی کی طرح بیکار ہو جن میں شراب تو شراب پانی بھی نہیں رہ سکتا وہ میری بات سن کر مسکرایا اور اس کی یہ مسکراہٹ لبوں سے رفتہ رفتہ اس کے کانوں تک پھیل گئی۔

ہاں باس میں بوڑھا ہوں لیکن ہوشیار ہوں۔ تین برسوں سے میں عقل جمع کرتا رہا ہوں اور اب میں عقل سے یوں بھرا ہوا ہوں جیسے موسم بہار کے بعد بھڑوں کا چھتا شہد سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور باس وہ تم نے پرانی تونبی کے جن سوراخوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے پانی نکل جاتا ہے تو تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں یہ سوراخ بند کروں گا۔"

"ہیس! یہ سب بے کار ہے۔ میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا۔ یہ مہم بڑی خطرناک ہے اور میں ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں جن پر میں اعتبار کرسکوں۔"

"اور باس! بوڑھے ہیس سے بڑھ کر اور کون معتبر ہوسکتا ہے؟ سچ کہنا کہ بیکس کے حملے کی خبر کس نے دی تھی اور اس طرح کی زندگی بچائی تھی جو..."

"ہشت۔" میں نے کہا۔

"سمجھ گیا باس۔ مجھے وہ نام نہیں لینا چاہئے۔ یہ نام مقدس ہے۔ کیونکہ جس ہستی کا یہ نام ہے وہ آسمان پر فرشتوں میں کھڑی ہوئی ہے۔ ہاں باس! مجھ جیسا شرابی کافر اس کا نام نہیں لے سکتا۔ لیکن باس! اس زبردست لڑائی میں کون تھا تمہارے ساتھ؟ یاد کرو۔ اس وقت کو باس جب چھت جل رہی تھی۔ اور وہ دروازہ توڑ دیا گیا تھا اور ہم نے کوبیں کے بھالوں کو اپنے سینے پر لینے کی کوشش کی تھی اور جب تم نے اپنا پستول اس مقدس ہستی کی کنپٹی پر رکھ دیا تھا جس کا نام نہ لینا چاہئے ہاں وہ ہستی عظیم تھی کہ جانتی تھی کہ عزت کی موت کس طرح آتی تھی اور شریف لوگ کس طرح مرتے ہیں۔ باس ہماری زندگیاں ایک دوسرے سے اس طرح لپٹی ہوئی تھیں جس طرح بیل درخت سے لپٹی رہتی ہے چنانچہ جہاں تک جاؤ گے میں بھی جاؤں گا۔ مجھے نہ پھیرو باس مجھے اجرت نہیں چاہئے البتہ کپڑا اور مٹھی بھر تمباکو دے دینا اور تمہاری مسکراہٹ اور کبھی کبھی بیتے دنوں کی یاد بس یہ ہے

میری اجرت باس۔ میں بندوق چلانا جانتا ہوں۔ باس! کون تھا وہ جس نے تمہیں زولولینڈ میں گدھوں کی دموں کو نشانہ بنانے کا مشورہ دیا تھا؟ اور میرے اس مشورے پر عمل کر کے تم نے جوئیروں کی اور اس ہستی کی جس کا نام نہ لینا چاہئے۔ زندگیاں بچالی تھیں؟ باس! نہیں تم مجھے لوٹا نہیں سکتے۔"

"ہاں ہیس! میں تمہیں نہیں لوٹا سکتا۔" میں نے جواب دیا۔ "تم میرے ساتھ اس مہم پر چل سکتے ہو۔ لیکن تم میرے والد پرادی کانت کی روح کی قسم کھا کر کہو کہ کم سے کم اس پورے سفر میں شراب کو ہاتھ تک نہ لگاؤ گے۔"

"میں قسم کھاتا ہوں باس۔" ہیس نے کہا اور گھٹنوں پر گر کر میرا ہاتھ چوم لیا۔ "میں بھٹک رہا ہوں اچھا ٹھیک ہے۔ اور پھر وہ بڑے ہی کاروباری لہجے میں بولا۔ "اب اگر باس مجھے دو کمبل دے دیں تو میں ان کا شکر گزار بنوں گا اور ہاں پانچ شلنگ تمباکو کے لئے اور ایک نیا چاقو بھی۔ باس کی بندوقیں کہاں ہیں چل کر انہیں تیل وغیرہ پلانا چاہئے۔ میں باس سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی چھوٹی سی رائیفل ضرور ساتھ لے لیں جس کا نام انتوبی (کنواری ہے) اور جس سے باس نے زولولینڈ میں گدھوں کا شکار کیا تھا۔ میرا مطلب ہے ان کا بھرکس نکال دیا تھا!"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا "یہ لو پانچ شلنگ اور تمہیں کمبل بھی مل جائیں گے اور نئی بندوق اور ضرورت کی دوسری چیزیں بھی۔ بندوقیں قریب کے کمرے میں ہیں اور وہاں تمہیں اس نئے باس کی بھی بندوقیں مل جائیں گی جو اس سفر میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ جاؤ انہیں صاف کر کے تیل دے دو۔"

آخر کار سارے انتظامات مکمل ہوگئے۔ بندوقوں' کارتوسوں' دوا اور تحائف اور اشیاء خوردونوش کے بکس ولگادو کے جہاز "ماریا" پر پہنچ گئے۔ وہ چار گدھے بھی جہاز میں سوار کرادیئے گئے جنہیں میں نے اس خیال سے خرید لیا تھا کہ ممکن ہے آگے چل کر سواری پھر باربرداری کے لے ان کی ضرورت پڑجائے۔ درندوں کے اور انسانوں کے بعد مرنے گدھے پر ٹیسٹی مکھی کے زہر کا اثر نہ ہوتا تھا۔

ڈربن میں یہ ہماری آخری رات تھی اور بے حد حسین رات تھی کہ شفاف آسمان میں پورا چاند روشن تھا۔ ولگادو کے اعلان کے مطابق دوسرے دن سہ پہر کے وقت جہاز روانہ ہونے والا تھا میں اور سامرس برآمدے میں بیٹھے تمباکو پی رہی تھے اور باتیں کر رہے تھے۔

"یہ واقعی عجیب بات ہے کہ برادر جون ایسا کیا گیا کہ واپس ہی نہ آیا۔" میں نے کہا۔

"وہ اس مہم پر جانے کے لئے بے قرار تھا۔ یہ پھول حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ کسی اور سلسلے میں جو اس نے مجھ سے بیان نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں وہ کہیں مر مرا گیا ہوگا۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔" سامرس نے کہا "جنگلیوں اور وحشیوں میں تنہا بھٹکنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کوارٹرمین یہ میرا وہم ہے یا تم بھی کوئی آواز سن رہے ہو؟"

آواز میں بھی سن رہا تھا۔ سامنے کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہورہی تھی جیسے کوئی ان میں رینگ رہا ہو۔

"کتا ہے یا ممکن ہے ہیس ہو۔" میں نے کہا "جہاں میں بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا ہوتا ہوں تو وہ اس جگہ کے کہیں قریب ہی دبکا رہتا ہے۔ یہ شخص عجیب عجیب جگہوں میں گھس پڑتا ہے۔"

"یہ تم ہو؟"

جھاڑیوں میں سے ایک انسانی سایہ ابھرا۔

"ہاں باس۔ میں ہی ہوں۔"

"کیا کر رہے تھے؟"

"وہی جو ایک کتا کرتا ہے۔"

"یعنی؟"

"اپنے آقا کی حفاظت۔"

"شاباش۔" میں نے کہا اور پھر کچھ سوچ کر پوچھا۔ ہیس! تم نے اس لمبی ڈاڑھی

والے باس کے متعلق تو کچھ نہیں سنا جو کافروں میں واگیتاہ کے نام سے مشہور ہے؟"

"سنا ہے باس اور کئی چاندوں (مطلب مہینوں) پہلے میں نے اسے پن ٹاؤن میں سے گزرتے بھی دیکھا تھا۔ اس کے ایک ساتھی کافر نے مجھے بتایا تھا کہ واگیتاہ ویکس برگ جارہا ہے اور ان چیزوں کی تلاش میں جارہا ہے جو زمین پر رینگتی اور ہوا میں زمین سے تھوڑے اوپر رکھی ہیں تم جانو باس وہ پاگل ہے۔"

"خیر تو وہ اس وقت کہاں ہے ہیس؟ تم جانو اسے تو اس مہم پر روانہ ہونے کے لئے ہمارے ساتھ ہونا چاہئے تھا۔"

"اب باس میں روح تو ہوں نہیں کہ بتاسکوں کہ وہ لمبی داڑھی والا کہاں بھٹک رہا ہے۔ اس وقت لیکن ہاں... ٹھہرو.... مارو بتاسکتا ہے۔ وہ زبردست وچ ڈاکٹر ہے اور فاصلے اس کی نظر کے سامنے سمٹ جاتے ہیں اور آج ہی رات کو اس کا مقدس سانپ اس کے بدن میں داخل ہوگیا ہے کیونکہ مارو ابھی گھر کے پچھواڑے بیٹھ کر مستقبل میں دیکھ رہا تھا۔ خود میں نے دائرے کے باہر کھڑے ہو کر اسے ایسا کرتے دیکھا تھا۔"

ہیس کے اور میرے درمیان یہ گفتگو ڈچ زبان میں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اس کا ترجمہ سامرس کو سنانے کے بعد پوچھا کہ کیا وہ کافروں کا "جادو" دیکھنا پسند کرے گا۔

"ہاں۔ ہاں" اس نے جواب دیا۔ "حالانکہ میں سمجھتا ہوں یہ سب بکواس ہے۔"

"بکواس ہی ہے کم سے کم زیادہ تر لوگ ایسا ہی کہتے ہیں۔" میں نے جواب دیا "ہاں سامرس اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض دفعہ یہ "اینا نگاس" عجیب پیشگوئیاں کرجاتے ہیں جو سچ ثابت ہوتی ہیں۔"

چنانچہ ہیس کی راہبری میں ہم گھر کا چکر کاٹ کر دوسری طرف پہنچ گئے۔ یہاں ایک اصطبل تھا اور اس کے عقب میں پانچ فٹ بلند دیوار تھی۔ اس دیوار کے بعد میرے ملازم کافروں کی جھونپڑیاں اور مختصر سا صحن تھا اس کے گرد دائرہ بنائے وہ کافر بیٹھے تھے جو اس مہم پر ہمارے ساتھ چلنے والے تھے ان میں میرے گھر کا نگہبان بوڑھا اور لنگڑا جیک بھی تھا اور میرے دو ملازم لڑکے بھی مارو کے سامنے بیٹھے تھے کئی ایک چھوٹے چھوٹے الاؤ جل

رہے تھے۔ میں نے ان الاؤ کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چودہ تھے اور میں نے سوچا کہ الاؤ کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی کہ ہماری اور ہمارے کاروبار برداروں کی۔ یعنی ہم کل چودہ آدمی اس سفر پر روانہ ہونے والے تھے۔ ایک کافران الاؤ میں پتلی ٹہنیاں اور خشک پتے جھونکنے میں مصروف تھا کہ الاؤ دہکتے رہیں۔ دوسرے لوگ خاموش بیٹھے غور سے اس کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔ رہا مارو تو وہ یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا ہو۔ اس نے اپنے دونوں گھٹنے اوپر اٹھا رکھے تھے اور اس کا سر اتنا جھکا ہوا تھا کہ گھٹنوں کو چھو رہا تھا۔ اس نے اپنی کمر پر سانپ کی کینچلی لپیٹ رکھی تھی اور ایک عجیب سا پٹکا بھی باندھ رکھا تھا۔ جو انسانی دانتوں کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا مارو کے دائیں طرف پروں کا ایک ڈھیر تھا۔ یہ پر گدھوں کے بازوؤں سے نوچے گئے تھے اور بائیں طرف چاندی کے سکے ڈھیر تھے۔ اور یہ یقیناً ان کافروں کے بطور فیس ادا کئے گئے تھے جن کی قسمت کا حال مارو بتانے جارہا تھا۔

ہم دیوار کے سایہ میں خاموش اور بے حرکت کھڑے ہوئے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد مارو اپنی اس عجیب و غریب نیند سے جیسے بیدار ہوگیا۔ پہلے تو وہ کچھ بڑبڑایا پھر اس نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور چند ثانیوں تک ایسے الفاظ کہتا رہا جو میری سمجھ میں نہ آئے اور پھر وہ تین دفعہ اس طرح سے کانپ گیا کہ معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر تشنج کا دورہ پڑ گیا ہو اور پھر اس نے صاف اور بلند آواز میں کہا۔

"میرا سانپ آگیا۔ اب وہ میرے اندر ہے۔ اب میں سن سکتا ہوں۔ اب میں دیکھ سکتا ہوں۔"

تین الاؤ، جو مارو کے عین سامنے تھے، بقیہ الاؤ سے نسبتاً بڑے تھے مارو نے گدھ کے پروں کا گٹھا اٹھا کر اور پھر اسے درمیانی الاؤ میں سے آگے پیچھے گزارنے اور ساتھ ہی ساتھ ایک نام لینے لگا۔

"میکومیزن! میکومیزن! میکومیزن!!!"

غالباً قارئین جانتی ہوں گے کہ افریقہ کے کافروں میں، میں اسی نام سے مشہور ہوں اس نے پر شعلوں میں سے نکال لیا اور اس کے جلے ہوئے کناروں کو غور سے دیکھنے لگا اور

اسے ایسا کرتے دیکھ کر میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ اپنے سانپ یا روح سے پوچھ رہا تھا کہ اس سفر پر مجھ پر کیا گزرے گی۔

اس کی روح نے اسے کیا بتایا۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ مارو نے سرہلا کر وہ پر رکھ دیا۔ گٹھے میں سے دوسرا پر نکالا اور اسے بھی الاؤ کے شعلوں میں سے گزارنے لگا۔ اور اس دفعہ وہ جو نام لے رہا تھا وہ تھا "دارنیلا" اور یہ لقب کافروں نے اسٹیفن سامرس کو دیا تھا۔ "جس کے معنی ہیں مسکراہٹ۔" یہ لقب شاید اسے اس کی خوش طبعی اور دلنواز مسکراہٹ کی وجہ سے دیا گیا تھا اس پر کو دائیں طرف کے الاؤ کے شعلوں میں سے گزارنے کے بعد مارو نے اسے غور سے دیکھا اور پھر سرہلا کر ایک طرف رکھ دیا۔

چنانچہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ مارو یکے بعد دیگرے گٹھے میں سے پر نکالتا اور کافروں کے نام لے لے کر انہیں الاؤ میں سے گزارتا رہا۔ ابتدا اس نے خود اپنے پر سے کی۔ اور "کپتان" کہہ کر اسی الاؤ کے شعلوں میں سے گزار دیا۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ ہر کافر کی قسمت کا الاؤ جدا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر جیسے خوابوں کی دنیا میں پہنچ گیا اور اس کا سر اس کے گھٹنوں پر جھک گیا۔ چند ثانیوں بعد وہ بیدار ہوا' ایک انگڑائی لی اور ایک جمائی لی۔

"کہو... کہو۔" تماشائیوں نے بڑے اشتیاق سے کہا۔ "تم نے دیکھا؟ تم نے سنا" کیا کہا ہے تمہارے سانپ نے میرے متعلق؟"

"اور میرے متعلق"

"میرے متعلق"

"ہاں میرے متعلق بھی"

"کہو۔ کہو۔ جلدی کہو۔"

"ہاں۔ میں نے سنا اور میں نے دیکھا" مارو نے جواب دیا۔ "میرے سانپ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ سفر بہت زیادہ خوفناک اور بہت زیادہ خطرناک ہوگا۔ وہ لوگ اس سفر پر جائیں گے ان میں سے چھ مرجائیں گے۔ گولیوں سے یا بھالوں سے۔ یا بیماری سے اور دوسرے

زخمی ہوں گے۔"

"آواز!" ان میں سے ایک بولا۔ "لیکن کون مرے گا اور کون زندہ واپس آئے گا؟ یہ نہیں بتایا تمہارے سانپ نے؟"

"ہاں میرے سانپ نے یہ بھی بتایا ہے۔ لیکن میرے سانپ نے یہ بھی کہا کہ اس کے متعلق میں خاموش رہوں۔ مبادا تم لوگوں میں سے اکثر بزدل بن جائیں۔ میرے سانپ نے مجھ سے یہ بھی کہا ہے کہ حیف ہے اس پر جو سوالات پوچھے۔ کیونکہ جو پوچھے گا وہ سب سے پہلے مرے گا۔ اب پوچھتے ہو تم؟ کس میں ہمت ہے اب پوچھنے کی؟ کون پوچھتا ہے؟۔ تم۔ اور تم۔ اور تم؟ پوچھو اب ہمت ہے تو؟"

اور یہ عجیب بات ہے کہ کسی نے نہ پوچھا۔ پہلے کبھی میں نے کسی انسانی گروہ کو اپنے مستقبل سے اتنا بے پروا نہ دیکھا تھا جتنے کہ وہ کافر اس وقت نظر آرہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ مناسب ہوگا کہ وہ خاموش ہو رہیں اور جو کچھ ہونا ہے اس کے متعلق نہ پوچھیں مبادا مارو ان میں سے کسی کی موت کی پیشگوئی کردے۔ "چنانچہ ہو کر رہے گا جو کچھ" ہونا ہے۔

"میرے سانپ نے مجھ سے کچھ اور بھی کہا ہے۔" مارو بولا! اور یوں کہا ہے اس نے کہ ہم میں اگر کوئی ایسا لومڑ ہوا جو یہ سوچ کر کہ ان چھ مرنے والوں میں سے شاید وہ بھی ایک ہو' فرار ہونے کی فکر کر رہا ہے تو پھر میرا سانپ بتادے گا کہ وہ لومڑ کون ہے اور پھر میں جانتا ہوں کہ اس لومڑ کے ساتھ کیسا سلوک کیا جانا چاہئے۔"

مارو کے اس اعلان کے جواب میں ان تمام کافروں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آقا میکومیزن کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے متعلق تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان بہادر کافروں نے یہ غلط نہ کہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کو مارو کے جادو پر یقین تھا تاہم وہ موت جس کے نازل ہونے کی پیشگوئی مارو نے کی تھی' ابھی کافی دور تھی اور ان میں سے ہر ایک یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ شاید اس کا شمار ان چھ میں نہیں ہوتا جن کے لئے موت کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زولو موت سے اس قدر

مانوس تھے کہ اس سے ڈرتے نہ تھے۔

کافروں میں سے ایک نے بہرحال بحث کو طول دینے کی کوشش کی تو مارو نے بڑی حقارت سے جھڑک دیا۔ اور کہا کہ مرنے والے کیوں اپنی موت کے لئے اجرت لیں۔ چنانچہ اس نے کہا' ان چھ کے' جو اس سفر میں مرجائیں گے' پس ماندگان کو وہ فیس لوٹا دی جائے گی جو انہوں نے اس وقت ادا کی۔

"مارو بے ایمان نہیں ہے۔" مارو نے کہا۔

"ہیس!" میں نے سرگوشی میں پوچھا "مارو کے سامنے جو الاؤ سلگ رہا ہے ان میں تمہارا الاؤ بھی ہے؟"

"نہیں باس" اس نے میرے کان میں کہا "باس نے کیا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔ اگر مجھے مرنا ہی ہے تو مرجاؤں گا اور اگر زندگی ہے تو زندہ رہوں گا۔ تو پھر باس میں یہ معلوم کرنے کے لئے ایک شلنگ کیوں دینے لگا کہ میرا وقت کب آئے گا؟ اس کے علاوہ مارو ایک سکہ لے کر سب کو خوفزدہ کردیتا ہے لیکن کچھ کہتا نہیں۔ میں اسے ٹھگنا کہوں گا باس۔ تم شلنگ نہ دو گے یقیناً۔ مارو حالانکہ وہ زبردست ابانگا ہے' تمہارے متعلق پیشنگوئی نہ کرے گا کیونکہ اس کا سانپ فیس کے بغیر بولتا ہی نہیں۔"

ہیس کی یہ دلیل ظاہر ہے کہ بکواس تھی اس کے باوجود شاید عام تھی کیونکہ اب مجھے یاد آرہا ہے کوئی بھی خانہ بدوش عورت اس وقت تک قسمت کا "صحیح حال" نہ بتائے گی جب تک کہ چاندی کے سکے اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی پر نہ رکھ دیئے جائیں۔ میں نے کہا۔

"کوارٹر مین" سامرس بولا۔ "یہ مارو اتنی بہت سی باتیں جانتا ہے تو اس سے پوچھو کہ برادر جون کا کیا بنا' جیسا کہ ہیس نے مشورہ دیا تھا' مارو کیا جواب دیتا ہے یہ مجھے بعد میں بتا دینا کیونکہ اسی وقت مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔"

چنانچہ میں اس چھوٹے سے دروازے میں سے جو دیوار میں بنا ہوا تھا۔ نکل کر دوسری طرف صحن میں پہنچ گیا۔ میں یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے ٹہلتا ہوا غیر ارادی طور پر اس طرف آنکلا ہوں اور پھر ان الاؤ کے قریب پہنچ کر جیسے حیرت سے چلتے چلتے ٹھہر گیا۔

"ہیں! مارو!" میں نے کہا "تم پھر وچ ڈاکٹر کا کام کر رہے ہو۔ حالانکہ' میرے خیال میں اس کام نے تمہیں وہاں زولو لینڈ میں' بڑی مصیبت میں پھنسا دیا تھا؟"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا بابا" مارو نے جواب دیا جو مجھے "باب" (بابا) کہنے کا عادی تھی۔ حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑا تھا۔ "بابا اس کام کی مجھے بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ یعنی میرے مویشی' میری دو بیویاں اور میرا بچہ اور اس کام نے مجھے آوارہ گرد بنادیا ہے۔ لیکن یہ آوارہ گردی مجھے راس آئی ہے۔ کیونکہ میری ملاقات عظیم میکومیزن سے ہوئی ہو۔ جس کے ساتھ میں انجان جگہوں پر جاؤں گا جہاں میرے ساتھ عجیب اور حیرت انگیز واقعات ہوں گے ہاں" اس نے معنی خیز انداز میں اضافہ کیا۔ آخری اور سب سے بڑا واقعہ بھی لیکن یہ آسمانوں کا عطیہ ہے اور اسے کام میں لانا ہی چاہئے بابا! تمہیں بندوق چلانے اور شکار کرنے کا عطیہ ملا ہے اور میں پوچھتا ہوں کیا تم نے بندوق چلانا اور شکار کرنا ترک کردیا ہے؟ تمہیں بھٹکنے کا عطیہ ملا ہے اور تم اسے چھوڑ کر کبھی گھر بیٹھے ہو؟"

اس نے جلے ہوئے پروں میں سے ایک پر اٹھالیا۔

"بابا! میرے کان تیز ہیں اور ابھی ابھی میں نے وہ الفاظ سنے تھے جو ہوا نے ٹھیک میرے کانوں تک پہنچائے تھے۔ ہاں۔ بابا میں نے یہ الفاظ سنے تھے اور انہیں ہوا میں تیرتے دیکھا تھا۔ ہاں تم سے کہا گیا تھا کہ ہم کا فروچ ڈاکٹر اس وقت تک صحیح پیشنگوئی نہیں کرتے جب تک کہ ہمیں فیس نہ دی جائے اور حالیہ صورت حال کے پیش نظر یہ ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ اس کے باوجود اینانگا کا سانپ جو اس میں ہوتا ہے ان چٹانوں پر چڑھ کر' جو حال کو ماضی اور مستقبل سے جدا کرتی ہیں۔ اس راستے کو دیکھتا ہے جو پیچ و خم کھاتا ہوا وادیوں' جنگلوں' اور دلدلوں میں دور دور تک چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آسمانوں میں گم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اس جلے ہوئے پر میں' جو میرے ہاتھ میں ہے میں تمہارا مستقبل دیکھ رہا ہوں بابا میکومیزن یا اس کا کچھ حصہ دیکھ رہا ہوں تمہارا راستہ دور۔ بہت دور تک جاتا ہے۔ اور اس نے اپنی شہادت کی انگلی پر پھیری "یہ ہے سفر" اور وہ پر س میں سے تنکے توڑتا رہا اور یہ وہ سفر ہے جو سب سے زیادہ کامیاب ہوگا۔ جو تمہیں امیر بنائے

گا۔ اور یہ وہ سفر ہے جو حیرت انگیز ہے اور اس میں تم عجیب واقعات دیکھو گے اور عجیب لوگوں سے ملو گے اس نے پر پر کچھ اس ڈھنگ سے پھونک ماری کہ اس کے جلے ہوئے سارے بال (برادر جون کے بقول "لامنی" ان کے لئے صحیح لفظ ہے) جھڑ گئے۔ اور پھر کچھ نہیں رہتا سوائے اس لٹھ کے جیسا کہ میرے قبیلے والے قبر کے سرہانے گاڑ دیتے ہیں اور جسے ستون یادگار کہتے ہیں۔ اے بابا! تم ایک دودور دروازے علاقے میں مرو گے لیکن اپنے پیچھے اپنی وہ عظیم یادگار چھوڑ جاؤ گے جو سینکڑوں برس تک اس دنیا میں رہے گی۔ کیونکہ دیکھو پر کی ڈنڈی پر آگ اثر نہیں کر سکی۔ دوسرے لوگوں کی بات الگ ہے بابا!"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو۔" میں نے کہا "لیکن مارو! مناسب ہوگا کہ تم مجھے اپنے علم سے الگ ہی رکھو کیونکہ میں یہ معلوم کرنا ہی نہیں چاہتا کہ میرے ساتھ کیا واقعات ہوں گے اور میرا انجام کیا ہوگا۔ آج جو کچھ بھی ہے میرے لئے کافی ہے اور مجھے آئندہ کل یا آئندہ مہینے یا آئندہ برس کی فکر نہیں۔ ہماری مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ آج جو تمہیں دیا گیا ہے اسے صبر وشکر سے قبول کرو اور غیب کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔"

"ٹھیک ہے میکومیزن اور تمہاری کتاب میں یہ بڑی عمدہ بات کہی گئی ہے جیسا کہ تمہارے کافر شکاریوں میں سے چند اس وقت سوچ رہے ہیں۔ حالانکہ کچھ ہی دیر پہلے یہ لوگ ایک ایک شلنگ میری مٹھی میں ٹھونس رہے تھے کہ میں ان کا مستقبل بتادوں اور میکومیزن تم بھی تو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تم اس دروازے میں سے نکل کر میرے پاس اپنی کتاب کا کوئی جملہ کہنے نہیں آئے۔ پوچھو بابا جو پوچھنا ہے۔ جلدی کرو کیونکہ میرا سانپ اب تھکنے لگا ہے اور وہ جلد از جلد اپنے بل میں گھس جانا چاہتا ہے جو اس دنیا کے نیچے ہے۔"

تو پھر میں نے شرم سے سرخ ہو کر کہا کیونکہ یہ مارو عجیب آدمی تھا کہ دل کی بات معلوم کر لیتا تھا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم بتا سکو، حالانکہ مجھے یقین ہے کہ تم نہ بتا سکو گے کہ اس سفید فام کا کیا بنا جس کی لمبی داڑھی ہے اور جسے تم کافر واگیتاہ کہتے ہو، اس سفر پر چلنے کے لئے اسے اب تک یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ

ہمارا رہبر تھا۔ اب بتاؤ کہ وہ کہاں ہے اور اب تک یہاں کیوں نہیں پہنچا ہے۔"

"میکومیزن! ایسی کوئی چیز ہے تمہارے پاس جو واگیتاہ کی ہو"

"نہیں" میں نے جواب دیا "میرا مطلب ہے ہاں"

اور میں نے اپنے واسکٹ کی جیب سے پینسل کا ایک ٹکڑا برآمد کیا۔ پینسل کا یہ ٹکڑا برآمد کیا۔ پینسل کا یہ ٹکڑا برادر جون نے مجھے دیا تھا اور میں نے خدا جانے کیوں اسے سنبھال رکھا تھا۔

مارو نے پینسل کا وہ ٹکڑا لے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا بالکل اسی طرح کہ اس نے جلے ہوئے پروں کو دیکھا تھا، اور پھر اس نے اپنے بڑے بڑے پنجوں سے اس بڑے الاو میں جو میری قسمت کا الاو تھا، راکھ گھسیٹ کر اس کی ایک ٹیکری سی بنائی اور پھر اس ٹیکری پر ہتھیلی مار مار کر اسے چپٹا کر دیا۔ اب اس نے پینسل کی نوک سے اس راکھ پر انسان کا ایک ڈھانچہ خاکہ بنایا جیسا کہ بچے کوئلے سے دیواروں پر بناتے ہیں جب یہ خاکہ بن گیا تو مارو نے اکڑوں بیٹھ کر اسے دیکھا اور اس مصور کی طرح سرہلایا جو اپنے شاہکار سے پوری طرح مطمئن ہو اس وقت ہوا کے جھونکے چلنے لگے تھے۔ ان جھونکوں نے بجھی ہوئی راکھ کے ذرات اڑا دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مارو کے بنائے ہوئے خاکے کی شکل پھیل گئیں۔

اس اثناء میں مارو آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول کر راکھ پر بنے ہوئے یا بگڑے ہوئے خاکے اور خود راکھ کی ڈھیری کو غور سے دیکھا۔ اس نے راکھ اپنی مٹھیوں میں سمیٹ لی اور پھر مٹھیاں کھول کر اسے یوں ہی پھینک دیا اور پھر اس تصویر کی طرف اشارہ کیا جو اس نے راکھ پر بنائی تھی اور میں نے دیکھا کہ راکھ ایک قدرتی منظر بنا رہی تھی۔

"سب صاف ہے بابا" مارو نے بڑے یقین سے کہا "سفید فام آوارہ گرد واگیتاہ مرا نہیں ہے وہ زندہ ہے لیکن بیمار ہے۔ اس کی ایک ٹانگ کو کچھ ہوگیا ہے۔ چنانچہ وہ چل پھر نہیں سکتا، شاید کوئی ہڈی ٹوٹ گئی ہے یا شاید کسی درندے نے کاٹ لیا ہے۔ وہ ایک ایسی جھونپڑی میں پڑا ہوا ہے جیسا کہ کافر بناتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اس جھونپڑی میں

برآمدہ ہے اور اس کی دیواروں پر تصویریں ہیں یہ جھونپڑی بہت دور ہے اب یہ میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے؟"

"بس" میں نے پوچھا کیونکہ مارو خاموش ہوگیا تھا۔

"نہیں' واگیتاہ تندرست ہورہا ہے۔ وہ ہم سے وہاں آملے گا جہاں ہم جارہے ہیں اور وہ اس وقت آئے گا جب ہم مصیبت میں ہوں گے بس میں کہہ چکا نصف کراؤن میکومیزن۔"

"تمہارا طلب ہے ایک شلنگ؟"

"نہیں میکومیزن بابا۔ ایک شلنگ تو معمولی جادو کے لئے ہے۔ مثلاً سیاہ فاموں کی قسمت بتانے کے لئے اور نصف کراؤن بہت مشکل اور خاص جادو کے لئے جس کا تعلق سفید فاموں سے ہے اور ایسے زبردست جادو کے ماہر بڑے وچ ڈاکٹر ہی ہوتے ہیں اور میں بھی بڑا وچ ڈاکٹر ہوں۔"

میں نے اسے نصف کراؤن دے کر کہا۔

"سنو مارو! میں تمہیں ایک زبردست شکاری اور بہادر شخص تو ضرور یقین کرتا ہوں لیکن بطور جادوگر تم نرے بکواس اور فریبی ہو۔ چونکہ تمہاری پیشگوئیوں پر مجھے یقین نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ کہنے کی جرات کر رہا ہوں کہ اگر واقعی واگیتاہ اس ملک میں جہاں ہم جارہے ہیں' مصیبت کے وقت ہم سے آملا تو میں اپنی دو نالی رائفل تمہیں تحفتاً دے دوں گا جس کی تم تعریف کیا کرتے ہو۔"

مارو کے بشرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو پھر بابا وہ بندوق مجھے اسی وقت دے دو کیونکہ وہ بہرحال میری ہوگئی میرا سانپ جھوٹ نہیں بولتا خصوصاً اس وقت جب فیس نصف کراؤن ہو۔"

میں نے نفی میں سرہلادیا۔

"تم سفید فام بڑے ہوشیار ہوتے ہو۔ مارو بولا۔ اور سمجھتے ہو کہ تم سب کچھ جانتے ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ میکومیزن کیونکہ بہت سے نئی باتیں سیکھنے کے دھن میں تم لوگوں نے بہت سی پرانی باتیں بھلادی ہیں۔ وہ سانپ جو تمہارا ہے' ہزاروں لاکھوں برس پہلے مجھ سے کالے کافر میں مقیم تھا تو تم نے بھی ایسے ہی کام کئے ہوں گے جیسے کہ میں کر رہا ہوں لیکن اب تم صرف مضحکہ ہی اڑا سکتے ہو اور کہتے ہو۔ مارو! میدان جنگ کا شیر' بہادر شکاری اور مخلص انسان جب جب پر جلاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب راکھ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتا ہے تو اس وقت بھی جھوٹ بولتا ہے کیونکہ یہ تحریر اس کا سانپ نہیں لکھتا بلکہ ہوا لکھتی ہے۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا مارو کہ تم جھوٹے ہو البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ خود تمہارا تصور تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک آدمی وہ باتیں بتادے جو اس کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔"

"اے میکومیزن! اے شب بیدار! کیا مجھے میرا تصور دھوکہ دے رہا ہے۔ حالانکہ میں زکامی کا شاگرد ہوں۔ اس زکامی کا جو سب سے بڑا جادوگر تھا اور جو راستہ کھولنے والا کے نام سے مشہور تھا؟ اور کیا ان آنکھوں کے علاوہ انسان کی دوسری آنکھیں نہیں ہیں جن سے وہ ان واقعات کو اور ان چیزوں کو دیکھ لیتا ہے جو دوسروں کو نظر نہیں آتے لیکن میکومیزن کل اس جہاز سے جس میں ہم سفر کرنے والے ہیں' یہ پیغام بھیجے کہ فوراً آجاؤ کہ جہاز پر کچھ گڑبڑ ہوگئی ہے تو اس وقت تم اپنے الفاظ یاد کرنا جو میں نے کہا ہے اور پھر سوچنا کہ میں "مارو" مستقبل کے۔ اندھیرے غار میں جھانک کر ان چیزوں کو دیکھ لیتا ہوں یا نہیں جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتیں۔ میکومیزن! حالانکہ تم اس وقت وہ بندوق مجھے نہ دو گے لیکن وہ میری ہوچکی۔ بابا جسے تم دھوکے باز اور فریبی کہتے ہو اور میکومیزن! چونکہ تم نے مجھے دھوکہ باز کہا ہے اس لئے آئندہ کبھی میں تمہاری اور ہر اس شخص کی قسمت نہ دیکھوں گا جو تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ ہاں میں نہ دیکھوں گا پر کیا کہتا ہے اور نہ دیکھوں گا کہ ہوا کی انگلی دل پر کیا لکھتی ہے۔"

پھر وہ اٹھا' دایاں ہاتھ بلند کرکے مجھے سلام کیا' چاندنی کے سکے جمع کئے' جادوئی چیزوں کا چرمی تھیلا اٹھایا اور اس جھونپڑے کی طرف چل دیا جس میں وہ سویا کرتا تھا۔

جب ہم گھر کا چکر کاٹ کر دوسری طرف جارہے تھے تو ہماری مڈبھیڑ بوڑھے نگر
چیک سے ہوگئی۔

"انکوس!" وہ بولا "سفید سردار وازیلا نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ
کہ وہ اور باورچی سام سونے کے لئے جہاز پر جارہے ہیں تاکہ ہمارے اس سامان
حفاظت کرسکیں جو وہاں پہنچ گیا ہے۔ سام ابھی ابھی آکر وازیلا کو بلا گیا ہے۔ کیوں؟
نے کہا کہ یہ وہ کل بتائے گا۔"

میں سرہلا کر آگے بڑھ گیا البتہ حیران ضرور تھا کہ ایسی کیا بات ہوئی کہ سام
یکایک جہاز "ماریا" میں سونے کا فیصلہ کرلیا۔

دوسرے دن صبح طلوع ہونے کے تقریباً دو گھنٹے بعد، کسی نے دروازے پر اتنے زور سے دستک دی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ یہ آواز میں نے خواب میں تو نہ سنی تھی کہ یکایک جیک کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ باورچی سام مجھ سے فوراً ملنا چاہتا ہے۔ میں نے حیرت سے سوچا کہ سام یہاں کیا کر رہا تھا حالانکہ گزشتہ رات مجھے مطلع کیا گیا تھا کہ وہ سارمس جہاز "ماریا" پر سوئیں گے۔ بہرحال میں نے کہا اسے اندر بھیج دیا جائے۔

یہاں میں یہ بتادوں کہ یہ سام یا سیمی، جسے میں کیمپ سے لایا تھا، دوغلی نسل سے تھا ماں ہندوستانی قلی کی نسل سے پھر اس کے خون میں ایک آدھ قطرہ سفید خون بھی مل گیا تھا اور پھر ہاسیڈٹ کے خون کی آمیزش بھی تھی اس آخری مفروضے کے متعلق میں یقین سے نہیں کہہ سکتا بہرحال اس ملاوٹ در ملاوٹ سے جو چیز بنی وہ سام یا سیمی تھا۔ چونکہ اس کی رگوں میں مختلف ممالک اور مختلف قوموں کا خون گردش کر رہا تھا اس لئے اس شخص میں برائیاں کم تھیں اور خوبیاں زیادہ تاہم میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کا سا جگادری بزدل آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس کی بزدلی طبعی تھی چنانچہ اس معاملہ میں سیمی مجبور تھا۔ اس کے باوجود یہ عجیب بات تھی کہ اس کی یہ بزدلی اسے نت نئے خطرات مول لینے سے روک نہ سکتی تھی چنانچہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ تازہ مہم جس پر ہم روانہ ہونے والے ہیں، سب سے زیادہ خطرناک تھی اور سیمی کی بزدلی سے میں چونکہ واقف تھا اس لئے میں نے اسے سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اس کے باوجود وہ یہ درخواست کئے بغیر نہ رہ سکا کہ میں اس مہم پر اسے بھی اپنے ساتھ لے چلوں وہ میرے ساتھ چلنے کے لئے غالباً اس لئے تیار ہوگیا تھا کہ اسے مجھ سے انسیت تھی جیسی کہ ہیس کو مجھ سے تھی۔ ایک دفعہ .... یہ کئی سال پہلے کا واقعہ ہے .... سیمی ایک بیڈھب معاملے میں بری طرح پھنس گیا تھا اور اس کے خلاف گواہی دینے سے انکار کرکے میں نے اسے بچالیا

تھا۔ میں تفصیلات میں نہ جاؤں گا۔ لیکن ایک خاص رقم، جس پر یمی کو اختیار تھا
ہوگئی تھی چنانچہ میں صرف یہ بتانے پر اکتفا نہ کروں گا کہ وہ ایک سیاہ فام، خراب
سے پھنسا ہوا تھا۔ یمی نے اس عورت سے بہرحال شادی نہ کی۔

اس کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ میں بیمار پڑ گیا اور میری اس طویل علالت میں یمی
تیمارداری کرتا رہا اور یہیں سے اس کی انسیت کا آغاز ہوتا ہے۔ جس کا ذکر میں نے
تھا۔

یمی ایک افریقی عیسائی مبلغ کا بیٹا تھا اور اس نے اعلیٰ تعلیم پائی تھی وہ بیک وقت
سی زبانوں میں بڑی روانی سے گفتگو کرلیتا تھا اور انگریزی بھی صحیح بولتا تھا حالانکہ اس
انگریزی وہ تھی جسے "بومباسٹک" کہتے ہیں یعنی گفتگو کرتے وقت وہ ایسی عبارت آرائی
تھا اور ایسے ثقیل الفاظ لڑھکا دیتا تھا کہ طبیعت گھبرا جاتی تھی۔ اگر اسے کوئی طویل لفظ
آجاتا تو وہ مختصر لفظ نہ استعمال کرتا۔ اگر مشکل لفظ نوک زبان پر آجاتا تو آسان لفظ
حلق سے اتار جاتا۔ کئی برسوں تک، میرے خیال میں، وہ کیمپ ٹاؤن کے کسی اسکول
مدارس رہا تھا اور بقول اس کے "سیاہ فام" جاہلوں کو ادب اور زبان کی انگلش تعلیم دے
عالم و فاضل بنایا کرتا تھا۔

اس پیشے سے اکتا کر۔ یا شاید اسے کسی وجہ سے (جس کے متعلق یمی خاموش
اسکول سے اسے نکال دیا گیا اور پھر یمی بھٹکتا بھٹکتا تاریخی بار پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس
اپنی زبان کو عطیہ یعنی ایک اور موڑ دے کر عربی زبان میں مہارت حاصل کی اور وہاں
ایک ہوٹل کا منیجر یا شاید ہیڈ باورچی بن گیا۔ چند برسوں کے بعد اس کی یہ ملازمت بھی
رہی (کیوں اور کیسے یہ معلوم نہ ہوسکا) اور یمی بقول اس کے "الٹے پیروں" واپس
آیا اور وہیں پونگولینڈ کی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے، میری اس سے دوسری ملاقات ہوئی
عادات و اطوار میں وہ بے حد خاکسار اور افتادِ طبع میں بے حد مذہبی آدمی تھا۔ وضع قطع
پست قامت، میلی رنگت والا اور چھیلا تھا بالوں میں بیچ میں سے مانگ نکالتا اور کیسا
مواقع اور کیسی حالت کیوں نہ ہو ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنا کرتا تھا۔

میں نے اسے اس لئے اپنی خدمت میں رکھ لیا کہ وہ بالکل مفلس اور بہت عمدہ
باورچی تھا اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ ہمیں ایک دوسرے سے انسیت ہوگئی تھی۔
اس کے علاوہ وہ مجھے ہمیشہ ہنسایا کرتا تھا۔ چنانچہ طویل سفر میں اس کا ساتھ میرے لئے ایک
نعمت سے کم نہ تھا۔ کیونکہ یمی کی وجہ سے میرے سفر کی تھکن دور ہوجاتی تھی۔

تو ایسا تھا میرا باورچی یمی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کے لباس سے پانی ٹپک رہا تھا چنانچہ
میں نے اس سے پوچھا کہ باہر بارش ہورہی تھی یا پھر وہ شراب پینے کے بعد گھاس پر سوگیا
تھا۔

"نہیں مسٹر کوارٹرمین" اس نے جواب دیا۔ صبح بے حد شفاف و خوبصورت و شاندار
ہے اور اس ہائینڈٹ ہیس کی طرح میں نے بھی نشہ کرنا ترک کردیا ہے۔ حالانکہ ہم دونوں
کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ہم دونوں میں کوئی بات مشترک نہیں لیکن
اس ایک معاملے میں ہم دونوں میں اتفاق ہوگیا ہے۔"

"تو پھر ہوا کیا آخر؟" میں نے اس کی تقریر کی روانی کے آگے باڑ باندھنے کی غرض
سے کہا۔

"ہوا تو یہ کہ جہاز پر گڑبڑ ہوگئی۔" (مارو کی پیشن گوئی مجھے یاد آگئی اور میں چونکا۔)
جہاز میں، میں نے گزشتہ رات بسر کی تھی مسٹر سامرس کی درخواست پر (حقیقت میں یمی کی
درخواست پر سامرس نے وہ رات جہاز پر گزاری تھی) آج علی الصباح، پو پھٹنے سے شاید
کچھ پہلے، یہ سمجھ کر کہ سبھی خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ پرتگالی کپتان اور
اس کے ساتھیوں نے بڑی خاموشی سے اور چپکے ہی چپکے بہانا کرکے لنگر اٹھانا شروع کیا اور
وہ لوگ بادبان بھی کھولنے لگے لیکن میں جاگ رہا تھا۔ اور مسٹر سامرس بھی جاگ رہے تھے
چنانچہ ہم دونوں ہی کیبن سے نکل آئے اور مسٹر سامرس پستول نکال کر اور اسے تان کر
لنگر کی چرخی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے کہا۔ صاحب! میں وہ الفاظ نہ دہراؤں گا جو مسٹر
سامرس نے کہے تھے۔

"نہ دہراؤ۔ پھر کیا ہوا؟"

"اس کے بعد صاحب بہت کچھ شور شرابا اور بہت کچھ گڑبڑ ہوئی۔ پرتگالی نے مر
سامرس کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں لیکن مسٹر سامرس لنگر کی چرخی پر بیٹھے رہے بالکل
اسی طرح جس طرح کے سیلابی دریا میں شدت سے بہتے ہوئے پانی کے بیچ میں چٹان پر کھڑ
رہتی ہے۔ "چند ثانیوں تک وہ آپ ہی اپنی تشبیہ سے محفوظ ہوتا اور دل ہی دل میں دا
دیتا رہا۔" پھر بولا۔ "اور مسٹر سامرس نے کہا کہ اگر ان میں سے کسی نے لنگر کی چرخی کو
چھوا بھی تو پھر وہ مردود نہیں یا مسٹر سامرس نہیں اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا
کیونکہ میں جہاز کے عرشے کے اوپر والے حصے پر کھڑا دیکھ رہا تھا اور بے خبر تھا کہ کسی نے
پیچھے سے آکر دونوں ہاتھوں سے میری پتلون عرشے پر سے (مطلب کولھوں پر سے) پکڑا
اور مجھے اٹھا کر سر کے بل سمندر میں پھینک دیا۔ اب چونکہ میں عمدہ پیراک ہوں اس لئے
تیر کر کنارے پر آگیا۔ وہاں سے آپ کو مشورہ دینے یہاں آگیا۔"

"تم نے کسی اور کو بھی مشورہ دیا ہے؟ میرا مطلب ہے خبردار کیا ہے یا نہیں؟" مَیں
نے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب میں اس طرف بھاگا آرہا تھا تو میں نے بندرگاہ کے افسر سے گفت
شنید کی تھی۔ اور اسے مطلع کیا تھا کہ جہاز پر ایک ہنگامہ برپا ہے جس کی تحقیق کرنا اس کا
فرض منصبی ہے۔"

اس "اثناء میں" میں پتلون قمیض پہن چکا تھا مارو اور دوسرے ملازموں کو آوازیں
دے رہا تھا وہ لوگ جلد ہی آگئے۔ چونکہ مارو اور اس کے ماتحتوں کا لباس صرف "موچھا"
اور کمبل پر مشتمل تھا اس لئے انہیں تیار ہوتے دیر نہ لگی۔

"مارو!" میں نے کہنا شروع کیا "ماریا پر گڑبڑ ہوگئی ہے...."

"آہا۔ بابا۔ وہ مسکرایا۔" یہ عجیب بات ہے۔ لیکن گزشتہ رات میرا خیال ہے۔ مَیں
نے تم سے کہا تھا۔"

"جہنم میں جائیں تمہارے خواب۔" میں نے کہا "اپنے آدمیوں کو جمع کرو اور وہاں

پہنچ جاؤ لیکن نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہاں خون خرابا ہوگا۔ یا تو سب کچھ ہوچکا ہوگا یا
پھر سب ٹھیک ہوگا۔ شکاریوں سے تیار ہوجانے کو کہو۔ میں ان کے ساتھ آرہا ہوں۔ سامان
بعد میں آتا رہے گا۔"

اور ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں ہم اس گھاٹ پر تھے جہاں ماریا لنگر انداز تھا۔ اور
عجیب گروہ نظر آرہا تھا ہمارا۔ میں نے مکمل لباس پہن رکھا تھا اور میں سب کے آگے چل
رہا تھا۔ چل کیا رہا تھا باقاعدہ مارچ کر رہا تھا۔ میرے پیچھے نہیں تھا جس نے غیر معمولی طور
پر بڑی ہیٹ، جیسے وہ عموماً پہنا کرتا تھا اور جو اس قدر گندگی تھی کہ اس کے رنگ کا پتہ نہ
چلتا تھا، لگا رکھی تھی۔ اور کاڑرائے کی پتلون، اسی رنگ کا کوٹ اور میلی سی قمیض پہن
رکھی تھی اور ان چیزوں پر تیل کے بڑے بڑے دماغ تھے اس کے پیچھے مکمل ترین یورپی
لباس میں سیمی تھا۔ عمدہ سوٹ، عمدہ قمیض اور ٹائی جس پر نیلے رنگ کی دھاریاں تھیں اگر
ابھی ابھی وہ سمندر میں غوطہ لگا کر نہ آیا ہوتا تو اس لباس میں وہ اتنا "چھیلا" معلوم ہوتا۔
اس کے پیچھے غضبناک مارو اور اس کے ساتھی تھے اور ان لوگوں کے سروں پر "حلق" تھا۔
جسے زولو "اسی کولو" کہتے ہیں۔ یعنی ان کے بالوں میں بٹے بٹی ہوئی موم کی چمکدار رسی،
بڑے خنجر نہیں نظر آرہے تھے چونکہ ان لوگوں کو مسلح ہوکر شہر میں نکلنے کی حکومت نے
ممانعت کردی تھی اس لئے ان کی بندوقیں جہاز پر پہنچ چکی تھیں اور ان کے بھالے
چٹائیوں میں لپٹے ہوئے تھے اور ان کے چوڑے پھلوں پر گھاس لپیٹ دی گئی تھی۔

تاہم ان میں سے ہر اک کے ہاتھ میں ایک ایک ڈنڈا تھا جس کے ایک سرے پر بڑی
سی گیند یا لٹو بنا ہوا تھا۔ اور یہ لوگ چار چار آدمیوں کی صف میں بٹے ہوئے تھے۔ بہرحال
جب ہم ماریا تک، جانے کے لئے ایک بڑی کشتی میں سوار ہوئے تو ان کافروں کی بہادری
کوچ کر گئی اور ان کے بشرے سے خوف و ہراس ٹپکنے لگا۔ کیونکہ یہ لوگ، جو خشکی پر کسی
چیز کو خاطر میں نہیں لاتے، اس غیر مانوس منظر سے ڈرتے ہیں۔ جسے ساری دنیا "پانی" کہتی
ہے۔

ہم ماریا پر۔ جو ایک بہت بڑے ٹب کی طرح تھا۔ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی سب سے

پہلے جس پر میری نظر پڑی وہ سامرس تھا جو لنگر کی چرخی پر پستول ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوا تھا۔ قریب ہی جہاز کی دیوار پر کہنیاں ٹیکے جہاز کا کپتان ولگادو کھڑا ہوا تھا۔ جسے غلیظ ملاحوں نے گھیر رکھا تھا۔ یہ ملاح بھی ولگادو کی طرح بدمعاش نظر آرہے تھے۔ سامنے بندرگاہ کا افسر اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ بیٹھا پائپ پی رہا تھا۔ اس کی نگاہیں سامرس پر مرکوز تھیں کبھی کبھی ولگادو کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔

"اچھا ہوا تم آگئے کوارٹرمین" گیتوا نے کہا۔ یہاں کچھ جھگڑا ہوگیا ہے۔ لیکن میں ابھی یہاں آیا ہوں اور پرتگالی زبان سمجھتا نہیں۔ اور یہ صاحب' جو پستول لئے بیٹھے ہیں کچھ بھی بتاتے نہیں۔"

"کیا ہوا سامرس؟" گیتو سے مصافحہ کرنے کے بعد میں نے پوچھا۔

"یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہوا؟" سامرس نے جواب دیا۔ "یہ بدمعاش اور اس نے ولگادو کی طرف اشارہ کیا۔" ہمارا سامان لے کر بھاگ جانا چاہتا ہے میں اور سیمی جہاز میں نہ ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب جہاز دور نکل جاتا تو یہ ہم دونوں کو سمندر میں پھینک دیتا۔ بہرحال سیمی نے' جو پرتگالی زبان جانتا ہے' ان بدمعاشوں کی باتیں سن لی' ان کی سازش سے مجھے خبردار کیا اور جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو میں نے عملاً احتجاج کیا۔

بہرحال اب ولگادو سے اس جھگڑے کے متعلق پوچھا گیا۔ اس نے کہا' جیسی کہ توقع تھی' وہ لنگر اٹھانا نہ چاہتا تھا بلکہ جہاز کو گھاٹ کے قریب لانا چاہتا تھا۔ اور وہیں ہماری آمد کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ بے شک یہ اس نے جھوٹ کہا تھا اور خود اسے بھی احساس تھا کہ ہم لوگ اس ارادے سے واقف تھے کہ وہ مع سامان کے فرار ہوجاتا اور آگے جا کر سامرس اور سیمی کو قتل کردیتا یا پھر انہیں سمندر میں پھینک دینا چاہتا تھا کہ وہ ہمارے سامان کو کسی بندرگاہ پر فروخت کرسکتے تھے لیکن چونکہ اس کا جرم ثابت نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اب ہماری تعداد بھی زیادہ تھی اور اب ہم خود اپنے سامان کی حفاظت کرسکتے تھے اس لئے میں نے اسی معاملے کو یہیں ختم کردینا مناسب سمجھا۔ چنانچہ میں نے ولگادو کا جھوٹ مسکرا کر قبول کرلیا اور ہر ایک کو ناشتے پر مدعو کیا۔

بعد میں سامرس نے مجھے بتایا کہ گزشتہ رات جب میں مارو سے برادر جون کے متعلق پوچھ رہا تھا تو سیمی نے' جو ماریا پر ہمارے سامان کی حفاظت کر رہا تھا کسی کے ہاتھ سامرس کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ مناسب ہوگا کہ وہ بھی جہاز پر آجائے کیونکہ سیمی تنہائی سے "اکتا" رہا تھا۔ سامرس چونکہ سیمی کے بودے پن سے واقف تھا اس لئے خوش قسمتی سے (اس نے سیمی کے بلاوے پر لبیک کہا۔ اور صبح یہ گڑبڑ ہوئی جیسا کہ سیمی نے مجھے بتایا تھا البتہ جو بات اس نے مجھ سے نہ کہی تھی وہ یہ تھی کہ کسی نے سیمی کو اٹھا کر سمندر میں چھلانگ لگادی۔

"صورتحال میں سمجھ گیا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "بہرحال خیریت گزری کہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ لیکن سامرس! میں سمجھتا ہوں کہ قسمت یاوری کر رہی ہے اس لئے تو سیمی نے تمہیں بلایا اور تم فوراً چلے بھی آئے۔"

اس کے بعد صورتحال ہمارے قابو میں رہی۔ بقیہ سامان' جو گھر پر بندھا پڑھا تھا۔ لانے کے لئے میں نے سامرس کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیج دیا۔ یہ سامان بھی بحفاظت جہاز پر پہنچ گیا اور اس شام ماریا نے لنگر اٹھا دیا۔

ٹھیک سے یاد نہیں لیکن شاید ہمارے ڈربن سے روانہ ہونے کے ساتویں دن ہمارا جہاز جزیرہ کلوا کے اس گھاٹ پر لنگر انداز تھا جو ایک قدیم پرتگالی قلعہ سے زیادہ دور نہ تھا۔ ولگادو نے' جس سے ہماری ملاقاتیں زیادہ نہ رہی تھیں اوپری عرشے پر کھڑے ہوکر جھنڈیوں سے عجیب چکرا دینے والے اشارے کئے۔ ان اشاروں کے جواب میں ایک کشتی جہاز کی طرف آتی نظر آئی اس کشتی میں جو لوگ سوار تھے وہ ولگادو کے بقول بندرگاہ کے افسر محافظ تھے لیکن یہ دراصل سفاک اور خونی نظر آتے ہوئے سیاہ فاموں کا خوف ناک گروہ تھا جن کے افسر کو ہم سے "مسٹر مانیٹرو" کہہ کر متعارف کرایا گیا۔ یہ شخص آدھا عرب اور آدھا پرتگالی تھا میرا مطلب ہے اس کی "جڑ" تو پرتگالی میں ؟؟ اس میں عربی خون کی آمیزش تھی شاید اس کی ماں یا پھر باپ عرب رہا ہوگا۔ مانیٹرو کے ساتھی بھی دوغلی نسل سے تھے۔ اس کے ساتھیوں میں چند عرب تھے لیکن وہ بھی خالص عرب نہ تھے۔ یعنی ان کے خون میں بھی پرتگالی یا افریقی یا پھر انگیز خون کی آمیزش تھی۔

مانیٹرو کو اس جہاز پر ہماری موجودگی ذرا بھی پسند نہ آئی اور اسے یہ تو کسی طرح
ہی نہ تھا کہ ہم کلوا کے ساحل پر قدم رکھیں۔ ولگادو سے کچھ پوچھنے کے بعد مانیٹرو میرے
پاس آیا اور عربی زبان میں مجھے مخاطب کیا۔ میں ظاہر ہے کہ عربی نہیں جانتا لیکن خوش
قسمتی سے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جو ہفت زبان تھا۔ میری مراد ہمارے باورچی
سیمی سے ہے۔ ولگادو بھی مترجم کی خدمت انجام دے سکتا تھا لیکن اس پر اعتبار نہیں کیا
جاسکتا تھا۔ چنانچہ سیمی کو طلب کیا گیا۔

"سیمی! یہ مسٹر مانیٹرو کیا فرما رہے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

سیمی مانیٹرو کی طرف گھوم گیا اور چند ثانیوں تک اس سے باتیں کرنے کے بعد مجھے
یوں مطلع کیا گیا۔

"جناب! یہ صاحب اپنی گفتگو کا آغاز سلام سے کرتے ہیں یعنی السلام علیکم جیسا کہ
مسلمان کہتے ہیں حالانکہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔"

"وعلیکم السلام" میں نے جواب دیا۔

"پھر فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دوست ولگادو سے سن لیا ہے کہ آپ کتنے عظیم
انسان ہیں اور یہ کہ انہیں بتایا گیا ہے کہ آپ اور مسٹر سامرس انگریز ہیں اور انگریز قوم ان
صاحب کو بہت پسند ہے بلکہ وہ اس پر دل و جان سے فدا ہیں۔"

"واقعی!" میں نے کہا "بشرے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر مانیٹرو کو ہم سے قلبی
نفرت ہے۔ بہرحال ان سے کہو کہ ہم ان کے ہمدردانہ الفاظ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان
سے کہو کہ ہم جہاز سے یہیں اتر رہے ہیں اور یہیں سے ہم شکار کرنے کی غرض سے آگے
چلے جائیں گے۔"

چنانچہ چند ثانیوں تک سیمی مانیٹرو سے گفتگو کرتا رہا اور پھر میرے اور اس شخص ما
کے دوست کا خط پڑھ کر سنادوں (اور میں نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکالا) آپ کے
لئے یہ خط دلچسپ ہوگا کیونکہ میرے دوست کپتان نے، جس کا نام فلاور ہے۔ اپنے اس
خط میں آپ کا بھی ذکر کیا ہے۔ مانیٹرو۔ (ہاتھ ہلاکر) بس ٹھیک ہے معلوم ہوا کہ آپ فولادی

انسان ہیں جسے توڑنا اور موڑنا آسان نہیں بہرحال تم چاہو تو یہاں اتر سکتے ہو۔ چنانچہ اترو
اور جہاں بھی چاہو چلے جاؤ۔

الین کوارٹرمین:۔ میری خیال میں تو مناسب ہوگا کہ مگرمچھ کی آمد کا انتظار کریں۔

مانیٹرو:۔ ارے نہیں۔ اترو۔ اترو۔ کپتان! مناسب ہوگا کہ تم آج ہی رات کو لنگر
اٹھادو کیونکہ جب سمندر میں جزر شروع ہوگا تو تمہارا جہاز یہاں پھنس جائے گا۔ مسٹر
کوارٹرمین! ابھی کافی دن باقی ہے۔ آپ خشکی پر قدم رنجہ فرمائیے۔ میزبانی کے لئے میں
حاضر ہوں۔ کوشش کروں گا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

الین کوارٹرمین:۔ جب آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ ہمیں یہاں اترنے نہ دیں گے تو اسی
وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ مذاق کر رہے ہیں۔ بہرحال آپ کی اس دعوت کا شکریہ۔
آپ کے کہنے کے مطابق ہم آج شام کو خشکی پر آجائیں گے۔ اور کپتان ولگادو سے
درخواست ہے کہ لنگر اٹھانے سے پہلے اگر انہیں مگرمچھ نظر آجائے تو وہ راکٹ چھوڑ کر
ہمیں مطلع کردیں۔

"بے شک، بے شک" ولگادو نے کہا جو اب تک یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ انگریزی
زبان جس میں میں اپنے مترجم سیمی سے باتیں کر رہا تھا، سمجھتا ہی نہیں۔

اس کے بعد اس نے گھوم کر اپنے ملاحوں کو نیچے سے ہمارا سامان لانے اور ماریا کی
کشتی اتارنے کا حکم دیا۔

ان لوگوں نے پہلے کبھی سامان ایسی پھرتی سے کشتی میں نہ لادا ہوگا۔ آدھے گھنٹے کے
اندر اندر ہمارے تمام پیکٹ اور گٹھر، جن کا حساب سامرس رکھ رہا تھا، اس جہاز پر سے
اتارے جاچکے تھے۔ ہمارا ذاتی سامان ماریا کی کشتی میں لادا گیا لیکن دوسرا سامان مع گدھوں
کے جنہیں رسے سے باندھ رکھا تھا (قارئین کو شاید یاد ہو کہ گدھے چار تھے) مانیٹرو کی لمبی
اور گہری کشتی میں پہنچادیا گیا۔ خود مجھے بھی اسی کشتی میں سوار کرایا گیا۔ میرے ساتھ
ہمارے آدھے ملازم بھی سوار ہوگئے بقیہ ملازم ماریا کی کشتی میں سامرس کے ساتھ بیٹھے۔
آخر کار کشتیاں چل پڑیں۔

"خدا حافظ کپتان" میں نے چیخ کر ولگادو سے کہا۔ "اگر آپ کو مگرمچھ کے کپتان سے گفتگو کرنے کا موقع ملے....."

میرا جملہ پورا نہ ہوا تھا کہ ولگادو انگریزی' پرتگالی اور عربی میں بے تحاشہ گالیاں بکنے لگا۔

کشتی ساحل کی طرف جارہی تھی تو میں نے دیکھا کہ ہیس 'گدھے کے پیٹ کے پاس بیٹھا ہوا جھک جھک کر کشتی کی دیواریں اور پیندا کتے کی طرح سونگھ رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو ہیس؟" میں نے پوچھا۔

"اس کشتی میں عجیب واہیات بو ہے باس' اس نے ڈچ زبان میں سرگوشی میں کہا۔ "ماریا کے سب سے نچلے حصے میں بھی یہی بو بسی ہوئی تھی۔ کافروں کی بو' میرے خیال میں اس کشتی میں غلام سوار کئے جاتے ہیں۔"

لیکن میں نے سوچا کہ یہ ہیس غلط نہ کہہ رہا تھا۔ ہم لوگ بردہ فروشوں کے اڈے میں تھے۔ اور یہ مانیٹرو ان کا سردار تھا۔

ہماری کشتی جزیرے کے قریب سے نکلی چلی گئی اور میں نے دیکھا کہ جزیرے پر ایک قدیم پرتگالی قلعہ اور پھونس کی چھت والی چند لمبی جھونپڑیاں تھیں میں نے سوچا کہ ان ہی جھونپڑیوں میں غلاموں کو اس وقت تک رکھا جاتا ہوگا جب تک کہ انہیں لے جانے والا جہاز ادھر آجاتا ہوگا۔ میں ان جھونپڑیوں کی طرف چونکہ غور سے دیکھ رہا تھا اس لئے مانیٹرو نے سیمی کے ذریعے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ جھونپڑیاں دراصل کھال اور خشک مچھلی رکھنے کے گودام تھے بلکہ ان ہی گوداموں میں کھال اور مچھلیاں سکھائی جاتی تھیں۔

"بے حد دلچسپ" میں نے کہا "دوسرے مقامات پر تو کھالیں دھوپ میں سکھائی جاتی ہیں۔"

ایک تنگ آبنائے سے گزر کر ہماری کشتی چوبی پلیٹ فارم سے جا لگی یہاں ہم اترے اور مانیٹرو ہمیں ایک شکستہ حال عمارت میں لے آیا جو ساحل سے ایک سو گز دور تھی۔ یہ بات مجھے واقعی عجیب معلوم ہوئی کہ مانیٹرو ہمیں اس بستی میں لے گیا تھا جو بائیں طرف آرہی تھی۔

اس عمارت میں کوئی خاص بات تھی جو اس بات کا پتہ دیتی تھی کہ یہ عمارت بردہ فروشوں نے نہیں بنائی ہے کیونکہ اس کا والان اور باغ اعلیٰ ذوق تہذیب کا نمونہ تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ اکھڑ اور گنوار بردہ فروشوں نے نہیں بلکہ مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں نے یہ عمارت بنوائی تھی اور وہ اس میں رہتے تھے۔ میں نے ادھر اودھر دیکھا تو نارنگی اور کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں ایک گرجا کے کھنڈر دکھائی دیئے اس کے گرجا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ کیونکہ چوٹی پر ٹوٹی ہوئی صلیب اور اس کے نیچے پیتل کا گھنٹہ اب بھی لٹک رہا تھا۔ کسی زمانے میں یہ گھنٹہ عبادت گزاروں کو بلانے کے لئے ٹن ٹنا تا ہوگا۔

"مسٹر کوارٹرمین سے کہو۔" مانیٹرو نے سیمی سے کہا۔ "کہ یہ عمارت عیسائی مبلغوں کا مسکن تھی۔ کوئی بیس برس پہلے مبلغ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ چنانچہ جب میں یہاں آیا ہوں تو یہ مکان خالی پڑا ہوا تھا۔"

"اور ان لوگوں کے نام کیا تھے جو اس مکان میں مقیم تھے؟" میں نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔" مانیٹرو نے جواب دیا۔ "کیونکہ میرے یہاں پہنچنے سے بہت پہلے وہ لوگ یہاں سے جاچکے تھے۔"

اس کے بعد کوئی ایک گھنٹے تک ہم اپنا سامان' جس کا انبار اجڑے ہوئے باغ میں لگادیا گیا تھا' الگ کرنے اور قرینے سے رکھنے میں مصروف رہے۔ میں نے اپنے کافر شکاریوں سے کہا کہ وہ اپنے خیمے ٹھیک ان کے سامنے لگائیں جو ہمارے قیام کے لئے مخصوص کردیئے گئے تھے۔

یہ کمرے اپنے طور پر عمدہ تھے۔ وہ کمرہ جو مجھے دیا گیا تھا' یقیناً نشست گاہ تھا کیونکہ اس میں امریکی طرز کا ٹوٹا پھوٹا فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ سامرس کا کمرہ کبھی خواب گاہ رہا ہوگا کیونکہ اس میں آہنی مسہری اب بھی موجود تھی اس کے علاوہ کتابوں کی چند ٹوٹی پھوٹی الماریاں اور چند پھٹی ہوئی کتابیں بھی تھیں البتہ ایک کتاب بالکل محفوظ تھی غالباً اس لئے کہ ان کی جلد مراکشی چمڑے کی تھی اور دیمک کو اس کا ذائقہ پسند نہ تھا اور یہ کتاب تھی۔ "عیسائیوں

کے شب و روز" الزبتھ اس کے پہلے صفحے پر کالی روشنائی سے لکھا ہوا تھا۔

"الزبتھ۔ عمر بیس سال"

یہ تصویر بھی میں نے اس خیال سے اپنے قبضے میں کر لی کہ ممکن ہے آئندہ یہ بطور ثبوت کے کام آئے۔

"کوارٹرمین" سامرس نے کہا "معلوم ہوتا ہے اس عمارت کے مالک بڑی افراتفری میں اسے خالی کر گئے ہیں۔"

"بالکل ایسا ہی ہے۔ بلکہ شاید وہ اسے خالی نہیں کر گئے۔ شاید وہ یہیں رک گئے۔ یعنی ہمیشہ کے لئے۔"

"قتل کر دیئے گئے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں یقین سے کہتا ہوں سامرس کہ ہمارا دوست مانیٹرو، جس کا یقیناً کوئی مذہب نہیں ہے، ان لوگوں کے اور ان کے انجام کے متعلق بتا سکتا ہے۔ چونکہ ابھی کھانا تیار ہونے میں دیر ہے اس لئے آؤ ہم ذرا ادھر جا کر دیکھ آئیں۔"

چنانچہ ہم نارنگی اور کھجور کے جھنڈ میں سے گزر کر گرجا کے سامنے پہنچ گئے جو ایک بلند ٹیلے پر بنا ہوا تھا۔ گرجا کی عمارت پتھروں سے بنائی گئی تھی اور ایک ہی نظر میں معلوم ہو گیا کہ اس گرجا کو آگ نے تباہ کیا تھا۔ بے رنگ جھلسی ہوئی دیواریں خود اپنی کہانی سنا رہی تھی گرجا کے اندرون میں جھاڑیاں اور فصلیں اگ رہی تھیں اور ایک گھناؤنا پیلا سا سانپ اس پتھر پر رینگ رہا تھا جو کبھی قربان گاہ کا کام دے چکا ہوگا۔ باہر ٹوٹی ہوئی چہار دیواری میں قبرستان تھا البتہ اس قبرستان میں کوئی قبر کا نشان نظر نہ آ رہا تھا۔ البتہ پھاٹک کے قریب ایک بے ڈھنگا ٹیلہ سا تھا۔

"اگر اس ٹیلے کو کھودا جائے۔" میں نے کہا "تو مجھے یقین ہے کہ اس سے ہمیں اس مکان کے مکینوں کی ہڈیاں مل جائیں گی۔ اس سے کیا اندازہ لگا سکتے ہو تم سامرس؟"

"یہی شاید کہ ان لوگوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"سامرس تمہیں نتیجہ اخذ کرنا سیکھنا چاہئے۔ افریقہ میں یہ فن بے حد کار آمد ثابت ہوتا ہے۔ سنو۔ میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر واقعی یہاں رہنے والوں کو قتل کر دیا گیا ہے تو پھر یہ کام کافروں کا نہیں ہے کیونکہ کافر اپنے مردے دفن نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ کام یا تو عربوں کا ہو سکتا ہے یا پھر عیسائیوں کا کیونکہ یہ لوگ مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ لیکن عرب اور عیسائی ایک مردہ ایک ہی قبر میں دفن کرتے ہیں لیکن یہاں تو ٹیلے میں، گویا ایک قبر میں، پورا کنبہ دفن ہے۔ چنانچہ یہ کام کسی ایسے شخص کا ہے جو پورا عرب ہو نہ پورا عیسائی۔ بلکہ دوغلا ہو اور کسی مذہب کا پیرو نہ ہو۔ مثلاً پرتگالی بردہ فروش۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا ہو یہ تو یقینی بات ہے کہ اسے ایک طویل عرصہ گذر چکا۔"

اور میں نے اس خودرو درخت کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس ٹیلے پر اگ آیا تھا اور اس درخت کی عمر کسی صورت بیس برس سے کم نہ تھی۔

واپس قیام گاہ پر پہنچے تو کھانا تیار تھا۔ مانیٹرو نے رات کا کھانا اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی تھی لیکن چند صاف صریح وجوہات کی بنا پر ہم نے اپنا کھانا سیمی سے پکوایا تھا اور خود مانیٹرو کو ہم نے مدعو کیا تھا۔ چنانچہ جب وہ آیا تو بظاہر احترام سے جھکا جا رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں جو شک اور نفرت تھی میں اسے دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ اور ہم اس بھنی ہوئی بھیڑ پر ٹوٹ پڑے جو ہم نے خود مانیٹرو سے خریدی تھی۔ کیونکہ میں اس شخص سے ایک تنکا بھی "تحفتاً" لینا نہ چاہتا تھا۔ کھانے کے ساتھ عمدہ شراب بھی جس میں ہم پانی ملا کر پی رہے تھے اور یہ پانی بھی خود ہیس جا کر اس چشمے سے لایا تھا جو ہماری قیام گاہ کے قریب ہی بہہ رہا تھا۔ یہ احتیاط اس لئے لازمی تھی کہ مجھے خوف تھا کہیں پانی میں زہر نہ ملا دیا گیا ہو۔

ابتدا میں مانیٹرو شراب پینے سے انکار کرتا رہا۔ لیکن آخر کار گویا اخلاقاً پینے کے لئے تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں نے بڑی دریا دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کا جام لبالب بھر دیا اور پھر وہ جام پر جام چڑھانے لگا۔ تیسرے ہی جام کے بعد اس کی زبان کھل گئی۔ موقع غنیمت جان کر میں نے سیمی کو بلاوا بھیجا۔ اور اس کے ذریعے مانیٹرو سے کہا کہ ہمیں اپنا سامان اٹھانے کے لئے کم سے کم بیس باربرداروں کی ضرورت تھی۔ اور یہ کہ یہ بار بردار ہم

اجرت پر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس پر مانیٹرو نے اعلان کیا کہ سو میل کے اطراف میں اب کوئی "جانور" نہ مل سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے اور زیادہ شراب پلائی اور آخر ہم مانیٹرو سے سودا کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ مجھے یاد نہیں کہ ہمارے درمیان کتنی اجرت طے ہوئی تھی۔ بہرحال مانیٹرو نے وعدہ کیا کہ وہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ جب تک کہ خود ہم انہیں رخصت نہیں کردیتے۔

اس کے بعد میں نے اس سے مبلغوں کی موت اور عمارت، جو ہماری قیام گاہ تھی، کی تباہی کے متعلق چند سوالات پوچھے حالانکہ شراب مانیٹرو کے دماغ پر چڑھ گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ میرے سوالوں کے جواب کو ٹال گیا۔ اس نے صرف یہ بتایا کہ بیس برس پہلے اس قبیلے کے لوگوں نے جو مازیتو کہلاتا ہے، مستقر پر حملہ کرکے سب کو قتل کردیا البتہ ایک سفید فام مرد اور ایک سفید فام عورت اپنی جان بچاکر فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اور پھر کسی نے انہیں نہ دیکھا۔

"گرجا کے قریب جو ٹیلا ہے اس میں کتنے سیاہ فام دفن ہیں؟" میں نے دفعتاً پوچھا۔

"تم سے کس نے کہا کہ وہ لوگ وہاں دفن ہیں؟" مانیٹرو نے چونک کر پوچھا لیکن اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو سنبھل کر بولا "میں نہیں جانتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔ میں نے تو کبھی نہیں سنا کہ یہاں مکینوں کو دفن کیا گیا ہے یا کیا ہوا ان کا۔"

"شب بخیر میں چلتا ہوں۔ اب کیونکہ ماریا پر سامان چڑھاتا ہے۔"

چنانچہ وہ سلام کرکے لڑکھڑاتے قدموں سے رخصت ہوا۔

"تو ماریا اب تک روانہ نہیں ہوا۔" میں نے کہا۔

اور میں نے ایک خاص انداز سے سیٹی بجائی۔ فوراً اندھیرے میں سے ہیس نکل کر سامنے آگیا۔ کیونکہ یہ سیٹی اسی کو بلانے کا اشارہ تھی۔

"ہیس!" میں نے کہا "جزیرے پر سے چند آوازیں آرہی ہیں جنہیں میں سن رہا ہوں۔ ساحل پر پہنچ جاؤ اور دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اگر تم نے احتیاط سے کام لیا تو کوئی تمہیں دیکھ نہ پائے گا۔"

"ہاں باس کوئی مجھے دیکھ نہ پائے گا۔" ہیس مسکرایا۔ "خصوصاً اس وقت کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا؟"

"وہ اس خاموشی سے چلا گیا جس خاموشی سے آیا تھا۔ میں نے بھی باہر آکر مارو کو آواز دی۔"

"مارو!" جب وہ آگیا تو میں نے کہا "آج رات پہرے کا انتظام ہونا چاہئے اور اپنے آدمیوں کو ہدایت کردو کہ وہ اپنی اپنی بندوق تان رکھیں۔ یہ لوگ بردہ فروش ہیں چنانچہ ہوسکتا ہے کہ ہم پر شبخون ماریں۔"

"واہ بابا واہ" وہ بولا۔ "تب تو یہ بڑا مبارک سفر ہے یہ بات تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ جنگ کا موقع اتنی جلد آجائے گا۔ میرا سانپ یہ بتانا بھول گیا تھا۔ میکومیزن! بے فکر ہوکر سو جاؤ چلنے والا کوئی بھی جاندار تم تک پہنچ نہ سکے گا۔"

"اس بھرم میں نہ رہنا مارو۔" میں نے جواب دیا۔

اور ہم خواب گاہ میں جاکر اس طرح لیٹ گئے کہ پورا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور رائفلیں پہلو میں رکھی ہوئی تھیں۔

خدا جانے میں کب سو گیا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ کوئی میرا شانہ پکڑ کر مجھے آہستہ آہستہ جھنجھوڑ رہا تھا۔ میں نے سمجھا کہ یہ سامرس ہوگا جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ چند گھنٹوں تک جاگتا رہے گا اور پھر ایک بجے مجھے بیدار کرنے کے بعد خود سو جائے گا اور سامرس واقعی جاگ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے پائپ میں دہکتی ہوئی تمباکو اندھیرے میں سرخ تارے کی طرح نظر آرہی تھی۔

لیکن مجھے بیدار کرنے والا سامرس نہیں بلکہ ہیس تھا۔

"باس!" اس نے سرگوشی میں کہا۔ "میں نے سب کچھ معلوم کرلیا ہے۔ ماریا پر غلام سوار کرائے جارہے۔ ان غلاموں کو جزیرے کے کنارے پر سے بڑی کشتی میں سوار کرکے ماریا تک لے جایا جاتا ہے۔"

"تو میرا خیال غلط نہ تھا۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن ہیس! تم یہاں کیسے آگئے باہر

پہرہ دیتے ہوئے شکاری سو گئے ہیں؟"

وہ ہنسا۔

"ہیں باس وہ سوئے نہیں ہیں۔ وہ جاگ رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ وہ جاگ رہے ہیں اور سن رہے ہیں اس کے باوجود بوڑھا ہیس ان کے بیچ میں سے نکل آیا اور کسی کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ باس سامرس نے بھی مجھے کمرے میں آتے نہ سنا۔"

"واقعی" سامرس نے جواب دیا۔ "ہلکی سی آواز البتہ میں نے سنی تھی اور سوچا تھا کہ چوہا ہوگا۔"

میں کمرے سے والان میں اور وہاں کے دروازے میں سے نکل کر باہر آیا۔ باہر ہمارے کافر شکاریوں نے آلاؤ روشن کر رکھا تھا اور اس کی روشنی میں میں نے مارو کو بیٹھے دیکھا۔ وہ پوری طرح سے جاگ رہا تھا' بندوق اس کے گھٹنوں پر دھری ہوئی تھی اور اس کے' یعنی مارو کے پیچھے دو سنتری مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے مارو کو آواز دی تو وہ فوراً اٹھ کر دوڑا آیا۔

"یہ دیکھو" میں نے ہیس کی طرف اشارہ کیا "کیسا پہرہ دے رہے ہو تم جب کہ ایک آدمی تمہاری آنکھوں میں دھول جھونک کر میرے کمرے میں آجاتا ہے۔"

مارو نے ہیس کی طرف دیکھا اور اس کے لباس اور جوتوں پر ہاتھ پھیرا اس کے کپڑے اور جوتے بھی شبنم سے نم ہو رہے تھے۔

"او۔" مارو نے بڑے یقین سے کہا۔ "میں نے کہا تھا کہ ہر وہ جاندار جو چلتا ہے تم تک نہ پہنچ پائے گا۔ لیکن یہ پیلا سانپ رینگ کر ہمارے درمیان سے نکل گیا ہے۔ میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ یقین نہ آئے تو اس کیچڑ کی طرف دیکھ لو جو اس کے واسکٹ پر لگی ہوئی ہے۔ یہ کیچڑ تازی ہے۔"

"لیکن سانپ ڈس سکتا ہے اور کسی کی جان بھی لے سکتا ہے۔" ہیس نے بدتمیزی سے ہنس کر کہا۔ "ارے زولوؤ! تم اپنے آپ کو بہت ہوشیار اور بہادر سمجھتے ہو' ہاں تم جنگی نعرہ لگا سکتے ہو' بھالا پھینک کر مار سکتے ہو اور کلہاڑے سے جنگ کر سکتے ہو۔ لیکن ایک

بے حقیقت ہاٹینٹوٹ کتا بہرحال تمہاری سوچ سے بڑھ کر ثابت ہوا۔ جب جنگ آئے وقت آئے گا تو وہ معاملہ میں تم پر چھوڑ دوں گا۔ لیکن جب معاملہ خبرگیری اور جاسوسی کا ہو تو تم اسے ہیس پر چھوڑ دو یہ دیکھو مارو "اور اس نے اپنی مٹھی کھولی تو اس میں سینگ کی بنی ہوئی نسوار کی ڈبیہ تھی جیسی کہ زولو استعمال کرتے تھے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی ہے یہ ڈبیہ؟"

"میری ہے۔" ہیس نے کہا۔ "اور تم نے چرائی ہے۔"

"بے شک۔" مارو مسکرایا "یہ تمہاری ہی ہے اور جب تم میرے قریب سے گزر رہے تھے تو میں نے اسے تمہارے کان میں سے نکال لیا تھا۔ یاد کرو ہیس جب میں نے یہ ڈبیہ تمہارے کان میں سے نکالی تھی تو تم نے یہ سوچ کر اپنے گال پر تھپڑ مارا تھا کہ یہ شاید مچھر ہوگا۔"

"ہاں یہ سچ ہے۔" مارو غرایا' اور اے ہیس! اب زرد سانپ! تم بے شک اپنی طور پر بے حد ہوشیار اور اپنے صحیح کام میں ماہر ہو لیکن آئندہ کبھی مجھے کسی مچھر یا کیڑے نے کاٹا تو میں اسے تھپڑ سے نہیں بلکہ بھالے سے ماروں گا۔"

میں نے ان دونوں کو رخصت کر دیا اور سامرس سے کہا کہ بہادری اور عیاری کے درمیان ابتدائے آفرینش سے کشمکش جاری ہے۔ اور یہ' ہیس اور مارو کا معاملہ' اس کشمکش کا بہترین نمونہ ہے۔ چونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا مانیٹرومایا پر غلام چڑھانے میں مصروف ہے۔ اس لئے ہماری طرف متوجہ نہ ہوگا۔ چنانچہ میں اور سامرس بھی بے فکر ہو کر سو گئے۔

دوسرے دن صبح میں بیدار ہوا تو سامرس مجھ سے پہلے نہ صرف بیدار ہو چکا تھا۔ بلکہ کہیں چلا بھی گیا تھا۔ میں نے منہ ہاتھ دھویا۔ اور سامرس کا انتظار کرنے لگا اور جب وہ نہ آیا تو میں مجبوراً ناشتہ کرنے بیٹھ گیا۔ آدھا ناشتہ میرے پیٹ میں پہنچ چکا تھا کہ سامرس آگیا۔

"کہاں گئے تھے؟" میں نے پوچھا اور دیکھا کہ اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا اور

کائی میں لتھڑوں ہوا تھا۔

"کھجور کے سب سے بلند درخت پر چڑھا ہوا تھا کوارٹرمین۔ مانیٹرو کے ایک ساتھی کو میں نے رسے کے ذریعے پیڑ پر چڑھتے دیکھا۔ چنانچہ میں نے دوسرے سے کہا کہ وہ مجھے بھی چڑھنا سکھادے یہ خطرناک ضرور معلوم ہوا لیکن مشکل نہیں ہے۔"

"لیکن یہ کیا دھن سمائی "کہ"

"من کی موج یا بقول کے جذبہ' بے اختیار" وہ بولا۔ "دوربین سے دیکھا تو اوپر ایک آرک نظر آیا۔ لیکن وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک معمولی سا خودرو پھول تھا لیکن کوارٹرمین! اس محنت کا صلہ بہرحال مجھے مل گیا۔"

"کیا صلہ ملا؟"

"درخت پر بیٹھ کر میں نے دیکھا کہ ماریا جزیرے کی اوٹ میں لنگر انداز تھا۔ اس کے علاوہ دور سمندر پر مجھے دھواں نظر آیا۔ دوربین سے دیکھا تو وہ بھی جہاز تھا۔ انگریزی جنگی جہاز پھر کہدا اتر آیا اور وہ جہاز نظروں سے اوجھل ہوگیا۔"

"خدا کی قسم" میں نے کہا "وہ یقیناً مگرمچھ ہوگا۔ چنانچہ میں نے مانیٹرو سے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہ تھا۔ مسٹر کیتو نے یعنی ڈربن کے افسر نے مجھ سے کہا تھا کہ مگرمچھ بردہ فروشوں کے جہازوں کی تلاش کے بعد کم سے کم پندرہ دن میں وہاں پہنچنے والا تھا۔ اب اگر اس کی مڈبھیڑ ماریا سے ہوگئی اور مگرمچھ کے کپتان نے ولگادو سے ماریا کے سامان تجارت کے متعلق پوچھا تو ولگادو سلاخوں کے پیچھے نظر آئے گا۔"

"میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ میرے خیال میں ایک آدھ گھنٹے بعد ہی مگرمچھ اپنا راستہ بدل دے گا اور اگر اس نے راستہ نہ بدلا تو ماریا اپنا راستہ بدل لے گا۔ یہ ولگادو بڑا ہی کائیاں ہے۔ اور اس کی اسی بدمعاشی کو تو میں کبھی فراموش نہ کروں گا کہ اس سور نے ہمارا سامان لے کر بھاگ جانے کی کوشش کی تھی۔ کافی کی پیالی بڑھاؤ اس کی طرف۔"

چنانچہ آئندہ دس منٹوں تک ہم خاموشی سے ناشتہ کرتے رہے کیونکہ سامرس بول

خوش خوراک تھا۔ اور درخت پر کی "ہوا خوری" کے بعد تو اس کی بھوک اور بھی بڑھ گئی تھی۔

ہم ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مانیٹرو آگیا اور میں نے دیکھا کہ وہ آج گزشتہ کل کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی بدمعاش اور عیار نظر آرہا تھا۔ مے نوشی کی وجہ سے شاید اس کا دماغ بگڑا ہوا نظر آتا تھا۔ یا پھر اس کے مزاج میں تبدیلی کی وجہ شاید یہ تھی کہ اس کے خیال میں ہم اس بات سے بے خبر تھے کہ ماریا پر غلام چڑھائے گئے تھے اور یہ کہ ماریا چنانچہ محفوظ تھا۔ تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی تھی کہ گزشتہ رات وہ ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا تھا لیکن مارو اور اس کے ساتھیوں کی مستعدی نے اس کی ساری تدبیریں الٹ دی تھیں۔ وجہ کچھ بھی ہو۔ بہرحال یہ حقیقت تھی کہ مانیٹرو کا مزاج بگڑا ہوا تھا۔ اور اس کے بشرے سے خشونت عیاں تھی۔

ہم نے اسے سلام کیا تو اس نے اس کا جواب دیئے بغیر سیمی کی وساطت سے پوچھا کہ ہم کب آگے روانہ ہو رہے ہیں کیونکہ ہم نے اس کے گھر پر قبضہ جما رکھا ہے اور یہ کہ اسے باہر سونا پڑ رہا ہے۔

"تم لوگوں کی موجودگی نے مجھے گھر سے بے گھر کردیا ہے۔" اس نے آخر میں کہا۔

"مانیٹرو" میں نے جواب دیا۔ "تم نے بیس باربردار مہیا کردینے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ جب تک وہ باربردار نہیں آجاتے ہم یہیں رہیں گے۔"

"تم بکتے ہو" وہ گرجا "میں نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا کیونکہ یہاں باربردار ہیں ہی نہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے گزشتہ رات غلاموں کے ساتھ تم نے باربردار بھی ماریا پر چڑھادیئے؟" میں نے بڑے پیار سے پوچھا۔

قارئین نے دیکھا ہوگا کہ جب ایک پوری عمر کی اور موٹی بلی اپنی پیالے میں سے دودھ سڑپ رہی ہوتی ہے اور اس وقت کتے کا پلا آکر اس کے اس عمل میں خلل انداز ہوتا ہے تو بلی کی حالت غیر ہوجاتی ہے۔ اس کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں' کمر کمانی بن جاتی

ہے۔ اس کے منہ سے عجیب مضحکہ خیز اور خوفناک آوازیں نکلنے لگتی ہیں اور وہ پھولنے لگ
ہے یہاں تک کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ دھڑک سے پھٹ جائے گی۔ اگر آپ نے
اور بلی کا یہ ڈرامہ دیکھا ہے تو پھر آپ مانیٹرو کی اس وقت کی حالت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں
اور اس اثر کو ایک حد تک سمجھ سکتے ہیں جو میرے الفاظ نے اس پر کیا تھا۔

یوں معلوم ہوتا تھا کہ مانیٹرو غصے کی شدت سے پھٹ جائے گا۔ اس کی آنکھوں میں
خون اتر آیا اور وہ اتنی پھیل گئیں کہ معلوم ہوتا تھا حلقوں سے نکل آئیں گی۔ وہ ہمیں
کوسنے لگا' اس نے اپنا ہاتھ اس خنجر کے دستے پر رکھ دیا جو اس کے ٹپکے میں اڑسا ہوا تھا
اور آخر میں اس نے یہ کیا جو بلی کرتی یعنی تھوک دیا۔

سامرس قریب کھڑا ہوا تھا۔ وہ پرسکون تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ
بڑی دلچسپی سے مانیٹرو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اتفاقاً سامرس مجھ سے ایک دو قدم آگے چنانچہ
مانیٹرو سے قریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مانیٹرو کی اس بدتمیزی کا نشان وہی بنا۔

میرے خدا! سامرس نے ایک جھرجھری لی' اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اس کے منہ سے
پتھر پھاڑ دینے والی گالی نکلی اور دوسرے ہی لمحے وہ اس دوغلے بردہ فروش کے سامنے تھا اور
اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھ سکتا سامرس کا زوردار گھونسہ مانیٹرو کی ناک پر پڑ چکا تھا۔
مانیٹرو لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور ساتھ ہی اس نے ٹپکے میں سے خنجر گھسیٹ لیا۔ لیکن سامرس
نے بائیں ہاتھ کا دوسرا گھونسہ اس کی آنکھ پر رسید کردیا تو مانیٹرو کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا
اور خود مانیٹرو بھی گرا۔ میں لپک کر خنجر پر کھڑا ہوگیا۔ اور اب چونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا
تھا اور سامرس اور مانیٹرو میں چل ہی گئی تھی۔ چنانچہ میں نے اس لئے دست بدست جنگ
میں مداخلت کرنا مناسب نہ سمجھا۔

مانیٹرو اٹھا اور اپنا سر جھکا کر بپھرے ہوئے بھینسے کی طرح سامرس کی طرف دوڑ پڑا۔
مانیٹرو کے مقابلے میں سامرس دبلا اور ہلکا تھا۔ چنانچہ جب اول الذکر نے اپنی سر سے
سامرس کے سینے پر ٹکر ماری ہے تو وہ چت گرا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مانیٹرو گرے ہوئے
دشمن کے سینے پر سوار ہو سکتا سامرس حیرت انگیز پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا اور پھر

واقعی ایک عجیب اور دلچسپ لڑائی کا آغاز ہوا۔ مانیٹرو ہاتھوں' ٹانگوں اور سر سے لڑ رہا تھا
اور سامرس صرف گھونسوں سے وہ مانیٹرو کے وار بچا بچا کر اس کی کمر' سر اور جبڑوں پر
گھونسے مار رہا تھا اور رفتہ رفتہ اس کے سکون پر غصہ اور جوش غالب آنے لگا تھا۔ ایک
دفعہ مانیٹرو کے ایک گھونسے نے اسے لڑکا دیا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ مانیٹرو کو صحیح معنوں
میں سر کے بل گرا چکا تھا۔ اس پر ہمارے روٹوؤں نے خوشی کے نعرے لگائے اور خود میں
بھی خوشی سے ناچ اٹھا۔

مانیٹرو اٹھ کر سامرس کی طرف آیا اور میں نے دیکھا کہ بردہ فروش نے اپنے کئی ایک
ٹوٹے ہوئے دانت تھوک دیئے اور اس دفعہ اس نے نیا داؤ آزمایا۔ اس نے لپک کر
سامرس کی کمر پکڑ لی وہ سامرس کو پٹخنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن موخرالذکر چٹان کی طرح جما
ہوا تھا۔ یوں زور نہ چلا تو اس نے سامرس کو کاٹنے کی کوشش کی لیکن اس کے ٹوٹے
ہوئے دانتوں کے درد نے اس کی یہ کوشش بھی بے کار کردی۔ ایک مرتبہ سامرس کے
قدم اکھڑ گئے۔ لیکن وہ گرا نہیں۔ چنانچہ مانیٹرو نے اس کا کالر پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹنے
کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن یہاں بھی ہماری خوش قسمتی اور مانیٹرو کی بدقسمتی نے اس کا
ساتھ دیا کیونکہ سامرس کی قمیض کا کالر اس کھینچا تانی میں پھٹ گیا تھا۔

آخر کار سامرس کو موقع مل گیا۔ اس نے دایاں بازو مانیٹرو کی کمر کے گرد لپیٹ لیا اور
دائیں ہاتھ کے مکے وہ بڑی بے رحمی سے اس کے چہرے پر برسانے لگا یہاں تک کہ مانیٹرو
بے تیاب ہو کر اکڑوں بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر اعلان شکست کردیا۔

میں ہار گیا۔ میں ہار گیا۔" مانیٹرو نے کہا۔

"معافی مانگ" سامرس نے جھک کر کہا اور جھک کر زمین سے مٹھی بھر کیچڑ اٹھالی۔

"معافی مانگ ورنہ میں یہ کیچڑ تیرے حلق میں ٹھونس دوں گا۔"

سامرس کے لہجے سے مانیٹرو نے اس کا مطلب سمجھ لیا چنانچہ وہ اپنے فاتح حریف کے
سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور بہت دیر معافی مانگتا رہا۔

"اب یہ معاملہ چونکہ ختم ہوگیا۔" میں نے بڑی بشاشت سے کہا۔ "اس لئے اب

بار برداروں کے متعلق کیا کہتے ہو؟"

"میرے پاس بار بردار نہیں ہیں۔" وہ بولا۔

"کمینے جھوٹے!" میں نے کہا "میرا ایک آدمی گاؤں میں گیا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ گاؤں لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔"

"تو پھر تم خود جاکر بار بردار حاصل کرلو۔" مانیٹرو نے بڑی عیاری سے جواب دیا کیونکہ بستی کے چاروں طرف فصیل تھی اور دروازہ بند۔

اب یہ ایک نئی مصیبت تھی۔ بردہ فروش کو پیٹ دینا' کیونکہ وہ اس کا مستحق تھا' ٹھیک تھا لیکن اگر اس کمینے شخص نے اپنی آدمیوں کو سمیٹ کر ہم پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہوگا مانیٹرو اپنی سالم آنکھ سے' کیونکہ ایک آنکھ تو سامرس کے گھونسے نے پٹ کروی تھی' میری طرف دیکھ رہا تھا چنانچہ اس نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگالیا۔

"اس وقت میں مفتوح ہوں اور مجھے اس طرح پیٹا گیا ہے جس طرح کتے کو پیٹا جاتا ہے۔" وہ بولا۔ اور اس کا غصہ عود کر آیا۔ لیکن یہ نہ بھولو کہ گرے ہوئے سنبھل کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔"

مانیٹرو کی زبان نے یہ الفاظ ادا کئے ہی تھے کہ سمندر کی طرف سے ایک لڑکھڑاتی ہوئی گرج کی آواز آئی۔ یہ توپ کی آواز تھی۔ اسی لمحے مانیٹرو کا ایک حواس باختہ ساتھی بھاگتا ہوا آیا۔

"سردار مانیٹرو کہاں ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"یہ کیا ہیں؟" میں نے مانیٹرو کی طرف اشارہ کیا۔

آنے والے نے اپنے سردار کی طرف دیکھا اور حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اور زبان گنگ ہوگئی اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت مانیٹرو کی حالت قابل دید تھی۔

"کیا ہے؟" مانیٹرو کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"سردار۔" آنے والے نے خوفناک آواز میں کہا۔ "انگریزی جہاز ماریا کا تعاقب کر رہا ہے"

"اور وہ انگریزی جہاز مگرمچھ ہے۔" میں نے بڑے سکون سے کہا اور سیمی کو اشارہ کیا کہ وہ میں جو کچھ کہوں اس کا ترجمہ کرتا جائے۔

پھر میں نے اپنی جیب سے یونین جیک برآمد کیا۔ یہ جھنڈا میں نے اسی وقت جیب میں رکھ لیا تھا جب سامرس نے کہا کہ مگرمچھ دیکھا گیا ہے۔

"سامرس!" میں نے جھنڈا ہلایا۔ اگر تم تھکے نہیں ہو تو ذرا اس درخت پر چڑھ جاؤ جس پر صبح چڑھے تھے اور وہاں سے مگرمچھ کے کپتان کو اس جھنڈے سے اشارہ کرو کہ وہ یہاں آجائیں کیونکہ شکار یہاں ہے۔"

"خدا کی قسم بہت عمدہ خیال ہے۔" سامرس مسکرایا حالانکہ اس کا منہ سوجا ہوا تھا۔

"بس! ایک لمبی اور سیدھی لکڑی اور ڈوری لے آؤ۔"

لیکن مانیٹرو کے نزدیک یہ عمدہ خیال نہ تھا۔

"انگریز لوگو! وہ بولا! تم فکر نہ کرو۔ تمہیں بار بردار مل جائیں گے۔"

"ہاں اب آئے راہ پر۔"

"میں بار برداروں کو بلانے جارہا ہوں۔" ابھی آیا۔

"نہیں مانیٹرو تم کہیں نہ جاؤ گے۔"

"مطلب!"

"مطلب یہ کہ تم بطور یرغمال یہیں رہو گے چنانچہ اپنے اس آدمی کو بھیج دو۔"

مانیٹرو نے گھور کر میری طرف دیکھا لیکن پھر اپنے آدمی کی طرف گھوم کر اس سے کچھ کہا۔ مواخر الذکر سرہلا کر پلٹا اور بستی کی طرف جو دائیں طرف تھی بھاگ پڑا۔

پہلے آدمی کے جاچکنے کے بعد دوسرا آدمی آیا۔ اس نے بھی حیرت سے مانیٹرو کی طرف دیکھا۔

"سردار! بشرطیکہ تم ہی سردار ہو۔" آنے والے نے بھی حیرت سے مانیٹرو کی طرف دیکھا کیونکہ اس عرصہ میں اس کا چہرہ اداس ہوگیا تھا اور سوج کر نا قابل شناخت بن گیا تھا۔

ہم نے دوربین سے دیکھا کہ انگریزی جہاز نے ماریا کو روک لیا ہے اور انگریزی جہاز سے ایک کشتی ماریا کی طرف روانہ ہوئی ہے جس میں بہت سے آدمی سوار ہیں۔"

"آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔" بے چین اور شکست خوردہ مانیٹرو نے کہا۔ "وہ پیدائشی چور اور غدار ہے۔ چنانچہ وہ سب سچ کہہ دے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کمبخت انگریز یہاں آجائیں گے۔ کھیل ختم ہوا اور اب ہماری لئے فرار کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے۔ لوگوں سے کہو کہ وہ جنگل کی طرف فرار ہوجائیں اور غلاموں کو بھی۔ میرا مطلب ہے اپنے ملازموں کو بھی ساتھ لے جائیں میں ان سے وہیں آملوں گا۔"

"تم ایسی کوئی بات نہ کروگے۔ میں نے سیمی کے ذریعہ اسے مطلع کیا۔ کم سے کم فی الحال نہیں تم ہمارے ساتھ چلوگے۔"

"آقا کوارٹرمین!" (یہ لقب مجھے آج تک اس لئے دیا ہے کہ سفید فاموں میں مانیٹرو وہ پہلا شخص تھا جس نے مجھے آقا کہاں تھا) اگر میں بیس باربردار مہیا کردوں اور کئی منزلوں تک تمہارے ساتھ چلوں تو کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ انگریزی جنگی کے کپتان کو پیغام بھیج کر یہاں نہ بلاؤ گے؟"

"کیا خیال ہے؟" میں نے سامرس سے پوچھا۔

"میرے خیال میں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "اس بدمعاش کی دھول میں نے ایسی جھٹکی ہے کہ وہ اسے ایک عرصہ تک یاد رکھے گا۔ اس کے علاوہ اگر مگرمچھ یہاں آگیا تو پھر ہماری یہ مہم بس یہیں ختم ہوجائے گی۔"

"وہ کیسے؟"

وہ اس طرح کہ مگرمچھ والے ہمیں بطور گواہ رنجی باریا کہیں اور لے جائیں گے کیونکہ یہاں غلاموں کی تجارت کے عینی شاہد ہم ہی لوگ تو ہیں۔ اگر تم نے مگرمچھ کو بلایا بھی تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بستی والے مع غلاموں کے جنگل میں پناہ گزیں ہوں گے صرف مانیٹرو رہ جائے گا۔ "اب سوال یہ ہے کہ اگر ان لوگوں نے مانیٹرو کو پکڑ بھی لیا تو کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ وہ اسے پھانسی تو نہ دے سکیں گے۔ اس لئے کہ یہ دوسری حکومت کی

رعایا ہے۔ پھر وہ عالمی قانون کا احترام اور براہ راست ثبوت کا نقصان وغیرہ بلکہ بہت ممکن ہے کہ مانیٹرو کس طرح سے فرار ہونے میں کامیاب بھی ہوجائے۔ چنانچہ نقصان اگر ہوا بھی تو نہ مانیٹرو کو ہوگا اور نہ کسی اور کا بلکہ ہماری مہم دھری رہ جائے گی۔"

"ٹھہرو مارو مجھے سوچنے دو۔"

اور میں اس معاملے کے ہر ایک پہلو پر غور کرنے لگا۔

اور جب میں یوں مصروف تھا تو کئی بتیں ہوئیں ایک تو یہ کہ میں نے دیکھا گاؤں کی طرف سے بیس آدمیوں کو ہماری قیام گاہ کی طرف لایا جارہا تھا۔ یقیناً یہ وہ باربردار تھے جن کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ میں نے دوسرے لوگ بھی دیکھے جو کافروں کے ساتھ اپنے گاؤں سے نکل کر جنگل کی طرف فرار ہورہے تھے۔ اور آخر میں ایک تیسرا پیغام بڑا یہ خبر لے کر آیا کہ ماریا آگے روانہ ہورہا تھا اور یہ کہ انگریزی جہاز اسی کے ساتھ تھا مطلب یہ کہ ماریا انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ وہ جنگی جہاز اس طرف نہ آنے والا تھا غالباً اس لئے کہ یہ پرتگالی علاقہ تھا۔ چنانچہ مجھے فیصلے کرنا تھا فوراً کرنا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے حماقت سے سامرس کا مشورہ قبول کرلیا کیونکہ بظاہر آسان طریقہ یہی تھا۔ لیکن آپ جانئے ہر آسان بات آگے جاکر مشکلات پیدا کردیتی ہے۔ اور سہل راستہ دشواریوں اور مصیبتوں میں مبتلا کردیتا ہے۔ دس منٹ بعد میں نے اپنا فیصلہ بے شک بدل دیا تھا۔ لیکن اس لمحے وقت نکل چکا تھا اور مگرمچھ بہت دور پہنچ چکا تھا اتنی دور کہ ہمارا اشارہ سمجھ نہ سکتا تھا۔

"باس!" ہیس نے بعد میں کہا۔ "میرے خیال میں مگرمچھ کو یہاں نہ بلاکر تم نے سخت غلطی کی ہے۔ تم یہ بھول گئے کہ سفید لباسوں میں ملبوس یہ زرد شیطان جو فرار ہوگئے ہیں واپس آسکتے ہیں۔ چنانچہ جب تم اس مہم سے لوٹ رہے ہوگے تو یہ شیطان تمہارے منتظر ہوں گے۔ اب اگر جنگی جہاز والوں نے ان کی اور غلاموں کے باڑے اجاڑ دیئے ہوتے تو یہ لوگ کسی اور طرف نکل جاتے۔ بہرحال "اس نے مانیٹرو کی طرف دیکھ کر اضافہ کیا۔" ان کا سردار تو ہمارے پاس ہے۔ اور تم یقیناً اسے پھانسی دینا چاہتے ہو۔ اور اگر تمہیں یہ

کام پسند نہیں ہے تو پھر اسے میرے سپرد کردو۔ میں آدمیوں کو بڑی قابل تعریف مہارت سے پھانسی دیتا ہوں۔ ایک دفعہ جب میں جوان تھا۔ کیپ ٹاؤن میں میں نے ایک جلاد کا ہاتھ بٹایا تھا۔"

"نکل یہاں سے۔" میں گرجا۔

لیکن میں نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ ہیس نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہ تھا۔

پانچ مسلح پرتگالیوں کی معیت میں باربردار آ گئے تو ہم مانیٹرو اور اپنے کافر شکاریوں کو ساتھ لے کر ان کا معائنہ کرنے گئے۔ باربردار کمزور نہ تھے البتہ تگڑے بھی نہ تھے اور بے حد خوفزدہ معلوم ہوتے تھے۔ ان کے بدن کی ساخت' اور بال بنانے کے طریقوں سے پتہ چلتا تھا کہ یہ باربردار کسی ایک نہیں بالکل مختلف قبائل سے تھے۔

ان لوگوں کو ہمارے سپرد کرنے کے بعد مسلح پرتگالیوں میں سے ایک مانیٹرو سے جوش کے عالم میں کچھ کہنے لگا۔ کیونکہ اس وقت سیمی ہمارے ساتھ نہ تھا اس لئے میں یہ معلوم نہ کرسکا کہ اس پرتگالی اور مانیٹرو کے درمیان کیا گفتگو ہوئی البتہ میرا اندازہ تھا کہ' مانیٹرو کی رہائی کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر انہوں نے فی الحال یہ ارادہ ترک کردیا اور پھر یہ پرتگالی بھی ہمارے ساتھیوں کی طرح جنگل کی طرف جانے لگے لیکن ان میں سے ایک کچھ زیادہ ہی بہادر تھا چنانچہ وہ بھاگتے بھاگتے رکا' پلٹا اور دفعتاً" اس نے میری طرف گولی چلادی۔ اس کی بندوق کی گولی کئی گز دور تک نکلی چلی گئی۔ اس کے باوجود اس پرتگالی کی اس کوشش نے یعنی مجھے مار گرانے کی کوشش نے' مجھے غصہ دلا دیا اور میں نے سوچا کہ اس کمبخت کو میں یوں ہی نہ جانے دوں گا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں وہ چھوٹی رائفل تھی جسے ہیس "انٹومبی" کہتا تھا اور جس سے میں نے شاہ زولو ڈنگان کے ایک کرال میں گدھوں کو مارا تھا۔ بے شک میں اس گستاخ پرتگالی کی جان لے سکتا تھا لیکن میں یہ چاہتا نہ تھا یا پھر میں اس کی ٹانگ کا نشانہ نہ بناسکتا تھا لیکن اس صورت میں خود ہمیں اس کی تیمارداری کرنی پڑتی یا پھر اسے مرنے کے لئے یہیں چھوڑ جانا پڑتا اور یہ بھی میں چاہتا نہ تھا چنانچہ میں نے اس کے دائیں بازو کو نشانہ بنایا۔ وہ پرتگالی چونکہ بھاگ رہا تھا چنانچہ اس کا یہ بازو پھیلا ہوا تھا۔ میں نے انٹومبی کی گولی اس کے بازو میں' کہنی سے ذرا اوپر' پیوست کردی۔

"ہت تیرے کی۔" میں نے زولوؤں سے کہا "اب وہ کبھی کسی پر گولی نہ چلائے گا۔"

وہ واہ، میکومیزن، بہت عمدہ" مارو نے کہا۔ "تم اتنا عمدہ نشانہ لگا سکتے ہو تو پھر تم نے
اس کے سر کو نشانہ کیوں نہ بنایا؟ میکومیزن! تمہاری بندوق کی گولی محض بے کار ہی گئی۔
اس کے بعد میں باربرداروں کی طرف ہوگیا۔ وہ بے چارے سمجھ رہے تھے کہ انہیں
میرے ہاتھ فروخت کردیا گیا ہے۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ یہ باربردار غلام ہی تھے لیکن کاشتکار
نہ تھے بلکہ وہ تھے جنہیں مانیٹرو کے باغوں میں کام کرنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ خوش
قسمتی سے مجھے معلوم ہوا، اس گروہ میں دو باربردار مازیتو تھے۔ قارئین بھولے نہ ہوں گے
کہ مازیتو لوگوں میں زولو خون تھا۔ حالانکہ کئی نسلوں پہلے ان کے اجداد کے خون میں
ملاوٹ ہوگئی تھی۔ یہ مازیتو زبان جو بولتے تھے اسے میں سمجھ سکتا تھا حالانکہ ابتدا میں ان کی
بولی سمجھنے میں مجھے ذرا دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس بولی کی بنیاد تو زولو زبان ہی تھی۔ لیکن
اس میں ان سارے قبائل کی بولیاں بھی مل گئی تھیں جن کی عورتوں کو مازیتو لوگوں نے
اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔

اس کے علاوہ وہ ایک باربردار ایسا بھی تھا جو بگڑے ہوئی عربی بول لیتا تھا چنانچہ اس
سے گفتگو کرسکتا تھا۔

میں نے مازیتو باربرداروں سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے علاقے تک کا راستہ جانتے تھے؟
انہوں نے بتایا کہ بے شک وہ اپنے گھر کا راستہ جانتے تھے لیکن ان کے علاقے تک کم سے
کم ایک مہینے کا سفر تھا۔

"بہت اچھا" میں نے کہا۔ "اب اگر تم نے اپنے علاقے تک ہماری رہبری کی تو ہم
نہ صرف تمہیں اس کی اجرت دیں گے بلکہ تمہیں آزاد بھی کردیں گے اور اگر ان
دوسرے باربرداروں نے بھی شکایت کا موقع نہ دیا تو انہیں بھی وقت آنے پر آزاد کردیا
جائے گا۔"

یہ سن کر وہ لوگ مسکرائے اور انہوں نے مانیٹرو کی طرف دیکھا جو ایک خالی بکس پر
بیٹھا ہوا باربرداروں کو اور مجھے گھور رہا تھا لیکن کچھ کر نہ سکتا تھا کیونکہ مارو اس کے پیچھے
موت کے فرشتے کی طرح مستعد کھڑا ہوا تھا۔

"جب تک یہ شخص (یعنی مانیٹرو) زندہ ہے ہم کیسے آزاد ہوسکتے ہیں؟" ان کی نظریں کہہ
رہی تھیں۔ ان کے شکوک کو مانیٹرو نے تقویت پہنچائی۔ اس نے غالباً میری بات سمجھ لی
تھی چنانچہ اس نے پوچھا۔

"یہ میرے آدمی ہیں اور انہیں آزاد کرنے کا حق کس نے دیا ہے؟"

"اس نے" میں نے یونین جیک کی طرف اشارہ کیا "اس کے علاوہ جب ہم واپس
آئیں گے۔" تو ان غلاموں کی قیمت چکادیں گے۔ بلکہ!

"بے شک" وہ بڑبڑایا۔ "جب تم واپس آؤ گے تو ان کی قیمت چکادو گے بلکہ شاید اس
سے پہلے ہی چکادو گے۔"

اور سہ پہر کے تین بجے ہم آگے روانہ ہوسکے۔

انتظامات اتنے بہت سے کرنے تھے کہ اگر ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ روانگی کو
دوسرے دن پر ملتوی کردیتا لیکن ہم چاہتے یہ تھے کہ جلدازجلد اسی منحوس مقام سے نکل
جائیں۔ اور اگر ممکن ہو تو مزید ایک رات اس جگہ قیام نہ کریں۔

باربراوں میں کمبل تقسیم کئے گئے اور وہ ننگے بھوکے لوگ ہماری سخاوت پر ششدر رہ
گئے۔ اس کے بعد باربرداروں میں سامان تقسیم کردیا گیا۔ یہ سامان ہم ڈربن سے ہی الگ
تھلگ بکسوں میں پیک کرکے لائے تھے اور ہر بکس صرف اتنا ہی بڑا اور اتنا ہی وزنی تھا جتنا
کہ ایک آدمی آسانی سے اٹھا سکتا ہے دوسرا سامان گدھوں پر لادا گیا اور انہی پر اور سامان
کے ساتھ پانی کی چرمی بوتلیں، کھانا پکانے کے برتن اور سونے کی چٹائیاں بھی لاد دی گئیں
یہ چٹائیاں خدا جانے کہاں سے ہیس لے آیا تھا غالباً وہ یہ چٹائیں اجاڑ پڑی ہوئی بستی میں
سے چرا لایا تھا۔ لیکن چونکہ یہ کام کی چیز تھی اس لئے، مجھے اعتراف ہے، میں نے ان کے
متعلق ہیس سے کچھ نہ پوچھا۔ آخر میں وہ چھ آٹھ بھیڑیں بھی پکڑ کر ہمارے سامان میں
شامل کرلی گئی جو ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔ کیونکہ جب تک شکار نہ ملے ہمیں ان ہی
بھیڑوں کو ذبح کرکے اپنے پیٹ کی آگ بجھانی تھی۔ میں نے سوچا کہ ان بھیڑوں کی قیمت تو
بہرحال ادا کردی جائے۔ لیکن جب میں نے مناسب رقم مانیٹرو کو دی تو اس نے غصے میں

آکر سکے زمین پر دے مارے چنانچہ میں نے وہ سکے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لئے اور اس پر میرے ضمیر نے ذرا بھی ملامت نہ کی۔

آخرکار سارے انتظامات مکمل ہوگئے اور اب یہ سوال درپیش تھا کہ مانیٹرو کا کیا جائے۔ مارو اور زولو بھی یہی چاہتے تھے کہ مانیٹرو کی گردن فوراً مار دی جائے اور ان لوگوں کی یہ رائے سیمی نے بڑی فصیح و بلیغ عربی میں مانیٹرو کے سامنے بیان کردی اور اب معلوم ہوا یہ ظالم پرتگالی دراصل کس قدر بزدل تھا۔ وہ ہمارے سامنے رونے اور گڑگڑانے لگا حالانکہ وہ خود بے دین تھا لیکن ہمیں یسوع مسیح کا واسطہ دینے لگا۔ وہ روتا اور گڑگڑاتا رہا یہاں تک کہ مارو کی نازک طبیعت پر یہ شور گراں گزرا۔ چانچہ وہ ڈنڈا اٹھا کر آگے بڑھا اور مانیٹرو کو دھمکانے لگا۔ کہ اگر وہ خاموش نہ ہوا تو وہ یعنی مارو' مارے ڈنڈوں کے اس کے بدن کی ساری ہڈیاں توڑ دے گا مانیٹرو فوراً خاموش ہوگیا۔

رحم دل سامرس چاہتا تھا کہ اسے آزاد کردیا جائے اور اس تجویز پر عمل کرنے کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ تھا کہ ہمیں مانیٹرو کی نگہبانی کرنے سے نجات مل جاتی۔ چند منٹوں کے غور کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ کم سے کم ایک دو دن کے لئے بطور یرغمال اپنے ساتھ ہی رکھا جائے کیونکہ کیا پتہ اس کے ساتھیوں کے دماغ میں کیڑا رینگے اور وہ ہم پر حملہ کردیں۔ ابتدا میں مانیٹرو نے ہمارے ساتھ چلنے سے بلکہ جہاں بیٹھا تھا وہاں سے ہلنے سے بھی انکار کردیا لیکن جب ایک زولو کے بھالے کی نوک مانیٹرو کے لباس میں سے گزار کر اس کی جلد پر لگ گئی تو آخرکار وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم چل پڑے۔

میں دوماز تیورا رہبروں کے ساتھ میں آگے تھا' ہمارے پیچھے باربردار تھے' ان کے پیچھے ہمارے نصف زولو شکاری' ان کے بعد ہیس اور سیمی گدھوں کو ہنکاتے چلے آرہے تھے' ان کے پیچھے بقیہ شکاری اور مانیٹرو اور سب کے آخر میں مارو اور سامرس تھے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہماری تمام بندوقیں بھری ہوئی تھیں اور ہم کسی بھی ناگہانی مصیبت اور حملے کے لئے تیار تھے۔ راہبروں کے بقول یہی ایک راستہ چند سو گز تک ساحل کے متوازی چلتا ہوا کہ دفعتاً" اندرون علاقہ اور اس گاؤں کی طرف مڑجاتا تھا۔ جہاں مانیٹرو رہتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ پرانا مستقر' جہاں ہمارا قیام تھا۔ کسی زمانے میں بھی مانیٹرو کی قیام گاہ نہ رہا تھا۔

چند گز آگے بڑھ کر راستہ ایک چٹان پر چڑھ گیا تھا۔ یہ چٹان دس فٹ سے زیادہ بلند نہ تھی۔ اور اس چٹان اور جزیرے کے درمیان کوئی پچاس گز چوڑی ایک کھاڑی تھی اور یہی کھاڑی جزیرے کو براعظم سے جدا کرتی تھی ہمیں اتارنے کے بعد مارو اس کھاڑی میں آگیا تھا۔ اور اس جگہ سے غلاموں کو اس پر چڑھایا گیا تھا۔

یہاں پہنچے تو گدھوں نے ہمارے لئے مشکلات پیدا کردیں۔ ایک گدھے نے خوش فعلی کرکے سامان پھینک دیا اور دوسرا چاروں ٹانگوں سے اچھلنے لگا اور آگے بڑھنے لگا کہ معلوم ہوتا تھا وہ سامان سمیت سمندر میں چھلانگ لگا دے گا۔ پیچھے آتے ہوئے ہمارے زولو شکاری اس گستاخ گدھے کو سنبھالنے اور ہیس اور سیمی کی مدد کو دوڑ پڑے لیکن مجھے اس وقت کھاڑی میں کسی وزنی چیز کے گرنے کا چھپاکا سنائی دیا۔

"گدھا تو خیر گیا ہی لیکن کمبخت ہمارا سامان بھی لے گیا" میں نے سوچا۔

دفعتاً" ایک شور بلند ہوا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ گدھا نہ تھا بلکہ مانیٹرو تھا جس نے چٹان پر سے چھلانگ لگا دی تھی۔ مانیٹرو یقیناً ماہر پیراک تھا چنانچہ جب گدھوں نے اپنی شراوتوں سے زولوؤں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تو مانیٹرو کو وہ موقع مل گیا جس کا وہ منتظر تھا۔ اس کھاڑی کے گہرے پانی میں چھلانگ لگادی۔ اور فوراً ہی غوطہ مار گیا ساحل سے کوئی بیس گز دور وہ سطح پر ابھرا لیکن پھر فوراً ہی غوطہ مار کر جزیرے کی طرف تیرنے لگا۔ بے شک میں ایک ہی گولی میں مانیٹرو کی کھوپڑی اڑا سکتا تھا۔ لیکن خدا جانے کیوں مجھے اس شخص کی جان لینا مناسب نہ معلوم ہوا جو اپنی زندگی کی خاطر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس کے علاوہ مانیٹرو کے جرائت مندانہ عمل نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس پر گولی نہ چلائی اور اپنے ساتھیوں کو بھی گولی چلانے سے منع کردیا۔

جب ہمارا دوست مانیٹرو جزیرے کے قریب پہنچا تو کہیں سے اس کے بہت سے ساتھی دوڑے آئے اور مانیٹرو کو خشکی پر گھسیٹ لیا۔ یہ لوگ یا تو اب تک فرار نہ ہوئے تھے یا پھر

مگر مچھ کے چلے جانے کے بعد بستی میں واپس آگئے تھے۔ اب یہ تو ظاہر تھا کہ جزیرے
بستی پر حملہ کئے بغیر ہم مانیٹرو کو دوبارہ گرفتار نہ کرسکتے تھے اور ہم چونکہ ہم اپنی گن
آدمیوں کے ساتھ کامیاب حملہ نہ کرسکتے تھے اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں سے ک
بس آگے بڑھتے رہو۔ گدھوں کو چونکہ قابو میں کرلیا گیا تھا اس لئے ہم ایک منٹ کی
تاخیر کئے بغیر آگے بڑھ گئے۔

اور یہ اچھا ہی ہوا کہ ہم نے تاخیر نہ کی کیونکہ ابھی ہمارا کارواں چلا ہی تھا کہ جزیرے
پر سے ہماری طرف گولیاں چلنے لگیں۔ خوش قسمتی سے ایک گولی بھی کسی کے نہ لگی ا
کے علاوہ چند گز آگے بڑھنے کے بعد ہم ایک موڑ مڑ کر اوٹ میں ہوگئے۔ البتہ ایک
ایک گدھے پر لدے ہوئے سامان کے لگی اور عمدہ شراب کی ایک بوتل ٹوٹ گئی اور کھ
کا ایک ڈبہ بھی اس گولی نے بے کار کردیا۔

اس معمولی سے نقصان نے مجھے غصہ دلا دیا۔ میں نے دوسروں کو تو آگے بڑھنے
اشارہ کیا لیکن میں خود ایک درخت کے پیچھے چھپ کر انتظار کرنے لگا۔ اور مجھے زیادہ
تک انتظار نہ کرنا پڑا۔ جزیرے کے ساحل پر کی۔ ایک چٹان کے پیچھے سے ایک ہیٹ
ابھرا۔ یہ ہیٹ غلیظ تھی اور اس پر تیل کے بڑے بڑے داغ تھے۔ یہ ہیٹ میں نے فو
پہچان لی کہ مانیٹرو کی تھی۔ میں نے بندوق سیدھے کرکے گولی چلادی۔ سنن سے گولی
اور مانیٹرو کے سر پر سے ہیٹ صاف اڑا گئی۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی یا شاید میری حماقت
کہ گولی مانیٹرو کے سر میں پیوست نہ ہوئی تھی۔

اس کے بعد میں درخت کے پیچھے سے نکل آیا اور بھاگ کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا
کچھ آگے بڑھنے کے بعد ہم گاؤں کے قریب سے گزرے اس خوف سے کہ دشمن
گھات میں نہ ہو میں نے گاؤں میں سے گزرنا مناسب نہ سمجھا۔ کافی بڑا گاؤں تھا جس
چاروں طرف باڑ بنی ہوئی تھی اور زمین کے ایک ابھار کی وجہ سے یہ گاؤں ساحل پر
اور سمندر سے بھی نظر نہ آتا تھا۔

گاؤں کے عین بیچ میں ایک کافی بڑا مکان تھا جو یقیناً مانیٹرو کا تھا۔ اسی عمارت میں

بردہ فروش اپنی بیویوں کے ساتھ رہتا تھا۔ ہم کچھ ہی دور گئے تھے کہ میں نے حیرت سے
دیکھا کہ مانیٹرو کے مکان کی پھونس کی چھت سے شعلے بلند ہورہے تھے۔ اس وقت تو میں نہ
سمجھ سکا کہ یہ آگ کیسے لگی تھی لیکن ایک دو دن بعد جب میں نے ہیس کے کانوں میں
سونے کے بندے اور ایک کلائی میں سنہرے کنگن دیکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہیس اور
ایک زولو شکاری کے پاس دفعتاً بہت سے انگریزی سکے آگئے تھے تو مجھے شک ہوا۔

تھوڑی دیر بعد ہی حقیقت واضح ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ ہیس اور وہ زولو شکاری جو بڑا جیالا
تھا۔ ہماری نظریں بچا کر گاؤں میں گھس گئے، گاؤں خالی پڑا تھا۔ وہ دونوں مانیٹرو کے گھر
پہنچے، وہ بھی خالی تھا۔ چنانچہ ان دونوں نے جو زیور ملا اور جتنی رقم ملی اپنے قبضے میں کی اور
واپس آتے وقت گھر کو آگ لگادی۔

"ہاں! اس الو کے پٹھے نے عمدہ شراب کی بوتل ضائع کردی تھی چنانچہ ہم نے اس کا
بھٹ ہی ضائع کردیا۔ اسے سفید فاموں کی زبان میں شاید انتقام کہتے ہیں" ہیس نے کہا۔

ہیس کے کارنامے پر مجھے غصہ آنا چاہئے تھا لیکن ابتدا دشمن نے کی تھی نہ صرف یہ
بلکہ اس نے ہم پر گولیاں چلائی تھیں چنانچہ یوں سمجھئے کہ ہمارے اور مانیٹرو کے درمیان
جنگ چھڑ چکی تھی اور آپ جانئے جنگ میں سب کچھ جائز ہے چنانچہ ہنس اور ایک زولو نے
جو کچھ کیا تھا وہ سب ٹھیک تھا۔

دوسرے روز کواٹر ایلن مین کو مانیٹرو کا ایک خط موصول ہوا۔ ہم اسے خط نہیں کہیں
گے۔ بلکہ ایک بردہ فروش کی جانب سے دھمکی تھی۔

کواٹر ایلین مین

مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہوگیا ہے۔ تم نے مجھے تباہ کرنے کا جو طریقہ
اختیار کیا تھا، لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ میں کس قدر طاقتور ہوں۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ
تمہیں جہاز سے اتارتے ہی خاتمہ کردیتا۔ اور میرے اور ساتھیوں کے لئے یہ آسان تھا۔
لیکن مجھے یقین ہے تم میرے انتقام کے لئے زندہ رہو گے۔ میں یہ بتادوں کہ میری پاس
پورے تین سو آدمی ایسے ہیں جو بندوقوں سے مسلح ہیں اور میرے ادنیٰ اشارے پر یہ لوگ

آگ میں پھاند سکتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ لوگ انگریزوں کے خون کے پیاسے
ان لوگوں کے ساتھ میں تمہارا تعاقب کروں گا اور اگر تم میرے ہاتھ آگئے تو پھر میں
تمہیں زندہ جلادوں گا یا پھر دکوڑے سے ٹانگ دوں گا۔ اور تب تمہیں معلوم ہوگا کہ
میں مرنا کیسا ہوگا اور چیونٹیوں سے اپنا جسم کھلا کروانے میں کتنی تکلیف ہوتی ہے
تب ہم دیکھیں گے کہ تمہارا وہ جنگی جہاز مگرمچھ کس طرح تمہاری مدد کرتا ہے۔

"اے! انگریز لٹیرو! خدا تمہیں غارت کرے بشرطیکہ خدا جیسی کوئی چیز ہو۔"

یہ مکتوب گمنام تھا لیکن اس کے مصنف کو پہنچنا مشکل نہ تھا یہ خط میں نے سامرس
دکھایا تو اس کے انداز تخاطب پر اسے اتنا غصہ آیا کہ اس تیل کے، جسے وہ اپنی آنکھوں کے
اردگرد مچھروں کے کاٹے پر چپڑ رہا تھا، چند قطرے اس نے اپنی آنکھ میں ہی ٹپکا دیئے
پھر جلن سے بیتاب ہوکر اس طرف بھاگا جہاں پانی رکھا ہوا تھا بہت دیر تک اپنی آنکھ دھو
رہا اور جب اسے سکون ہوا تو ہم نے اس کا جواب لکھا۔

"ظالم! جلاد جس کا نام مانیٹرو ہے"

واقعی ہم سے سخت غلطی ہو گئی کہ ہم نے اس وقت پھانسی کیوں نہ دیدی جب
ہمارے اختیار میں تھا، اے بھیڑئے تو معصوموں کا خون چوس چوس کر موٹا ہو گیا ہے، یاد
رکھ کہ آئندہ ہم سے ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ تیری موت اب زیادہ دور نہیں ہے اور مجھے
ہیں کہ تو ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا۔ جب جی چاہے اپنے بدمعاش ساتھیوں کے ساتھ
ہمارے مقابلے میں آجا تو ہمیں بھی تیار پائے گا تو جتنے زیادہ آدمی اپنے ساتھ لائے گا
زیادہ ہمیں خوشی ہوگی کیونکہ اس صورت میں ہم زیادہ سے زیادہ بدمعاشوں کے وجود
دنیا کو پاک کر سکیں گے۔

ایلن کوارٹرمین

اسٹیفن سامرس

"بہت عمدہ" خط پڑھنے کے بعد میں نے کہا۔

"عمدہ تو ہے" سامرس بولا "لیکن اس کا طرز ذرا بڑائی لئے ہوئے ہے۔ اگر وہ الو کا پٹھا

مانیٹرو اپنے تیئس سو مسلح بدمعاشوں کے ساتھ آگیا تو؟"

"تو پھر سامرس۔" میں نے متعجب ہوکر پوچھا "کسی نہ کسی طرح ہم اسے شکست دے
دیں گے مجھے الہام تو نہیں ہوا لیکن اس وقت ہو رہا ہے اور وہ یہ کہ مسٹر مانیٹرو کی زندگی
کے دن اب زیادہ نہیں رہ گئے ہیں اور یہ کہ اس کی موت سے ایک یا دوسرے واسطے سے
ہمارا تعلق ہوگا۔ انتظار کرو سامرس اس وقت تک جب تک ہمیں غلاموں کا کارواں نظر
نہیں آجاتا تو پھر تم میرے یہ احساسات سمجھ سکو گے۔ اس کے علاوہ میں ان بردہ فروشوں
کے مزاج سے بہت حد تک واقف ہوں۔ چنانچہ ہماری یہ پیشن گوئی ہمارے دوست کے
اعصابی ہیجان میں مبتلا کرکے اس کی راتوں کی نیند حرام کردے گی۔ بس۔ یہ خط وہاں میں
رکھ آؤ۔ مانیٹرو کا ہرکارہ آکر لے جائے گا۔

اور یہ عجیب اتفاق تھا کہ چند دنوں بعد واقعی ہمیں غلاموں کا کارواں نظر آیا اور یہ
ہمارے دوست مانیٹرو کا سامان تجارت تھا۔

ہم لوگ ایک شاداب علاقے سے گزر رہے تھے اور ہماری رفتار اطمینان بخش تھی۔
ہم مغرب کی طرف بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ کچھ شمال مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے۔
یہ علاقہ غیر آباد لیکن حیرت انگیز حد تک شاداب تھا جگہ جگہ بہتے ہوئے چشمے اس
علاقہ کو سیراب کر رہے تھے اور چشموں کے کنارے پر گنجان جھاڑیوں کی جھالر تھی۔ بلند
مقامات تھے یعنی وہاں میدان تھے جو عمدہ پارک کی طرح تھے جن میں یہاں وہاں درخت
کھڑے ہوئے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ کسی زمانے میں اس خطے کی آبادی گنجان رہی ہوگی
کیونکہ اس جگہ ہمیں دیہاتوں کے آثار نظر آئے ہر گاؤں کے بیچ بازار کا چوک بھی تھا۔
اور یہ گاؤں اجاڑے پڑے تھے۔ انہیں یا تو نذر آتش کردیا گیا تھا یا پھر گاؤں والے بستی
چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ البتہ کسی کسی گاؤں میں چند بوڑھے موجود تھے جو جنگل کے پھل کھا
کھا کر اپنی زندگی کے آخری دن کاٹ رہے تھے یہ بوڑھے موجود یا تو اداس سے دھوپ میں
بیٹھے ہوئے ہوتے یا پھر اجاڑ پڑے ہوئے گاؤں میں بھاگ پڑتے کیونکہ ان کے خیال میں ہر
وہ شخص بردہ فروش تھا جس کے ہاتھوں میں بندوق ہو۔"

اس کے باوجود ہم کبھی کبھی ان لوگوں میں سے چند کو پکڑنے میں کامیاب ہوئے اور ہمارے کافر ساتھیوں میں سے ایک آدھ مترجم کی خدمات انجام دیتا اور ہم ان ستم رسیدہ بوڑھوں سے ان کی داستان معلوم کرنے میں کامیاب ہوجاتے۔ ان لوگوں میں سے جتنے بھی ہمارے سامنے لائے گئے ان میں سے ہر ایک کی داستان قریب قریب ایک سی تھی۔

بردہ فروشوں نے اپنی عیاری سے قبیلوں کو آپس میں لڑا دیا اور پھر بردہ فروشوں نے اس قبیلے کے ساتھ دیا جو طاقت ور تھا۔ اپنی بندوقوں کی مدد سے کمزور قبیلے کو شکست دی۔ بوڑھوں اور ناکارہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور جوان مردوں عورتوں اور بچوں کو (شیر خوار بچے بے شک قتل کردیئے گئے) پھر غلام بنا کر لے گئے کہ انہیں فروخت کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ تجارت تقریباً بیس برس پہلے شروع ہوئی تھی جب مانیٹرو کلا میں وارد ہوا تھا اور وہاں کے مبلغوں کو مستقر سے نکال دیا تھا۔

ابتداء میں یہ تجارت آسان اور منافع بخش تھی کیونکہ تجارت کا خام مال آس پاس سے ہی مل جاتا تھا اور کثرت سے مل جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ آس پاس کے قبائل ختم ہونے لگے۔ بے شمار کافر تو مارے گئے اور آبادی کا عمدہ حصہ بلکہ یوں کہئے کہ اکثر غلامی کے جوتے تلے آگیا اور اس میں سے بھی جو مرنے سے بچ رہے تھے انہیں جہازوں میں سوار کرکے نامعلوم ممالک کی طرف بھیج دیا گیا۔

چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ بردہ فروشوں کو غلاموں کی تلاش میں اندرون ملک میں جانا پڑا اور وہ چھاپے مارتے ہوئے مازیتو لوگوں کے علاقے کی سرحد تک پہنچ گئے۔ میں بتا چکا ہوں کہ یہ مازیتو لوگ عظیم قبیلے زولو کی نسل سے تھے۔ ہمارے اطلاع دینے والوں کے بقول بردہ فروش بڑی قوت کے ساتھ جلد ہی خود مازیتو لوگوں پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ لوگ اپنی بندوقوں کی وجہ سے مازیتو لوگوں کو شکست دے دیں گے اور اس طرح "مال تجارت" حاصل کرنے کے لئے انہیں نیا علاقہ مل جائے گا۔ چنانچہ فی الحال تو یہ بردہ فروش ان چھوٹے قبائل کو صاف کر رہے تھے جو گھنے جنگل یا پہاڑوں میں بسے ہونے کی وجہ سے اب تک بردہ فروشوں کی دست برد سے محفوظ رہے تھے۔

جس راستے پر ہم آگے بڑھ رہے تھے وہ وہی راستہ تھا جس پر سے غلاموں کے قافلے گزرتے رہتے تھے۔ کیونکہ راستے کے کنارے پر کی لانبی گھاس میں ہمیں اکثر جگہ انسانی پنجر پڑے مل رہے تھے اور ان میں سے کئی ایک کی کلائیوں میں اب بھی غلامی کے چوبی حلقے یا کڑے موجود تھے یہ لوگ شاید تھکن سے مرے تھے لیکن دوسروں کو بردہ فروشوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کیونکہ ان کی کھوپڑیاں یا تو پچکی ہوئی تھیں یا پھر پھٹی ہوئی تھیں۔

روانگی کے آٹھویں دن ہم اس راستے پر تھے جہاں سے غلاموں کا ایک قافلہ غالباً چند دنوں پہلے ہی گزرا تھا۔ علامتوں اور نشانات سے پتہ چلتا تھا کہ یہ قافلہ ساحل کی طرف جارہا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے وہ یکایک واپس پلٹ گیا تھا' ایسا کیوں تھا؟ شاید اس لئے کہ اس قافلے کے سالار کو ہماری آمد سے مطلع کردیا گیا تھا یا شاید انہیں معلوم ہوا کہ دوسرا کارواں' جو کسی دوسرے علاقے میں غلام پکڑ رہا ہے' مال تجارت کو ہنکاتا ہوا قریب آرہا تھا۔ چنانچہ پہلا کارواں کسی جگہ اس دوسرے کارواں کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ دونوں کارواں مل جائیں تو ان کی قوت میں اضافہ ہوجائے اور پھر وہ دونوں قافلے ایک ہو کر آگے بڑھیں۔ اس قافلے کا تعاقب کرنا مشکل نہ تھا کیونکہ یہ لوگ جگہ جگہ اپنی نشانیاں چھوڑ گئے تھے۔ پہلے تو ہمیں ایک لڑکے کی لاش ملی' اس لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ نہ تھی اس کے بعد چیختے اور آپس میں جھگڑتے ہوئے گدھوں نے دو لاشوں کا پتہ دیا۔ دونوں ہی لاشیں نوجوانوں کی تھیں۔ ان میں سے ایک کے تو گولی ماردی گئی تھی اور دوسرے کا خاتمہ کلہاڑی سے کیا گیا تھا۔ دونوں لاشیں بے پروائی یا شاید اناڑی پن سے یا غالباً جلدی میں گھاس میں چھپائی گئی تھی۔ ایک دو میل اور آگے بڑھے تو کسی بچے کے رونے کی آواز آئی۔ ہم اس آواز کی طرف چل پڑے اور اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جس کی یہ آواز تھی وہ ایک چار سالہ لڑکی تھی جو کبھی تندرست اور قبول صورت رہی ہوگی لیکن اب وہ ہڈیوں کی مالا تھی۔ جب اس نے ہمیں دیکھا تو بندر کی طرح چاروں ہاتھوں ٹانگوں پر چلتی ہوئی ایک طرف چلی گئی۔ سامرس اس کے پیچھے چلا اور میں اپنے سامان میں سے دودھ

کا ڈبہ لینے دوڑ گیا۔

فوراً ہی سامرس نے خوفزدہ آواز دی میں مجھے آواز میں نے سمجھ لیا کہ اس نے کو
اور لرزہ خیز نظارہ دیکھا ہے چنانچہ میں بادل نخواستہ ان جھاڑیوں میں گھس گیا جن میں
سامرس کی آواز آئی تھی دو منٹ بعد ہی میں سامرس کے قریب کھڑا تھا اور وہاں ایک جوان
عورت ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی یہ عورت یقیناً اس لڑکی کی ماں
تھی۔ کیونکہ یہ لڑکی اس کی ٹانگوں سے لپٹے ہوئی تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ عورت زندہ تھی ہم نے اس کے بندھن کاٹ دیئے اور زولو شکاری
اسے اٹھا کر پڑاؤ میں لے آئے۔ یہ زولو لوگ جب میدان جنگ میں نہیں ہوتے تو اکثر
بڑے رحم دل ثابت ہوتے ہیں آخر ہم ماں بیٹی کی زندگی بچانے میں کامیاب ہوگئے۔ میں
نے دونوں مازیتو راہبروں کو بلاوا بھیجا ان سے اب میں آسانی اور روانی سے گفتگو کر سکتا تھا
میں نے ان سے پوچھا کہ بردہ فروش غلاموں سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں؟"

مازیتو نے اپنے شانے اچکائے اور ان میں سے ایک نے خوفناک قہقہہ لگا کر جواب
دیا۔

"اس لئے سردار کہ یہ انسانوں کے تاجر بڑے ظالم ہوتے ہیں چنانچہ ان لوگوں کو جو
چل نہیں سکتے' یا تو مار ڈالتے ہیں یا پھر مرجانے کے لئے درختوں سے باندھ دیتے ہیں
اب اگر وہ غلاموں کو زندہ چھوڑدیں تو ممکن ہے یہ لوگ سنبھل جائیں اور یہ بات بردہ
فروشوں کے لئے بڑی افسوسناک ثابت ہوئی ہے اور وہ اس خیال سے کڑھتے رہتے ہیں کہ
وہ جوان کے غلام تھے اب آزاد ہیں اور مزے میں ہیں۔

"ذلیل! کمینے!" سامرس نے پھنکار کر کہا اور مجھے اس کا باپ یاد آگیا کیونکہ سر اگر بھی
غصہ میں اسی طرح پھنکارا کرتے تھے۔ بہرحال اگر موقع ملا تو میں ان بردہ فروشوں سے
انتقام لوں گا۔ اور تب وہ اس بات پر افسوس کریں گے کہ وہ پیدا ہی کیوں ہوئے تھے۔

سامرس بڑے ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا اور اسے کبھی کبھار ہی غصہ آتا تھا اور ہم
سبھی جانتے تھے جب کبھی ٹھنڈے مزاج والے آدمی کو غصہ آتا ہے تو وہ کس قدر خوفناک

ہوتا ہے اور یہ کہ پھر وہ شخص کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور اڑتالیس گھنٹے بعد ہی سامرس
کو انتقام لینے کا موقع مل گیا۔

دو وجوہات کی بناء پر اس دن ہم نے مقررہ وقت سے پہلے ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ پہلی وجہ تو
وہ عورت اور اس کی بچی تھی جسے ہم نے بچایا تھا۔ وہ دونوں اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ چل
نہ سکتے تھے۔ اور ہمارے پاس زائد آدمی نہ تھے کہ وہ ان دونوں کو اٹھا لیتے اور دوسری وجہ
یہ تھی کہ ہم رات اس جگہ پہنچ گئے تھے جو رات گزارنے کے لئے بے حد مناسب بلکہ
مثالی تھی۔ یہ حسب معمول ایک خالی پڑا ہوا گاؤں تھا جس کے بیچ میں سے ایک مزمل چشمہ
گزر رہا تھا اس گاؤں کے کنارے پر کئی جھونپڑیوں پر ہم نے قبضہ جما لیا۔ جھونپڑیوں کے
چاروں طرف باڑ تھی اس دن مارو نے ایک تگڑا بیل اور اس کا بچھڑا مار لیا تھا چنانچہ باقاعدہ
ضیافت کا انتظام بھی تھا۔

یمی عورت اور اس کی بچی کے لئے یخنی بنا رہا تھا میں اور سامرس بیٹھے پائپ پھونک
رہے تھے اور یمی کو مصروف دیکھ رہے تھے۔ کہ کانٹوں دار باڑھ کے ٹوٹے ہوئے
دروازے میں سے ہیس اندر رینگ آیا۔ اور اعلان کیا کہ بردہ فروشوں کے دو قافلے آرہے
تھے جہاں کبھی گاؤں کا بازار رہا ہوگا۔ ان میں سے ایک قافلہ وہی تھا جس کے نشانات ہم
نے راستے میں دیکھے تھے حالانکہ پچھلے دو دنوں سے ہم نے اس قافلے کا راستہ چھوڑ دیا
تھا۔ محض اس لئے کہ اس راستے پر بردہ فروش اپنی لرزہ خیز نشانیاں چھوڑ گئے تھے اور ان
نظاروں کی ہم تاب نہ لاسکتے تھے اس قافلے میں تقریباً ڈھائی سو غلام اور چالیس کے قریب
محافظ تھے جو بندوقوں سے مسلح تھے۔ یہ محافظ بھی سیاہ فام تھے اور ان میں سے اکثر پرتگالی
تھے جو غالباً مائیرو کی طرح دوغلی نسل سے تھے' دوسرے کارواں میں جو مخالف سمت سے
آرہے تھے' سو سے زیادہ غلام نہ تھے اور بیس یا شاید تمیں وہ تھے جنہوں نے ان سیاہ فاموں
کو پکڑا تھا۔

"اچھا" میں نے کہا "اب رات کا کھانا کھالیں چل کر اور اس کے بعد تمہاری رائے
ہوئی تو۔ ہم ان لوگوں کی خیرت دریافت کرنے جائیں گے اور انہیں بتادیں گے کہ ہم ان

سے ڈرتے نہیں ہیس! جھنڈا لے کر اس سامنے والے درخت میں باندھ دو تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ ہم کس ملک کے باشندے ہیں۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد ہی یونین جیک درخت کی چوٹی پر لہرا رہا تھا اور ہم نے دوربین کی مدد سے دیکھا کہ بردہ فروش بدحواسی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ غلاموں نے گردنیں گھما گھما کر لہراتے ہوئے جھنڈے کی طرف دیکھا اور پھر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں میں سے اکثر اس جھنڈے کو دیکھ چکے تھے۔ یا تو کسی سیاہ فام کے پاس یا پھر کسی جہاز کے ستون پر یا پھر انہوں نے سن رکھا تھا کہ یہ جھنڈا جس جہاز پر لہراتا ہے وہ بردہ فروشوں کی تلاش میں رہتا ہے اور غلاموں کو آزاد کراتا ہے یا پھر بدحواس بردہ فروش کے چند الفاظ غلاموں کے کانوں میں پڑ گئے تھے اور انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ انہیں پکڑانے والے ایسے خائف کیوں تھے وجہ کچھ بھی ہو بہرحال وہ جھنڈے کی طرف دیکھ رہے تھے اور آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے یہاں تک کہ محافظ سجا موک' یعنی دریائی گھوڑے کی کھال کے بنے ہوئے کوڑے بلند کر کے ان کے درمیان دوڑ گئے اور مار مار کر انہیں خاموش کردیا۔

"میرا خیال تھا کہ یہ لوگ پڑاؤ اٹھا کر فوراً آگے روانہ ہوجائیں گے اور انہوں نے روانگی کی تیاریاں بھی شروع کردی تھیں لیکن پھر روانگی کا راستہ ترک کردیا۔ غالباً اس لئے کہ غلام تھکن سے چور تھے اور پھر راستے میں کوئی ایسی جگہ تھی بھی نہیں جہاں انہیں پانی مل سکتا البتہ گروہ رات بھر چلتے رہتے تو ایک چشمے کے کنارے پہنچ جاتے۔ قصہ مختصر انہوں نے روانگی ملتوی کردی اور الاؤ روشن کرلئے اس کے علاوہ انہوں نے چاروں طرف پہرہ بھی لگادیا اور مزید احتیاط کے لئے غلاموں کو پڑاؤ کے گرد "بوما" (باڑ) بنانے کے کام پر لگا دیا۔

"ہاں بھئی" جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو سامرس نے کہا تو اب تیار ہو جاؤ ان سے ملاقات کے لئے؟"

"نہیں" میں نے کہا کم سے کم میں تو تیار نہیں ہوں۔"

"میں۔ یعنی؟"

"میں صورتحال پر غور کر رہا تھا اور اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مناسب ہوگا کہ ہم ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ مانیٹرو کے قاصد اب تک ان لوگوں کے پاس پہنچ چکے ہوں گے اور انہیں معلوم ہو ہی چکا ہوگا کہ ہم نے ان کے سردار کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ چنانچہ ہم اگر ان کے پاس گئے تو ممکن ہے وہ ہمیں دیکھتے ہی گولی ماردیں یا اگر انہوں نے ہمارا استقبال کیا اور بڑے اخلاق و احترام سے پیش آئے تو اس کے بعد وہ یا تو ہمیں زہر دے دیں گے یا موقع پاکر ہمیں ذبح کردیں گے۔" چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم یہیں رکے رہیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟"

سامرس منہ ہی منہ میں' میرے ضرورت سے محتاط "ہونے کے متعلق کچھ بڑ بڑایا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ البتہ یہ ضرور کیا کہ ہیس کو بلاوا بھیجا وہ آگیا تو میں نے اس سے کہا کہ وہ ایک مازیتو اور ایک باربردار کو لے کر اندھیرا ہوتے ہی دشمن کے پڑاؤ کے قریب پہنچ جائے دونوں مازیتو کو ہیس کے ساتھ بھیجنے کی میں ہمت نہ کرسکا کیونکہ یہ ہمارا بڑا سہارا تھے دوسرے جس باربردار کا میں نے انتخاب کیا تھا وہ بڑا بہادر تھا اور مقامی بولیاں جانتا تھا۔ ہیس اور اس کے دونوں ساتھیوں کو ہدایت کردی کہ وہ بردہ فروشوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کریں اور اگر ممکن ہو تو غلاموں سے مل کر انہیں بتائیں کہ ہم ان کے دشمن نہیں بلکہ دوست ہیں۔ ہیس نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیونکہ جاسوسی کا کام اسے پسند تھا۔ اور تیاریاں کرنے چلا گیا۔

میں نے اور سامرس نے بھی اپنے طور پر بچاؤ کے انتظامات کرلئے اور یہ انتظامات کیا تھے' صرف یہ کہ جگہ جگہ سنتری مقرر کردیئے اور الاؤ جلائے۔

رات کا اندھیرا اتر آیا اور ہیس اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ سانپ کی سی خاموشی سے دشمن کے پڑاؤ کی طرف چلا گیا۔ چاروں طرف گہری خاموشی طاری تھی اور کبھی اس خاموشی میں غلاموں کے ماتم کرنے کی دل ہلادینے والی آوازیں بھی ابھر آتی تھیں۔ لا۔ لو۔ لا۔ لووا۔" اور پھر یہ آوازیں ڈوب جاتی تھیں۔۔ اور جب کوئی محافظ کسی غلام پر کوڑے

برساتا تو ایک فلک شگاف چیخ خاموشی میں شگاف ڈال دیتی تھی۔ ایک دفعہ بندوق کا دھ
بھی سنائی دیا۔

"میرے خدا!" سامرس نے کہا۔ "ان لوگوں نے ہیس کو دیکھ لیا ہے۔"

"میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی" میں نے جواب دیا۔ "اگر ان لوگ
نے ہیس کو دیکھ لیا ہوتا تو بندوق کے تین دھماکے سنائی دیتے۔"

"تو پھر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

"یا تو کسی کی بندوق اتفاقاً چل گئی تھی یا پھر ان لوگوں نے کسی غلام کو کسی وجہ
قتل کر دیا ہے۔"

اس کے بعد بہت دیر تک کچھ نہ ہوا یہاں تک کہ عین میرے سامنے ہیس اندھیر
میں سے نکل آیا اور اس کے پیچھے مجھے دوسرے سائے نظر آئے۔ یہ ہیس کے دونوں
ساتھی تھے یعنی وہ مازیتو اور باربردار جنہیں میں نے ہیس کے ساتھ بھیجا تھا۔

"کہو ہیس کیا خبر لائے؟" میں نے پوچھا۔

"خبر یہ ہے باس کے ہم تینوں نے بہت سی بلکہ ساری باتیں معلوم کر لی ہیں وہ غلاموں
کے بیوپاری تمہارے متعلق ساری باتیں جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہارے کئی
آدمی ہیں مانیٹرو نے انہیں حکم بھیجا ہے کہ تمہیں ٹھکانے لگا دیں۔ یہ اچھا ہی ہوا باس کہ تم
ان سے ملاقات کرنے نہ گئے ورنہ یقیناً تمہیں قتل کر دیا جاتا۔ ہم ان کے بہت قریب تک
رینگ گئے تھے اور ہم نے ان کی باتیں اپنے کانوں سے سنی تھیں وہ لوگ کل علی الصبح ہم
پر حملہ کرنے والے ہیں البتہ اگر ہم یہ مقام صبح سے پہلے خالی کر گئے تو بات دوسری ہے اور
ہماری روانگی کی خبر انہیں مل جائے گی کیونکہ ان کی جاسوس ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔"

"اچھ۔ چھا! پھر کیا ہوا ہیس؟"

"پھر یہ باس کہ وہ لوگ اس وقت حملہ کریں گے۔ جب ہم روانگی کی تیاریوں میں
مصروف ہوں گے یا پھر ہماری روانگی کے فوراً بعد۔

"بس یا اور کچھ؟"

"باس! میرے یہ دونوں ساتھی غلاموں میں پہنچ گئے اور ان سے گفتگو کی۔ غلام
بیچارے بہت اداس ہیں اور اکثر تو گھبرا لے کر اس کے صدمے سے مر گئے کیونکہ انہیں ان
کے لوگوں سے اور ان کی بستیوں سے چھڑا دیا گیا ہے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ انہیں کہاں
لے جایا جا رہا ہے۔ ایک عورت کو تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا۔ وہ عورت
دوسری عورت سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ تندرست مگر تھکی ہوئی تھی دفعتاً" اس نے بلند
آواز میں کہا۔ میں مرنے والی ہوں تاکہ پھر روح بن کر آؤں اور اس وقت تک ان ظالموں
کو پریشان کرتی رہوں جب تک کہ وہ خود بھی روحوں کی دنیا میں نہیں پہنچ جاتے۔ اور پھر
باس اس نے اپنے قبیلے کے دیوتا کو پکارا دونوں ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے اور مردہ ہو کر گری
مطلب یہ کہ وہ پوری طرح سے نہ گری۔"

ہیس نے کچھ سوچ کر اضافہ کیا۔ "کیونکہ غلامی کے جوئے نے اسے زمین سے کچھ اوپر
اٹھا رکھا تھا۔ غلاموں کے بیوپاری بڑے خفا ہوئے اس لئے بھی وہ عورت مر گئی تھی اور
اس لئے بھی کہ اس نے انہیں بد دعا دی تھی۔ ایک ظالم نے آکر عورت کی لاش کو ٹھوکر
لگائی اور پھر اس کے بچے کو گولی مار دی۔ کیونکہ اس کی ماں نے بد دعا دی تھی خوش قسمتی
سے اس شیطان نے ہمیں نہ دیکھا کیونکہ ہم اندھیرے میں اور دور تھے۔

"اور کچھ ہیس؟"

"ایک بات اور باس۔ میرے دو ساتھیوں نے اپنے چاقو' جو باس نے انہیں دیئے تھے
وہ ایسے غلاموں کو مستعار دیئے ہیں جو سب سے زیادہ مستعار بہادر ہیں تاکہ وہ جوئے سے
بندھی ہوئی رسیاں کاٹ لیں اور پھر یہ چاقو ایک ایک غلام تک باری باری سے پہنچاتے
رہیں تاکہ وہ سب کے سب اپنے اپنے بندھن کاٹ کر آزاد ہو جائیں لیکن ممکن ہے
غلاموں کے بیوپاری انہیں آزاد ہوتے دیکھ لیں اور پھر وہ دونوں چاقو میرے دونوں
ساتھیوں کو واپس نہ ملیں۔ پس میں کہہ چکا ہوں" باس کے پاس تھوڑی سی تمباکو تو ہوگی؟"

"سامرس!" ہیس کے جاچکنے اور ساری باتیں سامرس کے سامنے بیان کر دینے کے
بعد میں نے کہا "اب ہمارے لئے دو ہی راستے رہ گئے ہیں یا تو یہ کہ ہم راتوں رات بوریا

بستر اٹھا کر فرار ہو جائیں۔ اس صورت میں اس عورت اور اس کی بچی کو ہمیں یہیں چھوڑ
ہو گا یا پھر یہ کہ ہم یہیں ٹھہر کر دشمن کے حملے کا انتظار کریں۔"

"میں فرار نہ ہوں گا کوارٹرمین۔" سامرس نے کہا "اس بیچاری عورت اور اس کی
کو بردہ فروشوں کے رحم و کرم پر چھوڑ جانا تو انسانی ہمدردی کے خلاف ہے اور پھر یہ
بزدلی بھی ہے۔ اس کے علاوہ ہم اگر روانہ ہو بھی گئے تو شاید بچ نہ سکیں گے کیونکہ ہر
بتا ہی چکا ہے کہ ان کے آدمی ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔"

"تو پھر تم ان کے حملے کا انتظار کرنا چاہتے ہو؟"

"تیسرا راستہ بھی تو ہے کوارٹرمین۔"

"مثلاً؟"

"ہم خود ان پر حملہ کر دیں۔"

"تجویز بری نہیں لیکن مارو سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔"

"چند ثانیوں بعد ہی مارو ہمارے سامنے پالتی مارے بیٹھا تھا۔ میں نے صورتحال سے
اسے آگاہ کیا۔

"ہمارے قبیلے والے حملہ کا انتظار نہیں کرتے بلکہ حملہ کر دیتے ہیں۔" وہ بولا "اس
کے باوجود بابا اس معاملہ میں میرا دل مجھے الٹی بات بتا رہا ہے۔ مطلب یہ کہ حملہ کرنے کے
حق میں نہیں ہوں۔ ہیس (مارو ہیس کو ان ہلا تو "کہتا تھا یہ زولو لفظ ہے جس کے معنی ہیں
چمکنے والا سانپ" یہ ہیس کا افریقی نام تھا) کہتا ہے کہ وہ کتے تعداد میں ساٹھ کے قریب ہیں
اور سب کے پاس بندوقیں ہیں اس کے برخلاف ہمارے پاس پندرہ سے زیادہ نہیں ہیں
کیونکہ ہم باربرداروں پر اعتبار نہیں کر سکتے اس کے علاوہ ہیس کے بقول وہ لوگ مضبوط
باڑ کے اندر ہیں پھر ان کے جاسوس باہر ہیں چنانچہ ہم بے خبری میں ان پر حملہ نہیں کر سکتے
اور باس وہ لوگ بزدل ہوتے ہیں جو عورتوں اور بچوں کو قتل کرتے ہیں چنانچہ اگر ہمارا ان
کا مقابلہ ہوا تو وہ مارے جائیں گے یا شکست کھائیں گے۔ چنانچہ میں کہتا ہوں۔ انتظار
کرو۔ اس وقت تک جب تک کہ بھینسا حملہ نہیں کرتا یا بھاگ نہیں جاتا۔ لیکن میکومازن

اے پاسبان شب! فیصلہ تمہیں کرنا ہے تم نے بہت سی جنگیں دیکھی ہیں چنانچہ فیصلہ کرو۔
تم دو اور میں اس کی تعمیل کروں گا۔"

"مارو! تمہارے دلائل بڑے زوردار ہیں۔" میں نے کہا "اس کے علاوہ ایک تیسری
بات بھی میرے دماغ میں آئی ہے یعنی یہ کہ ممکن ہے وہ ظالم خود غلاموں کو آگے کر دیں
اور وہ خود ان کی اوٹ میں آگے بڑھیں۔ اس صورت میں پہلے ہمیں بے گناہ اور نہتے
غلاموں کو ہی خاک و خون میں لٹانا ہو گا اور ان کی لاشوں پر سے گزرنے کے بعد ہی ہم بردہ
فروشوں تک پہنچ پائیں گے۔ چنانچہ سامرس میرے خیال میں تو مناسب یہی ہے کہ ہم یہیں
بیٹھ کر انتظار کریں۔"

"جیسی تمہاری مرضی کوارٹرمین۔" سامرس بولا البتہ میں یہ ضرور چاہوں گا کہ خدا
کرے مارو کا یہ اندازہ غلط ہو کہ بردہ فروش فرار ہو جائیں گے۔"

"نوجوان! تم تو بڑے جنگجو بنتے جا رہے ہو۔ آرکڈ کے عاشق سے مجھے یہ توقع نہ
تھی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "بہرحال جہاں تک میرا تعلق ہے میں چاہتا ہوں کہ مارو کا
اندازہ غلط نہ ہو اور اگر ہوا تو یقین کرو سامرس ہم بڑی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

"اب تک میں بڑا ہی صلح پسند تھا۔" سامرس نے کہا لیکن غلاموں کی سر پھٹی لاش اور
لاچی اور اس درخت سے بندھی ہوئی عورت کے نظارے...."

"وہ ظالمانہ نظارے واقعی کسی کے دل میں بھی جوش اور غصے کی جو الاؤ بھڑکا سکتے
ہیں۔" میں نے کہا "بہرحال اب چونکہ بات طے ہو ہی چکی ہے اس لئے ہم اپنے کام میں
لگ جائیں۔ تاکہ کل صبح جب وہ بردہ فروش ہماری مزاج پرسی کو آئیں تو انہیں ناشتہ تیار
مل جائے۔"

بہرحال ہم جو کچھ احتیاطی تدابیر کرسکتے تھے وہ حتیٰ الامکان کرلیں۔ ہم بوما کو جہاں تک
ممکن تھا مضبوط بناچکے اور جگہ جگہ کئی ایک بڑے بڑے الاؤ روش کرچکے تو میں نے ہر ایک
زولو شکاری کو ایک ایک جگہ بطور سنتری مقرر کردیا اور یہ دیکھ کر اپنا اطمینان کرلیا کہ ان
کی بندوقیں تیار تھیں اور ان کے پاس کافی بارود اور کارتوس تھے۔ اس کے بعد میں
سامرس سے کہا کہ وہ سو جائے بعد میں میں اسے جگادوں گا۔ وہ اس کے لئے تیار نہ
لیکن میرے اصرار پر آخر کار وہ لیٹ گیا تاہم میں نے ارادہ کرلیا کہ اسے بیدار نہ کروں
کیونکہ میں چاہتا تھا کہ جب وہ صبح بیدار ہو تو تازہ دم ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ اس کی
جنگ تھی۔

تھوڑی دیر تک کروٹیں بدلتے رہنے کے بعد وہ سوگیا اور میں سامان کے ایک بکس
بیٹھ کر حالات پر غور کرنے لگا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں قطعی مطمئن نہ تھا۔ سب سے
بات تو یہ کہ میں جانتا نہ تھا کہ جب جنگ ہوگی اور گولیاں چلیں گی تو اس وقت ہمارے
باربرداوں کا کیا رویہ ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہ ایک دم سے خوفزدہ ہوکر ادھر ادھر بھاگ
جائیں اور اگر ایسا ہوا تو میں انہیں بوما سے باہر نکل جانے دوں گا۔ پھر جو کچھ ان کی قسمت
میں ہوگا وہ ہوکر رہے گا۔ کیونکہ آپ جانئے ان کی بدحواسی خود ہمارے لئے مصیبتیں
کرسکتی تھی۔

یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن سب سے اہم مسئلہ ہمارے ناموزوں مورچے کا
ہمارے پڑاؤ کے اردگرد کافی سے زیادہ درخت تھے اور حملہ آور جھنڈوں میں پناہ لے
حملہ کرسکتے تھے۔ اور ہم انہیں دیکھ نہ سکتے تھے لیکن مجھے اس سے بھی زیادہ ایک دو
بات کا خوف تھا۔ حملہ آوار چشمے کے کنارے اگے ہوئے نرسلوں میں چھپ سکتے
ہماری گولیوں سے محفوظ رہ سکتے تھے یہ بھی ٹھیک تھا ان دونوں پناہ گاہوں سے مجھے اتنا
نہ تھا البتہ اس ٹیلے کی طرف سے ضرور خطرہ تھا جو ہمارے پڑاؤ کے عقب میں اور کوئی

سو گز دور تھا۔ یہ ٹیلا گھاس اور جھاڑ-یوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اب اگر دشمن کسی طرح اس
ٹیلے کے پیچھے اور وہاں سے اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو وہ ٹھیک ہمارے پڑاؤ میں گولیاں برسا
سکتا تھا اور پھر نتیجہ معلوم اس کے علاوہ اگر ہوا نے بھی ان کا ساتھ دیا یعنی ان کی طرف
سے ہماری طرف بہنے لگی تو وہ ہمارے پڑاؤ میں آگ لگا کر ہمیں زندہ جلاسکتے یا دھویں کی
چادر میں بڑے اطمینان اور بے خوفی سے ہماری طرف بڑھ سکتے تھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ
خدا کی مہربانی سے ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ ہوئی اس کی وجہ میں مناسب موقع پر
بیان کروں گا۔

رات کے یا علی الصباح کے حملے کا وقت کم سے کم میرے لئے بڑا ہی آزمائش ہوتا ہے
یعنی آسمان پر سپیدہ صبح نمودار ہونے سے پہلے کا وقت اس وقت تک ہر وہ چیز جو وقوع پذیر
ہونے والی ہوتی ہے' ہر کام اور ہر بات پوری ہوچکی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس وقت انسان پر
سستی اور کاہلی کا غلبہ ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب جسمانی اور اخلاقی
کیفیات تھرمامیٹر کے پارے کی طرح سب سے نچلے مقام پر ہوتی ہیں مدت ختم ہو رہی ہوتی
ہے لیکن دن اب تک نہیں طلوع ہوا ہو ہمارے عناد اس وقت کے زیر اثر ہوتے ہیں۔
پھر برے خواب آتے ہیں' شیر خوار بچے بیدار ہوکر رونے لگتے ہیں ان زولوؤں کی یاد ابھرتی
ہے جو ہم میں نہیں رہے اور پھر ہماری روح انجانی دنیا میں پہنچ جاتی ہے چنانچہ اس وقت کا
چکر میرے اعصاب پر بھی اثر انداز ہونے اور بیزار کن ست رفتاری سے گھومتا ہے تو
اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

کئی علامتوں نے پتہ دیا کہ رات مر رہی تھی اور صبح قریب تھی باربردار نیند میں
کسمائے اور بڑبڑائے' کہیں دور دہاڑتا ہوا شیر خاموش ہوکر اپنے بھٹ کی طرف چلا گیا'
کہیں کوئی مرغا بولا اور ہمارے گدھے جھرجھری لے کر اٹھے اور وہ رسے کھینچنے لگے جن
سے وہ بندھے ہوئے تھے لیکن اب بھی اندھیرا گہرا تھا کہیں سے ہیس رینگ کر میری قریب
آیا' الاؤ کی مری ہوئی روشنی میں اس کے زرد چہرے کی جھریاں میں دیکھ سکتا تھا۔

"باس! میں صبح کی بو سونگھ رہا ہوں۔" وہ بولا اور پھر غائب ہوگیا۔

مارو نمودار ہوا۔ اندھیرے کے پس منظر میں اس کا چوڑا چکلا جسم مہیب معلوم ہو
تھا۔ "میکومیزن! پاشان شب بارا ختم ہو گئی" وہ بولا! "اگر ان لوگوں کو حملہ کرنا ہی ہے تو
آ رہے ہوں گے۔"

اور سلام کر کے وہ بھی رخصت ہوا۔ چند ثانیوں بعد میں نے بھالوں کے پھلوں کے
آپس میں ٹکرانے کی جھنکار اور بندوقوں اور گھوڑے چڑھانے کی آواز سنی۔

میں نے جا کر سامرس کو جگایا۔ وہ جمائی لے کر اٹھ بیٹھا' پر آسائش اور سرسبز
شاداب باغات والے مکان کے متعلق کچھ بڑبڑایا اور پھر دفعتاً اسے یاد آیا کہ وہ کہاں ہے
چنانچہ پوچھا۔

"وہ بردہ فروش آ رہے ہیں کہ نہیں؟ آخر کار جنگ کا وقت آ ہی گیا۔ کوارٹرمین
بڑے عمدہ آدمی ہو۔"

"اور تم بڑے بے وقوف ہو۔" میں نے جواب دیا اور غصہ سے پیر پٹختا چل دیا۔

اس ناتجربہ کار نوجوان کی طرف سے میں بہت بے چین تھا اگر اسے کچھ ہو گیا تو
اس کے باپ کو کیا جواب دوں گا۔ بہرحال اس معاملہ کا تو یہ ہے کہ خود مجھے بھی کچھ ہو
تھا۔ ممکن تھا کہ ایک گھنٹے کے بعد ہی ہم دونوں کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی ہوں۔ کم سے کم
میں تو ان ظالم بردہ فروشوں کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہونا نہ چاہتا تھا کیونکہ مانیٹرو کی دھمکی
مجھے یاد تھی کہ وہ مجھے یا تو زندہ آگ میں جلا دے گا یا پھر کسی کوڑے سے ٹانک کر
چیونٹیوں کی خوراک بنا دے گا اور دھوپ میں خشک ہونے کے لئے چھوڑ دے گا۔

پانچ منٹ بعد ہی ہر شخص بیدار ہو چکا تھا حالانکہ چند باربرداروں کو جگانے کے لئے
کی پسلیوں میں ٹھوکریں جمانی پڑی تھیں وہ بچارے موت کے قریب تھے چنانچہ میرا
خیال ان کی نیند اڑا سکتا تھا۔ اس کے باوجود میں نے دیکھا کہ وہ لوگ خوفزدہ تھے اور آپس
میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ "اگر یہ لوگ غداری کا ثبوت دیں تو انہیں قتل کر دینا"
میں نے مارو سے کہا اور اس نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا۔

البتہ ہم نے صرف اس عورت اور اس کی بچی کو نہ جگایا جسے ہم نے بچایا تھا

دونوں پڑاؤ کے ایک سرے پر تھکن سے چور گہری نیند سو رہے تھے اور انہیں بیدار کر کے
بے چین اور خوفزدہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

سیمی جو بہت زیادہ گھبرایا ہوا اور پریشان معلوم ہوتا تھا میرے اور سامرس کے لئے۔
کوارٹرمین اور سامرس! نہایت ہی اہم وقت ہے یہ۔" وہ بولا!

اور جب اس نے کافی کے پیالے ہماری طرف بڑھائے تو میں نے دیکھا کہ اس کے
ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"آج سردی کا زور کچھ زیادہ ہی ہے۔" اس نے اپنی حاصل فصاحت و بلاغت کی
حسب معمول نمائش کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے احساس تھا کہ اس کے ہاتھوں کی کپکپی
میں نے دیکھ لی تھی۔ "جناب کوارٹرمین صاحب! آپ کے لئے تو زمین پر ٹاپ مارنا اور
جنگ و جدل کے ہنگامے، کو دور سے ہی سونگھ لینا ٹھیک ہے لیکن صاحب! میری پرورش
چونکہ ایک بالکل ہی جدا ناموں میں گویا رہی ہے اس لئے میں اس قسم کے ہنگاموں کا عادی
نہیں ہوں قسم ہے پاک پروردگار کی کہ میں سوچ رہا ہوں کہ اے کاش اس وقت میں یہاں
ہونے کے بجائے کیمپ میں ہوتا۔"

"سچ تو یہ ہے کہ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" میں نے اپنا دایاں پیر ذرا مشکل سے
زمین پر جماتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن سامرس نے منہ پھاڑ کر ایک قہقہہ لگایا۔

"سیمی! جنگ شروع ہو گئی تو اس وقت تم کیا کرو گے۔"

"جناب سامرس صاحب!" وہ بولا! "گزشتہ شب بیداری کر کے اور چند گھنٹوں کی کمر
توڑ مشقت کے بعد اس سامنے والے درخت کے عقب میں میں نے ایک کافی بڑا کھڈا کھود
لیا ہے۔ امید ہے کہ بندوق کی گولیاں درخت کے تنے کو چیر کر مجھ ناچیز تک نہ پہنچ پائیں
گی۔ میری طبیعت صلح پسند ہے اور میں ناچیز جنگ و جدل کی بہ نسبت امن و سکون پسند کرتا
ہوں چنانچہ میں اس کھڈ میں بیٹھ جاؤں گا۔ اور آپ کی فتح و نصرت کی دعا کرتا رہوں گا۔"

"اور اگر پرتگالی اس کھڈ میں آ گئے تو سیمی؟"

"تو پھر جناب عالی اپنی ٹانگوں کی تیزی اور طراری پر بھروسہ کروں گا۔"

اب میں برداشت نہ کرسکا۔ میری دائیں ٹانگ ایک دم سے اوپر اٹھی اور میری ا
سیمی کے اس کے جسم پر لگی جسے میں نے نشانہ بنایا تھا۔ وہ اچھلا اور پھر پلٹ کر بھاگ گیا
عین اس وقت بردہ فروشوں کے پڑاؤ میں' جو اب تک خاموش تھا' شور ہوا۔ اور پھر
بھی ہوا کہ صبح کی پہلی کرن ہماری بندوقوں کی نالیوں پر چمکنے لگی۔

"ہوشیار!" میں نے کافی کا آخری گھونٹ لینے کے بعد چیخ کر کہا۔ "دشمن کے پڑاؤ
کچھ ہو رہا ہے۔"

شور دم بدم بڑھتا جارہا تھا۔ یہاں تک کہ فضا گالیوں اور چیخوں کی آوازوں سے
ہوگئی۔ ان آوازوں سے بلامبالغہ خوف کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اور پھر بند
کے دھماکے سنائی دیئے۔ ساتھ ہی درد و تکلیف کی چیخیں اور پھر بہت سے بھاگتے ہو
پیروں کی چاپ اس اثنا میں روشنی بڑی سرعت سے پھیلنے لگی تھی۔ تین منٹ اور گز
گئے' اور ہم نے صبح کی دھند میں دیکھا کہ بہت سے سیاہ فام ڈھلان اتر کر ہماری طرف
بھاگے آرہے ہیں۔ کئی ایک کے پیچھے موٹے موٹے لکڑی کے کندے بندھے ہوئے
اور وہ انہیں گھسیٹتے بھاگ رہے تھے' بقیہ اپنے ساتھ بچوں کو گھسیٹتے لارہے تھے اور وہ سب
کے سب گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے تھے۔

"غلام ہم پر حملہ کر رہے ہیں۔" سامرس نے کہا اور بندوق اٹھائی۔

"گولی نہ چلانا۔" میں نے جلدی سے کہا میرے خیال میں وہ لوگ بندھن توڑ
ہمارے پاس پناہ لینے آرہے ہیں۔" اور میرا یہ خیال غلط نہ تھا۔

ان غلاموں نے ان چاقوؤں کا بڑا عمدہ استعمال کیا تھا جنہیں ہمارے ساتھی ان کے
پاس چھوڑ آئے تھے یا بقول ہیس "مستعار دے آئے تھے۔" رات کے اندھیرے
فائدہ اٹھاکر غلاموں نے چپکے ہی چپکے اپنے بندھن کاٹ لئے تھے اور اب وہ پناہ لینے
لئے ہماری طرف بھاگے آرہے تھے اور عجیب منظر تھا وہ اکثر غلاموں کی گردنوں میں ا
بھی جوئے پڑے ہوئے تھے کیونکہ ان لوگوں کو یہ جوئے اتار پھینکنے کا وقت یا موقع شاید
ملا تھا اور ان کا تعاقب بردہ فروش کر رہے تھے' جو برابر بندوقیں چلا رہے تھے۔ غالباً یہ

کی ضرورت نہیں کہ صورت حال نازک تھی کیونکہ اگر غلام ایک دم سے ہمارے پڑاؤ میں
ھس آئے تو خود ہم ان کے ریلے میں پھنس کر بردہ فروشوں کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں
گے۔

اور دوسرے ہی لمحے ہیس اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ غلاموں کی طرف بھاگ رہا
تھا۔ اس عرصہ میں وہ غلام جو سب سے آگے تھے دفعتاً" رک گئے۔
انہیں ہماری بندوقوں کی نالیاں نظر آگئی تھیں۔

"رحم کرو ہمیں بچاؤ۔" وہ چلائے۔

اور یہ واقعی ہماری خوش قسمتی تھی کہ غلام یوں رک گئے تھے ورنہ ہیس اور اس کے
دونوں ساتھیوں کی کوششیں انہیں شاید روک نہ سکتی تھیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ
سفید قمیض مڑ کر بائیں طرف مڑ رہی تھی اور ہمارے بوما کا چکر کاٹ کر اسے خطے کی طرف
لے جارہی تھی اور ہمارے پڑاؤ کے پیچھے تھا اور جہاں گھانس اور جھاڑیاں اگ رہی تھیں
اور ہیس کی سفید قمیض کے پیچھے غلاموں کی قطار بھی اس طرف جارہی تھی۔ غلاموں کے
نزدیک ہیس کی سفید قمیض آزادی کی علامت تھی چنانچہ خطرہ یوں ٹل گیا۔

چند غلاموں کے گولیاں لگی تھیں۔ یا آزادی کی اس اندھادھند دوڑ میں وہ روندے
گئے تھے اور ان میں سے اب تک جو زندہ تھے ان پر بردہ فروش گولیاں چلا رہے تھے۔ ایک
عورت جو وزنی جوئے کا بوجھ نہ سہار کر گر پڑی تھی' ہاتھوں اور پیروں کے بل رینگ رہی
تھی۔ ایک بردہ فروش نے اس پر گولی چلادی جو عورت کے پیٹ کے عین نیچے زمین میں
پیوست ہوگئی۔ گولی عورت کے نہ لگی تھی چنانچہ اب وہ تیزی سے رینگنے لگی۔

مجھے یقین تھا کہ وہی بردہ فروش اس عورت کے پھر دوبارہ گولی چلائے گا۔ میں منتظر
رہا۔ روشنی اب کافی پھیل چکی تھی چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک لمبا تڑنگا پرتگالی ایک
درخت کے پیچھے سے نکل آیا اور بندوق اٹھاکر رینگتی ہوئی عورت کا نشانہ لینے لگا۔ وہ شخص
مجھ سے ڈیڑھ سو گز دور تھا۔ اس پرتگالی کے دل کی دل میں رہی وہ تو کیا بندوق چلاتا البتہ
میری بندوق نے گرج کر گولی اگل دی۔ پرتگالی ایک دو فٹ تک ہوا میں اچھلا اور پھر الٹ

کرگرا میری بندوق کی گولی اس کی کھوپڑی اڑا گئی تھی۔

ہمارے زولو شکاری چلائے۔ "او" اور سامرس نے کہا۔

"خدا کی قسم کیا نشانہ تھا؟"

"ہاں برا نہ تھا۔ لیکن مجھے گولی نہ چلانی چاہئے تھی۔" میں نے جواب دیا۔ کیونکہ لوگوں نے اب تک حملہ نہیں کیا۔ یہ تو گویا ہماری طرف سے اعلان جنگ کردیا گیا۔

"سامرس" کی دھوپ ٹوپی اس کے سر سے صاف اڑ گئی تو میں نے اضافہ کیا "یہ ہے ان کا جواب رک جاؤ سب کے سب اور بوما کے سوراخوں میں سے گولیاں چلاؤ۔" اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔

اس مہم کی دوسری ایک دو جنگوں کے مقابلے میں جو ہمیں بعد میں لڑنی پڑیں۔ یہ جنگ معمولی سی تھیں البتہ اس کا آخری حصہ بڑا ہی اہم اور شاندار تھا دوسری طرف یہ بات بھی تھی کہ اس جنگ کی ہمارے لئے کوئی امتیازی خصوصیت نہ تھی۔

ابتداء میں بردہ فروشوں نے پرجوش حملہ کیا' اور دفعتاً" ہمارے بوما کی طرف دوڑے آئے لیکن اس کوشش کے بعد انہوں نے دوبارہ ایسی جرات نہ کی حالانکہ ان لوگوں کو اپنی جانوں کی پرواہ نہ تھی۔ اسے اتفاق کہئے یا ہماری خوش قسمتی یا پھر سامرس کی نشانے بازی کہ اس نے اس پہلے ہی حملے میں دو بردہ فروشوں کو مار گرایا خود میں نے اپنی ہاتھی مار بندوق بردہ فروشوں کے گروہ پر خالی کردی اور ہمارے زولو شکاریوں میں سے چند ایک کے نشانے بے نتیجہ نہ رہے۔

اس کے بعد بردہ فروش بھاگ کر درختوں کی اوٹ میں چلے گئے اور جیسا مجھے خدشہ تھا۔ اکثر نرسلوں کے جھنڈ میں جا چھپے اور وہاں سے ان لوگوں نے ہمیں حقیقتاً پریشان کرنا شروع کردیا کیونکہ ان بردہ فروشوں میں سے چند واقعی عمدہ نشانے باز تھے سچ تو ہے کہ اگر ہم نے احتیاط کی ہوتی اور بوما کی بنیادوں میں چند فٹ بلند مٹی کا پشتہ بنایا ہوتا تو پھر ہمارا جانی نقصان افسوس ناک ہوتا۔ کسی بردہ فروش کی گولی اس سوراخ میں سے جو خود ہم نے اپنی بندوقوں کے لئے بوما میں بنائے تھے' گزر کر ایک زولو شکاری کے گلے

اس کا حلق چیر گئی ادھر بدقسمت باربرداروں پر ایک مصیبت نازل ہوئی وہ نسبتاً بلند جگہ پر تھے۔ چنانچہ ان میں سے دو تو بردہ فروشوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر فوراً مر گئے اور چار زخمی ہوئے۔ اس کے بعد میں نے باربرداروں سے کہا کہ وہ بوما کے قریب آجائیں اور منہ کے بل لیٹ جائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اب ہم ان لیٹے ہوئے باربرداروں کے اوپر سے گولیاں چلا سکتے تھے۔

تھوڑے دیر بعد ہی میں ثابت ہوگیا کہ بردہ فروشوں کی تعداد ہماری توقع سے زیادہ تھی کیونکہ کوئی پچاس بردہ فروش مختلف پناہ گاہوں سے ہمارے پڑاؤ پر گولیاں برسا رہے تھے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ آہستہ آہستہ آگے بھی بڑھ رہے تھے اور ان کی یہ پیش قدمی ایک خاص مقصد کے تحت تھی وہ کسی نہ کسی طرح ہمارے پہلو کی طرف سے گزر کر اس بلند مقام تک پہنچ جانا چاہتے تھے جو ہمارے پڑاؤ کے عین پیچھے تھا۔ ان پیش قدمی کرنے والوں میں سے چند کو ہم نے ہوک دیا۔ جب وہ ایک سے دوسری طرف پناہ گاہ میں بھاگ کر جاتے تو ہماری بندوقوں کی گولیاں ان کا نام ضرور پوچھ لیتی تھیں۔ لیکن آپ جانئے ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر چھلاوے کی طرح دوسرے درخت کی اوٹ میں جاتے ہوئے آدمی کو مار گرانا آسان نہیں ہے اور اگر آپ اسے اپنے منہ میاں مٹھو بننا نہ کہیں تو میں کہہ دوں کہ اس قسم کا نشانہ' میرا مطلب ہے کامیاب نشانہ صرف میں ہی لے سکتا تھا۔

ایک ہی گھنٹے بعد صورتحال نازک ہوگئی اس قدر نازک کہ یہ سوچا اور فیصلہ کرنا ضروری ہوگیا کہ اب کیا جائے۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس آدمی زیادہ نہ تھے اس کے علاوہ دشمن کے آدمی نہ صرف بکھرے ہوئے تھے بلکہ ہمیں گھیرے میں لے رہے تھے چنانچہ بوما سے نکل کر اس بکھرے ہوئے دشمن پر حملہ کرنا ایک حد تک ممکن تو تھا لیکن اس صورت میں ہمیں جو جانی نقصان برداشت کرنا پڑتا وہ ظاہر تھا کہ اس کے برخلاف اگر ہم بوما میں ہی بیٹھ کر دشمن کا مقابلہ کرتے تو پھر یہ بات بھی ظاہر تھی کہ ہم شام تک بوما کو بچا نہ سکے تھے۔ بردہ فروش اگر پڑاؤ کے عقب میں بلند مقام پر پہنچ گئے تو پھر وہاں سے اور ہماری پشت کی طرف سے ہم پر گولیوں کی بوچھاڑ کرسکتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ پچھلے آدھے گھنٹے

سے ہماری کوشش یہی تھی کہ دشمن کو بوما کے قریب سے گزرنے نہ دیں اور ہماری
کوشش اب تک تو بار آور ثابت ہوئی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ بوما کے ایک طرف پہاڑ
تھا اور دوسری طرف کھلا میدان دشمن اس میدان یا چشمے کو عبور کرتے وقت ہم دشمن کی
بہت سی لاشیں گرا سکتے تھے اور آپ جانئے دشمن کتنا ہی بیدھڑک کیوں نہ ہو وہ محض بڑے
جانی نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

ہم مشورہ کر ہی رہے تھے کہ دشمن بندوقیں بھر رہے تھے یا یہ بات تھی کہ ان کے
پاس کارتوس ختم ہوگئے تھے اور وہ منتظر تھے کہ ان کے پڑاؤ میں سے کارتوس آجائیں تو
وہ نئے سرے سے نئے حملے کریں۔

"میرے خیال میں تو اب صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔" ایک عارضی جنگ بندی
کے دوران میں نے کہا "اور وہ یہ کہ ہم نہ صرف پڑاؤ بلکہ ہر چیز کو چھوڑ کر ٹیلے کی طرف
بھاگ لیں بردہ فروش تھکے ہوئے ہوں گے اور ہم سب کے سب تیز بھاگنے والے ہیں
اسی صورت میں ہم اپنی زندگی بچا سکتے ہیں۔"

"مطلب یہ کہ جان بچا کر بھاگو۔" سامرس نے کہا۔

"بالکل۔"

"لیکن زخمیوں کا کیا؟" سامرس بولا "اور وہ عورت اور اس کی بچی؟"

"یہ میں نہیں جانتا سامرس۔" میں نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

لیکن یہ میں نے غلط کہا تھا۔ بیشک میں جانتا تھا کہ زخمیوں اس عورت اور اس کی بچی کا
کیا انجام ہوگا۔ لیکن یہاں وہی سوال تھا جو ابتدائے آفرینش سے ایسے موقعوں پر ایسے ہی
حالات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے سامنے ابھرا ہے۔ یعنی یہ کہ چند نفوس کی خاطر، جن سے
ہمارا نہ کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی جن سے ہمارا کوئی تعلق ہے۔ ہم اپنی جانیں گنوا دیں؟ اور
اگر ہم انہیں چھوڑ کر روانہ بھی ہوئے تو ظاہر ہے کہ ہم انہیں نہ بچا سکیں گے۔ ہمارے
ساتھ وہ بھی مارے جائیں گے۔ چنانچہ اب اگر ہم وہیں رکے رہے جہاں تھے تو ہمارا خاتمہ
یقینی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے برخلاف اگر ہم فرار ہوگئے تو بچ جانے کی امید تھی لیکن ان

دوسری صورت میں زخمی باربرداروں، اس عورت کو، جسے ہم نے بچایا تھا، اور اس بچی کو
ہمیں پڑاؤ میں ہی اور بردہ فروشوں کے رحم و کرم پر چھوڑ جانا تھا اور میں بردہ فروشوں کے
رحم و کرم سے واقف تھا۔ چنانچہ میں جانتا تھا کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں
گے۔

میری سمجھ میں کوئی بات نہ آئی اور میں کوئی فیصلہ نہ کرسکا تو میں نے مارو کو طلب
کرکے اسے صورتحال سے آگاہ کیا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔

"میکومیزن! ہمیں بھاگ جانا چاہئے۔" وہ بولا "حالانکہ مجھے بھاگنا پسند نہیں کیونکہ اس
طرح ہماری زندگیاں طویل ہوجائیں گی اور جو جتنا زیادہ جئے گا اتنے ہی زیادہ اسے دکھ
برداشت کرنے ہوں گے۔ تاہم میں کہتا ہوں کہ بھاگو۔"

لیکن زخمیوں کا کیا ہوگا مارو؟ ظاہر ہے کہ ہم اٹھا کر اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتے۔

"ان کا انتظام میں کرلوں گا میکومیزن۔ جنگ میں سب کچھ جائز ہے اور یہ ہماری
جنگوں کا اصول ہے۔ اور اگر انہیں یہ منظور نہیں تو پھر ہم انہیں بردہ فروشوں کے لئے
چھوڑ جاتے ہیں۔ آگے وہ جانیں اور بردہ فروش جانیں۔"

میں بڑی شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اعتراف کر رہا ہوں کہ میں مارو کا یہ مشورہ
قبول کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا کیونکہ نہ چاہتا تھا کہ میں اور خصوصاً سامرس ظالم بردہ
فروشوں کے ہاتھوں میں پڑ جائیں۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک
کریں گے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے تصور سے ہی میرا دل لرز رہا تھا۔

تو ایسی نازک صورتحال تھی جب اچانک کچھ ہوا۔

قارئین بھولے نہ ہوں گے کہ پو پھٹنے سے کچھ پہلے ہیس سفید قمیض کا جھنڈا بنائے
بھاگ کر ہمارے کیمپ کی طرف آئے ہوئے غلاموں کی طرف گیا تھا اور انہیں اپنی راہبری
میں پڑاؤ کے قریب سے نکالتا ہوا پیچھے کی طرف، یعنی ٹیلے کی طرف لے گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر
وہ لوگ کی نظروں سے اوجھل ہوگئے تھے اور تب سے لے کر اب تک ہم نے انہیں دیکھا
نہ تھا اور نہ ہی ہیس کی صورت نظر آئی تھی۔ لیکن اب دفعتاً ہیس اپنی سفید قمیض ہلاتا

نمودار ہوا اور اس کے پیچھے ننگ دھڑنگ لوگوں کا گروہ تھا۔ یہ وہی مفرور غلام تھے جو ڈنڈے اور پتھر اور درختوں کے ٹہنے ہلاتے بھاگے آرہے تھے جب وہ ہمارے کے قریب پہنچے۔ اور ہم بوما میں سب ہی حیرت سے غلاموں کی یلغار کو دیکھ رہے تھے دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ غلام تعداد میں تقریباً دو سو تھے۔ ا گروہ تو ہمارے بائیں طرف سے نکلا چلا گیا اور اس گروہ کی کمان وہ مازیتو کر رہا تھا جسے نے گزشتہ رات ہیس کے ساتھ دشمن کے پڑاؤ میں بھیجا تھا اور آج صبح بھی وہ بھاگ آتے ہوئے غلاموں کی طرف گیا تھا اور اس وقت بھی ہیس کے ساتھ۔ دوسرا گروہ ہمارے دائیں طرف سے نکلا چلا گیا اور اس گروہ کے آگے خود ہیس تھا۔

مجھ پر کچھ ایسی حیرت ہوئی کہ میرے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا البتہ میں نے سوالیہ نظروں سے مارو کی طرف دیکھا۔

"میکومیزن۔" وہ بولا۔ "تمہارا وہ چمکنے والا سانپ (اس کی مراد ہیس سے تھی) اس طور پر عظیم اور ہوشیار ہے کہ اس کے غلاموں کے دلوں میں بھی ہمت اور جوش پیدا کردیا۔ اتنی سی بات نہیں سمجھے پایا کہ وہ لوگ بردہ فروشوں پر حملہ کرکے انہیں پچھاڑ دینے والے ہیں جس طرح کہ شکاری کتے حملہ کرکے زخمی بھینسے کو گرا لیتے ہیں۔

مارو نے یہ غلط نہ کہا تھا۔ بے شک یہ ہیس کا منصوبہ تھا اور سب سے بڑی بات تو کہ وہ کامیاب رہا۔ ٹیلے پر سے وہ جنگ دیکھ رہا تھا اور اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ چنانچہ اس نے اس مترجم کے ذریعے' جو اس کے ساتھ ساتھ تھا انہوں نے غلاموں کے سامنے ایک دھواں دھار تقریر کی اور کہا کہ ہم' جو غلاموں کے دوست تھے' شکست کھانے والے تھے۔ چنانچہ اس نے کہا "اب یا تو وہ۔ یعنی غلام اپنی آزادی کی خاطر بردہ فروشوں پر حملہ کردیں یا پھر غلامی کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال لیں غلاموں میں چند ایسے تھے جو اپنے قبائل کے سپاہی رہے تھے اور ان کے ذریعے ہیس نے بقیہ غلاموں کو جوش دلایا نتیجہ یہ ہوا کہ غلاموں نے وہ جوئے جن سے ان کی گردنیں بندھی ہوئی تھیں۔ ذرختوں کے ٹہنے' پتھر اور وہ چیز اٹھالی جو ان کے ہاتھ آگئی عورتوں اور بچوں کو

وہیں چھوڑ کر بردہ فروش پر یلغار کردی۔

انہیں یوں بھاگ کر آتے دیکھا تو بکھرے ہوئے بردہ فروشوں نے ان پر گولیاں لائیں۔ اور چند کو مار گرایا لیکن ان کے بندوق چلانے سے غلاموں کو پتہ چل گیا کہ بردہ فروش کس طرف اور کہاں چھپے ہوئے تھے۔ اور ان کی ان ہی پناہ گاہوں کی طرف غلام دوڑ پڑے۔ وہ بردہ فروشوں پر ٹوٹ پڑے انہوں نے بردہ فروشوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ ان کی کھوپڑیاں توڑ دیں۔ غلاموں کا یہ حملہ ایسا سخت تھا کہ پانچ ہی منٹ کے اندر اندر دو تہائی بردہ فروش مارے جاچکے تھے۔ اور بدحواس ہوکر بھاگ رہے تھے اور ان مفروروں میں سے بھی کئی ایک کو ہم نے مار گرایا۔ انتقام خوفناک تھا۔

پہلے کبھی میں نے کسی کو ایسا لرزہ خیز انتقام لیتے نہیں دیکھا۔ جیسا کہ یہ غلام بردہ فروشوں سے لے رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب بہت سے بردہ فروش مارے گئے اور صرف چند اپنی جانیں بچاکر بھاگ گئے تو صرف ایک بردہ فروش میدان جنگ میں باقی رہ گیا۔ وہ خشک نرسلوں کے ایک جھنڈ میں چھپ گیا۔ اور غالباً بردہ فروشوں کے گروہ کا سردار تھا۔ غلاموں کو اس کا پتہ چل گیا اور انہوں نے خدا جانے کس طرح نرسلوں میں آگ لگادی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہیس کا ہی کارنامہ تھا۔ جنگ کے دوران تو وہ کہیں غائب ہوگیا تھا لیکن جب جنگ ختم ہوگئی تو وہ خدا جانے کہاں سے نکل کر آیا اور اپنی جیب سے دیا سلائی کی ڈبیہ نکال کر غلاموں کو دی۔

خشک نرسلوں نے ایک دم سے آگ پکڑلی اور تھوڑی دیر بعد ہی ان میں چھپا ہوا بردہ فروش گھبرا کر باہر نکل آیا۔ غلام اس پر یوں ٹوٹ پڑے جس طرح چیونٹیاں محل چٹے پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ بردہ فروش معافی مانگتا اور رحم رحم چلاتا رہا لیکن ۔ بپھرے ہوئے غلاموں نے اس کے ٹکڑے اڑا دیئے اور اس پر انہیں الزام دیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ بہرحال وحشی ہی تھے اور پھر ستائے ہوئے تھے۔ اگر ہمارے سامنے ہمارے والدین کو قتل کردیا جائے' ہمارے گھروں کو آگ لگادی جائے' ہماری عورتوں اور بچوں کو کشاں کشاں غلاموں کی منڈی کی طرف لے جایا جائے تو کیا ہم بھی ان ظالموں سے ایسا ہی انتقام نہ لیں گے۔ بے

شک لیں گے؟ بیشک لیں گے حالانکہ ہم وحشی نہیں ہیں۔

چنانچہ اس طرح ہماری زندگی ان لوگوں نے بچائی جن کی زندگی بچانے کی کوشش خود ہم نے کی تھی اور اس طرح اس تاریک براعظم میں بھی یہ قول سچ ثابت ہوا کہ اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے۔ اگر ہمارے پاس ہیس نہ ہوتا۔ اگر اس نے غلاموں کو جوش نہ دلایا ہوتا تو رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے مردار خور درندے ہماری لاشوں پر ضیافت اڑا رہے ہوتے۔

"باس!" بعد میں ہیس نے اپنی چیاں سی آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب سچ کہنا کہ مجھے اپنے ساتھ لاکر تم نے عقلمندی کی ہے یا نہیں؟ اگر تم مجھے اپنے ساتھ نہ لاتے تو کیا ہوتا اس وقت؟" بیشک بوڑھا ہیس شرابی ہے بلکہ تھا' بوڑھا ہیس جواری ہے اور شاید بوڑھا ہیس مرنے کے بعد اس کھڈ میں جائے گا جس میں بہت بڑی آگ جلتی ہے۔ "لیکن باس بوڑھا ہیس ہوا کا رخ دیکھ اور پہچان سکتا تھا۔

اس نے پہلے ہی ہوا کا رخ دیکھا تھا اور تمہیں صحیح مشورہ دیا تھا اور آج بھی' جب وہ جھاڑیاں میں چھپا ہوا تھا' اس نے ہوا کا رخ دیکھ لیا تھا اور جان لیا تھا کہ جنگ کا خاتمہ کس کے حق میں ہوگا۔ ہاں باس! تمہارے اسی بوڑھے ہیس نے دیکھا تھا کہ وہ بردہ فروش کنے چشمے پر پل بنانے کے لئے ایک درخت کاٹ رہے تھے کہ اسے گہرے چشمے پر رکھ کر اسے عبور کر جائیں اور پھر ہوا کا چکر کاٹ کر اس کے پیچھے ٹیلے پر پہنچ جائیں اور پھر وہاں سے گولیاں برسا کر صرف پانچ منٹ میں تمہیں اس دنیا میں پہنچادیں جہاں زبردست آگ جلتی ہے اور باس! اب میرے پیٹ میں سے عجیب عجیب آوازیں اٹھ رہی ہیں کیونکہ وہاں جھاڑیوں میں ناشتے کے لئے کچھ نہ تھا اور سورج میں بڑی گرمی ہے۔ چنانچہ اب اگر ایک گھونٹ برانڈی مل جائے تو کیا ہرج ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ لیکن چونکہ برانڈی تم خود مجھے دو گے اس لئے گناہ تمہارے سر ہوگا، میرے نہیں۔"

خیر تو میں نے برانڈی کا ایک پیگ اسے دیا اور وہ اسے خالص ہی چڑھ گیا۔ بعد میں

میں نے بوتل صندوق میں بند کردی اور قفل لگادیا۔ اس کے علاوہ میں نے اس سے مصافحہ کرکے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جس پر اس نے کہا کہ شکریہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر وہ غلاموں کو ساتھ لے کر بردہ فروشوں پر حملہ نہ کرتا تو میں مارا جاتا اور جب میں مارا جاتا تو خود ہیس بھی زندہ رہتا چنانچہ جو کچھ کیا تھا وہ میرے لئے نہیں بلکہ خود اپنی جان بچانے کی غرض سے کیا تھا اور پھر دو موٹے موٹے آنسو اس کی گومڑی ناک کے دائیں بائیں بہنے لگے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ آنسو تیز برانڈی کے اثر سے نکل آئے تھے۔

بہرحال ہم فاتح تھے اور خوش تھے کیونکہ جانتے تھے کہ وہ بردہ فروش' جو فرار ہوگئے تھے' دوبارہ ہم پر حملہ نہ کریں گے سب سے پہلا احساس ہمیں بھوک کا ہوا کیونکہ دوپہر ہوچکی تھی اور ہم نے اب تک کچھ نہ کھایا تھا لیکن کھانا تیار کرنے کے لئے باورچی کی ضرورت تھی اور باورچی کا خیال آتے ہی ہمیں سیمی یاد آگیا۔ سامرس' جو خوشی سے حقیقت میں ناچ رہا تھا اور وہ ہیٹ بڑی شان سے اپنے سر پر رکھے ہوئے تھا جس میں بندوق کی گولی کا یہ بڑا سوراخ تھا' سیمی کی تلاش میں چلا اور کچھ ہی دیر بعد اس نے خوف زدہ لہجے میں مجھے آواز دی۔ میں دوڑ کر سامرس کے قریب پہنچا۔ وہاں ایک درخت کی جڑ میں قبر نما کھڈ تھا اور اس کھڈ میں ایک شخص گٹھری بنا پڑا تھا۔ یہ سیمی تھا۔ ہم نے اسے پکڑ کر باہر نکالا۔ وہ نیم بے ہوش تھا' اس کے اعضاء اینٹھ سے گئے تھے لیکن وہ اب بھی اپنے سینے سے موٹی جلد والی کتاب مقدس بھینچے ہوئے تھا صرف یہی نہیں بلکہ کتاب مقدس کی جلد میں بندوق کی گولی کا سوراخ تھا گولی جلد کو چھیدتی ہوئی کتاب مقدس کے صفحات میں دفن ہوگئی تھی۔

رہا سیمی تو اسے خراش تک نہ آئی تھی۔ چنانچہ جب ہم نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ سیمی پانی سے اتنا ہی گھبراتا تھا جتنی کہ بکری گھبراتی ہے۔ تو اسے فوراً ہی ہوش آگیا اور پھر خود اس کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ کیا واقعہ ہوا تھا۔

"ماجیو!" اس نے کہا۔ "میں اپنی پناہ گاہ میں بیٹھا تھا۔ میں عرض کرچکا ہوں کہ میں صلح پسند انسان ہوں اور خون خرابوں اور ہنگاموں سے طبیعت بولاتی ہے۔ خیر تو میں وہاں بیٹھا

دعاؤں کے ذریعے روحانی سکون حاصل کر رہا تھا۔" ایسے موقع پر سیمی کٹر مذہبی انسان بن جاتا تھا۔ "کہ میں نے سنا کہ بندوقیں اب زیادہ نہ بڑبڑا رہی تھیں بلکہ تقریباً خاموش تھیں۔ میں نے سوچا کہ شاید دشمن فرار ہوگیا ہے چنانچہ میں نے کتاب مقدس کو اپنے چہرے کے سامنے کرکے اپنا سر آہستہ آہستہ کھڈ کے کنارے سے باہر ابھارا کہ جھانک کر دیکھوں کہ جنگ کی ترازو کا پلڑا کس طرح جھکا ہے لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ میں نہیں جانتا۔"

"ظاہر ہے کہ نہیں جان سکتے۔" سامرس نے کہا۔ "کیونکہ بندوق کی گولی بائبل کے لگی اور خود بائبل تمہارے سر پر لگی اور تم بے ہوش ہوگئے۔"

"آہا۔ تو جو میں نے سنا تھا وہ غلط نہیں ہے۔"

"اور کیا سنا تھا تم نے سیمی۔"

"یہی کہ کتب سماوی خدا کے نیک بندوں کی ڈھال ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا مطلب آج سمجھ میں آیا ہے۔ اب یہ بھی سمجھ میں آیا ہے کہ میرا جی جیبی کتاب مقدس لانے کو چاہتا تھا لیکن ہاتھ نے خود بخود آگے بڑھ کر کتاب مقدس کی یہ چھوٹی جلد اٹھالی جو میری فردوس نشین والدہ کی نشانی ہے۔ اگر وہ جیبی بائبل میں اپنے ساتھ لے آیا ہوتا تو دشمن کی گولی اس میں سے گزر کر میرے نحیف جسم میں پیوست ہوجاتی۔ واہ! یعنی خدا کے بھید خدا ہی جانے۔" اور وہ کھانا تیار کرنے چلا گیا۔

اور یہ حقیقت ہے کہ سیمی کی جان واقعی حیرت انگیز اتفاق سے بچ گئی۔ میں نے اسے اتفاق کہا ہے لیکن سیمی کو یقین تھا کہ اس کی جان اس کی دعاؤں نے بچائی تھی۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی میں نے گویا مجلس مشاورت طلب کی اہم مسئلہ غلاموں کا تھا کہ اب ان کا کیا کیا جائے۔ غلام بوما سے باہر پالتی مارے بیٹھے تھے اور عجیب نظروں سے ہماری طرف دیکھ رہے تھے ان میں سے اکثر کے بشروں سے حالیہ جنگ کی تھکن کے آثار ہویدا تھے اور پھر اچانک وہ ایک آواز ہوکر کھانا طلب کرنے لگے۔

"اب اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام کہاں سے کیا جائے۔" سامرس نے کہا۔

"بردہ فروش نے انتظام کیا ہوگا۔ کیونکہ وہ ان غلاموں کو کچھ نہ کچھ تو کھانے کو دیئے ہوں گے۔" میں نے کہا۔

"آؤ ان کے پڑاؤ کی تلاشی لیں۔"

چنانچہ ہم ان کے پڑاؤ کی طرف چلے اور ہمارے پیچھے بھوکے غلاموں کا گروہ چلا اور یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ بردہ فروشوں کے پڑاؤ میں سے ہمیں اور بہت سی چیزوں کے علاوہ چاول، مکئی اور دوسرے قسم کے غلے کا کافی ذخیرہ مل گیا۔ اس میں سے کافی حصہ ہم نے نمک کے ساتھ غلاموں کو دے دیا اور تھوڑی دیر بعد ہی چولھوں پر ہنڈیاں چڑھی ہوئی تھیں اور کھانا تیار ہوگیا تو میں بیان نہیں کرسکتا کہ وہ لوگ کس طرح اس پر ٹوٹ پڑے میں سمجھتا ہوں کئی ہفتوں بعد آج پہلی دفعہ انہیں پیٹ بھر کر غذا ملی تھی۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوگئے تو میں نے کھڑے ہوکر ان کی بہادری کی تعریف کی، ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ آزاد ہیں اور پوچھا کہ اب وہ کیا کرنا اور کہاں جانا چاہتے ہیں۔ اور میری اس بات کا ان سب کے پاس ایک ہی جواب تھا یعنی انہوں نے کہا کہ ہم ان کے نجات دہندہ تھے چنانچہ وہ ہمارے ساتھ ہی چلیں گے۔

اس کے بعد ایک طویل اور عظیم الشان "انڈابا" (مجلس مشاورت) ہوا اس کی تفصیلات درج کرنے کا نہ یہ وقت ہے نہ اس کی ضرورت ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ہم اس بات پر رضامند ہوگئے کہ ان میں سے صرف وہی لوگ جو ہمارے ساتھ جانا چاہتے تھے، ہمارے ساتھ چلیں اور جب وہ اس علاقے میں پہنچ جائیں جس کے راستوں سے وہ واقف تھے، تو پھر وہاں سے الگ ہوکر اپنے اپنے قبائل اور گھروں کی طرف چلے جائیں۔ اس کے بعد بردہ فروشوں کے پڑاؤ سے حاصل کئے ہوئے کمبل اور تھوڑا سا ضروری سامان ان لوگوں میں تقسیم کردیا گیا اور غلے کے ذخیرے پر چند سنتری مقرر کرنے کے بعد ان غلاموں کو بلکہ یوں کہئے کہ آزاد شدہ غلاموں کو خود ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو یہی دعا مانگ رہا تھا کہ جب ہم دوسری صبح بیدار ہوں تو وہ لوگ جا چکے ہوں۔ اس کے بعد ہم بوما پہنچے تو وہاں ہمارے اس زولو شکاری کے دفن کی غمناک رسم ادا

کی جاچکی تھی۔ جس کے سر میں گولی لگی تھی اس کے ساتھیوں نے بوما کے قدموں پر جہاں وہ گرا تھا اس سے صرف چند گز دور قبر کھودی تھی۔ اس قبر میں زولو کی لاش کو اس طرح بٹھا دیا گیا کہ اس ک منہ زولولینڈ کی طرف تھا۔ مرنے والے کے پاس مٹی کے برتن تھے۔ ایک برتن میں پانی بھر کر اس کے دائیں طرف اور دوسرے میں مکئی بھر کر بائیں طرف رکھ دیا۔ اس کے علاوہ اس نے کمبل کے دو ٹکڑے کر کے لاش کے ساتھ قبر میں رکھ دیئے گئے۔ کمبل کو پھاڑ کر اور بھالے کو توڑ کر انہوں نے بقول ان کے ان دونوں چیزوں کو بھی "مار دیا تھا" اس کے بعد وہ بڑی خاموشی سے قبر میں مٹی ڈالنے لگے اور قبر کے دہانے پر بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے کہ لکڑ بھگے قبر کھود کر لاش نہ نکال سکیں۔ قبر بند کردی گئی تو پھر باری باری سے ایک ایک آدمی قریب سے گزرتا اور مرنے والے کا نام لے کر اسے الوداع کہتا سب کے آخر میں مارو آیا۔ اس نے قبر کے سامنے کھڑے ہو کر ایک مختصر سی تقریر کی اور مرنے والے سے کہا کہ نامباکا چلے "یعنی وہ روحوں کی دنیا میں اطمینان سکون اور اطمینان سے چلا جائے۔ مارو نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ وہ بہادروں کی موت مرا تھا اس کے علاوہ مارو نے مرنے والے سے درخواست کی کہ اگر وہ روح بن کر واپس آئے تو ہمارے لئے بدقسمتی نہیں بلکہ خوش قسمتی لے کر آئے اور اگر وہ بدقسمتی لے کر آیا' تو مارو نے اسے دھمکی دی خود مارو روح بن کر اس سے مقابلہ کرے گا اور پھر نتیجہ معلوم' آخر میں وہ بولا کہ ڈربن میں مارو کا سانپ اسے مرنے والے کی موت سے آگاہ کرچکا تھا اور خود مارو اس کی پیشگوئی کرچکا تھا۔ اور اب مرنے والے کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے یعنی مارو نے جھوٹی پیشن گوئی کی تھی چنانچہ مارو نے اس پیشن گوئی کے عوض مرنے والے سے جو فیس (ایک شلنگ) وصول کی تھی وہ حرام کی کمائی نہ تھی۔

"ہاں" زولو شکاریوں میں سے ایک بولا "لیکن اے مارو تم نے کہا تھا کہ ہم سے چھ آدمی مارے جائیں گے۔"

"بیشک یہی کہا تھا۔" میرے سانپ نے "مارو نے چٹکی بھر نسوار اپنے اس نتھنے میں چڑھاتے ہوئے کہا جو کٹا ہوا نہ تھا۔" اور ہمارا یہ بھائی ان چھ مرنے والوں میں سے پہلا ہے

فکر نہ کرو۔ بقیہ پانچ بھی وقت آنے پر اس طرح سے جائیں گے۔ کیونکہ میرا سانپ جھوٹ نہیں بولتا۔ لیکن اگر کسی کو دوسری دنیا میں پہنچنے کی جلدی ہو "اور اس نے دائرہ بنا کر کھڑے ہوئے زولوؤں کی طرف دیکھا تو پھر اسے چاہئے کہ مجھ سے اکیلے میں گفتگو کرے شاید میں انتظام کرنے میں کامیاب ہوجاؤں کہ اس کی باری۔"

وہ ایک دم سے خاموش ہوگیا۔ کیونکہ زولو خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے تھے۔

"یہ اچھا ہوا یار کہ میں نے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے مارو کو فیس نہیں دی۔" جب ہم بوما میں آئے تو سامرس نے کہا "لیکن کوارٹرمین! ان لوگوں نے برتن اور کمبل لاش کے ساتھ کیوں دفن کردیا؟"

"تاکہ روح اپنے سفر میں ان چیزوں کو استعمال کرسکے۔" میں نے جواب دیا۔

"ان زولوؤں کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد آدمی کسی دوسری دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں زندہ رہتا ہے۔"

اس رات میں گہری نیند میں نہ سو سکا۔ چونکہ خطرہ اب ٹل گیا تھا اس لئے اس
تھکن اور کھنچاؤ اب میرے اعصاب پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ پڑاؤ میں خاموشی
بھی نہ تھی ان بار برداروں کی لاشیں جو اس جنگ میں مارے گئے تھے اس کے ساتھیوں
دیدی گئیں اور انہوں نے ان لاشوں کو اس طرح ٹھکانے لگایا کہ انہیں جھاڑیوں پر
پھینک دیا اور تھوڑی دیر بعد ہی لکڑ بھگے ان لاشوں پر آپس میں لڑ رہے تھے اور قہقہے لگا
رہے تھے اس کے علاوہ چند زخمی بھی میرے قریب پڑے ہوئے تھے چنانچہ وہ کراہتے رہے
اور جب وہ کراہتے کراہتے تھک جاتے تو بلند آواز میں اپنے دیوتاؤں کو پکارنے لگتے ان
زخمیوں کے لئے ہم وہ سب کچھ کر چکے تھے جو ہمارے اختیار میں تھا بزدل سیمی بڑا ہی رحم
دل انسان تھا اور کبھی ایک ہسپتال میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کا کام کر چکا تھا چنانچہ اس
نے اس زخمیوں کی مرہم پٹی کی تھی اور رات کو وہ وقتاً "فوقتاً" بیدار ہو کر ان کی خبر معلوم
کرنے آجاتا تھا زخمیوں میں سے کسی ایک کے زخم بھی خطرناک نہ تھے۔

البتہ جس نے سب سے زیادہ میری نیند میں خلل ڈالا وہ شور تھا جو غلاموں کے پڑاؤ
میں بپا تھا۔ افریقہ کے اکثر قبائل کے لوگ عادتاً یا فطرتاً شب بیدار ہوتے ہیں اس لئے کہ
یہاں کی راتیں دن کے مقابلے میں ٹھنڈی ہیں اور کسی خاص اور یادگار موقع پر تو ان کی یہ
عادت خوب رنگ لاتی ہے چنانچہ اس رات بھی آزاد شدہ غلاموں کے پڑاؤ میں جشن
آزادی منایا جارہا تھا۔ چونکہ ان کے پاس ڈھول نہ تھے اس لئے وہ لوگ درختوں کی ٹہنیوں
اور پتھروں سے دھات کے برتن بجارہے تھے اور پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر گیت گا رہے
تھے اس کے علاوہ انہوں نے بڑے بڑے الاؤ روشن کر رکھے تھے اور ان کی روشنی میں
اس کے اردگرد وہ ناچ رہے تھے اور جہاں میں سویا تھا وہاں سے ان کے سائے ایسے معلوم
ہوتے تھے جیسے دوزخ کے عفریت موت کا بھیانک ناچ ناچ رہے ہوں۔

آخر کار میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک گیا۔ ہیس میرے قدموں میں گھڑی بنا

پڑا تھا اور خراٹے لے رہا تھا چنانچہ میں نے ایک لات رسید کر کے اسے جگایا۔

یہ ہنگامہ ہے ہیس؟ میں نے پوچھا۔

ہیس کا جواب لرزہ خیز تھا۔ اس نے کہا۔

باس ان غلام آدمیوں میں سے اکثر آدم خور ہیں میرے خیال میں وہ بردہ فروشوں کو
بھون بھون کر کھا رہے ہیں ان کا گوشت انہیں شاید بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے اتنا کہہ کر
ہیس نے ایک جمائی لی اور پھر گٹھری بن کر سو گیا

میں خود اس بحث کو آگے بڑھانا نہ چاہتا تھا چنانچہ میں بھی خاموش رہا۔

آخر کار دوسری صبح جب ہم روانہ ہوئے ہیں تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا اور روانگی
میں جو تاخیر ہوئی تھی۔ بلاوجہ نہ ہوئی تھی ہمیں بہت کچھ کرنا تھا بردہ فروشوں کی بندوقیں
اور بارود اکٹھی کرنی تھی وہ لوگ ہاتھی دانت کا کافی ذخیرہ چھوڑ گئے تھے اور چونکہ اس
ہاتھی دانت کو ہم اپنے ساتھ نہ لے جاسکتے تھے تقسیم کرنے تھے اس لئے زخمیوں کے لئے
اسٹریچر بنانے تھے ادھر غلام عورتوں کے ساتھ عیاشیوں میں مصروف تھے چنانچہ انہیں اس
عیاشی سے اور مردہ بردہ فروشوں کا گوشت کھانے سے باز رکھنا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ یہ
آسان کام نہ تھا۔ میں نے غلاموں کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ تر لوگ رات کے وقت
بھاگ گئے اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے تھے اس کے باوجود سالو کا گروہ جس میں
عورتیں اور بچے بھی تھے باقی رہ گئے تھے اور ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ ہمارے ساتھ ہی چلیں
گے چنانچہ اس گروہ کو اپنے جلو میں لے کر آخر کار ہم روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد ایک مہینے کے سفر کے واقعات کی تفصیلات بیان کرنا اگر ممکن نہیں تو
دقت طلب ضرور ہے کیونکہ انہیں کئی برسوں کا عرصہ گزر چکا تھا واقعات میرے ذہن میں
گڈمڈ ہو گئے ہیں اتنے بہت سے لوگوں کی غذا کا انتظام ایک اہم مسئلہ بنا ہوا تھا کیونکہ
چاول اور مکئی کا وہ ذخیرہ جو ہم نے بردہ فروشوں کے پڑاؤ میں سے حاصل کیا تھا یہ لوگ جلد
ہی ہضم کر گئے خوش قسمتی سے یہ موسم بہاراں کا اختتام تھا چنانچہ جس علاقے سے ہم گزر
رہے تھے وہ شکار سے پر تھا اس لئے اس سفر کے دوران ہماری رفتار ظاہر ہے کہ سست تھی

ہم نے آزاد شدہ غلاموں کا پیٹ شکار کے گوشت سے بھرا اور چونکہ اس مقصد کے
سب سے زیادہ شکار کرنا پڑتا تھا اس لئے یہ چیز دلچسپی کے بجائے ضرورت بن گئی۔ اور
رفتہ میرے اعصاب پر اثر انداز ہونے لگی اور اس کے لئے ہمارے کارتوس اور
خرچ ہوتی تھی اور اس کا تو ذکر کرنا ہی فضول ہے آہستہ آہستہ ہمارے زولو شکاریوں
دبی زبان میں اسکے خلاف احتجاج کرنا شروع کیا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ چونکہ میں اور
پڑاؤ میں ہی انتظامات میں لگے رہتے تھے اس لئے غلاموں کی غذا کے انتظام کی ذمہ دار
زولو شکاریوں پر آپڑی تھی یہ ایک نیا مسئلہ تھا لیکن خوش قسمتی سے مجھے جلد ہی ایک
سوجھی گئی میں نے غلاموں میں سے تیس چالیس قابل اعتماد اور نسبتاً ذہین آدمیوں
منتخب کر کے انہیں بندوقوں کا استعمال سیکھایا رتاکہ وہ غذا کا انتظام کرلیں غالباً یہ کہنے
ضرورت نہیں کہ چند حادثات ہوئے ایک بندوقچی نے شکار حاصل کرنے کی کوشش
غلطی سے خود اپنے ساتھی کو گولی مار دی اور دوسرے تین کا خاتمہ ایک بپھری ہوئی
اور ایک زخمی بھینسے نے کر دیا لیکن رفتہ رفتہ وہ بندوق ٹھیک سے چلانا سیکھ گئے اور
اس قابل تھے کہ پورے پڑاؤ کے لئے شکار مار لاتے تھے اس کے علاوہ جیسے جیسے ہم آ
بڑھتے رہے غلاموں کے چھوٹے چھوٹے گروہ ہم سے رخصت ہو کر چلے جاتے رہے
اپنے قبائل اور گھروں کی تلاش میں چنانچہ طویل سفر کے بعد جب ہم مازیتو کے لوگوں
سرحد میں داخل ہوئے تو ان آزاد شدہ غلاموں میں سے صرف پچاس ہمارے ساتھ رہ
تھے اور ان میں چودہ وہ تھے جنہیں ہم نے بندوقوں کا استعمال سکھایا تھا۔

اور ہماری اصلی مہم کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔

مازیتو علاقے کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد تین دنوں کا سفر بڑا ہی صبر آزما
کیونکہ جنگل گھنا تھا اور راستہ دشوار گزار تھا ایک دن شیر آزاد شدہ غلاموں میں سے ایک
عورت کو اٹھالے گیا۔ پھر ایک گدھے کو مار گیا اور دوسرے کو اس بری طرح سے زخمی
گیا کہ ہم نے مجبوراً اس دوسرے گدھے کو گولی مار دی آخر کار ہم اس جنگل سے گزر
ایک سطح مرتفع پر نکل آئے جو کافی وسیع تھی اور پورا کا پورا گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔

میرے اندازے کے مطابق سطح سمندر سے ایک ہزار چھ سو چالیس فٹ بلند ہو گا۔

کیا جگہ ہے یہ؟ میں نے ان دو مازیتو سے پوچھا جنہیں ہم نے مانیٹرو سے حاصل کیا تھا
اور جو ہمارے راہبروں کی خدمات انجام دے رہے تھے۔

اور میں نے چاروں پھیلی ہوئی ویران بلندیوں کی طرف دیکھا جو آگے جاکر نیچے اترتی
نظر آتی تھیں اس زبردست میدان میں کچھ نظر نہ آتا تھا سوائے چیتل کے ریوڑ کے بڑا ہی
بے کیف اور اداس تھا منظر تھا وہ کیونکہ ہلکی ہلکی بارش گر رہی تھی اور ساتھ ہی دھند
اڑ رہی تھی اور سرد ہوا پھنک رہی تھی

مجھے نہ تو تمہارے لوگ نظر آرہے ہیں اور نہ ان کے کرال میں نے کہا اگر کچھ نظر
آرہا ہے تو گھاس اور چیتل ہمارے لوگ آئیں گے سردار انہوں نے جواب دیا۔ وہ دونوں
ہی کچھ بے چین اور خوفزدہ دکھائی دیتے تھے۔ یقیناً ان کے جاسوس اس وقت بھی لانبی لانبی
گھاس میں سے یا کسی کھڈ میں سے ہمیں دیکھ رہے ہوں گے۔

تو دیکھنے دو کم بختوں کو میں نے کہا یا شاید ایسے ہی کچھ الفاظ کہے تھے۔ اور پھر ان
دیکھنے والوں کی طرف سے بے پرواہ ہو گیا اور اس کے متعلق کچھ نہ سوچا کہ میری زندگی
آوارہ گردی میں ہی گزر رہی ہے اور میرا شروع سے جو ہو گا دیکھا جائے گا دانا اصول رہا
ہے اور جب کوئی شخص اس اصول کو اپنا لیتا ہے تو پھر یہ سوال اسے پریشان نہیں کرتا کہ کیا
ہو گا۔ یہی حال میرا بھی تھا اس کے علاوہ میں ایک حد تک تضاد قدر پر یقین رکھتا ہوں اور
یہ میرا ایمان ہو گا کہ جو کچھ مقدر میں لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہتا ہے خواہ ہم کتنی ہم
احتیاطی تدابیر کیوں نہ کریں چنانچہ میں نے تو شروع سے ہی اپنی ڈور خدا اور مقدر کے ہاتھ
میں دے دی ہے اور ہمیشہ ہونی سے تقریباً بے پرواہ رہا ہوں اور مستقبل کے متعلق زیادہ
غور نہیں کیا۔

میں نے کہا نا کہ ہونی ہو کر رہتی ہے اور مستقبل کے بطن میں جو کچھ ہوتا ہے وہ
ہمارے سامنے آجاتا ہے اور کل کو ہمارے لئے جو بھلا برا تحفہ لانا ہوتا ہے وہ لے آتی ہے
چنانچہ اس موقع پر بھی ایسا ہی ہوا اور کل ہمارے لئے کچھ لے آئی۔

دوسرے دن پو پھٹنے سے کچھ پہلے ہیس نے جو وفادار کتے کی طرح شاید راتوں کو
نہ تھا مجھے ہولے ہولے جھنجھوڑا اور جب میں نے آنکھیں کھول دیں تو اس نے مجھے
لرزہ خیز اطلاع دی کہ اس نے وہ آواز میں سنی ہیں جو مارچ کرتے ہوئے سینکڑوں آدمیوں
کے قدموں کی چاپ سے پیدا ہوتی ہیں۔

میں نے غور سے سنا کہ کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اندھیرا گہرا تھا چنانچہ کچھ نظر آنے کا
سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ کہاں؟ میں نے عاجز آکر پوچھا۔

ہیس نے زمین سے اپنا کان لگا دیا اور کہا

"یہاں"

میں نے بھی اپنا کان زمین سے لگا دیا اور حالانکہ میری قوت سامعہ تیز تھی لیکن میں
کوئی آواز نہ سن سکا۔ پھر میں نے سنتریوں کو بلا بھیجا لیکن وہ بھی کچھ نہ سن سکے میں نے
ہیس کو برا بھلا کہا کہ اس نے میری نیند خراب کی تھی اور پھر سو گیا۔

بہرحال جلد ہی ثابت ہو گیا کہ ہیس نے غلط نہ کہا تھا ایسے معاملات میں وہ جو کچھ کہتا
ہے وہ صحیح ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کی حس جنگلی جانوروں کی طرح تیز تھیں۔

علی الصبح مجھے پھر جگایا گیا اور اس دفعہ مجھے جگانے والا مارو تھا اس نے مطلع کیا کہ
ہمیں رجمنٹ نے گھیر لیا ہے میں اٹھ بیٹھا اور میں نے دھند کی چادر میں سے جھانک کر
دیکھا مارو نے غلط نہ تھا ہمارے پڑاؤ سے ذرا فاصلے پر بہت سے لوگ صف در صف بتوں کی
طرح خاموش اور بے حرکت کھڑے ہوئے تھے اور پھر وہ لوگ مسلح بھی تھے کیونکہ ان کے
بھالوں کے پھل اندھی روشنی میں چمک رہے تھے۔

اب کیا کیا جائے میکومیزن؟ مارو نے پوچھا۔

میرے خیال میں ناشتہ کیا جائے۔ میں نے جواب دیا۔ "اگر ہمارا آخری وقت آگیا
ہے تو بہتر ہوگا کہ ہم خالی پیٹ لے کر دوسری دنیا میں نہ جائیں۔"

چنانچہ سیمی کو طلب کیا گیا۔ وہ لرزتا کانپتا آیا میں نے اسے کافی تیار کرنے کو کہا اور
سامرس کو جگا کر اسے حالات سے آگاہ کیا۔

"بہت عمدہ" وہ بولا! یہ لوگ یقیناً مازتو ہیں اور ہم نے انہیں خلاف توقع آسانی سے
پالیا۔ ورنہ خدا جانے اس لعنتی علاقے میں ہمیں کتنے ہفتوں تک ٹامک ٹوئیاں مارنی پڑتیں
اور تب کہیں جا کر ہم انھیں تلاش کر سکتے"

"حالات کو اس انداز سے دیکھنے کا طریقہ واقعی برا نہیں" لیکن اگر مناسب سمجھو تو پھر
ایک چکر لگا کر ہر شخص کو ہدایت کر دو کہ کچھ بھی ہو جائے کوئی اس وقت تک گولی نہ چلائے
جب تک کہ اس کا حکم نہ دیا جائے۔ ہاں ان آزاد شدہ غلاموں سے بندوقیں واپس لے لو
کیونکہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر یہ لوگ سرا سیمہ ہوئے تو کیا کریں گے ان بندوقوں
کا۔" میں نے کہا۔

سامرس نے سر ہلایا اور تین چار زولو شکاریوں کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ اس کے جا چکنے
کے بعد میں نے مارو کے مشورے سے ذاتی طور پر چند چھوٹی چھوٹی تیاریاں کر لیں جن کی
تفصیلات بیان کرنا ضروری نہیں اور یہ تیاریاں اسی سلسلے میں تھیں کہ اگر ہمیں مرنا ہی تھا
تو پھر آسانی سے نہیں بلکہ حملہ آور کو بقول چھٹی کا دودھ یاد دلا کر مرنا تھا۔ افریقہ کے سیاح
کے لئے ضروری ہے کہ وہ وحشی دشمن کو بہرحال مرغوب کر دے تاکہ بعد میں آنے والے
سیاحوں کے لئے منزلیں آسان ہو جائیں۔"

تھوڑی دیر بعد ہی سامرس اور زولو شکاری تمام یا زیادہ تر بندوقیں لے کر آگئے اور
انہوں نے بتایا کہ آزاد شدہ غلام بے حد خوف زدہ تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھاگ
جائیں گے۔

"تو بھاگ جانے دو"۔ دھند اتنی گاڑھی تھی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا چنانچہ انہیں "تو
بھاگ جانے دو۔" میں نے کہا۔ کیونکہ وہ لڑائی میں ہماری مدد تو کیا کریں گے الٹا ہمارے
لئے مشکلات پیدا کر دیں گے۔ ان زولوؤں کو فوراً اندر بلا لو جو باہر پہرہ دے رہے ہیں۔
سامرس سر ہلا کر چلا گیا۔ دھند اتنی گاڑھی تھی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا چنانچہ میں نے چند
منٹوں بعد ہی بہت سی آوازیں سنیں اور اس کے فوراً بعد پیروں کی چاپ سنائی دی آزاد
شدہ غلام اور ہمارے باربردار بھی جا چکے تھے اور وہ اپنے ساتھ زخمیوں کو بھگا لے گئے

تھے۔ وہ مسلح وحشی، جو ہمیں گھیرے میں لئے ہوئے تھے اپنا دائرہ مکمل کر رہے تھے
آزاد شدہ غلام اور بار برداران کے دونوں سروں کے درمیان سے نکل گئے اور بھاگ
اس جنگل میں چلے گئے جس میں سے گزر کر ہم آئے تھے۔ میں آج تک سوچ رہا ہوں
پھر ان مفروروں کا کیا بنا؟ یقیناً اکثر تو راستہ ہی میں مر گئے ہوں گے اور بقیہ یا تو اپنے
میں تقسیم ہو گئے ہوں گے اور ان لوگوں کے جو اپنے یا دوسرے قبائل میں پہنچ گئے
تجربات بڑے دلچسپ رہے ہوں گے اور ان کے کارنامے روایت بن کر دو تین نسلوں تک
بیان کئے جاتے رہیں گے۔"

چنانچہ آزاد شدہ غلاموں اور ان بار بردار کو، جو ہم نے مانٹرو سے حاصل کئے تھے
کرنے کے بعد ہم کل سترہ آدمی رہ گئے تھے۔ مارد سمیت گیارہ زولو شکاری، دو سفید
یعنی میں اور سامرس، ہیس اور سیمی اور وہ دو مازیتو جنہوں نے ہمارے ساتھ رہنا پسند کیا
اور ہمارے پڑاؤ کے گرد بے شمار وحشی تھے جو اپنا دائرہ تنگ کر رہے تھے۔

آہستہ آہستہ صبح کی روشنی بڑھی اور دھند چھٹ گئی اور اب میں ان لوگوں کا جا
لینے لگا۔ یہ لوگ جنہوں نے ہمارے پڑاؤ کو گھیرے میں لے رکھا تھا وہ قامت میں زولو
زیادہ بلند تھے، بدن سے دھرے اور ان کا رنگ بھی ہلکا تھا۔ زولوؤں کی طرح ان کے ا
ہاتھ میں بڑی چرمی ڈھال اور دوسرے ہاتھ میں چوڑے پھل والا بھالا نہ تھا۔ ان
بجائے ان وحشی سپاہیوں کے پاس چھوٹی چھوٹی ڈھال اور دوسرے میں چوڑے پھل
بھالا تھا۔ پھینک کر مارا جانے والے بھالے "اساگائی" ان کے پاس نہ تھے۔ ممکن ہے ان
رواج نہ ہو۔ اس کے علاوہ ان وحشی سپاہیوں کے پاس چھوٹی کمانیں تھیں جو ترکشوں
ساتھ ان کی پیٹھ پر پڑی ہوئی تھیں۔

وہ لوگ آہستہ آہستہ اور حیرت انگیز خاموشی سے بڑھ رہے تھے۔ ہر شخص خاموش
اور اگر احکام دیئے گئے تھے تو یقیناً اشاروں میں دیئے گئے تھے میں نے غور سے دیکھا
کسی کے بھی پاس بارودی ہتھیار نظر نہ آئے۔

"اب" میں نے سامرس سے کہا۔ "اگر ہم نے بندوق سے ان میں سے چند کو مار

ایا تو یہ لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ جائیں گے یا شاید نہ بھی بھاگیں اور اگر بھاگ گئے تو شاید
آئیں گے۔"

"وہ بھاگ جائیں یا رکے رہیں کو اٹرمین! سامرس نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
البتہ یہ ضرور ہو گا کہ اس کے بعد وہ اپنے علاقے میں ہماری موجودگی پسند نہ کریں گے۔
خوش آمدید کہنا تو چیز دور کی بات ہے۔ چنانچہ میرے خیال میں تو ہم اس وقت تک کچھ نہ
کریں جب تک کہ مجبور نہ ہو جائیں۔ اور بندوق چلانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ
جائے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ یہ تو بہرحال صاف بات تھی کہ ہم سترہ آدمی
سینکڑوں وحشیوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے پھر میں نے سیمی سے ناشتہ لانے کو کہا۔ وہ غریب
خوف سے نیلا ہو رہا تھا اور اس کا یہ خوف بے بنیاد بھی نہ تھا اول تو اس لئے کہ خطرہ
حقیقت میں زبردست تھا۔ اور دوم اس لئے کہ یہ مازیتو لوگ جنگجو اور ظالم مشہور تھے
چنانچہ اگر انہوں نے حملہ کرنے کی ٹھان لی تو چند منٹوں میں ہی ہم سب کو خاک کر کے رکھ
دیں گے۔

اس چھوٹے سے خیمے کے سامنے جو ہم نے بارش سے بچنے کے لئے لگا لیا تھا، چھوٹی
سی سفری میز لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ سیمی نے ہمارا ناشتہ اسی میز پر چن دیا اور ناشتہ کیا تھا؟ کافی
اور چیتل کا ٹھنڈا گوشت میں اور سامرس ناشتہ کرنے لگے۔ زولو شکاریوں نے بھی مکی کا
دلیہ تیار کر لیا تھا اور وہ ایک طرف بیٹھے چوبی اور مٹی کے پیالوں میں سے بڑے بڑے لقمے
اپنے منہ میں ٹھونس رہے تھے ان کی بندوقیں ان کے گھٹنوں پر تیار دھری ہوئی تھیں۔
ہمارے اس اطمینان یا ناشتے کے عمل نے مازیتو لوگوں کو بہت زیادہ گڑبڑا دیا۔ وہ لوگ بہت
قریب آگئے اور ہم سے کوئی چالیس گز دور رک کر اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ٹکر ٹکر
ہماری طرف دیکھنے لگے میں اس منظر کو کبھی نہ بھولوں گا۔ جو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خواب
کا منظر ہو۔

معلوم ہوتا ہے ہماری ہر بات اور ہر چیز انہیں حیرت زدہ کر رہی تھی۔ مثلاً ہماری بے

تعلق میری اور سامرس کی رنگت (اس وقت تک انہوں نے شاید برادر جون کے علاوہ کسی
دوسرے سفید فام کو نہ دیکھا تھا) ہمارا خیمہ اور ہمارے وہ دو گدھے جو زندہ بچ رہے تھے
اتفاقاً اس وقت ایک گدھا رینگنے لگا تو میں نے دیکھا کہ ماتنو خوفزدہ ہو گئے ایک دوسرے
کی طرف دیکھنے اور چند قدم پیچھے بھی ہٹ گئے۔ آخر کار میرے اعصاب تن گئے۔ جو ایک
آنکھ والا طویل القامت بوڑھا تھا سب کچھ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ میں نے اپنے ماتنو
رہبروں میں سے ایک کو آزادی (غالباً میں یہ بتانا بھول گیا ہوں کہ ہم نے ان کے نام ام
اور بیری رکھے تھے) وہ آگیا تو کافی کا پیالہ اسے دیتے ہوئے میں نے کہا۔

"جیری! ہماری نیک تمناؤں کے ساتھ یہ کافی افسر کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ
اگر اس نے ہمارے ساتھ ناشتہ کرنا پسند کیا تو ہمیں مسرت حاصل ہوگی۔"

بیری بڑا ہی بہادر اور باہمت شخص تھا چنانچہ اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ وہ بھاپ
اڑاتی کافی کا پیالہ دونوں ہاتھوں پر اٹھائے افسر کے سامنے جا کھڑا ہوا اور اسے افسر کی ناک
کے عین نیچے تک لے گیا۔ جیری یقیناً افسر کا نام جانتا تھا کیونکہ میں نے اسے کہتے سنا۔

"اے بابامبا! سفید فام آقا میکومیزن اور دازیال پوچھ رہے ہیں کہ کیا تم ان کے ساتھ
مقدس مشروب پینا پسند کرو گے؟

جیری نے جو کچھ کہا تھا اور بعد میں جو کچھ کہا گیا میں نے اس کا ایک ایک لفظ آسانی
سے سمجھ لیا۔ کیونکہ یہ لوگ جو بولی بولتے تھے وہ زولو زبان سے اتنی ملتی جلتی تھی کہ میں
نے جلد ہی اس میں مہارت حاصل کر لی تھی۔

"مقدس مشروب! بوڑھے بابامبا نے حیرت سے کہا۔ "یہ گرم لال پانی ہے۔ کیا یہ
سفید فام جادوگر مجھے ام دادی کا زہر دینا چاہتے ہیں۔؟

یہاں میں بتاؤں کہ ام دادی یا ما کا سا ایک قسم کا عرق ہوتا ہے جو میوساکی قسم کے
ایک درخت کے گودے سے بنایا جاتا ہے اور اس کا استعمال صرف وچ ڈاکٹر کرتے ہیں اور
اس شخص کو پینے کے لئے دیتے ہیں جس پر کسی جرم کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ یہ عرق پینے
کے بعد اگر ملزم کو قے ہو جائے تو پھر اسے بے گناہ یقین کر لیا جاتا ہے لیکن پینے والے

پر غشی طاری ہو جاتا ہے یا وہ بے ہوش ہو جاتا ہے یا اس کے اعضاء اینٹھ جاتے ہیں تو پھر اسے
مجرم یقین کر لیا جاتا ہے اور پھر یا تو اس عرق کے اثر سے ہی وہ مر جاتا ہے یا اگر زندہ رہتا
ہے تو دوسرے طریقے سے اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔

"اے بابامبا! یہ دادی نہیں ہے" جیری نے کہا"۔ اس کے برخلاف یہ آسمانی مشروب
ہے جس کا یہ اثر ہے کہ پینے کے بعد سفید فام آقا سو گز دور کھڑے ہوئے کسی بھی جاندار
کو ایک دھماکہ کی آواز سے مار گراتے ہیں۔ دیکھو میں خود پیتا ہوں" اور جیری نے کافی کی
ایک چسکی لی حالانکہ گرم گرم کافی نے اس کی زبان جلا دی ہو گی لیکن وہ مسکرایا۔

اب بوڑھے بابامبا کو قدرے اطمینان ہوا۔ چنانچہ اس نے پکوڑا سی ناک بھاپ میں
گھسیڑ کر کافی سونگھی۔ اس کی خوشبو شاید اسے مفرح معلوم ہوئی پھر اس نے ایک شخص
کو اپنے قریب بلایا۔ اس دوسرے شخص کا لباس عجیب و غریب تھا چنانچہ میں نے سمجھ لیا
چنانچہ وہ وچ ڈاکٹر تھا۔ بابامبا نے پیالہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ موخر الذکر نے ایک چسکی لی تو
بابامبا اس کے اثر کا منتظر رہا اور وچ ڈاکٹر پر اس کا اثر یہ ہوا کہ اس نے پیالہ خالی کر جانے
کی کوشش کی لیکن بابامبا نے اس کے ہاتھ سے پیالہ گھسیٹ کر خود اپنے ہونٹوں سے لگایا
کیونکہ میں نے اس خاص پیالے میں شکر بہت زیادہ ڈال دی تھی اس لئے بوڑھے کو کافی
بے حد لذیذ معلوم ہوئی۔

"واقعی یہ مقدس مشروب ہے" وہ چٹخارہ لے کر بولا۔ "اور ہو گا یہ مشروب"؟

"سفید فام آقاؤں کے پاس کافی مقدار میں ہے" "جیری نے جواب دیا" وہ تمہیں
اپنے ساتھ کھانے پر مدعو کر رہے ہیں۔"

بابامبا نے اپنی شہادت کی انگلی پیالے میں ڈال دی۔ پیندے میں اب بھی شکر موجود
تھی اس نے شکر اپنی انگلی پر لی اسے چاٹ گیا اور پھر کچھ سوچنے لگا۔

"اب فکر کی کوئی بات نہیں "میں نے سامرس سے کہا "ہماری کافی پینے کے بعد وہ
میرے خیال میں، ہمیں قتل نہ کرے گا بلکہ شاید وہ ہمارے ساتھ ناشتہ کرنے آ رہا ہے"

"ہو سکتا ہے یہ ہمارے لئے جال بچھایا گیا ہو" بابامبا نے پیالے میں لگی شکر۔ چاٹتے

ہوئے کہا۔

"نہیں" جیری نے بڑے یقین سے کہا۔ "حالانکہ یہ سفید فام آقا چٹکی بجاتے میں
سب کا خاتمہ کرسکتے ہیں لیکن وہ تمہیں نہ ماریں گے۔ کیونکہ تم نے ان کا مقدس مشرو
پیا ہے ہاں اگر یہ مشروب پینے کے بعد کوئی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو
سفید فام آقا اسے کسی صورت زندہ نہیں چھوڑتے۔"

یہ تم مقدس مشروب یہاں نہیں لاسکتے"؟ بابامبا نے کہا اور پیالے میں آخری بارا
زبان پھر کراسے صاف کردیا۔

نہیں" جیری نے جواب دیا۔ "اگر تم پینا چاہتے ہو تو وہاں چلو۔ مجھ پر اعتبار کرو میں
میں سے ہوں چنانچہ دھوکہ نہ دوں گا۔"

"یہ تم نے شاید سچ کہا ہے" "بابا بولا" تمہارے خدوخال سے اور تمہاری باتوں۔
معلوم ہوتا ہے کہ تم مانتو ہو لیکن تم ان سفید آقاؤں کے ساتھ۔ خیر اس کے متعلق
بعد میں باتیں کریں گے۔

لیکن اس وقت سخت پیاس معلوم ہورہی ہے۔ چنانچہ میں چلتا ہوں تمہارے سا
سپاہیوں! بیٹھ جاؤ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچ جائے تو پھر تم
انتقام لینا اور بادشاہ کو خبر دینا۔"

ادھر جیری اور بابامبا میں جب یہ باتیں ہورہی تھیں تو میں نے ہیس اور سیمی کو بلا
ایک بکس کھلوایا اور اس میں سے وہ آئینہ نکالا جو کافی بڑا تھا اور ایک عمدہ چوبی فریم
جڑا ہوا تھا اس کے علاوہ آئینہ کے پیچھے ایک ٹیک لگی ہوئی تھی۔ جس کے سہارے ا
ہر جگہ کھڑا کیا جاسکتا تھا۔ خوش قسمتی سے یہ آئینہ اس سفر میں ٹوٹا نہ تھا اور سچ تو یہ ہے
ہم نے سامان ایسی احتیاط سے پیک کیا تھا۔ کہ آئینے' تو دور کی بات ہے اور اسی قسم
دوسری نازک چیزیں محفوظ رہی تھیں۔ اس آئینے کو میں نے جلدی سے صاف کرکے میز
کھڑا رکھدیا۔

بوڑھا بابامبا آہستہ آہستہ ہماری طرف آرہا تھا۔ اس کا ہر قدم چند ثانیوں کے توقف

کے بعد اٹھ رہا تھا۔ وہ یقیناً اب بھی مطمئن نہ تھا اور اس کی ایک آنکھ حلقے میں گھوم گھوم
کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ ہمیں دیکھ رہا تھا اور ہماری ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔ جب وہ
بہت قریب آگیا تو اس کی نظر آئینے پر پڑی بابامبا کے پیر زمین میں گڑ گئے' وہ اپنی ایک آنکھ
سے آئینے کو گھورنے لگا اور اس کی آنکھ حیرت سے پھیل گئی' وہ پیچھے ہٹا' رکا' لیکن شوق
تجسس سے بے قابو ہوکر پھر آگے بڑھا۔

"کیا بات ہے؟ صفوں میں بیٹھے ہوئے بابامبا کے ماتحت نے پوچھا۔

"بات یہ ہے" بابامبا نے جواب دیا "کہ وہاں میں ایک عظیم جادو دیکھ رہا ہوں"

"جادو یہ ہے کہ میں خود اپنے آپ کو خود اپنی طرف آتے دیکھ رہا ہوں۔ کسی شک کی
گنجائش نہیں کیونکہ میرے ہمزاد کی بھی ایک آنکھ غائب ہے۔"

"تو پھر آگے بڑھو بابامبا" اس وچ ڈاکٹر نے چیخ کر کہا جس نے ساری کافی پی جانے کی
کوشش کی تھی اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اپنا بھالا تیار رکھو اور اگر تمہارا وہ بھوت ہمزاد
تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو اس کا خاتمہ کردو۔"

وچ ڈاکٹر کے یوں ہمت بندھانے پر بابامبا نے اپنا بھالا بلند کیا لیکن پھر فوراً ہی گھبرا کر
جھکالیا۔

بے وقوف وچ ڈاکٹر بات یوں نہیں بنتی" وہ چیخا۔ کیونکہ میرا ہمزاد بھی بھالا بلند کررہا
ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ تم سب میرے پیچھے ہو لیکن یہاں میں تمہیں اپنے
سامنے دیکھ رہا ہوں مقدس مشروب نے مجھ پر نشہ طاری کردیا ہے مجھ پر جادو کردیا گیا ہے
بچاؤ مجھے۔

اور اب میں نے دیکھا کہ مذاق حد سے تجاوز کرکے خطرناک صورت اختیار کرگیا تھا۔
کیونکہ مانتو سپاہی اپنی اپنی کمانیں بڑی افراتفری میں سیدھی کرنے لگے تھے خوش قسمتی
سے اس وقت سورج بھی ٹھیک ہمارے مقابل طلوع ہوا۔ میں نے جلدی سے گھمبیر آواز
سے کہا۔

بابامبا! یہ سچ ہے کہ یہ جادوئی ڈھال' جو ہم خاص تمہارے لئے لائے ہیں۔ تمہیں اپنا

ہمزاد دے رہی ہے چنانچہ اب سے تمہاری مشکلات آدھی رہ جائیں گی۔ لیکن خوشیاں اور دلچسپیاں دگنی ہوجائیں گی۔ چنانچہ جب تم اس ڈھال میں دیکھو گے تو ایک نہ رہو گے بلکہ دور ہوجاؤ گے۔ اس کے علاوہ اس ڈھال کی چند دوسری خصوصیات بھی ہیں "دیکھو"۔

چنانچہ میں نے آئینہ اٹھا کر صبح کے دسورج کی کرنوں کو اس پر لیا اور پھر ان کا عکس ان مازنتوں سپاہیوں کی آنکھوں پر ڈالا۔ جو ہمارے سامنے نیم دائرہ بنائے کھڑے تھے اور یقین کیجئے وہ لوگ حقیقت میں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔

"بہت خوب بہت خوب بابا مبا نے حیرت سے تالیاں بجا کر کہا۔ "اے سفید فام آقا! کیا میں بھی ایسا کرنا سیکھ سکتا ہوں۔"

"ہاں ہاں' کیوں نہیں" میں نے کہا۔ آؤ کوشش کرو لو پکڑو اسے میں منتر پڑھتا ہوں۔ اور میں جو کچھ زبان پر آیا بڑبڑانے لگا اور پھر آئینے کا رخ ان سپاہیوں کی طرف کردیا جو واپس جمع ہورہے تھے۔

"دیکھو بابا مبا دیکھو تم نے ان کی آنکھوں کا نشانہ بنایا ہے تم عظیم ساحر ہو۔ اور دیکھو وہ بھاگ رہے ہیں" اور واقعی پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

"ان لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جو تمہیں پسند نہ ہو؟ میں نے پوچھا۔

"ہاں بہت ہیں" بابا مبا نے کہا۔ "خصوصاً وہ وچ ڈاکٹر جس نے وہ مقدس مشروب پلا جانے کی کوشش کی تھی۔

"بہت اچھا۔ میں بتاؤں گا کہ تم جلا کر اُس کے جسم میں کس طرح سوراخ پیدا کرسکتے ہو لیکن ابھی نہیں۔ ابھی فی الحال سورج کا یہ رقیب مرگیا ہے۔ یہ دیکھو" اور میں نے آئینہ میز کے نیچے کرکے پھر نکال لیا اور اس طرح کہ اور اب اس کا دوسرا رخ بابا مبا کے سامنے تھا۔ اب تم کچھ نہیں دیکھ رہے۔ یا دیکھ رہے ہو کچھ"

"واقعی کچھ نہیں دیکھ رہا سوائے لکڑی کے ایک تختے کے" بابا مبا نے حیرت سے کہا۔

اس کے بعد میں نے قاب کا سرپوش آئینے پر ڈالدیا اور موضوع تبدیل کرنے کی غرض سے کافی کا ایک اور پیالا اس کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ اس کے بیٹھے کے لئے ایک پائی بھی پیش کردی۔

بوڑھا بابا مبا ڈرتے ڈرتے اڈے پر گلوم کی طرح پپائی پر بیٹھ گیا جو فولڈنگ تھی' پیالے کا پھل زمین میں گاڑدیا اور پیالا اٹھالیا اور یہ اس نے غلط پیالہ اٹھا لیا تھا۔ اس پیالے کی کافی پینے کے بعد اسی نے ایسا مضحکہ خیز منہ بنایا کہ سامرس' جو خطرے کو بھول کر پچھلی ایک دو منٹ سے اپنی ہنسی دبائے ہوئے تھا' برداشت نہ کرسکا اور اپنا پیالا میز پر پٹخ کر خیمے میں بھگا اور پھر میں نے خیمے سے اسکی بتیانہ ہنسی کی آواز سنی یہ خود سامرس کی کافی تھی جو یمی نے گڑبڑ کر بابا مبا کو دے دی تھی۔ چند ثانیوں بعد سامرس باہر آیا اور وہ پیالا اٹھا کر لے گیا' جو بابا مبا کے لئے بنایا گیا تھا اور اب یمی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چنانچہ وہ بولا۔

"مسٹر سامرس! مجھے افسوس ہے کہ یہاں سخت لغزش ہوگئی ہے آپ اس کپ سے کافی پی رہے ہیں جسے ابھی ابھی اس بدبودار حبشی نے اپنی زبان سے چاٹ کر صاف کیا تھا۔"

یمی کی اس اطلاع کا اثر فوری ہوا کیونکہ اسی جگہ سامرس نے قے کردی۔

"یہ سفید آقا ایسا کیوں کررہا ہے؟" بابا مبا نے کہا۔ "ہاں۔ اب پتہ چلا کہ تم لوگ مجھے دھوکہ دے رہے ہو۔ اور یہ جو تم نے مجھے پینے کو دیا ہے وہ گرم ام وادی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ اس کی یہ خاصیت ہے کہ اسے پینے کے بعد گناہ گار قے کردیتا ہے اور گنہگار مرجاتا ہے"

"سامرس! خدا کے لئے سنبھلو" میں نے دانت پیس کر کہا اور ساتھ ہی اسکی پنڈلی پر ایک ٹھوکر ماری" ورنہ ہم سب کو ابھی ذبح کردیا جائے گا۔"

میں نے اس کے بعد میں بڑی کوششوں سے اپنی بے چینی کو دبا کر بابا مبا سے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے سردار دراصل یہ سفید آقا مقدس مشروب کا کاہن اعظم ہے۔ اور یہ تم دیکھ رہے ہو یہ اصل میں مذہبی رسم ہے"

اچھا! اگر ایسا ہی ہے تو پھر رسم مجھے بھی ادا کرنی پڑے گی۔"

"فکر مت کرو۔ ایسی بات تمہارے ساتھ نہ ہوگی' میں نے اسے ایک بسکٹ دیتے

ہوئے کہا۔ اچھا! اب یہ بتاؤ سردار بابا مبا تم پانچ سو سپاہی لے کر ہمارے پاس کیوں آ
ہو؟"

"تمہارا خاتمہ کرنے سفید فام۔ آ۔ کس قدر گرم ہے۔ یہ مقدس مشروب لیکن زہر
دار ہے۔ اور تم نے کہا ہے کہ اس کا اثر مجھ پر نہ ہو گا لیکن میں یوں محسوس کر رہا ہو

"یہ کھالو" میں نے بسکٹ کی طرف اشارہ کیا" اور تم ہمارا خاتمہ کس لئے کرنا چاہ
ہو دیکھو سچ کہنا کیونکہ اگر تم نے جھوٹ کہا تو میں اس جادوئی ڈھال سے سچائی معلوم کر لو
گا کیونکہ یہ انسانوں کا ظاہر ہی نہیں بلکہ اس میں باطن بھی اس میں نظر آتا ہے" اور آئینے
پر سے کپڑا اٹھا کر میں اس میں دیکھنے لگا۔

سفید آقا! اگر تم اس جادوئی ڈھال میں میرے خیال پڑھ سکتے ہو تو پھر میری زبان
کیوں تکلیف دے رہے ہو؟ بابامبا نے بڑی عقلمندی کی بات کہی۔ اس کا منہ بسکٹ سے
بھرا ہوا تھا۔ "لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ روشن ڈھال غلط بات بتا دے"۔ چنانچہ میں ہی بتا
ہوں ہمارے بادشاہ بوسی نے ہمیں بھیجا ہے کہ تمہیں قتل کر دیں۔"

کیوں؟

"اس لئے کہ خبر آئی ہے کہ تم غلام پکڑنے آئے ہو اور بندوقیں لے کر آئے ہو کہ
مازیتو لوگوں کو پکڑ کر لے جاؤ اور پھر انہیں ان ڈونگوں میں سوار کر کے جو زبردست کا
پانیوں پر اپنے آپ ہی چلتے ہیں"۔

"مانیٹرو نے بھیجی ہو گی یہ خبر؟ میں نے کہا۔

ہاں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ خبر غلط نہ تھی کیونکہ گزشتہ رات تمہارے ساتھ بہت
سے غلام تھے جو کوئی ایک گھنٹہ پہلے ہمارے بھالوں سے ڈر کر بھاگ گئے۔"

اور اب میں نے خود سے آئینے میں دیکھا اور بڑے سکون سے کہا۔

"لیکن یہ جادوئی ڈھال تو مجھے کچھ اور ہی بتا رہی ہے۔ یہ کہتی ہے کہ بادشاہ بوسی
جس کے لئے ہم بہت سے تحائف لائے ہیں، تم سے کہا ہے کہ تم ہمیں عزت و احترام

ساتھ اس کے پاس لے جاؤ تاکہ ہم دونوں آپس میں بات چیت کر کے کوئی فیصلہ کر سکیں۔"
یہ میں نے اندھیرے میں تیر چلا دیا تھا جو اتفاقاً نشانے پر بیٹھا بابامبا الجھ گیا۔
"یہ۔ یہ۔ سفید آقا نے غلط نہیں کہا۔ "وہ ہکلا کر بولا" وہ میرا مطلب ہے بادشاہ نے
یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دیا تھا۔ وچ ڈاکٹر سے مشورہ کرتا ہوں۔"

"اگر اس نے معاملہ تم پر چھوڑ دیا تھا تو پھر فیصلہ ہو گیا' میں نے کہا" تم سردار ہو اور
شریف ہو چنانچہ ان لوگوں کو قتل کرنے کی کوشش نہ کرو گے جن کا مقدس مشروب تم پی
چکے ہو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا۔ میں نے بڑے سکون سے اضافہ کیا' تو پھر خود تم زیادہ دیر
زندہ نہ رہ سکو گے۔ ایک منتر اور یہ مقدس مشروب تمہارے پیٹ میں ام وادی بن جائے
گی"

"ہاں سفید آقا فیصلہ ہو چکا بابامبا نے کہا" بیشک ہو چکا منتر کہنے کی زحمت نہ کرنا۔ میں
تمہیں بادشاہ کے پاس لے جاؤں گا اور پھر تم اس سے بات چیت کر لینا میں اپنے سر کی اور
اپنے باپ کی روح کی قسم کھاتا ہوں کہ میری طرف سے تم محفوظ ہو۔ میں عظیم وچ ڈاکٹر
اماجی کو بلاتا ہوں۔ اس کے سامنے میں اس معاہدے کی تصدیق کر دوں گا اور اسے یہ
جادوئی ڈھال بھی دکھا دوں گا۔

چنانچہ اماجی کو طلب کیا گیا۔ بابامبا نے اسے بلانے کے لئے بیری کو بھیجا تھوڑی دیر
بعد ہی وہ عظیم وچ ڈاکٹر ایک تھیلا اٹھائے جو سانپ کی کینچلیوں' مچھلی کے شانوں' لنگور کے
دانتوں اور جادوئی جڑی بوٹیوں یا دواؤں کی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں پر مشتمل اٹھائے آگیا اس
کے اور بھی زوردار بنانے کے لئے اس نے اپنے چہرے پر پیلی مٹی سے ایک لکیر کھینچ رکھی
تھی جو اس کے ماتھے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرتی تھی جہاں گردن سینے سے ملتی ہے
اس کے چھوٹے گھنگھریالے بال نیلے رنگ سے رنگے ہوئے تھے اور پگھلی ہوئی چربی سے چپ
چپے ہو رہے تھے۔ بالوں میں گوند کا چھوٹا سا حلقہ گندھا ہوا تھا جو ٹھیک اس کی چندیا پر سینگ
کی طرح کوئی پانچ انچ اوپر تک اٹھا ہوا تھا۔ یہاں تک خیر ٹھیک تھا لیکن ستم بلائے ستم یہ کہ
اس بدصورت کا غصہ بھی شیطانی تھا چنانچہ آتے ہی وہ ہم پر برس پڑا کہ "ہم نے مقدس

مشروب" پینے کے لیے اسے بابامبا کے ساتھ مدعو نہ کیا تھا۔

ہم نے کہا کہ اس کے لئے مقدس مشروب فوراً تیار ہو جا ہے لیکن اس نے انکار کر دیا کہ شاید ہم سے زہر دیدیں گے۔

اور پھر بابامبا نے رک رک کر اور قدرے بے چینی سے' کیونکہ صاف ظاہر تھا بوڑھے ساحر سے ڈرتا تھا۔ معاملہ اس کے سامنے بیان کیا۔ اماجی سر جھکائے خاموش سنتا رہا اور جب بابامبا نے کہا کہ بادشاہ کے حکم کے بغیر ہم جیسے جادوگروں کو تنگ کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے تو اماجی نے پہلی دفعہ زبان کھولی اور پوچھا۔

"تم انہیں جادوگر کیوں کہہ رہے ہو؟"

چنانچہ بابامبا "جادوئی ڈھال" کے متعلق بتایا کہ اس میں تصویریں نظر آتی ہیں۔

"واہیات۔ اماجی نے کہا۔" ٹھہرا ہوا پانی اور چمکتی ہوئی دھات بھی تصویریں دکھاتی ہیں۔"

"لیکن یہ ڈھال آگ پیدا کر سکتی ہے" بابامبا بولا۔ ان سفید آقاؤں کا کہنا ہے کہ یہ آدمی کو جلا کر خاک کر سکتی ہے۔"

"تو پھر اسے مجھے جلانے دو۔ ہاں کہو کہ وہ ڈھال مجھے جلادے۔" اماجی نے حقارت سے کہا' بابامبا پھر بولا اور پھر کہوں گا کہ یہ سفید لوگ حقیر اور معمولی غلام والے نہیں بلکہ حقیت میں وہ عظیم جادوگر ہیں اور اس قابل ہیں کہ انہیں رکھا جائے

"سفید فام آقا!" جلادو اسے اور دکھا دو اسے کہ یہ سچ کہتا ہوں" بابامبا نے ہو کر کہا۔

اور اس کے بعد بابامبا اور اماجی میں تو تو میں میں ہونے لگی صاف بات تھی دونوں قریب تھے اور اسی وقت دونوں کا مزاج بگڑ تھا۔

سورج اب کافی بلند ہو چکا تھا۔ اور اس کی کرنوں میں اتنی تمازت ضرور آگئی تھی ہم اماجی کو اپنے جادو کا مزا چکھا سکتے تھے۔ اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس بوڑھے کو مزہ ضرور چکھاؤں گا۔ مجھے یقین تھا کہ معمولی سا آئینہ اتنی گرمی پھینک

جلنے لگے۔ چنانچہ میں نے اپنی جیب سے وہ محدب شیشہ برآمد کیا وہ بہت زیادہ تیز تھا اور میں کبھی کبھی' دیا سلائی کی تیلیاں بچانے کے لئے آگ جلایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک میں آئینہ اور دوسرے میں محدب شیشہ لیکر میں اپنے تجربے کے لئے مناسب زاویئے کھڑا ہو گیا۔ بابامبا اور اماجی ایسی گرماگرمی میں تھے کہ انہوں نے میرے اس عمل کو تھا۔ شعاعیں محدب شیشے میں گزار کر میں نے اس کی گرم رو کی زد میں اماجی کی کھوپڑی کے اس حصے کو لیا جہاں سینگ کھڑا ہوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اس کا وہ سینگ سلگ تھے کیونکہ میرا ارادہ اس میں صرف سوراخ پیدا کردینے کا تھا لیکن اتفاقاً یہ سینگ کسی چیز کے غالباً نرسلی یا ایسی ہی کسی لکڑی کے سہارے کھڑا ہوا تھا۔ بہرحال تمیں بعد اماجی کا سینگ عمدہ مشعل کی طرح جل رہا تھا۔

"واہ" کافر جو دیکھ رہے تھے۔ چلائے

"خدا کی قسم" سامرس نے کہا۔

"دیکھو دیکھو" بابامبا خوشی سے جھوم کر بولا" اے آدمی کے پھولے ہوئے کپے' اب تسلیم ہے یا نہیں کہ دنیا میں تم سے بھی بڑے جادوگر موجود ہیں"

"اے کتے کے نطفے! کیا ہوا کہ جو مجھ پر ہنس رہا ہے۔ غضب ناک اماجی چلایا۔

صرف وہی اس بات سے بے فکر تھا کہ اس کا سینگ یا چٹیا سلگ رہی تھی۔

لیکن پھر فوراً ہی اس کے دل میں کچھ شک پیدا ہوا چنانچہ اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر پھیرا لیکن پھر فوراً ہی ایک چیخ کے ساتھ جھکا لیا پھر وہ حقیقت میں تگنی کا ناچ ناچنے نتیجہ ہوا کہ شعلے کو ہوا لگی اور آگ نے اماجی کے بالوں میں پڑی ہوئی چربی کو بھی میں لے لیا زولوؤں نے خوشی کے نعرے لگائے بابامبا تالیاں پیٹنے لگا' سامرس پر ہنسی کا پڑا لیکن میں گھبرا گیا قریب ہی ایک چوبی برتن پڑا ہوا تھا۔ جس میں سے پانی لے کر کافی گئی تھی خوش قسمتی سے وہ اب بھی نصف کے قریب بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہ ڈول اور اماجی کی طرف بھاگا۔

سفید آقا! مجھے بچاؤ" وہ چیخا' بیشک تم عظیم جادوگر ہو اور میں تمہارا غلام ہوں"

"میں نے ڈول اس کے سر پر نہ صرف اندھا دیا بلکہ اسے پہنا دیا۔" ہمں
شعلہ بجھ گیا اور اس پانی سے دھواں اور بدبو کے بھبکے نکلنے لگے جو اماجی کے جسم
تھا۔ خود اماجی بے حرکت اور خاموش کھڑا ہوا تھا۔ جب مجھے یقین آیا کہ آگ
ہے۔ تو میں نے اس کے سر پر سے ڈول اٹھالیا اور اب جو اس خوفزدہ اماجی کا چہرہ
ہوا اور اس کے سر پر اب سینگ نہ تھا۔ اس کی کھوپڑی نہ جلی تھی کیونکہ میں نے
وقت پر اس کے سر پر ڈول اندھا دیا تھا البتہ یہ ضرور ہوا کہ وہ عمر بھر کے لئے گنجا
کیونکہ جب اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو جلے ہوتے بال جھڑ گئے۔

"غائب ہو گئی" اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بعد حیرت سے کہا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا بالکل غائب ہو گئی اس جادوئی ڈھال نے خوب کام کیا
نا؟"

"تم پھر بھی آگ لگا سکتے ہو سفید آقا؟" اس نے پوچھا۔

"اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ تم ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو" میں
جواب دیا۔

چنانچہ وہ کچھ کہے بغیر پلٹ کر سپاہیوں کی طرف چل دیا اور انہوں نے قہقہوں
اس کا استقبال کیا۔ صاف ظاہر تھا کہ اماجی ہر دلعزیز نہ تھا اور اس کی بدحواسی شکست
ذلت نے ہر کس و ناکس کو خوش کردیا تھا۔

بابامبا۔ بھی بہت خوش تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے جادو کی تعریف کے لئے الفاظ
نہیں رہے تھے۔ بہرحال وہ ہمیں فوراً ہی بادشاہ کے پاس لے جانے کی تیاریوں میں مصروف
ہوگیا۔ بادشاہ اس کے دارالسلطنت میں تھا اور خاص بستی کا نام "بیزا" تھا بابامبا نے
کھا کر ہمیں یقین دلایا کہ اس کی اور اس کے آدمیوں کی طرف سے ہمیں کوئی نقصان
پہنچے گا۔ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے ہمارے جادو" کو نہ سراہا اور وہ تھا اماجی
جب وہ پلٹ کر سپاہیوں کی طرف جارہا تھا تو اس کی آنکھوں میں شدید نفرت کی جھلک
نے دیکھ لی تھی۔ اور میں نے سوچا تھا کہ میں نے محب شیشے کا استعمال کرکے جو

بہت دیا ہے حالانکہ اس کی چٹیاں جلانے کا میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔

بعد میں مارو نے مجھ سے کہا! اور اچھا ہوتا کہ تم نے اس سانپ کو جلا کر راکھ بن
جانے دیا ہوتا' کیونکہ اس طرح اس کے زہر کا بھی خاتمہ ہو جاتا بابا! میں خود بھی وچ ڈاکٹر
ہوں اور جانتا ہوں کہ ہمارے ہم پیشہ کبھی اس بات کو معاف نہیں کرتے کہ ان کا مذاق
اڑایا جائے۔ اور ان پر ہنسا جائے۔ میکومیزن!

ہم نے اماجی کو ان سب لوگوں کے سامنے ذلیل کیا ہے اور وہ اس بات کو کبھی نہ
بھولے گا"

دوپہر کے وقت ہم نے اپنا پڑاؤ اٹھایا اور بادشاہ بوسی کے کرال بیزا کی طرف روانہ
ہوگئے۔ ہم سے کہا گیا کہ ہم دوسرے دن شام کو وہاں پہنچ جائیں گے۔ کئی گھنٹوں تک
مازیتو رجمنٹ ہمارے عین آگے بلکہ یوں کہئے کہ ہمارے چاروں طرف مارچ کرتی رہی۔
نے بابامبا سے شکایت کی کہ ان قدموں کی چاپ کی آواز اور ان کے چلنے سے اٹھتی ہوئی
دھول ہمارا دماغی سکون درہم برہم کر رہی تھی یہ شکایت ہم نے ایسی سنجیدگی سے کی تھی کہ
اس نے رجمنٹ کو آگے روانہ ہوجانے کا حکم دے دیا۔ لیکن پہلے اس نے کہا کہ ہم
ماں کی قسم کھائیں۔ ماں کی افریقی قبائل میں بڑی مقدس قسم تسلیم کی جاتی تھی۔ کہ ہم فرار
ہونے کی کوشش نہ کریں گے مجھے اعتراف ہے کہ قسم کھانے سے پہلے میں ذرا ہچکچایا
تھا۔ اول تو اس لئے کہ مازیتو لوگوں کی طرف سے میں مطمئن نہ تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ
جیری نے مجھے مطلع کیا تھا کہ شکست خوردہ اماجی ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ کسی ضروری
کام کا بہانہ کرکے آگے روانہ ہوگیا تھا۔ اگر فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا جاتا تو میں مازیتو لوگوں کی
بستی میں جانے کے بجائے چپکے سے جنگل میں گھس پڑتا اور وہاں چند مہینے سیر و شکار میں
گزار دیتا ہمارے زولو شکاری اور ہیس بھی یہی چاہتا تھا۔ رہا سیمی تو اس کے متعلق شاید
کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ وہ ہم سب سے زیادہ خوف
زدہ تھا لیکن جب میں نے اپنا ارادہ سامرس کے سامنے ظاہر کیا تو وہ گڑگڑانے لگا کہ میں یہ
ارادہ ترک کردوں۔

"دیکھو یار کوارٹرمین" اس نے کہا۔ "اس لعنتی ملک میں میں وہ سپری پیدم لینے آیا
ہوں اب یا تو میں اسے حاصل کرکے رہوں گا یا پھر اسے تلاش کرنے کی کوشش میں مارا
جاؤں گا۔" تاہم اس نے ہمارے جذبات سے عاری چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے اضافہ
کیا۔ "تمہاری زندگیوں سے کھیلنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے اب اگر تمہارے خیال میں یہ
مہم واقعی بہت زیادہ خطرناک ہے تو پھر میں اکیلا بابامبا کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ تم سے کم

یہ ہے کسی ایک کا تو بوسی کے کرال میں جانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ قطع نظر اور باتوں
کے بہت ممکن ہے وہ صاحب وہاں آجائیں جنہیں تم برادر جون کہتے ہو۔ قصہ مختصر
کوارٹرمین میں تو بہرحال ارادہ کرچکا ہوں چنانچہ مجھے سمجھانا یا روکنا فضول ہے البتہ تم اپنی
مرضی کے مالک ہو۔"

میں نے اپنا پائپ جلایا، بہت دیر تک اس ضدی نوجوان کی طرف دیکھتا اور اس معاملہ
کے ہر پہلو پر غور کرتا رہا اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ سامرس ٹھیک ہی کہہ رہا تھا اور
میں نے جو کچھ سوچا تھا وہ مناسب نہ تھا۔ بے شک ہم بابامبا کو رشوت دے کر، یا کسی اور
ذریعہ سے آسانی سے واپس لوٹ سکتے اور بہت سی دشواریوں اور مصائب سے اپنا دامن
بچا سکتے تھے لیکن دوسری طرف یہ بات بھی تھی کہ ہم واپس لوٹ جانے کے لئے ان
بیابانوں میں نہ آئے تھے۔ اور پھر اس مہم پر روپیہ کس نے لگایا تھا؟ سامرس نے اور وہ
آگے بڑھنے پر مصر تھا۔ برادر جون سے بیزا میں اتفاقی ملاقات کو اگر نظرانداز کر بھی دیا جائے
تب بھی کم سے کم میں بزدلی اور بودے پن کا ثبوت دے کر اپنی ہار ماننے کے لئے تیار نہ
تھا۔ ہم لوگ ان پراسرار وحشیوں کا کھوج لگانے کے ارادے سے چلے تھے جو ایک کرلیے
اور ایک پھول کی پرستش کرتے تھے اور ہمیں اس وقت تک آگے بڑھتے رہنا چاہئے تھا
جب تک کہ حالات ہمیں پسپائی پر مجبور نہ کردیتے۔ بہرحال خطرات تو ہر طرف ہوتے ہی
ہیں اور وہ لوگ جو خطرات سے خائف ہوکر پیچھے ہٹ جاتے ہیں وہ زندگی میں اس کے کسی
شعبے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

"مارو" میں نے اپنے پائپ سے سامرس کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "ان
کو سی وازیلا فرار ہونا نہیں چاہتے بلکہ وہ پونگو لوگوں کے علاقے میں جانا چاہتے ہیں۔
اور ٹھیک یہ ممکن ہوا۔ اور یہ نہ بھولو مارو کہ جتنا بھی روپیہ خرچ ہوا ہے وہ ان کو سی وازیلا
نے ہی ادا کیا ہے۔ چنانچہ ہم ان کے تنخواہ دار ملازم ہیں اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا
ہے کہ اگر ہم بھاگ گئے تب بھی وہ اکیلے ان مازیتو لوگوں کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں
گے۔ اس کے باوجود اگر تم لوگوں میں سے کوئی بھاگ جانا چاہتا ہے تو نہ تو ان کو کوسی

وازیلا اسے روکیں اور نہ میں ہی روکوں گا۔ "اب کہو مارو تم کیا کہتے ہو؟"

"میں یہ کہتا ہوں میکومیزن کہ حالانکہ وازیلا کم عمر ہے لیکن وہ عظیم مرد ہے اور بہ
بہادر ہے۔ چنانچہ جہاں تم جاؤ گے اور وہ جائے گا وہاں میں بھی جاؤں گا اور میرے پیا
میں ہمارے زولو شکاری بھی جائیں گے۔ میکومیزن! یہ مازیتو لوگ مجھے پسند نہیں ہیں اگر
ہے ان کے "باپ" زولو رہے ہوں لیکن ان کی "مائیں" نیچ ذات تھیں۔ رہے پونگو از
کے متعلق میں نے کبھی کوئی اچھی بات نہیں سنی بلکہ جو بات بھی سنی ہے برائی میں ہی
ہے۔ تاہم میکومیزن! اگر بیل کی راہ میں کیچڑ کا کھڈ آجائے تو وہ واپس نہیں لوٹ جاتا چنانچہ
میکومیزن! بس آگے بڑھو کیونکہ اگر ہم دلدلوں میں غرق ہو بھی گئے تو اس سے کیا فرق
پڑجائے گا؟ لیکن میرا سانپ کہہ رہا ہے کہ ہم غرق نہ ہوں گے، کم سے کم ہم سب غرق نہ
ہوں گے۔ چنانچہ طے پایا کہ فرار ہونے یا پلٹ پڑنے کی کوشش نہ کی جائے۔ یہ سچ ہے کہ
سیمی البتہ پلٹ جانا چاہتا تھا لیکن جب اس کے اس ارادے کو جامعہ عمل پہنانے کی تیاریاں
کی گئیں اور اسے ایک گدھا، بندوق، اور اتنے کارتوس اور اشیاء خورد و نوش کا ذخیرہ جو
کہ وہ اٹھا سکتا تھا، دیا گیا تو اس نے بھی اپنا ارادہ بدل دیا۔

"مسٹر کوارٹرمین!" وہ بولا! "میرے خیال میں یہ مناسب رہے گا کہ میں بجائے اس
کے کہ تن تنہا جنگل کے کسی خوفناک حصے میں زندگی کی آخری سانس لوں اور کوئی میرے
حلق میں پانی ٹپکانے والا نہ ہو آپ جیسے بہادروں کے ساتھ اپنی اجل کو لبیک کہوں۔"

"خوب کہا سیمی" میں نے کہا "لیکن چونکہ ابھی اجل کو لبیک کہنے کا وقت نہیں آیا
اس لئے مناسب ہوگا کہ تم جاکر کھانا تیار کرو۔"

چنانچہ اپنے شکوک کو بالائے طاق رکھ کر ہم آگے بڑھتے رہے اور ہماری رفتار اطمینان
بخش تھی کیونکہ ہمارے جو باربردار بھاگ گئے تھے ان کی جگہ نئے باربرداروں نے لے لی
تھی۔ بابامبا اپنے ایک اردلی کے ساتھ ہمارے شانہ بشانہ سفر کر رہا تھا چنانچہ اس سے
بہت سی باتیں معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

معلوم ہوا کہ مازیتو بڑا زبردست قبیلہ تھا جس کے سپاہیوں کی تعداد پانچ سے سات ہزار

تھی۔ روایت تھی کہ یہ لوگ جنوب کی طرف سے آئے تھے اور اسی نسل سے تھے
ے کہ زولو تھے البتہ زولوؤں کے متعلق ان لوگوں کی معلومات یونہی سی تھی۔ اس
تو کوئی شک نہیں کہ اگر ان کی بولی کو نظرانداز کر بھی دیا جائے تب بھی ان کے اس
وی کی تصدیق اس بات سے ہوتی تھی کہ ان کی بہت سی رسومات زولوؤں سے ملتی جلتی
یں البتہ ان کا فوجی نظام زولوؤں کی طرح مکمل نہ تھا اور چند دوسری باتیں بھی ایسی تھیں
مازیتو لوگوں کو کسی کم درجہ نسل سے مشابہت کر رہی تھیں مگر یہ لوگ فن تعمیر افریقہ کے
دوسرے قبائل سے بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ افریقہ کے تقریباً تمام قبائل کی
جھونپڑیاں بھیڑوں کے چھتے کی شکل کی ہوتی ہیں۔ اور دروازہ اتنا نیچا ہوتا ہے کہ آدمی
پایوں کی طرح چاروں ہاتھوں ٹانگوں پر چل کر اندر داخل ہوسکتا ہے۔ اس کے برخلاف
یتو لوگوں کی جھونپڑیاں۔ جن کے کرال اب ہماری راہ میں پڑ رہے تھے۔ بے ڈھنگی نہ
یں اور دروازہ بھی اتنا بلند تھا کہ معمولی قدوقامت کا آدمی سربلند کرکے اور اپنی ٹانگوں پر
کران میں داخل ہوسکتا تھا۔

اس سفر کے دوران ہم نے اسی قسم کی ایک جھونپڑی میں رات کے وقت قیام کر دیا۔
ر اگر پسوؤں کی افراط نہ ہوتی اور انہوں نے ہمیں باہر صحن میں نہ بھگا دیا ہوتا تو وہ
جھونپڑی بڑی آرام دہ ثابت ہوتی۔ رہی دوسری باتیں تو یہ مازیتو بہت حد تک زولوؤں سے
تے جلتے تھے۔ ان کے کرال تھے اور یہ لوگ مویشی رکھتے اور ان کی نسل بڑھاتے تھے، ہر
رال کا ایک سردار تھا جو عظیم سردار بادشاہ کا ماتحت ہوتا تھا۔ یہ لوگ جادو اور سحر پر یقین
رکھتے تھے۔ اور اپنے اجداد کی روحوں کے نام پر قربانی پیش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ
ل کی عظیم قوت پر بھی یقین رکھتے تھے جو ان کے اعتقاد کے مطابق دنیا کے کاروبار کو
ائی تھی اور اپنے ارادوں اور فیصلوں کو وچ ڈاکٹروں کے ذریعہ ظاہر کرتی تھی۔ اس عظیم
ت کے متعلق ان کے خیالات بہرحال مبہم تھے اور آخر میں یہ کہ مازیتو جنگجو قوم تھی اور
بڑا اب بھی ہیں۔ یہ لوگ جنگ پسند کرتے تھے اور ہمسایہ قبائل پر کسی نہ کسی بہانے سے
کیا کرتے تھے، مردوں کو قتل کر دیتے اور عورتوں اور مویشیوں کو ہنکا لے جاتے۔

مازیتو لوگوں کی چند خوبیاں بھی تھیں۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے دشمن کے معاملے میں
ظالم تھے لیکن ویسے فطرتاً رحم دل مہمان نواز تھے۔ اس کے علاوہ انہیں نہ صرف غلا
کی تجارت سے بلکہ بردہ فروشوں سے بھی نفرت تھی۔ ان لوگوں میں مثل مشہور تھ
انسان کو قتل کردینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اس سے اس کی آزادی چھین لی جا
اس کے علاوہ یہ لوگ آدم خوری کو جو ان دنوں افریقہ کے قبائل میں عام تھی۔ نفر
نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسی لئے پونگو لوگوں کا نام حقارت سے لیتے تھے کیونکہ پونگو آد
تھے۔

بے حد سرسبزوشاداب علاقے میں سے گزرنے کے بعد ہم دوسرے دن بیزا میں
یہ بستی ایک وسیع میدان میں تھی اور میدان کے چاروں طرف پہاڑیاں تھیں۔ اور
کے باہر مکئی کے ہرے بھرے کھیت تھے جن میں تیار فصل لہلہا رہی تھی بستی کی قلعہ
بھی کی گئی تھی یعنی موٹے موٹے شہتیروں کی بلند کانٹے دار جھاڑیاں اور تھور لگا کر
اور بھی مضبوط کردیا تھا۔

باڑ کے اندر بستی کو مختلف حصوں یا کوارٹروں میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک حصہ
لہار کوارٹر کہلاتا تھا' دوسرا سپاہی کوارٹر' تیسرا شکار کوارٹر پھر ہزاروں کا کوارٹر اور کھال
چھیلنے والوں کا کوارٹر وعلیٰ ہذالقیاس۔

بادشاہ اس کی بیویوں اور اس کے عزیزوں و مشیروں کی قیام گاہیں شمالی دروازے کے
قریب تھیں نیم دائرے میں بنی ہوئی جھونپڑیوں کے بیچ میں وسیع و عریض میدان چھٹا ہوا تھا
کہ وقت ضرورت یا ناگہانی حملے کے وقت مویشی اس میدان میں لے آئے جائیں۔ بہرحال
جس زمانے میں ہم بیزا میں پہنچے یا اس وقت یہ میدان کار زار اور سپاہیوں کے قواعد کے
لئے استعمال کیا جارہا تھا۔

ہم جنوبی دروازے سے بستی میں داخل ہوئے یہ دروازہ خاصا مضبوط نظر آتا ہے۔
سورج غروب ہورہا تھا کہ ہم ان جھونپڑیوں کے سامنے تھے جو مہمانوں کے لئے تھیں۔ یہ
مہمان خانے سپاہیوں کے کوارٹر میں تھے اور شاہی جھونپڑیوں سے زیادہ دور نہ تھے۔ غالباً یہ
کہنے کی ضرورت نہیں کہ جب ہم بھیڑ میں سے گزر رہے تھے ہر شخص خاموش تھا کیونکہ
مازیتو فطرتاً کم گو واقع ہوئے تھے۔ البتہ اس بھیڑ میں جو سپاہی تھے' انہوں نے بھالے بلند
کرکے ہمیں سلام کیا ورنہ پوری بھیڑ خاموش تھی اور سب کے سب حیرت اور دلچسپی سے
ہمیں دیکھ رہے تھے بابامبا سے ہمارے تعلقات تقریباً دوستوں کے سے ہوگئے تھے۔ چنانچہ
اس نے جن جھونپڑیوں میں ہمیں پہنچایا وہ صاف ستھری اور آرام دہ تھیں۔ یہاں میں یہ
بتادوں کہ ان جھونپڑیں کے گرد بھی باڑ بنی ہوئی تھی کہ مہمانوں کو تخلیہ حاصل رہے۔

ایک جھونپڑی میں ہمارا کل سامان' جن میں وہ بندوقیں بھی تھیں جو ہم نے بردہ
فروشوں سے پڑاؤ میں سے بطور مال غنیمت حاصل کی تھیں' بڑے سلیقے سے رکھ دیا گیا تھا
اور وہاں ایک مازیتو پہرہ دے رہا تھا۔ گدھے ذرا فاصلے پر باڑے میں بندھے ہوئے تھے۔
اس باڑ کے باہر ایک اور مازیتو مستعد کھڑا تھا۔ یہ بھی پہرہ دے رہا تھا۔

"ہم یہاں قیدی ہیں؟" میں نے بابامبا سے پوچھا۔

"بادشاہ خود اپنے مہمانوں کی خبر گیری کرتا ہے۔" اس نے گول مول جواب دیا۔

"آج رات مجھے بادشاہ کے حضور طلب کیا گیا ہے چنانچہ کیا سفید آقا اسے کوئی پیغام دینا پسند کریں گے؟"

"ہاں" میں نے جواب دیا۔ "بادشاہ سے کہو کہ ہم اس کے بھائی ہیں جس نے بادشاہ کے جسم کے ایک حصے پر سے سوجن کاٹ کر الگ کردی تھی اور ہم نے اس سے اسی بستی میں ملاقات کرنا پہلے سے طے کرلیا ہے۔ میری مراد لمبی داڑھی والے اس سفید آقا سے ہے جو تم لوگوں میں واگیتاہ کے نام سے مشہور ہے۔"

بابامبا چونکا۔

"تم واگیتاہ کے بھائی ہو! تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ تم نے پہلے اس کا نام نہ لیا اور وہ کب تک یہاں ملنے آئے گا؟ جان لو کہ واگیتاہ عظیم ہے اور محترم ہے کیونکہ تنہا اسی کو ہمارے بادشاہ نے اپنا خون بدل بھائی بنایا ہے۔ چنانچہ مازیتو لوگوں میں جو مقام بادشاہ کو حاصل ہے وہی واگیتاہ کو حاصل ہے۔"

"بے شک ہم نے پہلے اس کا نام نہیں لیا اور اس لئے نہیں لیا بابامبا کہ ہم ہر بات کو ایک ہی وقت میں نہیں کہہ دیتے۔ رہی یہ بات کہ واگیتاہ یہاں کب آرہا ہے تو اس کے متعلق میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ یہ یقین سے کہتا ہوں کہ وہ آئے گا ضرور!"

"ہاں آقا میکومیزن۔ لیکن کب؟ کب؟ یہی بات بادشاہ معلوم کرنا چاہے گا اور یہی بات تمہیں مجھے بتانی ہے۔ آقا!" اس نے آواز دبا کر اضافہ کیا۔ "یہاں تمہارے بہت سے دشمن ہیں اور یہاں تمہیں خطرہ لاحق ہے کیونکہ کسی بھی سفید فام کی آمد اس علاقے میں خلاف قانون ہے۔ چنانچہ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو پھر بادشاہ کو آئندہ کل یہ بتانے کے لئے تیار رہو کہ واگیتاہ جس سے بادشاہ بہت محبت کرتا ہے، یہاں کب آرہا ہے اور یاد رکھو کہ واگیتاہ کو بہت جلد اور ٹھیک اسی دن یہاں پہنچنا ہے جس دن کا نام تم بادشاہ کو بتاؤ گے۔ اگر ایسا نہ ہوا، اگر واگیتاہ ایک دن کی تاخیر سے بھی یہاں پہنچا تو تم اس قابل نہ رہو گے کہ اس کی باتیں سن سکو اور اس سے کچھ کہہ سکو۔ میکومیزن! میں تمہارا دوست ہوں اور اسی لئے تمہیں یہ مشورہ دے رہا ہوں۔ بس بابامبا، تمہارا دوست وہ کہہ چکا جو اسے

کہنا تھا۔ پھر بابامبا! اٹھا اور مزید کچھ کہے بغیر جھونپڑی سے اور پھر باڑ کے دروازے سے باہر نکل گیا باہر پہرہ دیتے ہوئے سنتری نے ایک طرف ہٹ کر اسے راستہ دے دیا۔ میں بھی اٹھا اور غصے سے بے تاب ہو کر جھونپڑی میں ٹہلنے یا کہ ناچنے لگا۔

"جانتے ہو وہ بڈھا بندر (مجھے افسوس ہے کہ میں نے سخت الفاظ استعمال کیا تھا۔) کیا کہہ گیا ہے؟" میں نے سامرس سے کہا۔ "وہ کہہ گیا ہے کہ ہمیں بادشاہ کو یہ بتانے کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ دوسرا بے وقوف بڈھا یہاں نہ آیا تو پھر ہم سب کو ذبح کردیا جائے گا۔ جیسا کہ یہاں لوگوں نے پہلے سے طے کرلیا ہے۔"

"یہ واقعی برا ہوا۔" سامرس بولا "ظاہر ہے کہ بیزا ٹاؤن میں ایکسپریس ریلیں نہیں چلتیں اور اگر چل رہی ہوتیں تب بھی یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ برادر جون کب ریل میں سوار ہو جائے گا۔ لیکن میں سوچتا ہوں برادر جون کا وجود ہے بھی کہ نہیں؟"

"وجود تو ہے یا تھا۔" میں نے جواب دیا "میں کہتا ہوں کہ اس قلندر نے ڈربن میں ہمارا انتظار کیوں نہ کیا؟ اور کیوں وہ سور تتلیوں کی تلاش میں شمال کی طرف چلا گیا اور اپنی ٹانگ یا گردن توڑ بیٹھا، بشرطیکہ ایسی کوئی بات ہوئی ہو؟"

"اس کا جواب تو کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ تم کیا جانو برادر جون کو اور کسی سنکی آدمی کے ارادے سمجھنا بہت مشکل ہے۔"

ان کے بعد ہم دونوں اپنی اپنی چٹائی پر بیٹھ گئے اور خاموشی سے ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ اسی وقت ہیس جھونپڑی میں رینگ آیا اور ہمارے سامنے پالتی مار کر بیٹھ گیا جھونپڑی کا دروازہ بلند تھا اور ہیس اپنی دو ٹانگوں پر چل کر اندر آسکتا تھا لیکن وہ چاروں ہاتھوں ٹانگوں پر چل کر جھونپڑی میں داخل ہوا تھا۔ خدا جانے اس میں اس کی کیا مصلحت تھی۔

"کیا بات ہے بدصورت مینڈک؟" میں نے ہنس کر پوچھا۔ کیونکہ اس وقت وہ مینڈک کی طرح ہی دکھائی دے رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے جبڑوں کے نیچے کی جلد بھی مینڈک کی طرح ہل رہی تھی۔

"باس مصیبت میں پھنس گئے ہیں؟" وہ بولا۔

"شاید!" میں نے جواب دیا۔ "اور میرے خیال میں جلد ہی تم بھی پھنس جاؤ گے ا
مازیتو بھالے کی نوک پر تڑپ تڑپ کر کروٹیں بدلتے نظر آؤ گے۔"

"افوہ! بہت چوڑے پھل ہیں ان کے بھالوں کے چنانچہ وہ جسم میں کافی لمبا چ
سوراخ پیدا کردیں گے۔" وہ سرہلا کر بولا اور میں اس ارادے سے اٹھا کہ اس کے ا
لات رسید کردوں۔ کیونکہ اس کی باتیں اور خیالات ہمیشہ کی طرح لرزہ خیز تھے۔

"باس!" اس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "میں سن رہا تھا۔ جھونپڑے کی دیوار
ایک بہت اچھا سوراخ ہے اور اگر کوئی آدمی اس کے قریب لیٹ کر آنکھیں بند کرلے ا
یوں ظاہر کرے کہ وہ گہری نیند سو رہا ہے تو پھر باس وہ ساری باتیں بڑے مزے سے سن
ہے تو باس میں نے وہ تمام باتیں سنیں اور زیادہ تر سمجھی ہیں جو تمہارے اور اس ایک آ
والے جنگلی اور پھر تمہارے اور باس وانزیلا کے درمیان ہوئیں۔"

"اچھا تو پھر کیا چیز ہے تمہارے بھیجے میں؟"

"پھر یہ باس کہ اگر ہم نہیں چاہتے کہ اس منحوس علاقے میں' جہاں سے بھاگنے کا کو
راستہ نہیں۔ مارے جائیں تو پھر باس تمہارے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہوگیا ہے ک
ٹھیک کون سے دن اور ٹھیک کس وقت واگیتاہ یہاں پہنچ رہا ہے۔"

"زرد گدھے" میں نے کہا۔ "اگر تم نے پھر وہی کھیل شروع ....."

لیکن میں دفعتاً خاموش ہوگیا۔ کیونکہ مجھے خیال آیا کہ مجھے بلا وجہ ہی غصہ آرہا تھا
اور یہ کہ ہیس پر اپنا غصہ اتارنے سے پہلے مجھے کم سے کم یہ تو معلوم کرلینا ہی چاہئے کہ
ہیس کیا کہتا ہے؟"

"باس مارو زبردست وچ ڈاکٹر ہے۔ اس کا استاد عظیم زکامی تھا اور کہتے ہیں کہ زکا
کے بعد زولوؤں میں صرف مارو ہی وہ وچ ڈاکٹر ہے جس کا سانپ ایک دم سیدھا اور سب
کے سانپوں سے زیادہ پر قوت ہے۔ اس نے تم سے کہا تھا کہ واگیتاہ اپنی زخمی ٹانگ لئے
کسی جگہ پڑا ہائے ہائے کر رہا ہے اور یہ کہ وہ تم سے یہاں آملے گا چنانچہ بیشک مارو یہ بھی

ملتا ہے کہ واگیتاہ کب آئیں یہاں میں خود اس سے پوچھتا لیکن میری وجہ سے وہ اپنے
پ کو تکلیف نہ دے گا۔ چنانچہ باس خود تمہیں اس سے پوچھنا چاہئے اور شاید وہ بھول
ے گا کہ تم نے اس کے جادو کا مذاق اڑایا تھا اور یہ کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ اب وہ
رے لئے اپنا جادو نہ جگائے گا۔"

"بیوقوف اندھے" میں بے چین ہو کر کہا۔ "میں یہ کیسے یقین کرلوں کہ مارو نے
گیتاہ کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا۔"

ہیس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا۔

"ہیں! مارو کی پیشن گوئی بکواس! اس کا سانپ جھوٹا! آہ باس! بہت زیادہ عیسائی بننے
ایسے ہی الٹے سچے آدمی کا دماغ خراب کردیتے ہیں اب میں تمہارے والد کا مشکور
کہ انہوں نے مجھے عیسائی نہیں بنایا کہ میں اچھے اور برے جادو میں تمیز کرنا بھول
ں۔ "میں! میں! مارو کا سانپ جھوٹا اور وہ بھی اس کے بعد کہ ہم اپنے ایک شکاری کو
سفر میں دفن کرچکے ہیں؟ ہاں اسکو جس کا نام مارو ہے جس کے سانپ نے بتایا تھا "وہ
رایا "بہر حال باس معاملہ یوں ہے۔ یا تو تم بڑے اخلاق سے مارو سے پوچھو یا پھر ہم
مرے جائیں گے مجھے تو مرنا اتنا برا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہاں میں بوڑھا ہوں لیکن
نے کے بعد دوسری دنیا میں جوان بن کر اپنی نئی زندگی شروع کروں گا لیکن باس! تمہیں
ا کا خیال کرنا چاہئے وہ غریب ویسے ہی ادھ موا ہو رہا ہے اور پھر جب اسے قتل کیا جارہا
تو وہ کیسا زبردست شور مچائے گا کہ ہمارے کان پک جائیں گے بشرطیکہ اس کا شور
نے کے لئے ہم زندہ رہے۔ اور وہ ہیس اندر رینگ آیا تھا اسی طرح باہر رینگ گیا۔

"یہ عجیب مصیبت ہے" میں نے سامرس سے کہا "چند اتفاقات سے قطع نظر میں جانتا
کہ ان کافروں کا جادو محض ڈھکوسلا ہے اس کے باوجود مجھے مشورہ دیا جاتا ہے کہ میں
وحشی سے درخواست کروں کہ مجھے بات بتائے جو یقیناً خود اسے معلوم نہیں۔ یہ تو
ذلیل بات ہے۔ عیسائی اصول کے سراسر خلاف ہے لیکن میں نہ پوچھوں گا۔ مجھے
کی پڑے تمہارا رہا اگر میں پوچھوں تو"

"ہاں یار! تم پوچھو یا نہ پوچھو پھانسی پر تو چڑھ ہی جاؤ گے۔" سامرس نے اپنی دکھ
مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"لیکن میں پوچھتا ہوں کواٹرمین! یہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ ڈھوسکلا ہے! ہمار
سامنے بہت سے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر معجزات کا دور گزرا نہیں ہے تو پھ
اس تاریک براعظم میں بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں جو تمہارے دل میں۔
چنانچہ بحث فضول ہے۔ لیکن اگر تم مارو سے پوچھنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہو تو میں اس.
پوچھوں گا' اس کے پتھر دل کو موم کردوں گا۔ کیونکہ تم جانو ہم دوست ہیں اور اسے
جادو کا پلندہ کھولنے پر مجبور کردوں گا۔"

اور سامرس بھی چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی مجھے آواز دے کر باہر بلایا گیا بادشاہ مازیتو بوسی نے ہمارے۔
ایک بھیڑ' مقامی شراب اور چند دوسری چیزیں اور گدھوں کے لئے چارہ بھیجا تھا۔ یہ
میں یہ بتاؤں کہ جب تک ہم مازیتو لوگوں میں رہے ہمیں قربانی کے بکروں کی طرح کھلایا
رہا۔ کیونکہ مازیتو علاقہ افریقہ کا تنہا وہ علاقہ تھا جہاں بھوک اور قحط کے نام سے کوئی واقف
نہ تھا۔

یہ چیزیں قبول کرنے کے بعد میں نے بادشاہ کا شکریہ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہلا
کہ ہم دوسرے دن تحائف لے کر اس کے دربار میں حاضر ہونا چاہتے ہیں "اس طرف
سے فرصت پا کر میں سیمی کی تلاش میں چلا کہ اس سے کہوں کہ وہ بھیڑ کو ذبح کر کے گوشت
پکانے کا انتظام کرے۔ تھوڑی دیر تلاش کے بعد وہ مل گیا یوں کا کہنا مناسب ہوگا کہ
نے اس کی آواز سنی جو نرسلوں کے اس باڑ کے پیچھے سے آرہی تھی جو دو جھونپڑیوں
درمیان حد فاصل قائم کرتی تھی۔ اس وقت سیمی سامرس اور مارو کے درمیان مترجم
خدمات انجام دے رہا تھا۔

"مسٹر سامرس!" سیمی کہہ رہا تھا۔ "یہ زولو شخص عرض کیا بلکہ اعلان کر رہا ہے
نے ہر وہ بات سمجھ لی ہے جو آپ سمجھا رہے تھے اور بہت ممکن ہے کہ ہم سب کے

ان وحشی شخص بوسی کے ہاتھوں ذبح کردیئے جائیں گے حالانکہ ہم اسے کیسے بتائیں کہ وہ
بلند نام جس کا نام واگیتاہ ہے اور جس سے وحشی بوسی کو بہت محبت ہے۔ یہاں کب پہنچ
رہا ہے یہ زولو یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے جادو کے زور سے یہ بھی بتا سکتا ہے کہ یہ
واقعہ کب وقوع پذیر ہوگا۔ بشرطیکہ وقوع پذیر ہو۔ (اور آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ
عرض کردوں مسٹر سامرس کہ یہ ایک بے دین کافر کا ایک عظیم الشان جھوٹ ہے) بہرحال
شخص کہہ رہا ہے کہ اسے رتی برابر بھی اس کی پروا نہیں اس کے الفاظ ہیں کہ مکھی کے
ایک دانے کے برابر بھی۔ یہ کہتا ہے کہ اسے نہ تو اپنی زندگی کی پرواہ ہے اور نہ ہی کسی اور
کی زندگی کی۔ اور میں نے جو کچھ سنا ہے۔ اس کے متعلق میری ناچیز کی رائے میں یہ شخص
واقعی سچ کہہ رہا ہے کہ دنیا کے دوسرے لکڑبھگوں اور مازیتو علاقے کے لگڑ بھگوں کے
معدوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ کہ مازیتو علاقے کی زمین بھی اسی طرح اس کی ہڈیوں
کو خوش آمدید کہے گی جیسے کہ کسی دوسرے علاقے کی کہتی ہے اور یہ زمین دنیا کے تمام
لکڑبھگا زیادہ عیار لکھربھگا ہے کیوں مسٹر رس! لکڑ بھگے کی مادہ کو ہماری زبان میں لکڑ
بھگی ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ زولو کہتا ہے' جلد یا بادیر یہ لکڑبھگی ہر اس چیز کو نگل لیتی ہے جو
ایک عرصہ تک بلکہ مدت دراز تک اسکی چھاتی پر مونگ دلتی رہتی ہے۔

مسٹر سامرس! معاف کرنا کہ میں اس کافر کے بکواس اور بے معنی الفاظ سن رہا ہوں لیکن
آپ ہی نے حکم دیا ہے کہ اس وحشی کے الفاظ ہو بہو دہراؤں' یہ شخص کسی قوت سے بیان
کررہا ہے کسی ایسی قوت سے جسے وہ سمجھ نہ سکا لیکن جو اس کے بقول عظیم قوت ہے اور جو
سورج کو چمکاتی ہے اور رات کے دامن میں جھلملاتے تارے ٹانک دیتی ہے (معافی چاہتا
ہوں کہ میں اس کے واہیات الفاظ دہرا رہا ہوں) تو اس قوت نے اسے اس دنیا میں دھکیلا
ہے اور مقررہ وقت پر وہی قوت اسے واپس گھسیٹ لے گی۔ کہاں؟ اپنے ابدی اندھیرے
والے بطن میں جہاں یا تو اسے لوریاں دے کر گہری نیند سلا دیا جائے گا یا پھر اسے دوبارہ
زندہ کردیا جائے گا یہ خود نہیں جانتا کہ ان دو میں سے کون سی بات ہوگی۔ میں اس کی
باتوں کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کر رہا ہوں۔ مسٹر سامرس حالانکہ نہیں جانتا کہ ان کا مطلب کیا

ہے۔ اور یہ اسے بھی معلوم نہیں کہ مقررہ وقت کب آتا ہے۔ تاہم وہ کہتا ہے کہ وہ بوڑھا یہ زولو کافر، بوڑھا ہوگیا اور بہت کچھ دیکھ چکا ہے۔ اور یہاں وہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اپنی کسی سیاہ فام بیوی کا ذکر کرتا ہے۔ غالباً اپنے غموں کے سلسلے میں، جسے کسی دوسرے وحشی نے سر پر ڈنڈا مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اور کسی بچے کا بھی ذکر کرتا ہے جس سے اس شخص کو بہت زیادہ محبت تھی۔ لیکن یہ کہتا ہے کہ مسٹر سامرس آپ جوان ہیں اور آپ کے سامنے زندگی راہ کھلی ہے اور یہ کہ اس کافر کی بہترین تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں اور یہ کہ یہ آپ کی مسرتوں کے دعا کرتا ہے گویا آپ شادو آباد رہیں لیکن میں کہتا ہوا مسٹر سامرس کافر کی تمنائیں کیا اور دعائیں کیا۔ چنانچہ یہ کافر جہاں تک اس کے اختیار میں ہے آپ کی زندگی بچانے کی کوشش کرے گا۔ بلکہ ہر کام کر گزرے گا اور اس کے لئے حالانکہ آپ سفید ہیں اور یہ سیاہ ہے اس کے باوجود اسے آپ سے انسیت ہوگئی ہے اور آپ کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھتا ہے۔ ہاں مسٹر سامرس! حالانکہ یہ بات کہتے ہوئے میں شرم سے سرخ ہوا جارہا ہوں لیکن سیاہ فام وحشی آپ کو اپنا بیٹا سمجھتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اگر ضرورت پیش آئی تو یہ شخص آپ پر سے قربان ہوجائے گا، یعنی آپ کی زندگی بچانے کے لئے اور یہ کہ آپ کی درخواست رد کرتے ہوئے اس کا دل دو ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ اس کے باوجود اس کے لئے تمہاری درخواست ٹھکرانا ضروری ہوگیا ہے اور وہ اپنے اس جانور کو نہ بلائے گا جسے یہ اپنا سانپ کہتا ہے۔ حالانکہ میں نہیں جانتا کہ اس سے کافر کا کیا مطلب ہے۔ اور یہی سانپ اسے بتا سکتا ہے کہ واگیتاہ یہاں کب پہنچ رہا ہے۔ وجہ اس نے یہ بتائی ہے کہ مسٹر کوارٹمین نے اس کا اور اس کے جادو کا مذاق اڑایا تھا۔ چنانچہ اس نے اس وقت قسم کھائی تھی وہ مسٹر کوارٹمین اور ان کے کسی بھی ساتھی کے لئے اپنا جادو نہ جگائے گا چنانچہ یہ اپنی قسم توڑنے کے بجائے مرجانا زیادہ پسند کرتا ہے۔ بس تو یہ کہا ہے اس نے اور میرے خیال میں مسٹر سامرس اس نے جو کچھ کہا ہے وہ کافی سے زیادہ ہے"

"ٹھیک ہے" سامرس نے کہا۔ سردار مارو سے (اس نے لفظ سردار پر زور دیا تھا) کہو کہ میں سمجھتا ہوں اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے ساری باتیں ایسی تفصیل سے

مجھے سمجھائی اور پھر پوچھوں اس سے کہ معاملہ بہت اہم ہے چنانچہ اس مصیبت سے نکلنے کی کیا کوئی راہ نہیں۔؟"

سیمی نے اس کا ترجمہ مارو کو سنایا وہ بہت عمدہ زولو زبان بول لیتا تھا۔ "صرف ایک راستہ" مارو نے اپنے نتھنوں میں نسوار کی چٹکی چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ "اور وہ یہ کہ خود میکومیزن مجھ سے درخواست کرے گا میکومیزن میرے پرانے آقا اور دوست ہیں چنانچہ ان کی خاطر میں وہ باتیں بھلا دوں گا جو اگر کسی دوسرے کی زبان نے اور کی ہوتی تو کبھی نہ بھلا سکتا۔ اگر میکومیزن آئے اور میرا مذاق اڑائے بغیر انھوں نے مجھ سے جادو جگانے کی درخواست کی تو میں، ہم سب کی خاطر ایسا کروں گا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میکومیزن اس پورے عمل کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ان کے نزدیک تو یہ ایک ہوا کے جھونکے کی طرح ہے اس جھونکے کی طرح جو خاک دھول کو بے مقصد اٹھائے بے معنی طور پر ادھر ادھر دوڑتا ہے اور پھر خاک دھول بیٹھ جاتی ہے لیکن ایسا سمجھتے وقت عقلمندی سفید فام یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ بھی ہوا ہے جو خاک اڑاتی ہے ہمیں زندہ رکھے ہوئے ہے اور اس کے نزدیک ہم بھی خاک اور دھول کی طرح ہیں" اور اب میں ایک سوچ میں پڑ گیا مارو کے ان الفاظ نے جن کا صرف ترجمہ میں نے سیمی کی زبانی تبصروں اور حاشیوں کے ساتھ سنا تھا میرے دل پر ایک خاص اثر کیا مجھے کیا حق تھا مارو کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کا؟ کون ہوتا ہوں میں اس کے وحشیانہ عطیہ کے متعلق رائے قائم کرنے والا؟ مجھے حق تھا کہ میں اس کا مذاق اڑاؤں اور یہ ثابت کروں کہ وہ خود جھوٹا اور اس کا جادو ڈھکوسلا ہے؟"

چنانچہ میں باڑ کے دروازے سے گزر کر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"مارو!" میں نے کہا "اتفاقاً میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں مجھے افسوس ہے کہ ڈربن میں، میں نے تمہارا اور تمہاری باتوں کا مذاق اڑایا تھا میں نہیں جانتا کہ تمہارا جادو سچا ہے یا جھوٹا تاہم میں تمہارا احسان مند ہوں گا اگر تم یہ بتا سکتے ہو کہ واگیتاہ یہاں آرہا ہے یا نہیں اور اگر آرہا ہے تو کب آرہا ہے مارو! اب تمہیں اختیار ہے کہ یہ بات معلوم کرو یا نہ کرو بس میں کہہ چکا۔"

"بابا میکومیزن! تم نے کہا اور میں نے سنا... ؟ آج رات میں اپنے سانپ کو بلاؤں گا البتہ یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا جواب دے گا یا جواب دے گا بھی یا نہیں۔"

اور اس رات اس نے ضروری رسومات ادا کرنے کے بعد اپنے سانپ کو بلایا۔ میں اس رسم میں شریک نہ تھا البتہ سامرس شریک تھا۔ چنانچہ اس کے بعد مارو کے پر اسرار سانپ نے اعلان کیا کہ اس رات کے تیسرے دن اور ٹھیک سورج غروب ہونے کے بعد واگیتاہ میرا ٹاؤن میں پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ پیشن گوئی جمع کے دن کی گئی تھی۔ اس لئے ہمیں امید کرنی چاہئے۔ امید کا لفظ نہ صرف ہماری دماغی حالت بلکہ صورتحال کو سمجھنے میں بھی قارئین کے لئے معاون ثابت کیا گیا ہوگا۔ کہ واگیتاہ عرف برادر جون پیر کے دن شام کے کھانے کے وقت اس بستی میں آجائے گا۔"

"بہت اچھا" میں نے سامرس سے کہا "اور اب خدا کے لئے اس واہیات پیشن گوئی کے متعلق مزید کچھ نہ کہو کیونکہ اب میں سونا چاہتا ہوں۔"

دوسرے دن علی الصباح ہم نے اپنے چند بکس کھولے اور بادشاہ بوسی کے لئے عمدہ اور خوبصورت تحائف اس امید کے ساتھ منتخب کئے کہ اس کا شاہی دل ذرا نرم پڑ جائے گا۔ اور تحائف یہ تھے۔ کپڑے کا ایک تھان' چند چاقو' ایک میوزک بکس' ایک سستا امریکی پستول اور بہت سے کھلالیں اس کی علاوہ اس کی بیویوں کے لئے بہترین فیشن ایبل موتیوں کی مالائیں۔ یہ تحائف ہم نے ٹام اور جیری کے ساتھ بوسی کو بھجوائے۔ ٹام اور جیری کے ساتھ چند سنتری بھی روانہ ہوئے۔ مجھے امید تھی کہ ٹام اور جیری چونکہ مازیتو ہی تھے اس لئے وہ اپنے ہم وطنوں کے دماغوں میں یہ بات اتار دیں گے کہ ہم کتنے سیدھے اور کیسے شریف اور صلح پسند انسان ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خود میں نے ٹام اور جیری کو ہدایت کردی تھی کہ وہ یہ بات مازیتو بادشاہ اور اس کے مشیروں کے ذہن نشین کرادیں۔

چنانچہ آپ ہماری حیرت اور خوف کا اندازہ نہیں لگا سکتے جبکہ تحائف روانہ کرنے کے کوئی ایک گھنٹہ بعد ٹام اور جیری کی بجائے مازیتو سپاہیوں کی ایک لمبی قطار دروازے سے داخل ہوئی۔ ٹام اور جیری تو کہیں غائب تھے اور اس قطار کا ہر سپاہی ان تحائف میں

سے ایک چیز اپنے سر پر اٹھائے ہوئے تھا۔ قطار کا سب سے آخری سپاہی تین تین انچ کے بال اپنے سر پر یوں رکھے ہوئے تھا جیسے وہ اینڈھن کا گٹھا ہو کے بعد دیگرے یہ تحائف ہمارے سامنے رکھ دیئے گئے اور پھر ان سپاہیوں کے افسر نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"عظیم سیاہ فام بوسی کو سفید لوگوں کے تحائف کی ضرورت نہیں۔"

"اچھا... چھا!" میں نے کہا کیونکہ مجھے غصہ آگیا تھا۔ "اب اگر وہ سر پٹخ کر بھی مرجائے تب بھی یہ تحائف حاصل نہ کرسکے گا۔"

چنانچہ یہ لوگ مزید کچھ کہے بغیر چلے گئے اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی بابا نمودار ہوا اور اس دفعہ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ پچاس مسلح سپاہی تھے۔

"سفید آقاؤ! بادشاہ تمہارا منتظر ہے۔" اس نے مصنوعی بشاشت سے کہا۔ "اور میں تمہیں بادشاہ کے پاس لے جانے آیا ہوں۔"

"بادشاہ نے ہمارے تحائف کیوں لوٹا دیئے؟" میں نے سامنے دھرے ہوئے تحائف کی طرف اشارہ کیا۔

"اس لئے کہ اماجی نے اس جادوئی ڈھال کے متعلق بادشاہ کو بتا دیا ہے۔"

"تو اس سے کیا؟"

"چنانچہ بادشاہ نے کہا ہے کہ وہ ایسے تحائف نہیں چاہتا جن سے اس کے بال جل جائیں۔ لیکن چلو چلو۔ وہ خود تمہیں سب کچھ سمجھا دے گا۔ جلدی چلو۔ اگر عظیم ہاتھی کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے تو پھر اسے غصہ آجاتا ہے اور چنگھاڑتا ہے۔"

"واقعی وہ چنگھاڑتا ہے؟" میں نے کہا "اور ہم میں سے کتنے آدمیوں کو چلنا ہے۔"

"سب کو' سفید آقا' سب کو۔ وہ تم میں سے ہر ایک سے ملنا چاہتا ہے۔"

"لیکن مجھ سے تو ملنا نہ چاہتا ہوگا۔" قریب کھڑے ہوئے سیمی نے کہا "اس کے علاوہ مجھے کھانا بھی تو تیار کرنا ہے اور اس کے لئے میرا یہیں ٹھہرنا ضروری ہے۔"

"ہاں تم سے بھی" بابامبا نے جواب دیا۔ "بادشاہ اس شخص سے تو خصوصاً ملنا چاہتا ہے جو مقدس مشروب بناتا ہے۔"

چونکہ ہم مجبور تھے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اس لئے ہم سب کر
باہر آگئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم پوری طرح سے مسلح تھے۔ باہر آئے تو
سپاہیوں نے ہمیں اپنے حلقے میں لے لیا۔ ہمارے اس کوچ کو اثر انگیز بنانے کے لئے
نے اسے ڈرامائی رنگ دے دیا اور وہ اس طرح سب کے آگے وہ تھا جس نے اپنے
وہ میوزک بکس اٹھا رکھا تھا جو بادشاہ بوسی نے لوٹا دیا تھا۔ میوزک بکس وطن پیارے
کی اثر انگیز دھن بجا رہا تھا۔ اس کے پیچھے سامرس جس نے یونین جیک اٹھا رکھا تھا
جھنڈا ایک بانس کے سرے پر بندھا ہوا تھا' اس کے پیچھے میں تھا اور میرے ساتھ
شکاری بابامبا تھا۔ ہمارے پیچھے لرزتا کانپتا سیمی چل رہا تھا اور سب کے آخر میں مازیتو
ہمارے دونوں گدھوں کو کھینچتے لارہے تھے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ نے خصوصی
سے حکم دیا تھا کہ گدھوں کو ضرور لایا جائے۔

بڑا ہی عجیب اور انوکھا دستہ تھا۔ یہ جو بادشاہ کے دربار کی طرف جارہا تھا۔ کوئی
وقت ہوتا تو میں ہنستے ہنستے بے حال ہوگیا ہوتا۔ بہرحال ہماری اس ترتیب نے مازیتو لوگوں
بھی بے حد متاثر کیا۔ گالبیا وطن' پیارے وطن کے نغمے نے لیکن جس نے انہیں
سے زیادہ حیرت زدہ کیا وہ گدھے تھے اور جب ان میں سے ایک نے رینگنا شروع کیا
مازیتو لوگوں کی جو ہمیں دیکھنے کے لئے راستے کے دونوں کناروں پر کھڑے ہوئے تھے
اور خوف کی انتہا نہ رہی۔

"ٹام اور جیری کہاں ہیں؟" میں نے بابامبا سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" اس نے جواب دیا۔ "شاید انہیں ان کے دوستوں کے پاس رہنے
کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

تھوڑی دیر بعد ہی ہم شاہی باڑ کے دروازے کے سامنے تھے اور یہاں جب
سپاہیوں نے ہم سے ہمارے ہتھیار لے لئے تو کم سے کم میری مایوسی کی انتہا نہ رہی
بندوقوں کے علاوہ انہوں نے وہ خنجر بھی اپنے قبضے میں کر لئے جو نیاموں میں تھے۔
میں نے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ان ہتھیاروں کے بغیر ہم کسی بھی

نے کے عادی نہیں ہیں لیکن میری یہ صدائے احتجاج صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ جواب یہ دیا
گیا کہ بادشاہ کے حضور کوئی بھی ہتھیار' حتیٰ کے معمولی سا ڈنڈا لے کر بھی جانا سخت گستاخی
ہے۔ مارو اور زولو سپاہی اپنے ہتھیار دینے کے لئے تیار نہ تھے اور وہ مقابلے کے لئے تیار
ہو رہے تھے۔ چنانچہ مجھے خوف ہوا کہ جھگڑا ہوجائے گا اور یقیناً اس جھگڑے کا خاتمہ خود
ہمارے قتل عام پر ہوتا بے شک مازیتو بندوقوں سے ڈرتے تھے۔ لیکن سینکڑوں وحشیوں کا
مقابلہ کب تک کرسکتے تھے۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کو ہتھیار دے دینے کا حکم دیا لیکن
آج پہلی دفعہ مارو میری حکم عدولی کا ارادہ کر رہا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے مجھے ایک خیال
آگیا اور میں نے مارو کو یاد دلایا کہ اس کے سانپ کے بقول واگیتاہ یہاں پہنچ رہا ہے۔ اور
یہ کہ سب ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا چنانچہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بھی ہتھیار ڈال
دیئے اور پھر میں نے دیکھا کہ مازیتو ہماری بندوقیں لے جارہے تھے خدا جانے کہاں۔

اس کے بعد مازیتو سپاہیوں نے بھی اپنے بھالے دروازے کے باہر رکھ دیئے۔ اور ہم
صرف یونین جیکب اور میوزک لئے شاہی کرال میں داخل ہوئے۔

اس طرف ایک وسیع و عریض میدان تھا جس کے سامنے والے سرے پر چند سایہ دار
درخت اگے ہوئے تھے اور ان درختوں کے پیچھے ایک غیر معمولی طور پر بڑی جھونپڑی بلکہ
جھونپڑا تھا۔ جھونپڑے کے دروازے سے آگے ایک تپائی پر ایک ادھیڑ عمر کا موٹا شخص بیٹھا
ہوا تھا۔ جس کے ماتھے پر بدمزاجی اور غضب کی سلوٹیں تھیں ان کے گلے میں دانوں کی
ایک مالا تھی اور کمر کے گرد کسی درندے کی کھال کا "موچھا" بندھا ہوا تھا۔ بس یہی تھا اس
کا کل لباس۔

"شاہ مازیتو بوسی" بابامبا نے سرگوشی میں مجھے مطلع کیا۔

بوسی کے پہلو میں ایک کبڑا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ امباجی
تھا اس نے اس دفعہ اپنی کھوپڑی پر بھی سرخ رنگ چیڑ رکھا تھا۔ بادشاہ کے دائیں بائیں اور
اس کے پیچھے بادشاہ کے مشیر تھے۔

کسی قسم کا اشارہ پاکر یا شاید مقرر حد تک پہنچتے ہی سارے مازیتو سپاہی بابامبا سمیت'

ہاتھوں اور پیروں پر گر گئے اور چوپایوں کی طرح آہستہ آہستہ آگے رینگنے لگے۔ وہ لوگ ہمیں بھی یوں رینگنے پر مجبور کر رہے تھے۔ لیکن میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر ایک دفعہ ہم جھکے تو پھر ہمیشہ جھکے ہی رہیں گے۔

چنانچہ میں نے حکم دیا اور ہم لوگ سینہ تان کر، سربلند کر کے اور بڑی تمکنت سے بادشاہ کی طرف بڑھے اور آخر کار مازیتو لوگوں کے بادشاہ "عظیم ہاتھی اور "حسین کالے" بوسی کے سامنے تھے۔

بہت دیر تک بادشاہ بوسی ہمیں اور ہم بوسی کو گھورتے رہے اور بہت دیر تک کسی نے کچھ نہ کہا۔ آخر کار شاہ مازیتو ہماری مکمل ترین خاموشی سے مرعوب ہو گیا۔ اور تب اس نے اپنی زبان کھولی اور یوں کہا۔

"میں کالا ہاتھی بوسی ہوں اور میں چنگھاڑتا ہوں! چنگھاڑتا ہوں! چنگھاڑتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ مازیتو بادشاہ جب بھی اجنبیوں سے گفتگو کا آغاز کرتے۔ میرے خیال میں گفتگو شروع کرنے کا یہ طریقہ نہ صرف بے حد قدیم تھا بلکہ محترم و مقدس بھی سمجھا جاتا تھا۔ چند ثانیوں تک، خاموش رہنے کے بعد میں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اور ہم سفید شیر ہیں" میکومیزن اور وازیلا اور ہم دہاڑتے ہیں! دہاڑتے ہیں!

میں روند سکتا ہوں۔ بوسی نے کہا۔

"اور ہم چیر سکتے اور پھاڑ سکتے ہیں" میں نے جواب دیا اور سوچنے لگا کہ ہم تو نہتے تھے کس طرح چیر اور پھاڑ سکتے تھے۔

"یہ کیا چیز ہے؟" بوسی نے یونین جیک کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ وہ چیز ہے جو دنیا پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میں نے بڑے فخر سے جواب دیا۔

میرے اس جواب نے اسے مرعوب کر دیا حالانکہ وہ اس کا مطلب نہ سمجھ سکتا تھا۔

تاہم اس نے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ وہ کھجور کے تنکوں کا چھاتا بوسی کے سر پر کھول دے مبادا اس جھنڈے کا سایہ اس پر بھی پڑ جائے۔

"اور وہ کیا چیز ہے" اس نے میوزک بکس کی طرف اشارہ کیا۔ جو زندہ نہیں ہے لیکن بول رہی ہے؟"

"یہ چیز ہمارے لوگوں کا جنگی ترانہ گا رہی ہے۔ میں نے جواب دیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ "ہم نے یہ چیز تمہیں تحفتاً" بھیجی تھی۔ لیکن تم نے لوٹا دی۔ اے بادشاہ بوسی! تم نے ہمارے تحائف کیوں قبول نہ کئے؟"

اور یکایک بغیر کسی تمہید کے اس کالے ہاتھی کو غصہ آگیا۔

"اے سفید لوگو! وہ گوجا" تم بغیر بلائے یہاں کیوں آئے ہو۔؟ کیا تم جانتے نہیں کہ میرے علاقے میں گھس پڑنا خلاف قانون ہے؟ کیا تم جانتے نہیں کہ یہاں صرف ایک سفید فام کو آنے کی اجازت ہے؟ اور وہ ہے میرا بھائی واگتیاہ جس نے چاقو کی نوک سے مجھے صحت عطا کی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو۔ تم انسانوں کے تاجر ہو۔ تم یہاں اس لئے آئے ہو کہ میرے قبیلے کے لوگوں کو چرا کر لے جاؤ اور پھر انہیں بیچ دو جب تم میرے ملک کی سرحد پر پہنچے ہو تو تمہارے ساتھ بہت سے غلام بھی تھے لیکن تم نے انہیں کہیں بھیج دیا۔ تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ہاں تم اپنے آپ کو شیر کہتے ہو اور وہ رنگا ہوا جھنڈا بقول تمہارے دنیا پر سایہ کر رہا ہے۔ تمہاری ہڈیوں کے ساتھ سڑ گل جائے گا۔ رہا یہ ڈبہ جو جنگی گیت گاتا ہے تو اسے میں توڑ کر پھینک دوں گا۔ یہ ڈبہ مجھ پر سحر نہ کرے گا کہ جادو ڈھال نے میرے عظیم وچ ڈاکٹر امباجی پر سحر کر کے اس کے بالوں کو جلا دیا ہے۔ اور پھر حیرت انگیز تیزی سے اٹھا' کسی شخص کو اتنی تیزی سے اٹھتے کم سے کم میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔ تھپڑ مار کر ہیس کے سر پر سے میوزک بکس گرا دیا بکس زمیں پر گرا اور چند ثانیوں تک "ٹیں ٹاں' کرنے کے بعد خاموش ہو گیا۔

"واہ! واہ! امباجی بڑبڑایا۔ اے عظیم کالے ہاتھی! روند کر رکھ دو ان کا جادو خاتمہ کر دو ان سفید لوگوں کا۔ جلا دو انہیں لوگوں نے میرے بال جلا دیئے ہیں۔

اور مجھے احساس ہوا کہ صورتحال واقعی نازک تھی۔ کیونکہ بوسی خشمناک نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ سپاہیوں کو حکم دینے والا ہو کر ہمارا خاتمہ کردیں چنانچہ میں نے بڑی جرائت سے کام لے کر جلدی سے کہ۔

"اے بادشاہ! تم نے ایک سفید فام واگتیاہ کا ذکر کیا ہے۔ اس واگتیاہ کا جو وچ ڈاکٹر ول کا بھی باپ ہے اور جس نے تمہیں چاقو کی نوک سے نئی زندگی بخشی ہے اور تم کہتے ہو کہ وہ تمہارا بھائی ہے۔ بادشاہ! یہی واگتیاہ ہمارا بھی بھائی ہے اور اسی کے کہنے سے ہم یہاں آئے ہیں۔ وہ بہت جلد ہم سے ملنے کے لئے یہاں آنے والا ہے۔

"اگر واگتیاہ تمہارا دوست ہے تو پھر تم میرے دوست ہو۔" بوسی نے جواب دیا کیونکہ اس ملک میں وہ بھی حکومت کرتا ہے جس طرح کہ میں کرتا ہوں کیونکہ اس کی رگوں میں میرا اور میری رگوں میں اس کا خون ہے لیکن تم جھوٹ بکتے ہو۔ واگتیاہ انسانوں کے تاجروں کا دوست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا چمکدار اور صاف دل ہے۔ لیکن تمہارا دل غلیظ اور کالا ہے تم کہتے ہو کہ وہ تم سے یہیں ملاقات کرے گا۔ تب اچھا کب ملاقات کرے گا وہ تم سے؟ اور اگر وہ جلدی ہی آنے والا ہوا تو میں اپنا ہاتھ روک رکھوں گا اور تمہارے متعلق ذرا اس سے پوچھوں گا اور اگر اس نے تمہاری برائی نہ کی تو بے شک تم زندہ رہوں گے۔

اور اب میں شش و پنج میں پڑ گیا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ بوسی کا غصہ نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ ہی خود بوسی کو الزام دیا جا سکتا تھا کیونکہ اس نے اپنے طور پر ہمیں بردہ فروش یقین کر لیا تھا چنانچہ وہ ہم سے جتنی بھی نفرت کرتا اور جتنا بھی غصہ کرتا وہ حق بجانب تھا جب میں اپنے دماغ پر زور ڈال رہا تھا کہ شاید کوئی ایسا جواب سوجھ جائے جو مناسب و موزوں اور بوسی کے لئے قابل قبول اور خود ہمارے لئے گویا حفاظت کا پروانہ ہو تو یہ دیکھ کر میں حیرت سے اچھل پڑا کہ مارو نے آگے بڑھ کر بادشاہ کو سلام کیا۔

"تم کون ہوا؟" بوسی چنگھاڑا۔

اے بادشاہ! میں سپاہی ہوں جیسا کہ میرے جسم پر زخموں کے نشانات پتہ دیتے ہیں۔ اور مارو نے اپنے سینے پر کے زخموں کے نشانات اور اپنے کٹے ہوئے نتھنے کی طرف اشارہ کیا۔ "میں ان لوگوں کا سردار ہوں جن لوگوں کی کمر کے قطروں سے تمہارا قبیلہ چھوٹا ہے۔ اور میرا نام مارد ہے۔ تم سے اور کسی سے بھی دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس سے بھی جسے تم مقابلے کے لئے منتخب کرو۔ ہے کوئی مائی کا لال جو زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہو۔؟ اگر ہے تو میدان میں آئے۔؟

کسی نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ یہ چوڑی چھاتی والا زولو اس وقت بڑا ہی خونخوار نظر آ رہا تھا۔

"اور میں وچ ڈاکٹر ہوں۔ ان عظیم ترین وچ ڈاکٹروں میں سے ایک جو مستقبل کے بند دروازے کھول دیتے ہیں۔ اور وہ پڑھ لیتے ہیں جو مستقبل کے بطن میں چھپا ہوا ہوتا ہے چنانچہ میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا جو تم نے میکومیزن سے پوچھا ہے اور میکومیزن سے جو عظیم سفید آقا ہے۔ جو زیرک ہے۔ جس کے ساتھ میں نے اکثر جنگوں میں شرکت کی ہے۔ اور جس کا میں ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ ہاں میں میکومیزن کی زبان ہوں اور میں جواب دوں گا۔ سنو بادشاہ! وہ شخص جو تمہارا خون بدل بھائی ہے۔ اور جس کا حکم مازتیو لینڈ میں اس طرح چلتا ہے جس طرح حکم تمہارا چلتا ہے۔ ہاں وہی سفید آقا! واگیتاہ آج سے دوسرے دن سورج غروب ہونے کے وقت یہاں آئے گا۔ بس میں کہہ چکا۔"

بوسی نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"بے شک" میں نے کہا کیونکہ اس وقت میرا کچھ نہ کچھ کہنا بے حد ضروری تھا۔

"واگیتاہ آج سے دوسرے دن سورج غروب ہونے کے آدھ گھنٹے بعد یہاں پہنچ جائے گا"۔

کسی غیبی قوت نے "یہ آدھ گھنٹے بعد" کے الفاظ میری زبان سے ادا کروا دیئے تھے اور اس نے آخر کار ہماری جانیں بچائیں۔

چند ثانیوں تک اماجی سے جس سے مجھے نفرت ہو گئی تھی۔ اور ایک آنکھ والے بوڑھے جرنل بابامبا سے مشورہ کرتا رہا۔ اور ہم لوگ خاموش کھڑے بوسی کی طرف دیکھتے رہے۔

آخر کار بوسی نے ہمیں مخاطب کیا۔

اے سفید فامو! ہمارے وچ ڈاکٹروں کا سردار' اماجی جس کے بال تم نے اپنے جادو سے جلادیئے ہیں' یوں کہتا ہے اس وقت قتل کردینا مناسب ہوگا۔ کیونکہ تمہارے دل صاف نہیں ہیں اور یہ کہ تم میرے اور میرے لوگوں کے خلاف کوئی سازش یا شرارت کرنے والے ہو۔ میں اماجی سے متفق ہوں لیکن میری فوج کا افسر بابامبا کچھ اور ہی کہتا ہے' بابامبا سے میں خفا ہوں کیونکہ اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی یعنی تمہیں ہمارے

ملک کی سرحد پر قتل نہ کردیا۔ بہرحال بابامبا مجھ سے درخواست کرتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ روک رکھوں اول تو اس لئے کہ تم نے اس پر سحر کردیا ہے چنانچہ وہ تم کو پسند کرنے لگا ہے اور دوم اس لئے کہ اگر تم نے جھوٹ نہیں کہا ہے۔ حالانکہ میں تو اسے جھوٹ ہی سمجھتا ہوں۔ اور میرے بھائی واگیتاہ کے کہنے سے یہاں آئے ہو تو پھر جب واگیتاہ یہاں آئے گا تو تمہاری لاشیں دیکھ کر اسے افسوس ہوگا اور پھر وہ تمہیں زندہ بھی نہ کرسکے گا۔ چنانچہ معاملہ یوں ہے کہ میرے خیال میں تم آج قتل کئے جاؤ یا چند دنوں بعد اس سے کوئی فرق نہ پڑ جائے گا۔ تو سنو' یہ ہے میرا فیصلہ تم لوگوں کو آج کے دوسرے دن کے سورج غروب ہونے تک قید میں رکھا جائے گا اور اس کے بعد تم کو چوک میں لاکر زمین میں گڑے ہوئے ڈنڈوں کے ذریعہ باندھ دیا جائے گا اور تم وہاں بندھے انتظار کرو گے اندھیرا اترنے کا اور واگیتاہ کے آنے کا تمہارے بتائے ہوئے وقت پر وہ آگیا اور اس نے اعلان کیا کہ تم اس کے بھائی ہو تو ٹھیک ہے اب اگر نہ آیا تو اس نے کہا کہ وہ تم کو نہیں جانتا تو پھر تیروں سے تم سب کا خاتمہ کردیا جائے گا اور یہ ان آدمی چوروں کے لئے ایک عبرت انگیز سبق ہوگا جو مازتیو میں آنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔"

اپنے پورے بدن میں تھرتھری محسوس کرکے میں یہ ظالمانہ فیصلہ بلکہ حکم سزا سنتا رہا اور پھر میں نے کہا۔

"بوسی! ہم لوگ آدمیوں کو چرانے والے نہیں ہیں بلکہ انہیں آزاد کرانے والے ہیں اور اسکی تصدیق ٹام اور جبری کریں گے۔"

"کون ہیں۔ ٹام اور جبری؟" اس نے بے تعلقی سے پوچھا۔ بہرحال کوئی بھی ہوں وہ تمہارے ہی طرح جھوٹے ہیں لیکن میں کہہ چکا لے جاؤ انہیں خوب کھلاؤ۔ انہیں' آرام دو انہیں یہاں تک آرام دو انہیں یہاں تک کہ آج کے دوسرے دن کا سورج غروب ہونے میں ایک گھنٹہ باقی رہ جائے۔"

اور ہمیں مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر بوسی اٹھا اور اماجی اور اپنے مشیروں کے ساتھ بڑے جھونپڑے میں چلا گیا۔ ہم بھی پلٹ کر اپنی قیام گاہوں کی طرف چلا دیئے اور

اس دفعہ سپاہی ہمیں نرغے میں لئے ہوئے تھے اور انکا سردار ایک اجنبی مازیتو تھا جے
نے پہلے نہ دیکھا تھا شاہی کرال کے دروازے کے باہر ہم نے ٹھہر کر اپنے ہتھیار طلب کرے
کوئی جواب نہ ملا سوائے اسکے کہ سپاہیوں نے ہمیں شانوں سے پکڑ کر آگے ڈھکیل دیا۔

"یہ تو بڑا برا ہوا یار۔" میں نے سامرس کے کان میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ جھونپڑیوں میں بہت سی بندوقیں پڑی ہو
ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ مازیتو گولیوں سے بہت ڈرتے ہیں' چنانچہ ہمیں صرف یہ کرنا ہو
دفعتاً" قید توڑ کر نکل پڑیں اور گولیاں چلاتے ہوئے بھاگ پڑیں کیونکہ مجھے یقین ہے
گولیوں کی بوچھاڑ کو یہ لوگ برداشت نہ کرسکیں گے اور فرار ہو جائیں گے۔ میں
سامرس کی طرف دیکھا تو سہی' لیکن منہ سے کچھ نہ کہا سچ تو یہ ہے کہ اسوقت میرا بحث
کرنے کا موڈ نہ تھا۔

ہم لوگ اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ اور ہمیں اندر ڈھکیل کر سپاہیوں نے باہر ڈیرے ڈا
دیئے سامرس پر تو جنگ کا بھوت سوار تھا۔ چنانچہ وہ اس جھونپڑی میں جا گھسا جس م
ہمارے سامان کے ساتھ بردہ فروشوں کی بندوقیں رکھی ہوئی تھیں کچھ دیر بعد وہ باہر آیا
اسکے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"بات! اس کی آواز میں آج پہلی دفعہ مایوسی کی جھلک تھی۔" بات صرف یہ ہے
مازیتو ساری بندوقیں اور کل بارود اٹھا لئے گئے ہیں۔"

چنانچہ اب ہماری جو حالت تھی۔ اس سے قارئین تصور کرسکتے ہیں اڑتالیس گھنٹو
بعد ہمیں افریقہ کے ایک دور دراز اور گمنام خطے میں ستونوں سے باندھ دیا اور پھر تیروا
سے اڑا دیا جائے گا' اگر وہ مجنوں شخص نہ آیا جس کا نام برادر جون یا واگیتاہ تھا۔ میر
خیال میں تو وہ مرچکا تھا۔ صرف ایک بات کچھ ڈھارس بندھائے ہوئے تھی اور وہ تھی ایک
کافروچ ڈاکٹر مارو کی پیشنگوئی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے اس پیشنگوئی پر یقین نہ
چنانچہ میں تو امید چھوڑ بیٹھا تھا۔

مارو کی پیشنگوئی پر بھروسہ کر کے بیٹھا رہنا حماقت تھی چنانچہ میں نے اسکے متعلق
سوچنا ترک کردیا اور فرار کے امکانات پر غور کرنے لگا۔ کئی گھنٹوں کی دماغ پچی کے بعد کوئی
راہ سجھائی نہ دی حتیٰ کہ ہیس بھی اپنی تمام مافوق الفطرت عیاری اور تجربات کے باوجود
کوئی ترکیب نہ سوچ سکا ہو ہم لوگ نہتے تھے اور وحشیوں میں گھرے ہوئے تھے اور یہ
وحشی سوائے بابامبا کے ہمیں بردہ فروش سمجھے ہوئے تھے۔ اور بردہ فروشوں سے ان لوگوں
کو قلبی نفرت تھی۔ کیونکہ وہ ان کے بیوی بچوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے رہا ان کا بادشاہ
بوسی' جو بے حد متعصب تھا۔ ہمیں قتل کردینے کے لئے ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ اس کے
علاوہ میں نے اپنی حماقت سے مازیتو لوگوں کے عظیم کاہن اماجی کو دشمن بنا لیا تھا اور اب
مجھے اس بات پر بھی افسوس ہو رہا تھا کہ ہم نے ڈربن میں برادر جون کا انتظار کیوں نہ کیا
اور اس کے بغیر ہی روانہ ہوگئے اگر وہ ہمارے ساتھ ہوتا تو ظاہر ہے ہم اس مصیبت میں نہ
پھنس جاتے اب کوئی معجزہ ہی ہماری جان بچا سکتا تھا۔ اور کوئی امید بھی نہ تھی۔ چنانچہ
اب ہم اس کے سوا اور کچھ نہ کرسکتے تھے کہ خدا کو یاد کریں اور موت کو لبیک کہنے کے
لئے تیار نہ رہیں۔

البتہ مارو بشاش رہا' اپنے' سانپ' پر اس کا اعتقاد واقعی اثر انگیز تھا۔ بلکہ اس نے
ایک بار پھر اپنا جادو جگانے کی پیشکش کی تھی' تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کے اس نے
"مستقبل دیکھنے میں کوئی غلطی نہ کی تھی' لیکن میں نے انکار کردیا کیونکہ میں اس کے
"سانپ" بالکہ دوسری بات بتا کر رہی سہی امید کا بھی خاتمہ کردے۔ رہے ہمارے زولو
شکاری تو وہ امید وہم کے عالم میں بھی نہ رہا۔ بلکہ وہ باقاعدہ ڈھاریں مار مار کر رونے لگا اور
اپنی بدحواسی سے کھانا ایسا بدمزہ تیار کرنے لگا کہ مجھے مجبوراً ہیس کو باورچی بنانا پڑا۔ ہماری
بھوک مرگئی تھی اس کے باوجود ہمیں اپنی قوت برقرار رکھنے کے لئے کھانا تھا۔

"مسٹر کواٹرمین!" سیمی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "خوف
نے جب قوت ہاضمہ ختم کردی ہو اور اعضاء نے کام کرنا ترک کردیا ہو تو پھر غذا کو لذیذ
بنانے سے کیا فائدہ؟"

پہلی رات بہرحال گزر گئی۔ دوسرا دن بھی جیسے تیسے گزر گیا اور پھر دوسری رات بھی ختم ہوئی۔ جو ہماری آخری صبح کی گویا نقیب تھی۔ اس دن سویرے ہی میری آنکھ کھل گئی چنانچہ میں طلوع آفتاب کا نظارہ کرنے لگا۔ آج سے پہلے مجھے احساس ہی نہ ہوا تھا کہ طلوع آفتاب کا منظر کتنا مسحور کن ہوتا ہے یا کم سے کم کوئی صبح مجھے اتنی حسین معلوم ہوئی تھی شاید اس لئے کہ یہ میری آخری صبح تھی اور میں اسے ہمیشہ کے لئے خدا حافظ کہہ رہا تھا۔

میں واپس جھونپڑی میں آیا۔ سامرس، جس کے اعصاب غالباً گینڈے کے اعصاب کی طرح تھے بے خبر سو رہا تھا۔ میں نے صبح کی دعا مانگی سچے دل سے، اور اپنے ایک ایک گناہ کو یاد کر کے اور اس کا اعتراف کر کے بخشش کی دعا کرتا رہا۔ لیکن میرے گناہوں کی فہرست اتنی طویل ہو گئی کہ آخر کار میں نے انہیں یاد کرنا چھوڑ دیا اور پھر کتاب مقدس کی تلاوت کرنے لگا۔

اس سے فرصت پا کر دیکھا۔ سامرس اب تک سو رہا تھا چنانچہ میں اس مہم کے آغاز تک کے خرچ کا حساب لگانے لگا۔ ایک ہزار چار سو تیس پونڈ خرچ ہو چکے تھے اب ذرا خیال کیجئے کہ ایک ہزار چار سو تیس پونڈ ہم نے محض اس لئے خرچ کئے تھے کہ ہمیں ستون سے باندھ کر تیروں سے ہمارے جسم چھلنی بنا دیئے جائیں اور ہمارا یہ انجام کیوں ہونیوالا تھا؟ محض ایک پھول کی خاطر اور میں نے دل ہی دل میں قسم کھائی کہ اگر کسی معجزے سے بچ گیا یا اگر کبھی دوسری دنیا میں مجھے کوئی ایسا خطہ ملا جہاں یہ پھول جنہیں آرکڈ کہا جاتا ہے، اگتے ہیں تو انکی طرف دیکھوں گا تک نہیں۔

آخر کار سامرس بیدار ہوا۔ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ پھانسی پر چڑھنے والا مجرم پھانسی کی طرف جانے سے پہلے خوب ڈٹ کر کھانا کھاتا ہے بالکل اسی طرح سامرس نے شکم سیر ہو کر ناشتہ کیا۔

"فکر کرنے سے کیا فائدہ یار"؟ وہ بولا۔ اگر ابا کا خیال نہ ہوتا تو میں ذرہ برابر بھی فکر نہ کرتا۔ بھائی! ایک نہ ایک دن یہ آنا ہی تھا، چنانچہ جتنی جلد یہ دن آجائے اتنے ہی جلد ہم گہری نیند سو جائیں گے۔ جیسا کہ ایک گیت کے بول ہیں۔ جب آدمی نیند پر غور کرتا ہے تو اسے اس میں عظیم الشان فوائد نظر آتے ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ انسان کو ابدی نیند میں ہی سکون مل سکتا ہے۔ اور ملتا ہے تاہم یار کوارٹرمین! مرنے سے پہلے اگر میں وہ سپری پیدم ایک دفعہ دیکھ لیتا تو......

"جہنم میں جائے تمہارا سپری پیدم" میں نے کہا اور غصہ میں پیر پٹختا سیمی کو یہ کہنے کے لئے جھونپڑی سے باہر آگیا کہ اگر اس نے کراہنا بند نہ کیا تو میں اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ خوفزدہ۔ خدا کی قسم خوفزدہ کوئی یقین نہیں کر سکتا ہے کہ کوارٹرمین پریشان اور خوفزدہ ہو سکتا ہے۔ میں نے سیمی کی آواز سنی۔

صبح گزر گئی۔ بقول سیمی ایک منٹ میں گزر گئی۔ تین بجے اور مارو اور اس کے زولو انہوں نے اپنے اجداد کی روحوں کے نام پر ایک بھیڑ بھینٹ چڑھائی اور سیمی نے کہا۔

"ان کافروں کی انہی کافرانہ رسومات کی وجہ سے تو ہم پر قہر خداوندی نازل ہوا ہے۔"

یہ رسم ختم ہوئی تھی کہ بابامبا آگیا۔ وہ ایسا بشاش نظر آرہا تھا اور اس طرح کھل کر مسکرا رہا تھا کہ میں نے بڑی عجلت میں یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ وہ ہمارے لئے دنیا کی بہترین خبر لے کر آیا ہے یعنی یہ کہ شاید بوسی نے ہمیں معاف کر دیا ہے یا شاید یہ کہ برادر جون ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت سے پہلے ہی آگیا ہے۔

لیکن نہیں۔ ہم ایسے خوش قسمت کہاں؟ چنانچہ وہ صرف یہ کہنے آیا تھا کہ اس نے اپنے آدمی دوڑا دیئے۔ ساحل کی طرف اور چاروں طرف اور یہ کہ سو سو میل تک تو پادری اگنیشاہ کا پتہ نہیں۔ اب چونکہ امباجی کے کان بھرنے اور اکسانے کی وجہ سے عظیم کالا ہاتھی لمحہ بہ لمحہ زیادہ سے زیادہ خطرناک ہوتا جاتا ہے اس لئے شام کی رسم ادا کرنا ضروری ہو گیا تھا، چونکہ اس نے کہا، زمین میں ستون گاڑنے اور ہماری قبریں کھودنے کا کام خود اسی کی زیر نگرانی کئے جانے والا تھا اس لئے اسوقت وہ ہمیں شمار کرنے آیا کہ کہیں ایک آدھ ستون اور ایک آدھ قبر کم ہو اور پھر بعد میں گڑبڑ ہو جائے۔

"اسکے علاوہ میکومیزن۔" وہ بولا۔ "جو چیزیں تم اور تمہارے ساتھی اپنے ساتھ قبر میں دفنا کروانا چاہتے ہوں، تو مجھے بتا دو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ چیزیں تمہاری لاشوں کے

ساتھ دفن کردی جائیں گی۔ فکر نہ کرو۔ میکومیزن" اس نے اضافہ کیا۔ معاملہ جلد
آسانی سے ختم ہو جائے گا کیونکہ میں نے تمہارے لئے جو تیر انداز منتخب کئے ہیں وہ
کے استاد ہیں اور انسان تو انسان بھینسے کے جسم میں بھی تیر کو پورا اتار دیتے ہیں۔"
کے بعد وہ چند ثانیوں تک ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا مجھ سے پوچھا کہ وہ جادوئی ڈھال ک
مل سکتی ہے' مارو کے ساتھ بیٹھ کر نسوار سے لطف اندوز ہوا اور پھر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ
ٹھیک وقت پر ہمیں لینے آجائے گا۔"

چار بج چکے تھے اور چونکہ سیمی تو بالکل بدحواس ہوکر کسی کام کا نہ رہا تھا اس لئے
سامرس نے چائے تیار کی اور بہت عمدہ چائے بنائی تھی اس لئے' اس کا ذائقہ میں نے ا
وقت تو محسوس نہ کیا البتہ بعد میں مجھے ضرور یاد آیا۔

اب بچنے کی کوئی امید نہ تھی' موت کا وقت قریب تھا۔ چنانچہ میں اکیلا ہی جھونپڑ
میں داخل ہوا کہ بہادروں کی موت مرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلوں' جھونپڑی کی
تاریکی اور خاموشی نے میری روح کو قدرے سکون بخشا' میں آخر کیوں زندگی سے چپکا ر
چاہتا ہوں؟ میں نے سوچا میں اس دنیا سے رخصت ہوکر جس دنیا میں پہنچنے والا تھا وہاں
ہستیاں تھیں جنہیں ایک نظر دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ اور جن کی کمی میں اس دنیا میں
محسوس کرتا آیا تھا یعنی میرے والدین اور میری دونوں بیویاں میرا بیٹا اکثر رہ جاتا تھا۔
(ہیری اس وقت میں زندہ تھا) لیکن میں جانتا تھا کہ اسے بھی دوست مل جائیں گے اور
چونکہ میں اس کے لئے بھی کچھ روپیہ وغیرہ چھوڑ کر جارہا تھا۔ اس لئے اس کی طرف سے
بھی مطمئن تھا۔ چنانچہ مناسب تھا کہ میں اس دنیا کو الوداع کہدوں کیونکہ' میں نے سوچا
میں جتنا زیادہ زندہ رہوں گا اتنے ہی زیادہ مجھے مصائب برداشت کرنے ہوں گے۔

چنانچہ یوں سوچ کر میں نے چند الوداعی خطوط اس امید کے ساتھ لکھے کہ یہ شاید ان
لوگوں تک پہنچ جائیں گے۔ جن کے نام لکھے گئے تھے۔ (یہ خطوط اب تک میرے پاس
محفوظ ہیں) اس طرف سے فرصت پاکر میں برادر جون کے متعلق سوچنے لگا۔ کہ خدا جانے
وہ زندہ بھی تھا یا مرگیا تھا اور یہ کہ اگر زندہ تھا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اسے بتا سکوں؟

س مصیبت میں پھنس گئے تھے اور یہ کہ سب اسی کی وجہ سے ہوا تھا۔ کس طرح میں
اس کی بے پروائی پر سرزنش کرسکتا تھا؟
یں انہیں خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا۔ کہ ہمیں مقتل میں لے جانے کے لئے
ہاپاہیوں کے ساتھ آگیا اور اس کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے ہیس میرے پاس آیا
ے ہیس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر مجھے جھنجھوڑا اور اپنے کوٹ کی آستین سے
یں پونچھ کر بولا۔

"باس! یہ ہمارا آخری سفر ہے اور باس تم مارے جانے والے ہو اور یہ قصور میرا ہے
نکہ میں تم کو اس مصیبت سے بچانے کا کوئی راستہ تلاش نہ کرسکا۔ حالانکہ تم نے اپنی
ے مجھے اپنی خدمت میں رکھا ہے۔ لیکن میں کوئی راستہ تلاش نہ کرسکا۔ کیونکہ میرا
گدھے کا بھیجا بن گیا ہے اگر میں اماباجی سے انتقام لے سکتا تو پھر خوشی سے اپنی قبر میں
جاتا۔ لیکن میں ا سے انتقام لوں گا.... پھر اس کے لئے مجھ کو بھوت بن کر ہی دنیا میں
نہ آنا پڑے بہرحال باس تمہارے والد پرادی کانت نے کہا تھا کہ ہم آگ کی طرح
ے سے غائب نہیں ہوجاتے بلکہ کسی دوسری دنیا میں چلے جاتے ہیں اور جلتے ہیں۔"

"خدا نہ کرے۔" میں نے دل میں کہا۔

"اور وہ بھی اس طرح باس کہ ہمیں ایندھن کا خرچ بھی برداشت نہیں کرنا پڑتا۔
باس امید ہے کہ دوسری دنیا میں ہم دونوں ساتھ ساتھ ہمیشہ ہمیشہ تک جلتے رہیں گے'
باس میں کچھ لایا ہوں تمہارے لئے۔" اور اس نے گھوڑے کی لید کی رنت کی ایک
ی گولی کہیں سے برآمد کی۔" باس! یہ نگل جاؤ اور پھر تم کچھ محسوس نہ کروگے بہت
ا ہے جو میرے سگڑدادا نے ہمارے قبیلے کی روح سے حاصل کی تھی اس کے کھانے
بعد تم یوں مزے سے سو جاؤ گے۔ جیسے تم نے بہت زیادہ شراب پی رکھی ہو' اور جب
ری آنکھ کھلے گی تو تم اس دنیا میں ہوگے جہاں بہت بڑی آگ بغیر ایندھن کے جلتی ہے'
جلتی ہے اور ہمیشہ جلتی رہے گی۔ (آمین"

"نہیں' نہیں۔" میں نے کہا۔ "میں اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر مرنا چاہتا ہوں۔"

"میں خود یہی چاہتا ہوں لیکن باس آنکھیں کھلی رکھ کر مرنے میں کوئی فائ
کیونکہ اس بیوقوف مارو کے سانپ پر مجھے ذرا بھی بھروسہ نہیں اگر وہ عمدہ اور سچ
ہوتا تو اس نے مارو سے کہہ دیا ہوتا کہ خبردار بیزا ٹاؤن میں نہ جانا۔ چنانچہ! ابھی ا
میں نگل جاؤں گا اور دوسری باس سامرس کو دے دوں گا۔"

اور اس نے وہ گولی اپنے منہ میں ڈال لی اور اسے بڑی کوششوں کے بعد مج
چوزہ اپنے حلق سے بڑا قیمے کا گولہ نگلتا ہے' حلق سے نیچے اتار گیا۔

اور پھر وہیں بیٹھ کر وہ اماجی کی ماں' بہن اور بیویوں سے اپنے عجیب و غریب
جوڑنے لگا وہ گالیاں بک ہی رہا تھا کہ میں نے سامرس کی آواز سنی۔

"کوارٹرمین! ہمارا دوست بابامبا کہتا ہے کہ چلنے کا وقت آگیا ہے۔" اس نے کہا۔

اور اس کی آواز لرز رہی تھی۔ اور پھٹی ہوئی تھی آخر کار حالات کا تناؤ اس
اعصاب پر بھی اثر انداز ہوا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا سامنے سامرس اور اس کے
بابامبا کھڑا ہوا تھا۔ موخذالذکر یوں کھل کر مسکرا رہا تھا۔ جیسے وہ ہمیں مقتل میں نہی
شادی کے منڈولے میں لے جانے آیا ہو۔

"ہاں سفید آقا' وقت آگیا ہے۔" وہ بولا۔ "اور میں جلد ہی آگیا ہوں کہ تمہیں
نہ کرنا پڑے' میکومیزن!۔ یادگار رسم ہوگی کیونکہ یہ خود عظیم کالا ہاتھی بہ نفس نفس
لائے گا اور بیزا ٹاؤن کی پوری آبادی اور آس پاس کے کرالوں کے لوگ بھی موجود
گے۔"

"بڈھے بیوقوف! بکواس بند کرو۔" میں نے کہا "اور مسکراؤ نہیں سور۔ اگر ت
ہوتے اور ہمارے سچے دوست ہوتے تو ہمیں اس مصیبت سے نکال لیتے کیونکہ تم جا
کہ ہم غلاموں کے سوداگر نہیں بلکہ غلاموں کو آزاد کرانے والے ہیں اور بردہ فروشوں
دشمن ہیں۔"

"اے میکومیزن۔" بابامبا نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ "یقین کرو میں اس لئے
رہا ہوں کہ خود تم کو مرتے وقت تک خوش رکھ سکوں' میرے ہونٹ مسکرا رہے ہیں

ہرا دل رو رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اچھے آدمی ہو اور یہی بات میں نے بوسی سے کہی
لیکن اس نے میری بات کا یقین نہ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے' میں نے تم سے رشوت لی
۔ میکومیزن!... وچ ڈاکٹروں کے سردار اماجی کے مقابلے میں میری کیا چل سکتی ہے
ے تم سے سخت نفرت ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ تمہارا جادو' اس کے جادو سے بڑا
ے اور پھر وہ بوسی کے کان میں کھسر پھسر کیا کرتا ہے' اور اس نے بوسی سے کہا ہے اگر تم
وں کو قتل نہ کیا تو پھر ہمارے سارے آدمی یا تو مار ڈالے جائیں گے یا غلام بنا کر بیچ دیئے
یں گے کیونکہ اس نے کہا ہے تم اس زبردست فوج کا صرف ایک دستہ ہو جو آرہی
ہے۔ ابھی گزشتہ رات کو ہی اماجی نے مقدس روحوں سے مشورہ کیا تھا اور اس بات کے
اوہ دوسری بہت سی باتیں سحر پھونکے ہوئے پانی میں دیکھی تھی' کم سے کم اس نے بادشاہ
و یہی یقین دلا دیا تھا کہ وہ سب تصویریں پانی میں دیکھ رہا ہے' لیکن میں اس کے پیچھے ہی
ڑا ہوا تھا اور مجھے پانی میں خود اماجی کے مکروہ چہرے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔ اس
ے علاوہ اماجی نے قسم کھا کر کہا کہ بادشاہ کا خون بدل بھائی واگیتاہ مرچکا ہے۔ چنانچہ وہ بیزا
ؤن میں کبھی آئے گا ہی نہیں۔ میکومیزن! اپنی طرف سے تمہارا دل صاف رکھنے کی میں
ے ہر ممکن کوشش کی ہے چنانچہ میری درخواست ہے کہ تم بھوت بن کر مجھے پریشان نہ
رنا۔ میکومیزن! اگر مجھے موقع ملے گا تو میں اماجی سے انتقام لوں گا لیکن میں جانتا ہوں
ہ مجھے یہ موقع ملے گا ہی نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی مجھے زہر دے دے گا۔ ہاں وہ اتنی آسانی
ے نہ مرے گا۔ جتنی آسانی سے تم مرو گے۔"

"کاش کہ اماجی سے انتقام لینے کا مجھے موقع مل جائے۔" میں نے دانت پیس کر کہا۔

بہرحال بابامبا کے خلوص سے متاثر ہو کر میں نے اس سے مصافحہ کیا اور وہ خطوط' جو
نے لکھے تھے اسے دیتے ہوئے کہا کہ وہ انہیں ساحلی بستی تک پہنچانے کی کوشش کرے
ہم اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

زلو شکاری باز کے باہر بیٹھے گپ لڑا رہے اور نسوار کے سڑا کے لے رہے تھے' میں
رتے لگا کر ان کی اس بے پروائی اور سکون کی وجہ کیا تھی۔ یہ کہ وہ مارو کے سانپ پر

یقین رکھتے تھے۔ یا یہ کہ وہ حقیقت میں بہادر تھے۔ اور موت سے ڈرتے نہ تھے؟ مجھے
دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بھالے بلند کرکے مجھے سلام کیا۔

"انکوسی بابا! انکوسی میکومیزن۔"

اور پھر مارو کا اشارہ پاکر وہ کوئی زولو جنگی گیت گانے لگے اور اس وقت تک گاتے رہے۔ جب تک کہ ہم مقتل میں گڑے ستولوں تک نہ پہنچ گئے سیمی بھی گانے لگا لیکن اس کا گیت مختلف قسم کا تھا۔ یعنی وہ رو رہا تھا۔

"خاموش رہو۔" میں نے اسے ڈانٹا۔ "مردوں کی طرح نہیں مرسکتے تم؟"

"نہیں مسٹر کوارٹرمین۔"! نہیں مرسکتا۔" اس نے کہا اور رو رو کر کوئی بین مختلف زبانوں میں رحم کی درخواست کرتا رہا۔"

میں اور سامرس ساتھ ساتھ چل رہے تھے وہ اس وقت بھی یونین جیک اٹھائے ہوئے تھا۔ حیرت ہے کہ کسی نے اس سے یہ جھنڈا گھسیٹ لینے کی کوشش نہ کی میرے خیال میں ماز یتو اس جھنڈے کو ہمارا دیوتا سمجھے ہوئے تھے ہم نے آپس میں کچھ زیادہ بات چیت کی۔ البتہ ایک دفعہ سامرس نے کہا۔

"بہرحال آرکڈ کی محبت نے بہت سے آدمیوں کو برے انجام تک پہنچایا ہے۔ خدا جانے ابا میرے پھولوں کو رکھیں گے یا فروخت کردیں گے؟"

اس کے بعد وہ خاموش ہوگیا۔ میں نہ جانتا تھا کہ اس کا باپ اس کے پھولوں کا کیا کرے گا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس کی پرواہ نہ تھی چنانچہ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہمیں زیادہ دور نہ جانا تھا .... میرا تو یہ ہے کہ میں دعا مانگ رہا تھا کہ یہ راستہ کبھی ختم نہ ہو .... اپنے محافظوں کے ساتھ۔ ایک پچھلے راستے سے گزر کر یکایک ہم میدان کے کنارے پر نکل آئے۔ یہاں ہزاروں لوگ ہمارے قتل کا تماشہ دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ میں نے ایک بات خصوصیت سے دیکھی کہ ان لوگوں کو بڑی ترتیب سے گروہ در گروہ اس طرح کھڑا کیا گیا تھا۔ کہ اس میدان کے دوسرے سرے پر کے دروازے تک کافی چوڑا راستہ چھٹا ہوا تھا۔

ان لوگوں نے خاموشی سے ہمارا استقبال کیا البتہ سیمی کی آہ فغان نے اکثر لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ضرور پیدا کردی دوسری طرف زولوؤں کا جنگی گیت ان کے دلوں پر رعب اور ہیبت طاری کر رہا تھا۔

میدان کے سرے پر اور شاہی کرال کے قریب مٹی کے پندرہ ڈھیر بنے ہوئے تھے اور ان میں پندرہ کھمبے گڑے ہوئے تھے۔ مٹی کے یہ ڈھیر اس لئے بنائے گئے تھے کہ ہر شخص ہمارے مرنے کا تماشہ دیکھ سکے اور یہ ڈھیر اس مٹی سے بنائے گئے جو گڑھوں سے حاصل کی گئی تھی۔ جو ڈھیروں کے قدموں میں تھے یہ گڑھے ہماری قبریں تھیں غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پندرہ نہیں بلکہ سترہ کھمبے تھے۔ دو چھوٹے مگر مضبوط کھمبے ان بلند کھمبوں کی قطار کے دائیں بائیں گڑے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ یہ دو چھوٹے کھمبے ہمارے دو گدھوں کے لئے تھے وہ بھی تیروں کا نشانہ بننے والے تھے .... سپاہیوں کا ایک دستہ کھمبوں کے سامنے کھڑا تھا۔ اور تماش بینوں کو آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔ کھمبوں کے سامنے چھٹے ہوئے میدان میں بوسی، اس کے مشیر اور اس کی چند منتخب بیویاں جمع تھیں۔ ان کے علاوہ مباجی بھی موجود تھا جس نے اپنا پورا جسم مختلف رنگوں سے رنگ رکھا تھا۔ ایک طرف پچاس یا شاید ساٹھ منتخب تیر انداز کھڑے تھے ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک کمان اور بہت سے تیر تھے۔ یہ ہمارے جلاد تھے۔

"بوسی!" بادشاہ کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے کہا "تم ظالم خونی ہو اور اس جرم کی سزا تم کو اوپر والا گا .... اگر ہمارا خون بہایا گیا۔ تو پھر جلد ہی تم بھی ہم سے اس دنیا میں آملو گے جہاں ہمیں تم پر اختیارات حاصل ہوں گے اور تمہارا قبیلہ برباد ہوجائے گا، اس کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔" میرے ان الفاظ نے معلوم ہوتا ہے بوسی کو خوفزدہ کردیا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا۔

"میں نہ ظالم ہوں اور نہ خونی۔ میں تم کو اس لئے قتل کر رہا ہوں کہ تم انسانوں کے غدار ہو۔ اس کے علاوہ وہ سزا کا حکم میں نے نہیں لگایا ہے، وچ ڈاکٹروں کے سردار مباجی نے مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتایا ہے۔ اور اس کی روح نے کہا ہے کہ تم کو بہرحال

مرنا ہے البتہ واگیتاہ تم کو بتانے کے لئے آجائے۔ اگر واگیتاہ آگیا .... حالانکہ وہ نہ
آسکتا' کیونکہ وہ مرچکا ہے .... اور اس نے گواہی دی تمہارے متعلق تو پھر مجھے معلو
ہوجائے گا کہ امباجی ایک عیار اور جھوٹا آدمی ہے اور پھر تمہاری جگہ امباجی مارا جائے گا

"ہاں۔ ہاں۔" یہ امباجی نے کہا۔ اگر واگیتاہ آگیا' جیسی کہ اس جھوٹے ساحر
پیشنگوئی کی ہے۔" اور اس نے مارو کی طرف اشارہ کیا' تو پھر میں' ان سفید بردہ فروش
تمہارے بجائے مرنے کے لئے تیار ہوجاؤں گا' ہاں ہاں' پھر تم مجھے تیروں سے چھلنی کر
ہو۔"

"اے بادشاہ!۔ امباجی کے یہ الفاظ یاد رکھنا' اے لوگو اپنے وچ ڈاکٹر کے یہ الفاظ
رکھنا تاکہ جب واگیتاہ آجائے تو ان پر عمل کیا جائے۔"

"بس۔ ٹھیک ہے۔" مارو نے کہا "اور اس کھمبے کی طرف چل دیا۔ جس کی ط
اشارہ کیا گیا۔"

مارو جب اپنے کھمبے کی طرف جارہا تھا۔ تو اس نے امباجی کے قریب سے گزر
ہوئے ہیس کے کان میں کچھ کہا' جس نے اس شیطان کے چیلے کو خوف زدہ کردیا کیونکہ
نے دیکھا کہ وہ چونکا اور پھر کانپنے لگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ وہ سنبھل کر ان لوگو
ہدایتیں دے رہا تھا۔ جو ہمیں کھمبے سے باندھنے والے تھے۔

یہ کام مشکل نہ تھا۔ ہمارے ہاتھ کھمبوں کے پیچھے کرکے گھاس کے رسوں سے با
دیئے گئے۔ مجھے اور سامرس کو درمیان کھمبوں یا ستونوں سے باندھا گیا اور خود سامرس
درخواست پر یونین جیک اس کے ستون پر نصب کردیا گیا۔ مارو میرے دائیں طرف تھا
دوسرے زولو بائیں طرف کے ستونوں سے باندھے گئے تھے۔ ہیس دائیں طرف
آخری اور سیمی بائیں طرف کے آخری ستون سے بندھا ہوا تھا۔ ہیس کے اور سیمی
ستونوں کے بعد بھی ایک ایک چھوٹا ستون تھا اور ان سے ایک ایک گدھا بندھا ہوا
میں نے دیکھا کہ ہیس پر نیند طاری ہونے لگی تھی اور مازیتو ابھی اسے باندھ ہی رہے
کہ اس کا سر اس کے سینہ پر جھک گیا۔ ہیس کی وہ دوا واقعی زوراثر تھی اور اب

سوں ہو رہا تھا کہ کیوں نہ میں نے بھی ایک گولی نگل لی۔

جب ہمیں باندھ دیا گیا تو امباجی معائنہ کو آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے ایک قسم کی
ید مٹی کے ڈھیلے سے ہم میں سے ہر ایک کے سینے پر گول نشان بنا دیا۔ تیر اندازوں کو
نے تیر اسی نشان میں پیوست کرنے تھے۔

"سفید فام" اس نے میرے شکاری کوٹ پر دائرہ بناتے ہوئے کہا۔ "اب تم کبھی جادو
زور سے کسی کے بال نہ جلاسکو گے ہاں کبھی نہیں' کبھی نہیں کیونکہ ابھی تھوڑی دیر
ہی اسی کھڈ میں تمہاری لاش پڑی ہوئی ہوگی۔ اور میں اس پر مٹی ڈال رہا ہوں گا۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میرا وقت آگیا تھا چنانچہ اس شیطان سے بحث کرنا فضول
اور اب وہ سامرس کے سامنے تھا۔ اور اس کے سینہ پر نشان بنا رہا تھا سامرس کی مردانگی
ب تک موجود تھی چنانچہ وہ کڑک کر بولا۔

"ہٹا اپنے ناپاک ہاتھ۔"

اور ساتھ ہی اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر امباجی کے پیٹ پر ایسی زبردست رسید کی کہ
لڑکھڑا کر الٹ کر اس قبر میں جاگرا جو سامرس کے لئے کھودی گئی تھی۔

"او.... شاباش ہے وازیلا۔" زولو چلائے۔ "امید ہے کہ تم نے وچ ڈاکٹر کا خاتمہ کردیا
گا۔"

"ہاں انکے ساتھ ایسا ہی ہو۔" سامرس نے کہا۔

تماشائیوں پر ایک ہیبت اور سناٹے کا عالم طاری تھا' کیونکہ ان سے پہلے کسی نے اس
س وچ ڈاکٹر کے ساتھ جس سے ہر شخص ڈرتا تھا۔ ایسا سلوک نہ کیا تھا۔ البتہ بابامبا
را رہا تھا' اور بادشاہ بھی خوش نظر آتا تھا۔

لیکن امباجی یوں آسانی سے مرنے والا نہ تھا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر بعد وہ اپنے شاگرد اور
رے وچ ڈاکٹروں کی مدد سے قبر میں سے گالیاں بکتا باہر آیا۔ قبر میں نمی تھی۔ چنانچہ
ی کیچڑ میں لت پت تھا' اس کے بعد میں نے امباجی اور کسی کی طرف بھی دھیان نہ دیا
نکہ میری زندگی کا صرف آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا تھا۔ اور میں توبہ و استغفار میں مصروف

طلوع آفتاب کی طرح اس دن غروب آفتاب کا منظر بھی مسحور کن تھا حالانکہ یہ منظر اس وقت تو نہیں البتہ بعد میں یاد آیا۔ تو حسین معلوم ہو رہا تھا' طوفان کے آثار نظر ہے تھے اور افریقہ میں ہمیشہ طوفان سے پہلے بادل اور روشنی کی وجہ سے افق پر عجیب ن مناظر پیدا ہو جاتے ہیں۔ سورج ایک زبردست سرخ آنکھ کی طرح ڈوب گیا' اس پر کا کالا پپوٹا آگیا اور پپوٹے کے کنارے پر سرخ اور لانبی پلکیں تھیں۔

"اے سورج الوداع۔" میں نے دل میں کہا۔ "آج کے بعد میں پھر کبھی تجھے نہ دیکھ ں گا۔ اللہ کرے کہ تو دوسری دنیا میں بھی طلوع ہوتا ہو۔"

اندھیرا اترنے لگا۔ بوسی چاروں طرف اور پھر بار بار آسمان کی طرف دیکھنے لگا جیسے خوف ہو کہ بارش کوئی دم میں ہونے لگے گی۔ پھر اس نے باباصبا کے کان میں کچھ کہا' الذکر نے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر میرے قریب آیا۔

"سفید فام آقا۔" اس نے کہا "عظیم کالا ہاتھی معلوم کرنا چاہتا ہے کہ تم تیار ہو یا ۔" کیونکہ تھوڑی دیر بعد ہی اندھیرا اتنا گہرا ہو جائے گا۔ کہ تیرانداز نشانہ نہ لے سکیں

"نہیں۔" میں نے کہا "سورج غروب ہونے کے آدھے گھنٹے بعد تک نہیں کیونکہ ہم ں کا طے پایا ہے۔"

باباصبا بادشاہ کے پاس پہنچا۔ اور کچھ دیر بعد پھر میرے سامنے تھا۔

"سفید فام آقا۔ بادشاہ کہتا ہے کہ وعدہ بہرحال وعدہ ہے چنانچہ وہ اپنے وعدہ پر قائم البتہ اگر تیراندازوں کے تیر نشانے پر نہ بیٹھیں اور تمہیں زیادہ تکلیف ہو تو بادشاہ کو الزام نہ دینا وہ جانتا تھا کہ آج کی رات بادلوں بھری ہوگی۔ کیونکہ اس موسم میں پہلے تو بادل دیکھے نہیں گئے۔"

اندھیرا زیادہ سے زیادہ گہرا ہوتا گیا۔ یہاں .... تک کہ ایسا معلوم ہوا جیسے ہم لندن کی

گاڑھی دھند میں کھڑے ہوں لوگوں کی بھیڑ ایک مسلسل تودے کی طرح دکھائی دینے لگی
اور اپنی کمانیں درست کرتے ہوئے تیرانداز سایوں کی طرح نظر آنے لگے۔ ایک بار
دور سے بجلی چمک گئی اور اس کے بعد گرج کی دبی دبی آوازیں سنائی دیں فضا میں گھٹن سی
ہوگئی۔ ہوا بند تھی۔ اور چاروں طرف خاموشی طاری تھی۔ ان لمحوں میں ہر شخص خاموش
اور بے حرکت رہا حتیٰ کہ سیمی نے بھی رونا کراہنا بند کردیا۔ میرے خیال میں وہ تھک گیا
اور شاید بے ہوش ہوگیا تھا۔ عجیب گھمبیر وقت تھا۔ وہ یوں معلوم تھا۔ جیسے عناصر نے
سانس روک لی ہو جیسے قدرت ہمارے استقبال کی تیاریوں میں خاموشی سے مصروف ہو۔

آخر کار اس خاموشی میں، میں نے ایک آواز سنی تیروں کو ترکشوں میں سے کھینچے
لرزہ خیز آواز اور پھر اماجی کی تڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایک ذرا صبر کرو۔ بادل چھٹ جائیں گے اور اجالا ہوگا۔ مرنے والے ان تیروں
دیکھ سکیں گے۔ جو ان کے لئے موت کا پیغام لائیں گے اور تب لطف آئے گا۔"

اور واقعی بادل چھٹنے لگے بہت آہستہ آہستہ اور ان کے پیچھے سے ہلکی نیلی روشنی کی
لکیریں ابھر آئیں۔

"اب چلائیں تیر اماجی؟" تیراندازوں کے افسر نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی نہیں۔ یہاں لوگ ان جادو گروں کے مرنے کا تماشہ دیکھنے آئے
ہوئے ہیں کچھ دیر اور رک جاؤ تاکہ روشنی میں اضافہ ہو اور تماشائی ان جادوگروں کو مرتے
بخوبی دیکھ سکیں۔"

بادلوں کا ایک کونا اور زیادہ اٹھ گیا اور نیلی روشنی سرخ ہوگئی۔ آسمان پر شفق کھل
اٹھی، بادلوں نے اس کا عکس زمین پر ڈالا اور اردو گرد کے منظر میں آگ سی لگ گئی ایک
بار پھر بجلی چمکی اور اس کی روشنی میں ہمیں تماشائیوں کے چہرے اور ہم لوگوں کی طرف
دیکھتی ہوئی ہزارہا آنکھیں نظر آگئیں تھی، کہ اس غیر معمولی طور پر بڑے چمگادڑ کے دانت
بھی نظر آگئے جو ہماری سروں پر سے گزر رہی تھی روشنی تیز اور زیادہ سے زیادہ سرخ
ہونے لگی۔

اماجی نے سانپ کی پھنکار کی سی آواز میں کچھ کہا میں نے کمان کھینچنے اور پھر چھوڑنے
کی آواز سنی۔ اور اس کے فوراً بعد ہی ایک تیز ڈھٹ کی آواز کے ساتھ میرے سر کے
عین اوپر ستون میں پیوست ہوگیا۔ میں پنجوں کے بل کھڑا ہوا تو میرا سر اس تیر کو چھو گیا۔
میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور وہ عجیب وغریب باتیں دیکھنے لگا۔ جنہیں میں کئی برسوں
سے بھلا چکا تھا۔ میرا سر گھومنے لگا۔ اور دماغ الھڑے کے بھنور میں ڈوبنے لگا۔ خاموشی،
گہری خاموشی اور اس خاموشی میں نے کسی بھاری جانور کے بھاگنے کی آواز سنی۔ آواز
ایسی تھی جیسے کسی چیز سے خوفزدہ ہو کر بھاگا ہو کسی کے منہ سے حیرت کی چیخ نکل گئی اور میں
نے آنکھیں کھول دیں اور سب سے پہلے جس چیز پر میری نظر پڑی وہ تیراندازوں کی صف
تھی وہ لوگ چلوں میں تیر چڑھائے کمانیں اٹھارہے تھے۔ وہ پہلا تیر جو میرے سر کے عین
اوپر ستون میں پیوست ہو گیا تھا، غالباً مشق کے لئے چلا گیا تھا۔ دوسری بات میں نے یہ
دیکھی کہ ایک شخص، جو اس گہری خاموشی اور اندھیرے میں سراسر غیر انسانی معلوم ہوتا تھا
ایک سفید سانڈ پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے سانڈ کو بھگاتا ہوا اس راستہ سے، جو میدان کے شمالی
دروازے سے شروع ہوتا تھا، ہماری طرف آرہا تھا۔

بیشک میں یہ خواب دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ سانڈ سوار برادر جون سے مشابہ تھا۔ وہی لمبی
داڑھی اس کے ایک ہاتھ میں تتلیاں پکڑنے کا وہی جال جس کے لمبے بانس کے دستے سے
وہ سانڈ کو مار مار کر بھگا رہا تھا۔ البتہ اسکی گردن میں پھولوں کی مالا پڑی ہوئی تھیں، سانڈ کی
سینگوں میں بھی پھول لپٹے ہوئے تھے اور اس کے دائیں بائیں اور اسکے ساتھ لڑکیاں دوڑ
رہی تھیں اور ان لڑکیوں کی گردنوں میں بھی پھولوں کی مالائیں پڑی ہوئی تھیں، بیشک یہ
خواب تھا خواب ہی ہو سکتا تھا مرتے ہوئے دماغ کی بیچ، میں نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر
لیں اور اس تیر کا انتظار کرنے لگا۔ جو موت کا پیامبر بن کر میرے دل میں پیوست ہونے
والا تھا۔

"چلاؤ تیر"۔ اماجی چیخا۔

"نہیں۔ اپنی کمانیں جھکالو" باباماجی چیخا "واگیتاہ آگیا ہے"۔

خاموشی اور اس خاموشی میں' میں نے تیروں کے زمین پر گرنے کی آواز سنی اور پھر تماشیوں نے ایک شیر کی آواز پیدا کی اور اس آواز نے الفاظ کی صورت اختیار کرلی۔

واگیتاہ! واگیتاہ۔ سفید آقاؤں کو بچانے کے لئے واگیتا آگیا۔"

اس کے بعد میرے اعصاب جو کمزور نہ تھے یکایک اس طرح ڈھیلے پڑ گئے کہ میں چند منٹوں کے لئے بیہوش ہو گیا۔ اور اپنی اس بے ہوشی میں یوں معلوم ہوا جیسے میرے اور مارو کے درمیان گفتگو ہوئی ہو۔ اب میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرے اور مارو کے درمیان حقیقت میں یہ گفتگو ہوئی تھی یا یہ محض میرا تصور تھا اور میرے متعلق بعد میں مارو سے پوچھنا بھول گیا۔

مارو نے مجھ سے کہا یا شاید میرا خیال ہے کہ اس نے کہا۔

"میرے بابا میکومیزن! کہو اب کیا کہتے ہو؟ کہو میرا سانپ اپنی دم پر کھڑا ہوتا ہے یا نہیں؟ بتاؤ میرا سانپ سچا ہے یا نہیں؟ جواب دو میکومیزن میں سن رہا ہوں۔"

اور میں نے جواب دیا یا یوں معلوم ہوا کہ میں نے جواب دیا۔

"مارو۔ میرے بیٹے! معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا سانپ واقعی اپنی دم پر کھڑا ہوتا ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب نظر کا دھوکا ہے کیونکہ ہم مر گئے ہیں اور دوسری دنیا میں ہیں جہاں ہر چیز ایک خواب ہوتی ہے جسے ہم چھو سکتے ہیں اور محسوس کر سکتے ہیں اور یہ کہ مارو اس دنیا میں نہ میری ذات ہے اور نہ تمہاری ذات ہے اور نہ تمہارا سانپ ہے بلکہ وہ قوت ہے جو ہمیں چلاتی ہے اور ہمیں وہ تصویر دکھاتی ہے تو وہ زبردست قوت ہنس پڑتی ہے"۔

اس پر مارو یہ کہتا ہوا معلوم ہوا:

آہا۔ میکومیزن' میرے بابا آخر کار تم نے سچائی کو چھو لیا۔ ساری چیزیں سایہ ہیں اور ہم بھی ان سایوں میں ہی ہیں لیکن میرے بابا میکومیزن! یہ سائے کون پیدا کرتا ہے کیا بات ہوئی کہ واگیتاہ سفید بیل پر سوار ہو کر یہاں آگیا؟ یہ کیا ہوا کہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے یقین کر لیا کہ میرا سانپ اپنی دم پر سیدھا کھڑا ہوتا ہے؟

میں نہیں جانتا میں نے کیا کہا اور ہوش میں آکر اپنی آنکھیں کھول دیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ واقعی برادر جون آگیا تھا۔ اور میں نے نفرت سے دیکھا کیونکہ وہ آرکڈ کے پھولوں کی لڑیاں اسکی ہیٹ سے سہرے کی طرح لٹک رہی تھیں برادر جون آگ بگولہ ہو رہا تھا' اور میں خود برادر جون کو سرزنش کر رہا تھا یہ تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا کہا البتہ برادر جون کے الفاظ مجھے یاد ہیں۔ اس کی لمبی ڈاڑھی کے اکثر بال غصے کی شدت کے باعث کھڑے ہو گئے تھے اور تتلیاں پکڑنے کے جال کا دستہ بوسی کے سامنے ہلا رہا تھا اور کانپتی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"کتے!۔ وحشی!۔ میں نے تجھے مرنے سے بچایا۔ اور تجھے اپنا بھائی کہا اور کیا بدل دیا تو نے اس کا؟ کیا سلوک کر رہا تھا تو اس سفید فاموں کے ساتھ جو حقیقت میں میرے بھائی ہیں کیا سلوک کر رہا تھا۔ انکے ساتھیوں کے ساتھ جو حقیقت میں میرے بھائی ہیں؟ کیا سلوک کر رہا تھا انکے ساتھیوں کے ساتھ؟ انہیں قتل کر دینے والا تھا تو؟ اگر ایسا تھا تو پھر میں اپنی قسم بھول جاؤں گا اور وہ بندھن توڑ دوں گا جو ہم نے خون بدل کر باندھا ہے اور ....."

"نہیں' نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔" بوسی نے کہا "یہ سب غلط فہمی میں ہو گیا لیکن قصور میرا نہیں ہے قصور ڈاکٹر اماجی کا ہے۔ اور ہمارے ملک کی قدیم رسم اور قانون کی رو سے اس کے مشورے سے عمل کرنا مجھ پر فرض ہے اماجی نے مقدس روح سے دریافت کرنے کے بعد اعلان کیا کہ تم مر چکے ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ سفید آقا دنیا کے سب سے بڑے انسان ہیں جو انسانوں کی تجارت کرتے ہیں اور جن کے دل کالے ہیں جو یہاں اس لئے آئے ہیں کہ جاسوسی کریں اور مازیتو لوگوں کا خاتمہ کر دیں۔"

"تو پھر اماجی نے جھوٹ کہا تھا۔" برادر جون گرجا۔ "اور اس نے قصداً جھوٹ کہا تھا۔"

"بے شک اس نے جھوٹ کہا تھا اور اب ثابت ہو گیا ہے کہ اماجی جھوٹا ہے۔" بوسی نے کہا "اسے یہاں لاؤ جو اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کے معاون ہیں۔"

بادل چھٹ گئے تھے اور چاند نکل آیا تھا چنانچہ اس کی روشنی میں سپاہی دوڑ پڑے اور اماجی اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگے اور اس کے شاگردوں میں سے وہ آٹھ

دس کو پکڑنے میں کامیاب ہوگئے۔ "یہ سب کے سب شکل و صورت سے شیطان نظر آرہے
تھے اور اپنے استاد کی طرح ان لوگوں نے بھی اپنے جسم مختلف رنگوں سے رنگ رکھے تھے
لیکن امباجی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

میں نے سوچا کہ گڑبڑ میں وہ کہیں فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ لیکن فوراً ہی
آخری ستون سے' کیونکہ ہم اب تک بندھے ہوئے تھے کسی کی آواز سنائی دی۔ اس کی
آواز اب بھی پھٹی ہوئی تھی' لیکن اب اس میں اطمینان اور بشاشت کی جھلک تھی۔

"مسٹر کوارٹرمین! انصاف کے نام پر اعلیٰ حضرت شاہ مازیتو کو مطلع کردیئے کہ وہ عیار
جادوگر جسے سپاہی تلاش کر رہے ہیں اس قبر میں بیٹھا آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے جو اس ناچ
کے لئے تیار کی گئی تھی۔"

چنانچہ میں نے اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا اور پلک جھپکتے میں سپاہی امباجی کو قبر میں سے
گھسیٹ چکے تھے اور اسے غضبناک بوسی کے سامنے پہنچا چکے تھے۔

"سفید آقاؤں اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کردو۔" بوسی نے کہا۔ "اور انہیں میرے
پاس آنے دو۔"

چنانچہ ہمارے بندھ کاٹ دیئے گئے اور ہم اس جگہ پہنچے جہاں برادر جون اور بوسی
کھڑے ہوئے تھے اور ان کے سامنے امباجی اور اس کے ساتھی ایک دوسرے میں گھسنے کی
کوشش کر رہے تھے۔

"امباجی! کون ہے۔" بوسی نے برادر جون کی طرف اشارہ کیا۔ "دیکھو اور بتاؤ کہ کیا
وہی واگیتاہ نہیں ہے جس کے متعلق تم نے قسم کھا کر کہا تھا کہ یہ مرچکا ہے؟"

امباجی نے اس سوال کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا چنانچہ بوسی نے سلسلہ کلام جاری
رکھتے ہوئے کہا۔

امباجی ابھی وہ تھوڑی دیر پہلے کیا گیت گایا تھا تم نے میرے کان میں؟ یاد ہے نا؟ یہی
کہ اگر واگیتاہ آگیا تو ان سفید آقاؤں کی جگہ تمہیں تیروں سے اڑا دیا جائے۔ کہا تھا کہ
نہیں؟"

اب بھی امباجی نے کوئی جواب نہ دیا' حالانکہ بابامبا نے امباجی کے ایک لات رسید
کرکے اسے بوسی کے سوال کی طرف متوجہ کیا تھا۔

اور اب بوسی دھاڑا۔

"اے جھوٹے! تو خود اپنی زبان سے اپنی سزا کا حکم لگا چکا ہے اور تجھے وہی سزا دی
جائے گی جو خود تو نے اپنے لئے تجویز کی ہے۔" اور پھر بوسی نے فتح مندانہ لہجے میں حکم
دیا۔ کیونکہ آج وہ خود امباجی کے سائے سے آزاد ہورہا تھا۔ "لے جاؤ۔ ان جھوٹوں کو
دیکھو ان میں سے ایک بھی بھاگنے اور بچنے نہ پائے' یہی فیصلہ ہے نا تمہارے اور میرے
لوگوں کا؟"

"ہاں یہی فیصلہ ہے۔" جم غفیر نے ایک زبان ہو کر کہا "لے جاؤ جھوٹے وچ ڈاکٹروں
کو۔"

"معلوم ہوتا ہے امباجی کو کوئی پسند نہیں کرتا۔" سامرس نے کہا۔ "بہرحال اب وہ
ذرا اپنے سلگائے ہوئے الاؤ میں جلنے والا ہے اور یہ سور اسی کا مستحق ہے۔"

"کہو اب کون جھوٹا وچ ڈاکٹر ہے۔" مارو نے امباجی سے پوچھا "اسے اپنے بدن کو
سفید اور لال رنگ سے رنگنے والے۔" بتا کہ تیر اب کس کا خون پئیں گے؟ اور اس نے
اس دائرے کی طرف اشارہ کیا جو امباجی نے سفید مٹی سے اس کے' مارو کے سینے پر بنایا
تھا۔

اب امباجی کو یقین ہوچکا تھا کہ وہ بازی ہار گیا۔ اور یہ کہ اب اس کی موت یقینی ہے
چنانچہ اس نے ایک دم سے جھک کر میرے پیر پکڑ لئے۔ اور گڑگڑا کر رحم کی درخواست
کرنے لگا وہ اس طرح گڑگڑا رہا تھا' کہ میرا دل جو ہماری رہائی سے یوں بھی نرم ہوگیا تھا۔
نرم پڑ گیا اور میں بادشاہ کی طرف گھوم گیا' کہ امباجی کی سفارش کرکے اس کی جان بخشی کرا
دوں حالانکہ اس کی امید تو نہ تھی کیونکہ بوسی کو اس وچ ڈاکٹر سے نہ صرف نفرت تھی بلکہ
وہ اس سے ڈرتا بھی تھا اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا یہ موقع مل گیا تھا۔ چنانچہ وہ
خوش تھا اور اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے دینا نہ چاہتا تھا۔ لیکن امباجی نے میری اس

حرکت سے کچھ اور معنی لئے کیونکہ وحشیوں میں منہ پھیرنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ
درخواست قبول نہیں کی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ مایوسی اور غصہ نے اسے اندھا کردیا وہ اٹھا
اپنے لباس میں سے ایک بڑا سا چاقو برآمد کیا اور اسے بلند کرکے میری طرف لپکا۔
"سفید کتے! روحوں کی دنیا میں اکیلا نہ جاؤں گا بلکہ تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔" یہ
چیخا۔

اب یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مارو اماجی کی طرف دیکھ رہا تھا اور یہ تو زولو ضرب
المثل ہے کہ وچ ڈاکٹر کی قسمت کا فیصلہ وچ ڈاکٹر کرتا ہے۔" چنانچہ وہ ایک چھلانگ میں
اماجی کے سر پر تھا موخرالذکر کہ چاقو کی نوک نہ صرف میری جلد کو چھو چکی تھی..... اور
یہ اچھا ہی ہوا کہ خون نہ نکلا کیونکہ اماجی کا چاقو تو شاید زہر میں بجھا ہوا تھا..... کہ مارو نے
اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک زبردست جھٹکے کے ساتھ یوں آسانی سے زمین پر پھینک دیا جیسے
وہ بچہ ہو۔

اس کے بعد ظاہر ہے کہ کھیل ختم ہوگیا۔

"چلو بھئی۔" میں نے سامرس اور برادر جون سے کہا۔ "اب ہمارا یہاں ٹھہرنا مناسب
نہیں۔" اور ہم اپنی جھونپڑیوں کی طرف چلے' کسی نے ہمیں نہ روکا' نہ ٹوکا اور نہ ہی کسی
نے ہماری طرف دھیان دیا' کیونکہ وہ سب کے سب کسی اور طرف متوجہ تھے پیچھے میدان
میں سے یکایک ایسا لرزہ خیز شور بلند ہوا کہ میں نے جلدی سے اپنی جھونپڑی میں گھس کر
دروازہ بند کرلیا کہ اگر شور سے میں چھٹکارا حاصل نہ کرسکوں تو وہ کم سے کم مدھم تو
ہوجائے۔ جھونپڑی میں اندھیرا تھا۔ اور یہ اچھا ہی تھا کیونکہ اندھیرا میرے تنے ہوئے
اعصاب کو سکون بخش رہا تھا اور اس وقت تو مجھے عجیب سکون ملا جب برادر جون نے کہا۔
"برادر کوارٹرمین! اور اے نوجوان جس کا نام میں نہیں جانتا' آج میں تمہیں وہ بات
بتا رہا ہوں جو آج سے پہلے شاید میں نے تم کو نہیں بتائی یعنی یہ کہ میں ڈاکٹر ہونے کے علاوہ
وہ امریکی اسقفی کلیسا کا رکن بھی ہوں چنانچہ اب میں ایک پادری کی حیثیت سے خدا کے
حضور شکریئے کی نماز ادا کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اس نے تم دونوں کو ایک اذیت

ناک موت سے بچالیا۔"
"اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔" میں بڑبڑایا۔
اور برادر جون نے واقعی نماز شکرانہ ادا کیا۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت
اس کے دماغ کی چولیں ڈھیلی تھیں یا نہیں البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ وہ بے حد عمدہ اور
قابل انسان تھا۔

اب چونکہ شور اور چیخوں کی آوازیں سمجھ میں نہ آنے والی بڑبڑاہٹ میں تبدیل
ہوگئی تھیں اس لئے ہم جھونپڑی میں سے باہر آئے اور اس کے آگے کو نکلی ہوئی اولتی کے
سائے میں بیٹھ گئے۔ میں نے برادر جون سے اسٹیفن سامرس کو متعارف کرایا۔
"اب یہ بتاؤ برادر جون۔" میں نے کہا "کہ تم قدیم رومی کاہن کی طرح پھولوں سے
لدے ہوئے اور یورو نامی ایک نیلوی کی طرح بیل پر سوار کہاں سے نازل ہوئے؟ اور
تمہیں یہ کیا شرارت سوجی تھی کہ ہماری راہبری کرنے کا وعدہ کرنے کے بعد ڈربن سے بلا
کچھ کہے سنے غائب ہوگئے؟ آخر یہ کیا مذاق تھا؟"
برادر جون اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر ملامت کرنے کے انداز میں میری طرف
دیکھا۔

"میں سمجھتا ہوں ایلن۔" اس نے ٹھیٹ امریکی انداز میں کہا۔ "کہ کہیں کچھ غلطی
ہوگئی ہے میں تمہارے سوال کے آخری حصہ کا جواب پہلے دیتا ہوں اور وہ یہ کہ میں بقول
تمہارے بلا کچھ کہے سنے ڈربن سے غائب نہیں ہوا تھا۔ تمہارے باغبان جیک کو میں نے
ایک خط دے کر تاکید کردی تھی کہ جیسے ہی تم آجاؤ وہ یہ خط تمہیں دے دے۔" چنانچہ
اس بیوقوف نے یا تو خط کہیں گم کردیا اور مجھ سے جھوٹ کہا' یا پھر وہ خط سرے سے بھول
ہی گیا۔"

"ہم م م ہوسکتا ہے۔ بہرحال یہ بات مجھے پہلے سے ہی سوچ لینی چاہئے تھی لیکن
نہ سوچی۔ خیر تو اس خط میں میں نے لکھا تھا کہ میں تم سے اسی جگہ آملوں گا اور جہاں مجھے
کم سے کم چھ ہفتے پہلے پہنچ جانا چاہئے تھا۔ اس کے علاوہ اس خیال سے کہ مبادا میں وقت
تک

پر یہاں نہ پہنچ سکوں اس لئے میں نے بوسی کو بھی تمہاری آمد کے متعلق ایک پیغام بھیج دیا
تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ پیغام بھی کسی وجہ سے بوسی تک نہ پہنچ سکا۔"

"لیکن میں پوچھتا ہوں کہ تم نے ایک رہبر کا ثبوت دیتے ہوئے ڈربن میرا انتظار کیوں نہ کیا؟"

"ایلن۔ چونکہ یہ سوال تم نے سیدھے طریقے سے پوچھا ہے اس لئے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ یہ وہ موضوع ہے جس پر گفتگو کرنا میں پسند نہیں کرتا میں چاہتا تھا کہ تم براہ کلوا سفر کرو گے اور سچ تو ہے یہ کہ اتنے بہت سے سامان اور آدمیوں کے ساتھ اسی راستے سے سفر کیا جاسکتا ہے۔ اور میں خود کلوا کے قریب سے بھی گزرنا نہ چاہتا تھا۔ وہاں میں نے ایک مستقر اور ایک گرجا بنایا تھا۔ اور میں اپنی تبلیغ کے سلسلے میں بہت حد تک ایک عرصے کامیاب رہا تھا۔ لیکن پھر ایک منحوس دن سواحلی اور پرتگالی ڈونگوں پر سوار ہو کر کلوا میں آئے کہ وہاں غلاموں کی تجارت کا اڈہ قائم کریں میں نے ان کی مخالفت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ہم پر حملہ کردیا' میرے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور بقیہ کو ان ظالموں نے غلام بنالیا۔ اس جھڑپ میں میرے ماتھے پر زخم آیا۔ یہ دیکھو یہ ہے۔ اس زخم کا نشان۔"

اور اپنے لانبے سفید بال اس نے ماتھے پر سے ہٹائے' تو چاند کی روشنی میں بھی میں نے اس کے ماتھے پر زخم کا ایک لمبا نشان صاف نظر آیا۔

تلوار کی اس ضرب نے مجھے بے ہوش کردیا۔ اور جب میں بے ہوش ہو کر گرا ہوں تو اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو دن کافی چڑھ آیا تھا اور وہاں کوئی نہ تھا۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو میری تیمارداری کر رہی تھی وہ شدت غم سے نیم پاگل ہو رہی تھی کیونکہ اس کا شوہر اور دو بیٹے مارے جاچکے تھے اور اس کے تیسرے بیٹے اور ایک بیٹی کو حملہ آور بردہ فروش اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میری نوجوان بیوی کہاں ہے اس نے جواب دیا کہ حملہ آور اسے بھی لے گئے تھے اس نے بتایا کہ کوئی دس گھنٹے پہلے بردہ فروشوں کو سمندر میں ایک جہاز کی روشنیاں نظر آئی تھیں

نہوں نے سمجھا کہ یہ وہ جہاز ہوگا۔ جو بردہ فروشوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ چنانچہ بردہ فروش بڑی عجلت میں اندرون ملک فرار ہوگئے۔ انہوں نے زخمیوں کو قتل کردیا لیکن مجھے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے بڑھیا ساحل پر پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھروں میں چھپ گئی تھی۔ اور جب بردہ فروش چلے گئے تو وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر گھر میں آئی تو وہاں مجھے بیہوش پایا۔"

"میں نے اس سے پوچھا کہ میری بیوی کو کہاں لے جایا گیا تھا' یہ بڑھیا نہ جانتی تھی لیکن چند آدمیوں نے بتایا کہ انہوں نے بردہ فروشوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا تھا۔ کہ وہ کوئی سو میل اندرون ملک جارہے ہیں اور وہاں وہ اپنے سردار سے جاملیں گے معلوم ہوا کہ ان کا سردار ایک دوغلی نسل کا مانیٹرو نامی پرتگالی ہے۔ اور میری بیوی کو وہ اسی کے پاس لے جارہے تھے کہ اسے، وہ اس بدمعاش کی خدمت میں تحفتاً" پیش کردیں۔

"یہ بھیانک خبر سنی تو اس کے صدمے سے یا پھر زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے میں بیہوش ہوگیا۔ اور پورے دو دن بیہوش رہا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک جہاز کے کیبن میں پایا۔ وچ جہاز تھا جو زنجی بار کی طرف جارہا تھا۔ وہ اسی جہاز کی روشنی تھی جو بردہ فروشوں کو نظر آئی تھی۔ اور انہوں نے اسے انگریزوں کا جہاز سمجھ لیا تھا۔ جہاز نے پانی حاصل کرنے کے لئے کلوا کے ساحل پر لنگرڈالا تو وہ مجھے جہاز میں لے گئے' وہ بڑھیا جو میری تیمارداری کر رہی تھی' انہیں کہیں نظر نہ آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان ملاحوں کو دیکھ کر بھاگ گئی ہوگی۔"

"زنجی بار میں مجھے اپنے ہی گروہ کے اندر ایک پادری کے حوالے کردیا' اسوقت میں موت اور زندگی کے درمیان لٹک رہا تھا۔ اس پادری کے گھر میں ایک طویل عرصے تک بخار سے لگا رہا پورے چھ ماہ بعد بھی میرا دماغ ٹھکانے آیا نہیں اور آیا میں سمجھتا ہوں لیکن تم بھی شاید انہی لوگوں میں سے ہو۔"

"اتفاقاً ایک انگریز نیول سرجن اسوقت زنجی بار میں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے میری کھوپڑی کی وہ کرچیاں جو ٹوٹ کر دھنس گئی تھیں بڑی مہارت سے نکال لیں اور زخم کی

مرہم پٹی کردی اور اس کے بعد میرے ماتھے کا زخم بڑی تیزی سے مندمل ہو گیا اور بر
جسمانی قوت عود کر آئی اسوقت زنجی بار میں امریکی قونصل نہ تھا اور خود انگریزوں
میرے متعلق جہاں تک ممکن تھا تحقیق کی۔ لیکن وہ بھی کچھ زیادہ باتیں معلوم نہ کر
کیونکہ زنجی بار سے کلواتک کا پورا علاقہ گویا بردہ فروشوں کے قبضہ میں تھا۔ اور ان بر
فروشوں کی پشت پناہی بڑی بڑی غلاموں کی منڈیوں والے کررہے تھے۔ اور تم جانو
اس وقت سبھی اس تجارت سے روپیہ کما رہے تھے۔ انگریز، فرانسیسی، پرتگالی اور امر
بھی اور عرب بھی۔"

وہ پھر خاموش ہو گیا۔ غالباً ان یادوں سے دل پر غم کے بادل چھا گئے تھے۔

"تو تمہیں اپنی بیوی کے متعلق پھر کچھ نہ معلوم ہوا؟" سامرس نے پوچھا۔

"ہاں مسٹر سامرس، معلوم تو ہوا، زنجی بار میں ہی ایک آزاد شدہ غلام نے مجھے بتایا ک
اس نے ایک سفید فام عورت دیکھی تھی۔ جس کا حلیہ ایسا ہی تھا جیسا کہ میں نے بیان ک
تھا۔ وہ سفید فام عورت کہاں تھی؟ اس جگہ کا نام تو وہ آزاد غلام نہ بتا سکا البتہ اس نے
ضرور کہا کہ وہ مقام ساحل سے پندرہ دن کی مسافت پر واقع تھا۔ اسوقت وہ سفید فا
عورت سیاہ فاموں کے ساتھ تھی۔ آزاد شدہ غلام یہ بھی نہ بتا سکا کہ وہ کونسا قبیلہ تھا۔
بہرحال ان لوگوں نے اس جنگل میں بھٹکتے پایا تھا۔ آزاد شدہ غلام نے ایک بات خصوصیت
سے دیکھی کہ وہ سیاہ فام لوگ اس عورت کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے حالانکہ وہ جو کچھ
کہتی تھی اس کا ایک لفظ بھی سمجھ نہ پاتے تھے دوسرے دن یہ شخص اپنے گم شدہ بکریاں
تلاش کررہا تھا کہ بردہ فروشوں نے اسے پکڑ لیا۔ معلوم ہوا کہ یہ بردہ فروش اسی عورت کو
تلاش کررہے تھے مجھے یہ بتانے کے دوسرے دن اس آزاد شدہ غلام کے پھیپھڑے
اچانک ورم کر آئے غالباً اس لئے کہ جب تک وہ بردہ فروشوں کے زیر سایہ رہا وہ اسے الٹی
سیدھی اور ناکافی سی غذا کھلاتے رہے تھے بہرحال وہ جانبر نہ ہوسکا اور چند دنوں بعد ہی مر
گئے اب غالباً تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں کلوا کے راستے کیوں نہ جانا چاہتا تھا۔

"ہاں" میں نے کہا۔ ہم نے یہی نہیں بلکہ چند دوسری باتیں بھی سمجھ لی ہیں جن کے

ہم پھر کبھی فرصت سے گفتگو کریں گے چنانچہ اب میں موضوع بدلنے کی غرض سے
ا ہوں کہ اسوقت تم کہاں سے آئے اور یہ کیسے ہوا کہ تم عین وقت پر یہاں پہنچ

ں اسی طرف آرہا تھا، لیکن چکر کاٹ کر اس راستہ سے آرہا تھا جو میں تم کو بعد میں
ں گا۔ اس نے جواب دیا کہ اچانک اس حادثے سے دوچار ہوا اور میری ایک ٹانگ
بے کار ہو گئی۔"

یہاں میں نے سامرس کی اور اس نے میری طرف دیکھا۔

تیجہ یہ ہوا کہ میں پورے چھے ہفتوں تک ایک کافر کی جھونپڑی میں پڑا رہا۔ جب
بستر چھوڑا اس وقت بھی میں ٹھیک سے نہ چل سکتا تھا اس لئے میں ان بیلوں پر
کر سفر کرنے لگا جسے میں نے اسی کام کے لئے سدھایا تھا۔ اس میں کا وہ آخری بیل
ا پر سوار ہو کر میں یہاں آیا تھا بقیہ بیل ایک ایک کر کے راستہ ہی میں مر گئے
ٹسی مکھی نے کاٹ لیا تھا۔ ایک عجیب خوف جسے میں سمجھ نہ سکا، میرے دل پر
ا اور یہی خوف تھا جو مجھے مسلسل سفر کرنے پر مجبور کررہا تھا۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں
ں کھانے پینے کے لئے بھی کسی جگہ نہ رکا۔ جب میں مازیتو علاقہ میں داخل ہوا تو
ال خالی پڑے ہوئے تھے اس میں کوئی نہ تھا سوائے چند عورتوں اور لڑکیوں نے مجھے
یا اور میری گردن میں یہ پھول ڈال دیئے انہی سے مجھے معلوم ہوا کہ تمام کرال
ہی کرال میں گئے ہوئے تھے جہاں کوئی جشن منایا جارہا تھا۔ یہ جشن کیا تھا؟ یہ بات
ں نہ بتا سکیں یا پھر یہ بات انہوں نے مجھ سے چھپائی۔ چنانچہ میں نے اپنی رفتار اور
کردی اور خدا کا شکر ہے کہ عین وقت پر یہاں پہنچ گیا یہ بڑی طویل داستان ہے
تفصیل میں پھر کبھی بیان کروں گا اسوقت تو سب ہم بے حد تھکے ہوئے ہیں۔ یہ
ہے؟"

ا غور سے سننے لگا اور پہچان لیا کہ یہ زولو شکاریوں کا گیت تھا وہ لوگ امباجی اور
کرداروں کے قتل ہونے کا وحشیانہ منظر دیکھنے کے بعد فتح و کامرانی کا گیت گاتے لوٹ

رہے تھے۔ چند ثانیوں بعد ہی یہ لوگ آگئے' آگے آگے سیمی تھا۔ بالکل ہی بدلا ہوا
یہی وہ شخص تھا جو ایک دو گھنٹہ پہلے مقتل کی طرف جاتے ہوئے بچوں کی طرح رو
لیکن اب وہ بے حد بشاش تھا اور اس کے اپنے گلے میں وہ مکروہ مالائیں ڈال رکھ
جنہیں میں امباجی کی گردن میں دیکھ چکا تھا۔

"حق کی فتح ہوئی اور شیطان کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ مسٹر کواٹرمین! اس نے اعلان
اور یہ ہے مال غنیمت۔

اور اس نے مرحوم وچ ڈاکٹر کی گھناؤنی مالاؤں کی طرف اشارہ کیا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے بزدل"۔ میں نے کہا' ہم کچھ سننا نہیں چاہتے۔ جاؤ جا
بناؤ ہمارے لئے۔ اور وہ خوشی سے جھومتا ہوا چلا گیا۔

زولو شکاری ہیس کو اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ سوچ کر میں لرز گیا کہ وہ شاید مر
لیکن جب میں نے اس کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ صرف بے ہوش تھا اور یہ بے ہو
تھی جیسی کہ افیون کھانے سے آدمی پر طاری ہو جاتی ہے۔ برادر جون کے مشورے
کرکے اسے ایک کمبل میں اچھی طرح سے لپیٹ کر آگ کے قریب لٹا دیا گیا۔

"اب مارو آیا۔ اور ہمارے سامنے پالتی مار کر بیٹھ گیا۔"

"میکومیزن!' بابامبا" اس نے کہا' کہو اب کیا کہتے ہو؟

"شکریئے کے الفاظ مارو۔ اگر تم نے ایسی حاضر دماغی کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو امبا
خاتمہ کر چکا ہوتا۔ اسکے چاقو نے میری جلد کو صرف مس ہی کیا تھا"۔

مارو نے یوں ہاتھ ہلایا جیسے یہ کوئی اہم مسئلہ ہو اور پھر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر بولا۔

"یہ نہیں میکومیزن۔ میرا مطلب تھا اب تم کیا کہتے ہو۔ میرے سانپ کے بارے
میں؟"

"صرف یہ کہ تمہارا اندازہ صحیح تھا' اور میرا غلط" میں نے سرخ ہو کر جواب دیا" ایسا
کیوں اور کیسے ہوا۔"

"اور تم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ تم سفید فام اپنے آپ کو دنیا کے
عقلمند ترین انسان سمجھتے ہو لیکن اب تمہیں نظر آ ہی گیا ہے کہ تم لوگ احمقانہ خوش فہمی
میں مبتلا ہو۔ بس مجھے اطمینان ہو گیا۔ جھوٹے وچ ڈاکٹر سب کے سب مر گئے اور میں
سمجھتا ہوں کہ امباجی ...."

میں نے اپنا ہاتھ بلند کرکے اسے خاموش کر دیا کیونکہ میں تفصیلات سننا نہ چاہتا تھا اور
مارو اٹھا' مسکرایا اور چلا گیا۔

"اپنے سانپ سے اس کا کیا مطلب تھا؟" برادر جون نے بڑے اشتیاق سے پوچھا"۔

میں نے پورا معاملہ مختصر کرنے کے بعد پوچھا کہ کیا وہ اس کی تشریح کر سکتا ہے۔
"برادر جون نے سر ہلایا۔

"افریقی علم کی ایسی عجیب ترین مثال ہے یہ نہ کبھی دیکھی اور نہ سنی" وہ بولا "اور بے
حد کارآمد چیز ہے یہ۔ رہی تشریح تو اس کی کوئی تشریح ممکن نہیں سوائے اس کے کہ آسمان
اور زمین مین بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو سمجھنا ممکن نہیں اور یہ کہ خدا نے مختلف
انسانوں کو مختلف عطیئے دیئے ہیں"۔

اس کے بعد کھانا کھایا گیا اور آج یہ کھانا مجھے بے حد لذیذ معلوم ہوا۔ کھانے سے
فارغ ہو کر دوسرے لوگ تو اپنے اپنے بستر میں دبک گئے لیکن میں بے ہوش پڑے ہوئے
ہیس اور آگ کے قریب بیٹھا رہا کیونکہ اس سطح مرتفع پر ہوا سرد تھی۔ فی الحال نیند کا
کہیں پتہ نہ تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ باہر مازیتو شور مچا رہے تھے۔ وہ لوگ غالباً وچ ڈاکٹروں

کے خاتمے اور واگیتاہ کی آمد کا جشن منا رہے تھے۔

دفعتاً" ہیس نے آنکھیں کھول دیں اور ایک دم سے اٹھ بیٹھا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ شعلوں کے سائے اس کے اور میرے چہرے پر ناچ رہے تھے۔

"باس!" اس نے کھوکھلی آواز میں کہا۔ "لو" تم بھی آگئے' اور میں بھی پہنچ گیا۔ اور یہ وہ آگ ہے جو ہمیشہ جلتی رہتی ہے اور کبھی بجھتی نہیں بہت اچھی آگ ہے یہ تو لیکن باس!" یہ کیا بات ہوئی کہ ہم اس آگ میں نہیں جیسا کہ تمہارے والد پرادی کانت نے کہا تھا بلکہ ہم اس کے باہر سردی میں بیٹھے ہوئے ہیں؟"

"اس لئے بیوقوف کہ تم اب تک دنیا میں ہی ہو اور نہ اس آگ میں جس میں تمہیں ہونا چاہئے۔" میں نے کہا۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ مارو کے سانپ کی زبان سچی زبان ہے اور واگیتاہ آگیا ہے جیسی کہ مارو نے پیشگوئی کی تھی۔ چنانچہ ہم زندہ ہیں اور ہماری جگہ امباجی اپنے شاگردوں کے ساتھ مارا گیا ہے اگر تم نے خوفزدہ عورت کی طرح وہ بدبودار دوا نہ نگل لی ہوتی اور بے ہوش نہ ہو گئے ہوتے تو تم بھی یہ تماشہ دیکھتے۔ لیکن تم مرنے سے ڈرتے ہو حالانکہ اس بڑھاپے میں تمہیں موت کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔"

"آہ باس!" وہ بولا۔ کیا سچ مچ ہم دنیا ہی میں ہیں؟ ہائے ہائے!۔ کیوں کھالی میں نے وہ دوا؟ یہ برا ہوا' بہت برا ہوا کہ میری آنکھیں بند ہو گئیں اور میں نے واگیتاہ کو آتے نہ دیکھا۔ اور یہ اور بھی برا ہوا کہ میری آنکھیں بند تھیں اور امباجی اور اس کے چیلوں کو ہماری جگہ ان ستونوں سے بندھتے نہ دیکھ سکا جن سے ہمیں باندھا گیا تھا۔ ہائے ہائے' اس کا افسوس مجھے عمر بھر رہے گا یہ تو بہت ہی برا ہوا۔ چنانچہ باس اب میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے کتنی ہی دفعہ کیوں نہ مرنا پڑے آئندہ سے اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر مروں گا۔" اور پھر اپنا درد کرتا ہوا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر وہ آگے پیچھے جھومنے لگا۔

اور ہیس کا یہ افسوس بجا بھی تھا۔ کیونکہ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس نے ہیس کی زندگی اجیرن کر دی۔ اول تو یہ کہ ہمارے زولو شکاریوں نے اسے ایک عظیم الشان خطاب سے نواز دیا جس کا مطلب تھا "پیلا ننھا چوہا جو الابلا کھا کر اونگھ جاتا ہے۔ جبکہ کالے چوہے

اپنے دشمنوں کو کھا لیتے ہیں' حتیٰ کہ سیمی بھی اس کا مذاق اڑانے اور اسے بزدلی کا طعنہ دینے لگا اور اسے امباجی کی مالائیں دکھا کر اعلان کیا کہ یہ چیزیں اس نے مازیتو لوگوں کے زبردست جادوگر کے گردن میں سے گھسیٹ لی تھیں۔ اور یہ واقعی اس نے امباجی کی گردن میں سے گھسیٹ لی تھیں لیکن اسوقت جب موخرالذکر مرچکا تھا۔

بہرحال میں خود بھی اس مذاق سے لطف اندوز ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ ہنسی دل لگی انتہا کو پہنچ گئی اور مجھے خوف ہوا کہ ہیس ہوا کہ ہیس کہیں سیمی کو قتل نہ کردے چنانچہ میں نے اسے اور زولوؤں کو ہیس کا مذاق اڑانے سے سختی سے منع کردیا۔

اس رات میں بہت دیر سے سویا تھا' اس کے باوجود سویرے بیدار ہو گیا خصوصاً اس لئے کہ میں برادر جون سے تنہائی میں چند باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اور جانتا تھا کہ وہ سحر خیز ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ اتنا کم سوتا تھا کہ اگر کوئی اتنا سوئے تو ایک آدھ مہینے میں ہی پاگل ہو جائے۔

"جیسی کہ مجھے توقع تھی وہ واقعی بیدار ہو چکا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اپنے جھونپڑے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک موم بتی جل رہی تھی۔ اور وہ اس کی روشنی میں ان پھولوں کو اپنے البم میں رکھ رہا تھا۔ جو اس نے اس سفر میں حاصل کئے تھے۔"

"جون۔" میں نے کہا "میں تمہاری وہ چیزیں لایا ہوں جو غالباً تم نے گم کر دی تھیں۔"

اور میں نے اسے وہ کتاب جس کا نام تھا "عیاشیوں کی شب و روز" اور ایک واٹر کلر تصویر اس کے سامنے رکھ دی' قارئین بھولے نہ ہوں گے۔ کہ یہ دونوں چیزیں میں نے کلوا کے ویران پڑے ہوئے مستقر میں سے حاصل کی تھیں۔

پہلے اس نے تصویر اور کتاب کی طرف دیکھا۔ میرا مطلب ہے دیکھا ہو گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں اس کے سامنے رکھ کر میں طلوع آفتاب کا منظر دیکھنے جھونپڑے سے باہر آگیا تھا۔ چند منٹوں بعد ہی اس نے مجھے آواز دی اور جب میں نے جھونپڑی میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا تو اس نے پوچھا۔

"ایلن یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟"

چنانچہ میں نے اپنے سفر کی کہانی شروع سے آخر تک سنادی وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ اور جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا

"ایلن! تم نے اندازہ لگا ہی لیا ہو گا۔ چنانچہ اب مناسب ہو گا کہ میں اعتراف کر لوں کہ یہ تصویر میری بیوی کی ہے اور یہ کتاب بھی اسی کی ہے۔"

"ہے۔!' تم نے کہا ہے؟"

ہاں ایلن۔ ہے .... حال کا صیغہ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ ی نہیں ہے۔ میں اپنے اس یقین کی تشریح نہیں کر سکتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ن مگڑے زولوں کی اس پیشگوئی کی تشریح نہیں کر سکتا تھا جو اس نے میری آمد کے کی تھی۔ لیکن اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم قدرت کے چند راز معلوم کر لیتے ہیں خدا س طرح؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے شب و روز کی دعاؤں کے جواب میں یہ ی مجھ پر ظاہر کی گئی ہے۔ کہ میری بیوی زندہ ہے۔ ہاں آج بھی زندہ ہے۔

ہاں' بیس برس بعد بھی' اس نے کہا اور پھر جوش میں آکر پوچھا۔" ایلن کیا خیال ہے کہ میں ایک مدت سے تقریباً پاؤ صدی سے افریقہ کے جنگلوں اور خونخوار حبشیوں ں بھٹک رہا ہوں اور اپنے آپ کو پاگل کیوں ظاہر کر رہا ہوں؟ کیا اس لئے کہ وحشی ہ سے کوئی تعرض نہ کریں اور اپنے علاقہ سے گزر جانے دیں۔؟"

یرا تو خیال تھا کہ تم تتلیاں اور نباتات کے نمونے جمع کرنے کے لئے جنگل جنگل ہے ہو۔

تلیاں اور نباتات کے نمونے! یہ تو ایک بہانہ ہے ایلن۔ میں اپنی بیوی کی تلاش میں ں اور صحراؤں کی خاک چھان رہا ہوں۔ تم اسے میری حماقت کہو گے خصوصاً ن ب میں تم کو بتاؤں گا کہ جب بردہ فروش اسے لے گئے تو اس کی کیا حالت تھی۔

کیا حالت تھی؟"

وہ حاملہ تھی۔ لیکن ایلن یہ میری نہ حماقت ہے اور نہ میں مجنوں ہوں۔ مجھے یقین وہ افریقہ کے جنگوں میں کسی جگہ اور ان وحشیوں میں کہیں موجود ہے اور زندہ ہے گر ایسا ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ تم سے نہ ملے" میں نے کہا۔

اور میں نے اس لئے کہا تھا کہ میں بہت سی سفید فام عورتوں کے متعلق سن چکا تھا جو قدیم میں کسی حادثے کا شکار ہو کر' مثلاً جہاز کی تباہی کے بعد اس کے تختے سے لپٹ کر کے ساحل تک پہنچ گئی تھیں' کافروں کے ہاتھ لگیں اور آخر میں انکی بیویاں بن گئی

"نہیں ایلن۔ تم سوچ رہے ہو اسکی طرف سے مطمئن ہوں۔ اگر خدا نے میری
کو زندہ رکھا ہے تو اسی نے حفاظت بھی کی ہو گی۔ اور اب اس نے اضافہ کیا تم نے
لیا ہو گا کہ میں پونگو لوگوں میں کیوں جانا چاہتا ہوں۔ ان یہ پونگو میں جو ایک سفید فام
کو پوجتے ہیں۔

"ہاں۔ سمجھ لیا۔"

اور میں جھونپڑی سے باہر آگیا۔ کیوں میں نے وہ باتیں معلوم کرالی تھیں جو میں
کرنا چاہتا تھا۔ اور خصوصاً اسلئے بھی کہ اس بحث کو مزید آگے بڑھانا مجھے مناسب نہ
ہوا یہ بات میرے لئے تو ناقابل یقین تھی کہ وہ خاتون اب تک زندہ ہو سکتی تھی اور مجھے
خوف تھا کہ اگر برادر جون کو معلوم ہوا کہ وہ مر چکی ہے تو خدا جانے اس پر کیا اثر ہو
اور کیا حال ہو جائے گا اس کا ہماری یہ دنیا کتنے بے بنیاد رومانوں سے بھری ہوئی ہے؟
موہوم امید کے سہارے لوگ جیئے جاتے ہیں؟۔ برادر جون ہی کو لے لیجئے۔ "ایور
اس کا اصل نام تھا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا۔ اور دیکھئے کہ وہ کیا تھا اور کیا بن گیا۔ ا
بلند نظر تعلیم یافتہ انسان جو اپنے مذہب کی تبلیغ کے ارادے سے افریقہ کے تاریک گوش
کا رخ کرتا ہے اور اپنی نوجوان بیوی کو بھی ساتھ لے آتا ہے میرے خیال میں اسے
کسی کو بھی اپنی بیوی کو افریقہ کے جنگلوں میں نہ لانا چاہئے۔

اور پھر وہ مصیبت نازل ہوتی ہے، مستقر برباد کردیا جاتا ہے شوہر معجزانہ طور
زندہ بچ جاتا ہے اور اسکی بیوی کو اس سے جدا کر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک ظالم بردہ فروش
شکار بنے۔ آخر میں یہ کہ ایک غیر معتبر ذریعہ سے، یعنی ایک کافر سے جو مر رہا ہے ا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون دوسرے وحشیوں میں دیکھی گئی ہے۔ اس ایک تقریباً بے بنیا
اطلاع کو اپنا سہارا اور امید بنا کر شوہر ایک پاگل نباتیات دان کا سوانگ بھر
سے برسوں تک تلاش کرتا ہے اور تکالیف اور دکھ برداشت کرتا ہے لیکن وہ کسی چیز
خاطر میں نہیں لاتا۔ اور ایک امید کے سہارے بس بھٹکتا رہتا ہے۔ میرے نزدیک تو یہ
خوبصورت اور شاعرانہ کہانی ہے اس کے باوجود کم سے کم میں تو یہی چاہتا ہوں کہ وہ خاتون

اپنے پیدا کرنے والے کے پاس پہنچ گئی ہو وجہ وہی ہے جو میں کہیں اوپر بیان کر چکا ہوں۔
ذرا آپ ہی سوچئے کہ اس سفید فام عورت کی کیا حالت ہو گئی ہو گی۔ جو نہ دو بلکہ پورے
بیس برس سے خونخوار وحشیوں کے رحم و کرم پر ہو؟

لیکن۔ لیکن مارو اور اس کے سانپ کے تجربے کے بعد میں کسی بھی بات کا دعویٰ نہ
کر سکتا تھا۔ میں کون اور کیسا تھا کہ نہ صرف اپنی ایک رائے قائم کرلوں بلکہ اسے
دوسروں کے سر تھوپوں؟ ظاہر ہے کہ ہماری معلومات اور علم کا دائرہ بے حد تنگ ہے چنانچہ
اپنی کم مائیگی کے باعث ہم کوئی قطعی فیصلہ کبھی کر ہی نہیں سکے۔

اس کے علاوہ میں ایک شکاری تھا اور میرا کام یہ نہ تھا کہ غلط یقین کی اصلاح کرتا
پھروں بلکہ میرا کام اور فرض بھی یہ تھا کہ اس مہم کو انجام تک پہنچادوں جسکے لئے مجھے
اجرت پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور عجیب و غریب پھول اور اس کا پودا یا جڑ حاصل کرلوں جس
کی بولی لاکھوں تک کہتے ہیں کہ پہنچی ہوئی تھی اور پھر منافع میں سے اپنا حصہ لے کر الگ
ہوجاؤں اور اپنی راہ لوں واقعی میں کون ہوتا ہوں کسی کے نجی معاملات میں دخل دینے
والا۔؟

جب ہم ناشتہ کر رہے تھے تو ہیس، جو اپنے سر کے درد اور غنودگی سے چھٹکارا حاصل
کرنے کی غرض سے تفریح کرنے بستی سے باہر گیا ہوا تھا، آیا اور اس نے اعلان کیا کہ بابامبا
بہت سے لدھے پھندے"۔ سپاہیوں کے ساتھ آرہا ہے میں اس کے استقبال کو باہر جانے
ہی والا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ اب اس بستی میں برادر جون سے بڑا اور کوئی نہ تھا چنانچہ میں
جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ اور خود اس سے کہا کہ چونکہ اب ہمارے گروہ میں وہی "بڑا"۔ تھا
اسلئے وہ خود بابامبا کا استقبال کرے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ برادر جون اس قابل بھی تھا خصوصاً اسلئے کہ وہ خاصا پر رعب آدمی
تھا۔ چنانچہ اس نے جلدی سے کافی ختم کی اور اٹھ کر ہم سے چند قدم آگے اس طرح کھڑا
ہو گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے۔ اور ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں اول تو وہ
دراز قد تھا اور پھر اس کے کھڑے ہونے کا انداز مرعوب کن تھا۔ چنانچہ وہ بڑا شاندار معلوم

ہورہا تھا چنانچہ بابامبا اور اس کے "لدے پھندے" ساتھی پیٹ کے بل رینگتے ہوئے جھونپڑی میں داخل ہوئے' "اے شاہ داگیتاہ" بابامبا نے تمہارے بھائی بادشاہ بوسی نے ان سفید فامونکی' جو تمہارے بھائی ہیں' بندوقیں واپس بھجوادی ہیں اور ساتھ ہی چند تحائف بھجوائے ہیں۔

"بڑی خوشخبری ہے یہ جرنیل بابامبا "برادر جون نے کہا "البتہ اگر بوسی نے میرے بھائیوں کے ہتھیار نہ لئے ہوتے۔ تو یہ اور بھی اچھا ہوتا بہرحال یہ چیزیں رکھ دو اس طرف اور کھڑے ہوجاؤ انسانوں کا بندروں کا طرح چلنا مجھے پسند نہیں۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور ہم نے بندوقوں اور بارودوں کا معائنہ کیا اور پستول اور ان سے دوسری چیزیں کو بھی چیک کیا جو بوسی کے دربار کے دروازے پر ہم سے لی گئی تھیں کوئی چیز غائب نہ تھی اور نہ ہی کسی چیز کو نقصان پہنچایا گیا تھا اور وہ ہاتھی دانت ان کے علاوہ تھے۔ اور مجھے اور سامرس کو تحفے بھیجے گئے تھے۔ میں چونکہ کاروباری آدمی ہوں اسلئے یہ تحفہ میں نے فوراً قبول کرلیا۔ چند چغے تھے اور مازیتوں ہتھیار یہ چیزیں مارو اور زولو شکاری کے لئے بھجوائی گئی تھیں اور بہت خوبصورت مازیتو پلنگ جس کے پائے ہاتھی دانت کے تھے۔ یہ تحفہ خاص ہیس کے لئے تھا۔ اور اس کی اس خصوصیت کے پیش نظر بھیجا گیا تھا کہ "وہ عین آزمائشی گھڑی میں اپنی مرضی سے گہری نیند سوجاتا ہے۔" یہ سنکر زولو مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوگئے اور ہیس کوستا اور گالیاں بکتا وہاں سے بھاگ گیا۔ سیمی کمبخت میں ایک عجیب باجا پیش کیا گیا۔ اور اس درخواست کے ساتھ کہ آئندہ سے وہ اپنی آواز کے بجائے یہ باجا بجائے۔"

سیمی تو مذاق اتنا بھی نہ سمجھ سکا۔ جتنا کہ ہیس نے سمجھا تھا۔ البتہ ہم سب لوگ مازیتوں لوگوں کی اس ظرافت اور خوش طبعی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

"مسٹر کوٹر میں" !"سیمی بولا"۔ انگوٹھا چوسنے والے یہ کالے بچے اب بھی اونچی کرسیوں پر بیٹھ کر ہمیں شغل محفل بنارہے ہیں۔ تو خیر یونہی سہی۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ میری دعائیں تھیں جو ساتھ آسمان چیر گئیں اور آپ سب کافر تیروں سے

رہے"

اے داگیتاہ اور اے سفید آقاؤں۔" بابامبا نے کہا۔ "بادشاہ بوسی تم سب کو اپنے ...عو کررہا ہے۔ تاکہ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہو اور تم لوگوں سے معافی مانگے کرے اور ...نہ تم کو مسلح ہوکر آنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اب مازیتوں لوگوں سے اب کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

چنانچہ ایک بار پھر ہم وہی تحائف لئے جو لوٹا دیئے گئے تھے' شاہی کرال کی طرف ...تھے۔ اور اس دفعہ ہماری شان اور عظمت یہ تھی کہ لوگ ہمارے سامنے جھکے ...تھے اور ہولے ہولے تالیاں بجارہے تھے یہ شاہی سلام کا طریقہ تھا اور عورتیں اور ...م پر پھول برسارہے تھے ہمارا راستہ اسی میدان سے گزر رہا تھا۔ جس میں وہ ستون ...ے ہمیں باندھا گیا تھا اب بھی گڑے ہوئے تھے لیکن قبریں بند کردی گئی تھیں ان ...ا پر میری نظر پڑی تو میں کانپ گیا۔

ہم دربار میں پہونچے تو بوسی اور اس کے مشیر ہمارے استقبال کو نہ صرف اٹھ کھڑے ...بلکہ انہوں نے بڑے ادب سے ہمیں سلام کیا بلکہ بادشاہ نے تو آگے بڑھ کر برادر ...ہاتھ تھام لیا اور اصرار کرکے اپنی گندی کالی ناک برادر جون کی ناک پر رگڑتا رہا۔ ...ہوا کہ ایہ رسم ایسی ہی تھی جیسی کہ ہمارے یہاں بغل گیر ہونے کی رسم ہے اس ...نہ طویل تقریروں کا سلسلہ چلا بیچ بیچ میں مقامی شراب کا دور بھی چل رہا تھا۔ بوسی نے ...معافی پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کیا دھرا امباجی اور اس کے چیلوں کا تھا۔ جن ...شہور' خوف اور مظالم سے "مازیتو لینڈ کررہی تھی" اور لوگ ان لوگوں کے سامنے ...تھے کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آسمانی روحوں سے باتیں کرتے تھے۔

برادر جون نے ہم سب کی طرف سے بادشاہ کی یہ معذرت قبول کرلی اور ساتھ ہی ...لیکچر جھاڑ دیا۔ جو پچیس منٹ تک جاری رہا۔ برادر جون کے اس لیکچر کو واعظ کہنا ...ب ہوگا۔ کیونکہ اس نے تو ہم پرستی کی برائیاں بیان کرنے کے بعد سیدھی اور صحیح راہ ...بڑے موثر انداز میں کیا۔

"میرے بھائی" بوسی نے کہا" میں اس سیدھے اور صحیح راستے کے متعلق پھر بات کروں گا کیونکہ میرا خیال ہے کہ اب تم ہمارے ساتھ ہی رہو گے چنانچہ اس تذکرہ کسی مناسب وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ مثلاً اس وقت جب فصلیں تیار ہوجائیں اور کھلیان بھی لگ جائیں۔"

اس کے بعد ہم نے تحائف پیش کئے جو اس دفعہ بڑے شوق سے قبول کرلئے گئے اب میں نے کہا۔

"شاہ بوسی"!۔ ہم عمر بھر بیزا ٹاؤن میں قیام کرنے کے بجائے۔ جلد از جلد پونگولوگوں کے علاقہ کی طرف روانہ ہوجانا چاہتے ہیں۔"

بوسی اور اس کے مشیروں کے منہ لٹک گئے۔

سنو آقا میکومیزن' اور تم سب بھی سنو" وہ بولا" یہ پونگو بڑے ہی خوفناک جادوگر ہیں بہت بڑا قبیلہ ہے ان کا' اور بہت پر قوت ہیں یہ لوگ کہ دلدلوں میں بستے ہیں' اکیلے رہتے اور کسی سے میل ملاپ نہیں رکھتے اگر مازیتوں یا دوسرے لوگ ان کے ہاتھ میں پڑجاتے ہیں تو پھر پونگو انہیں اپنے ملک لے جاتے ہیں اور وہاں یا تو ان سے غلامی کروائے ہیں انہیں پھر اپنے شیطان دیوتاؤں پر بھینٹ چڑھادیتے ہیں۔"

"بادشاہ نے یہ غلط نہیں کہا" بابا مبا نے کہا۔ کیونکہ کم عمری میں خود میں پونگو لوگوں کا غلام تھا۔ اور مجھے سفید دیوتا پر بھینٹ چڑھایا جانے والا تھا وہاں سے فرار ہونے کے لئے میں ہی میری آنکھ جاتی رہی۔"

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ بابا مبا کی یہ بات میں نے یاد رکھی کیونکہ اس وقت اس بحث کو آگے بڑھانا مناسب نہ تھا۔

اگر بابا مبا نے یہ غلط نہیں کہا۔ "میں دل میں بولا" اگر وہ واقعی کبھی پونگولینڈ میں رہا ہے پھر وہ وہاں تک ہماری راہبری بذات خود کرسکتا ہے یا کم سے کم ہمیں راستہ تو بتا سکتا ہے۔"

اور اگر کبھی کوئی پونگو ہمارے ہاتھ لگ جاتا ہے تو ہم اسے قتل کردیتے ہیں اکثر وہ

یہ لوگ غلاموں کی تلاش میں آتے ہیں تو چند کو ہم پکڑنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں
نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔" تقریباً اسی وقت سے جب سے مازیتو یہاں آباد ہوئے
ہمارے اور پونگو کے درمیاں نفرت اور جنگ کی جوالا بھڑک رہی ہے اگر ایک دفعہ میں
شیطانوں کا صفایا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر میں اس دنیا سے کوئی ارمان لے کر نہیں
جاؤں گا۔"

اور جب تک وہ شیطان زندہ ہے تب تک تو ہماری یہ آرزو پوری نہ ہوگی "بابا مبا نے
پونگو لوگوں میں یہ پیشنگوئی نسلاً" بعد نسلاً" چلی آرہی ہے کہ جب تک سفید
دیوتا زندہ رہے گا اور جب تک مقدس پھول جلتا رہے گا تب تک پونگو بھی زندہ رہیں
لیکن جب سفید شیطان مرجائے گا۔ اور مقدس پھول کھلنا ترک کردے گا تو اسکی عوتوں
بانجھ ہوجائے گی وہ بچے نہ جنیں گی' اور پھر پونگو کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

میرے خیال میں تو ایک نہ ایک دن یہ سفید دیوتا مرے گا ہی میں نے کہا۔

نہیں میکومیزن۔ وہ اپنے آپ کبھی نہ مرے گا اس کی شیطان گاہیں کی طرح وہ ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ البتہ یہ کہ کوئی اس کا خاتمہ کردے۔ لیکن کون ہے جو اس
دیوتا کا خاتمہ کرسکے؟

اگر موقع مل جائے تو میں خود کوشش کروں گا۔ "میں نے سوچا لیکن منہ سے کچھ نہ

"اے میرے بھائی واگیتاہ اور اے سفید آقا یہ بوسی نے کہا۔" یہ کسی طرح ممکن ہی
نہیں کہ تم پونگولینڈ میں جاؤ۔ ہاں اگر ایک زبردست لشکر لے کر جاؤ تو شاید انکے ملک میں
داخل ہوسکتے ہو لیکن میں اپنا لشکر تمہارے ساتھ کس طرح بھیج سکتا ہوں؟ مازیتوں خشکی
کے لوگ ہیں چنانچہ پاس ڈونگے بھی نہیں کہ اس عظیم جھیل کو عبور کرسکیں اور نہ ہی
درخت ہیں کہ ان سے ڈونگے بنائے جائیں۔

اور ہم نے جواب دیا کہ یہ تو ہم نہیں جانتے چنانچہ اس مسئلہ پر غور کریں گے۔
ہاں اس لئے کہ ہم اپنے "گھر سے پونگولینڈ میں پہنچنے گا ارادہ لے کر ہی نکلے تھے اور یہ

کہ بہرحال ہم اس مہم کو انجام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد دربار برخواست ہوا اور ہم برادر جون کو بوسی کے پاس چھوڑ
اپنی قیام گاہ کو لوٹ آئے کیونکہ بوسی اپنے "معزز بھائی" کی صحت کا طرف سے فکر
چنانچہ وہ اسکے متعلق تفصیل سے پوچھنا چاہتا تھا۔ بابا مبا کے قریب سے گزرتے وقت
نے اس سے کہا۔

"بابا مبا!۔ میں تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں آج ہی شام کے کھانے کے فوراً بعد حاضر ہو جاؤں گا میکومیزن" اس نے کہا
دن آرام و سکون سے گزرا کیونکہ ہم نے کہہ دیا تھا کہ لوگوں کو ہماری قیام گاہ سے
رکھا جائے۔

قیام گاہ پر پہنچے تو ہیس بیٹھا بندوقیں صاف کررہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ بہت کم
آتا تھا۔ اسے بندوقیں صاف کرتے دیکھا تو مجھے اپنا ایک وعدہ یاد آگیا۔ میں نے فوراً اسے
طلب کیا اور وہ دو نالی والی بندوق جس کا میں نے اس سے وعدہ کیا تھا اسے دیتے ہوئے
کہا۔

"اے سچے پیشنگو!۔یہ تمہاری ہوگئی۔"

"ہاں بابا! کچھ دیر کے لئے یہ میری ہوگئی ہے لیکن پھر تمہاری ہی ہو جائے گی۔" اس نے
اس کا یہ جواب مجھے بڑا ہی عجیب اور لرزہ خیز معلوم ہوا۔ اس کے باوجود میں نے اس
مطلب نہ پوچھا خدا جانے کیوں اب میں مارو کی پیشنگوئیاں سننا نہ چاہتا تھا۔

اس کے بعد ہم نے کھانا کھالیا اور پڑ کر سو رہا کیونکہ ہم سب کو برادر جون سمیت
آرام کی سخت ضرورت تھی شام کے وقت بابا مبا حسب وعدہ آگیا اور ہم تین سفید فاموں
نے "تنہائی" میں اس سے ملاقات کی۔

"بابا مبا! ہمیں پونگو لوگوں اور انکے سفید شیطانوں کے متعلق بتاؤ جس کی وہ پوجا
کرتے ہیں" میں نے کہا"

میکومیزن!" اس نے کہا" پچاس سال کا عرصہ ہوا جب میں اس منحوس ملک میں گیا

اور وہاں میرے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اسکی یاد اسی ہی ہے جیسے کہ میں ان واقعات کو دھند کی
چادر سے دیکھ رہا ہوں، میکومیزن!۔ اس وقت میری عمر بارہ برس کی تھی میں نرسلوں سے
مچھلیاں شکار کررہا تھا۔ کہ سفید چغے میں ملبوس طویل القامت لوگ ڈونگے میں بیٹھ کر
آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ وہ لوگ مجھے اس بستی میں لے گئے جہاں ان کے جیسے ہی
اور بہت سے لوگ تھے ان لوگوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا مجھے اچھی اور میٹھی
چیزیں کھلانے کو دیتے یہاں تک کہ میں موٹا ہو گیا اور میری جلد چمکنے لگی۔ پھر ایک شام وہ
مجھے لے کر بستی سے نکلے ہم لوگ رات بھر چلتے رہنے کے بعد ایک غار کے سامنے پہنچ گئے
اس غار میں ایک بے حد بھیانک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چاروں طرف سفید چغوں
والے آدمی ناچ رہے تھے یہ لوگ سفید شیطان کی رسم ادا کررہے تھے۔

"اس بھیانک بوڑھے نے مجھے مطلع کیا تھا کہ دوسرے دن صبح مجھے پکا کر کھالیا جائے
گا کیونکہ اسی لئے مجھے کھلا پلا کر موٹا کیا گیا تھا۔ غار کے دہانے کے سامنے ایک ڈونگا پڑا ہوا
تھا اور اس کے بعد پانی کی چادر تھی، جب میں نے ڈونگے کا رسہ کھولا ہی تھا کہ ایک کاہن
کی آنکھ کھل گئی اور وہ میری طرف دوڑا لیکن میں نے پتوار اٹھا کر ایک ضرب اس کے سر
پر ضرب اس کے سر پر لگائی، حالانکہ اس وقت میں کم عمر تھا۔ لیکن بہادر اور پر قوت تھا۔ کا
ہن چھپاک سے پانی میں گرا لیکن چند ثانیوں بعد پھر ابھرا۔ اور اس نے ڈونگے کی دیوار
پکڑلی، میں اس کی ..... انگلیوں میں چپو مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے کنارا چھوڑ دیا اس
رات ہوا تیزی سے چل رہی تھی اور ساحل پر کھڑے ہوئے درختوں کی ٹہنیاں ٹوٹ ٹوٹ
کر گر رہی تھیں ہوا ڈونگے کو چکر دے رہی تھی ایک ٹہنی آکر میری آنکھ میں لگی۔ اس
واقعہ تو میں نے کچھ محسوس نہیں کیا لیکن بعد میں میری یہ آنکھ خشک ہو گئی یا شاید وہ بھالا یا
چاقو تھا جو میری آنکھ میں لگا تھا۔ بہرحال میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا میں چپو چلاتا رہا۔
یہاں تک کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تیز ہوا بدستور پھینکتی رہی۔ بے ہوش ہونے سے
پہلے آخری بات مجھے یاد تھی کہ ہوا ڈونگے کو نرسلوں میں گھسیٹے لیئے جارہی تھی۔ جب مجھے
ہوش آیا تو میرا ڈونگا ساحل کے قریب تھا میں ڈونگے سے باہر آیا تو گھٹنوں تک کیچڑ میں

دھنستا رہا۔ "جھپاک جھپاک" میں کنارے کی طرف چلا اور اس آواز سے مگرمچھ گھبرا کر ادھر ادھر بھاگے لیکن میں سمجھا ہوں مجھے کئی دنوں بعد ہوش آیا ہوگا کیونکہ میں ایکدم سے دبلا ہوگیا تھا۔ کنارے پر پہنچ کر پھر بے ہوش ہوگیا ہمارے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ کو وہاں پڑے پایا۔ اور میرا علاج کیا یہاں تک کہ میں تندرست ہوگیا۔ بس تو یہ ہے میری کہانی"

"کافی ہے" میں نے کہا "اچھا بابا مبا! میں جو کچھ پوچھوں اس کا جواب صحیح دینا مازتیوں علاقے میں اس جگہ سے وہ بستی کتنی دور ہے جہاں تم کو لے جایا گیا تھا؟۔

"ڈونگے میں پورے ایک دن کا سفر میکومیزن۔ صبح مجھے پکڑا گیا تھا اور ہم شام کے وقت اس گھاٹ پر پہنچے تھے جہاں بہت سے ڈونگے بندھے ہوئے تھے تقریباً اور ان میں سے چند ڈونگے تو اتنے بڑے تھے کہ ان میں بیک وقت پچاس آدمی بیٹھ سکتے تھے"۔

"اور اس گھاٹ سے بستی کتنی دور تھی؟"

"بہت قریب میکومیزن"

اور اب برادر جون نے سوال پوچھا۔

بابا مبا! تم نے اس سرزمین کے متعلق بھی کچھ سنا جو پانی کی اس چادر کے جو غار کے قریب ہے' دوسرے کنارے پر ہے۔"

ہاں ۔ واکیتاہ ۔ میں نے اسوقت یا بعد میں ..... کیونکہ پونگو لوگوں کے متعلق افواہیں ہم سنتے ہی رہتے ہیں ... میں نے سنا تھا۔"

"کیا سنا تھا"

" یہ کہ وہ جزیرے ہے جہاں مقدس پھول اُگتا ہے اور اس پھول سے تم واقف ہو کیونکہ پچھلی وقت جب تم یہاں آئے تھے تو ایسا ایک پھول تمہارے پاس تھا میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس پھول کی رکھوالی ایک کاہنہ اور خادمائیں ہیں تمام عورتیں کنواری ہوتی ہیں اور وہ کاہنہ "مادر گل" کہلاتی ہے"

"یہ کاہنہ کون ہے"

" یہ تو میں نہیں جانتا لیکن سنا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو سفید پیدا ہوتے

ہیں کہ حالانکہ ان کے والدین سیاہ فام ہوتے ہیں یا اسکی آنکھیں پیلی ہوں یا وہ گونگی اور بہری ہو تو پھر اسے کاہنہ کی خدمت کے لئے منتخب کرلیا جاتا ہے لیکن اب وہ کاہنہ مرچکی ہوگی' کیونکہ پورے ملک میں کوئی ایسی سفید لڑکی تھی نہیں جسے اس کی جگہ "مادر گل" بنایا جاسکے۔ یقیناً وہ بوڑھی کاہنہ مرچکی ہے کیونکہ کئی برسوں پہلے پونگولینڈ میں ایک زبردست جشن منایا گیا تھا۔ اور بہت سے غلاموں کو پکا کر کھالیا گیا تھا کیونکہ پجاریوں ایک نئی کاہنہ مل گئی تھی جس کا رنگ سفید تھا۔ جو بہت زیادہ حسین تھی جس کے بال سنہرے تھے اور جس کے ناخن ایسے ہی تھے' جیسے کہ کاہنہ کے ہونے چاہئیں۔"

"اور یہ کاہنہ بھی مرچکی ہے؟" برادر جون کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ زندہ ہے۔"

"اور تمہارا یہ خیال کس بنا پر ہے۔؟"

"اگر وہ مرگئی ہوتی تو ہم نے عمدہ مال کھانے کے جشن کی افواہیں سن لی ہوتیں۔"

"مردہ ماں کو کھانے کا جشن؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں میکومیزن۔ پونگولینڈ میں رسم ہے کہ جب مقدس پھول کی کاہنہ مرجاتی ہے تو اس کا مقدس گوشت ان لوگوں کے لئے کھانا فرض ہوجاتا ہے جو اس مقدس تبرک کے حقدار اور مستحق ہوتے ہیں"

"لیکن وہ سفید دیوتا یا سفید شیطان کبھی نہیں مرتا اور اسے کبھی کھایا بھی نہیں جاتا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں میکومیزن' جیسا کہ میں نے کہا وہ لافانی ہے بلکہ وہ دوسروں پر موت نازل کرتا ہے جیساکہ خود تم کو معلوم ہوجائے گا بشرطیکہ تم پونگولینڈ گئے" بابامبا نے آخری الفاظ کا اظہار بڑی اداسی سے کیا۔

اب چونکہ بابامبا سے ہم مزید کچھ نہ معلوم کرسکتے تھے اس لئے وہ اجازت لے کر رخصت ہوا اس نے عجیب بھیانک انکشافات کئے تھے چنانچہ من نے سوچا کہ اگر فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا جائے۔ تو میں پونگو علاقہ میں جانے کا ارادہ ہی ترک کردوں۔ لیکن پھر مجھے یاد آیا

که برادر جون ایک مقصد کے تحت وہاں بہر حال جانا چاہتا ہے چنانچہ ایک آہ بھر کر میں نے
یہ معاملہ قسمت پر چھوڑ دیا۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ خود قسمت نے اس معاملہ کا فیصلہ
کردی۔ کیونکہ دوسرے ہی دن علی الصباح بابامبا ہمارے پاس آیا۔

"آقاؤں' اس نے کہا" ایک حیرت انگیز بات ہوئی ہے۔ گزشتہ رات ہم پونگو کے
متعلق باتیں کررہے تھے اور اب دیکھو پونگو لوگوں کا ایک وفد یہاں ہے۔ آج کا سورج
طلوع ہوتے ہی یہ وفد بھی یہاں آگیا۔

اچھا!۔ کیوں آیا ہے یہ وفد؟" میں نے پوچھا۔

پونگو اور مازیتوں کے درمیان صلح اور امن قائم کرنے۔ہاں۔ انہوں نے کہا ہے کہ
بوسی امن و امان رائج کرنے کے اپنے سفیر پونگولینڈ بھیجے"۔ اس نے کہا اور پھر اضافہ کیا
کون جائے گا وہاں۔"

"ممکن ہے چند جیالے تیار ہوجائیں' میں نے کہا دفعتاً" ایک خیال بجلی کی سی برق ر
میرے دماغ میں کوندگی اور میں نے کہا۔ "چلو۔ ہم بوسی کے پاس چلتے ہیں"

آدھے گھنٹے بعد ہم شاہی کرال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم سے میری مراد مجھ سے اور
سامرس سے ہے۔ کیونکہ برادر جون تو شاہی جھونپڑے میں گھسا بوسی سے مصروف گفتگو تھ
شاہی کرال کی طرف جاتے وقت ہمارے درمیان کافی باتیں ہوئی تھیں۔

"جون" میں نے کہا' اگر تم واقعی پونگو لوگوں میں جانا چاہتے ہو تو قدرت لے یہ موقع
فراہم کردیا ہے۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ مازیتوں لوگوں میں سے کوئی بھی پونگولینڈ نہ جائے
گا۔ کیونکہ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ مبادا انہیں دائمی سکون مل جائے اب چونکہ بوسی کے
خون بدل بھائی ہو۔ اس لئے تم سفیر کے طور پر وہاں جاسکتے اور ہمیں اپنے عملے کے طور پر
اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو"۔

یہ بات میں نے پہلے ہی سوچ لی تھی" برادر جون نے اپنی لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے
ہوئے کہا۔

ہم بادشاہ کے چند مشیروں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی بوسی اور برادر جون

ونپڑے سے باہر آئے بادشاہ نے ہماری مزاج پرسی کے بعد حکم دیا کہ پونگو سفیروں کو حاضر
یا جائے ان لوگوں کو فوراً حاضر کیا گیا یہ لوگ بلند قامت اور رنگت والے تھے انکے
وخال سامیوں کے سے تھے اور انہوں نے عربوں کی طرح سفید چغے یا عبائیں پہن رکھی
تھیں انکی گردنوں میں سونے یا تانبے کے طوق اور کلائیوں میں اسی دھات کے کڑے
ے ہوئے تھے۔

مختصر یہ کہ لوگ وضع قطع سے بڑے ہی مرعوب کن تھے اور وسطی افریقہ کے
شندوں سے قطعی مختلف تھے حالانکہ ان کی ذات میں کوئی خاص بات ضرور تھی کہ انہیں
یکھتے ہی میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہر دوڑ گئی اور مجھے ان سے گھن آنے لگی ان
ے بھالے کرال سے باہر ہی ان سے لے لئے گئے تھے اور انہوں نے شاہ مازیتو کو اس
ح سلام کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کمر میں سے جھک گئے۔

"کون ہو تم؟" بوسی نے پوچھا۔ "اور کیا چاہتے ہو؟"

"میرا نام کومبا ہے۔" ان کے سردار نے کہا۔ جو نوجوان تھا اور جس کی آنکھیں سرخ
لہ بار تھیں۔ "میں دیوتاؤں کا منتخب ہوں اور جب وقت آئے گا.... اور وہ وقت دور
نہیں ہے.... تو میں پونگو لوگوں کا کالوبی بنوں گا۔ اور یہ لوگ میرے خادم ہیں میں یہاں
ستی کے وہ تحائف لے کر آیا ہوں جو باہر رکھے ہوئے ہیں اور یہ تحائف میں دیوتاؤں
کے کاہن اعظم موٹا مبو کے ایما سے لایا ہوں۔"

"میرا تو خیال تھا کہ تمہارے دیوتاؤں کا کاہن کالوبی ہی ہے۔" بوسی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ کالوبی پونگو کا بادشاہ ہے جس طرح تم مازیتو کے بادشاہ ہو۔
ٹا مبو' جو گوشہ نشین ہے اور جسے کبھی کبھی ہی دیکھا جاسکتا ہے' روحوں کا بادشاہ اور
دیوتاؤں کی زبان ہے۔"

بوسی نے افریقی انداز میں سر ہلایا اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی ٹھوڑی جھکانے
کے بجائے اٹھادی اور کومبا نے کہا۔

"تمہارے وقار' تمہاری شان اور تمہاری شرافت پر بھروسہ کرکے میں یہاں آیا ہوں

۔ گویا اپنے آپ کو تمہارے اختیار میں دے دیا۔ تم چاہو تو مجھے قتل کرسکتے ہو۔ حالانکہ اس
سے تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ میری جگہ اور بہت سے لوگ کالوبی کے اشارے کے منتظر
ہیں۔"

"میں پونگو نہیں ہوں کہ سفیروں کو مار کر کھاجاؤں۔" بوسی نے طنز سے کہا اور میں نے
دیکھا کہ اس کے ان الفاظ نے پونگو سفیروں پر جھرجھری سی طاری کردی۔

"شاہ مازیتو۔ یہ تم نے غلط کہا' پونگو صرف ان لوگوں کو کھاتے ہیں جنہیں سفید دیو
منتخب کرتا ہے' یہ ایک مذہبی رسم ہے تم ہی کہو وہ انسانوں کو کیوں کھانے لگے جن کے پاس
مویشیوں کی کوئی کمی نہیں ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔" بوسی غرایا۔ "لیکن میرے دربار میں ایک شخص ایسا بھی ہے
جو اس معاملے میں ایک مختلف ہی کہانی کہے گا۔"

اور اس نے بابامبا کی طرف دیکھا۔ موخرالذکر بے چینی سے پہلو بدل کر سمٹ گیا۔

کومبا نے بھی اپنی شعلہ بار نگاہوں سے بابامبا کی طرف دیکھا۔

"یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔" کومبا نے کہا۔ "کہ کوئی ایسے بوڑھے کو پسند
کرے جس میں کچھ نہیں ہے سوائے کھال اور ہڈیوں کے۔ لیکن اس بات کو ختم کرو
اے بادشاہ! میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ
جائے گا۔ میں یہاں یہ درخواست لے کر آیا ہوں کہ تم کالوبی اور موٹا مبو سے بات چیت
کرنے کے لئے اپنے سفیر بھیجو تاکہ پونگو اور مازیتو لوگوں کے درمیان دائمی امن قائم رکھنے
کے شرائط طے پائیں۔"

"کالوبی اور ماٹا مبو گفتگو کرنے کے لئے خود ہی ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔" بوسی
نے پوچھا۔

"اس لئے کہ اپنے علاقے سے باہر قدم رکھنا ان کے لئے خلاف قانون ہے۔ چنانچہ
انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں مستقبل کا کالوبی ہوں۔ سنو۔ کئی نسلوں سے ہمارے اور
تمہارے درمیان جنگ چلی آرہی ہے۔ اتنے برسوں پہلے اس جنگ کا آغاز ہوا تھا کہ اس

زمانے سے کوئی واقف نہیں۔ سوائے موٹا مبو کے اور اسے بھی دیوتاؤں نے بتایا ہے کہ
زمانے میں یہ پورا علاقہ پونگو کے قبضہ میں تھا۔ اور ان کے صرف مقدس مقامات جھیل کے
دوسری طرف تھے اور تمہارے اجداد آئے اور انہوں نے پونگو پر حملہ کردیا' بہت سوں کو
قتل کیا' بہت سوں کو غلام بنایا اور ان کی عورتوں کو اپنی بیویاں بنالیں اب کالوبی اور ماٹا مبو
کہتے ہیں کہ بس اب جنگ نہ کی جائے' امن ہوجائے۔ بس جس جگہ بنجر زمین ہے وہاں
پھول اور غلہ لہلہائے۔ بس اس اندھیرے کو جس میں لوگ بھٹک کر مرجاتے ہیں خوشگوار
اجالے میں تبدیل کردو کہ پونگو اور مازیتو اس اجالے میں ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ
ڈال کر بیٹھیں اور ہنسیں اور بولیں!"

"خوب کہا۔ خوب کہا۔" کومبا کی اس خوش بیانی سے متاثر ہوکر میں بول پڑا۔

لیکن بوسی ذرا بھی متاثر نہ ہوا بلکہ اسے تو ان شاعرانہ تقریر کی تہہ میں فریب اور
دھوکہ نظر آیا۔

ہمارے لوگوں کو پکڑا کر اپنے سفید شیطان پر بھینٹ چڑھانا ترک کردو اور اس کے بعد
شاید ایک دو برس بعد ہم تمہارے ان الفاظ پر غور کریں گے' جو شہد میں بھیگے ہوئے
ہیں۔" وہ بولا .... "اس وقت تو ایسے ہی ہیں جیسے مکھیاں پکڑنے کا پھندا ہو۔ اس کے باوجود
اگر میرے مشیروں میں سے چند اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرکے موٹا مبو اور کالوبی کی باتیں سننے
کے لئے اور ان کے پاس جانے کے لئے تیار ہوجائیں تو میں بے شک انہیں نہ روکوں گا۔
لیکن یہ لوگ خود اپنی مرضی سے جائیں گے۔ اور تمہارے علاقہ میں ان کے ساتھ جو واقعہ
ہوگا اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ چنانچہ اے میرے مشیروں! .... اب کہو' لیکن ایک
ساتھ نہیں' بلکہ یکے بعد دیگرے کیونکہ اسے ہی یہ عزت بخشی جائے گی جو پہلے بولے گا۔"

بوسی کی اس دعوت کے بعد جو خاموشی طاری ہوئی ایسی گہری خاموشی کا تجربہ شاید مجھے
پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ ہر مشیر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے مشیر کی طرف دیکھا ضرور لیکن کسی
نے کچھ نہ کہا۔

"ہیں!۔ بوسی نے حیرت سے کہا۔" کوئی نہیں بول رہا ہے!' ارے تم لوگ قانون ساز

ہو اور صلح پسند ہو' ہمارا عظیم جرنیل بابامبا کیا کہتا ہے؟"

"اے بادشاہ!" بابامبا نے کہا۔ "جب میں کم عمر تھا تو پونگولینڈ میں بالوں سے پکڑ کر لے جایا گیا تھا اور جب میں وہاں سے آیا ہوں تو اپنی ایک آنکھ وہیں چھوڑ آیا اور اب میں دوبارہ اس علاقہ میں جانا نہیں چاہتا۔ تو یوں کہتا ہے تمہارا عظیم جرنیل بابامبا۔"

"کومبا!" ظلم ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے آدمیوں میں سے کوئی بھی بطور سفیر پونگولینڈ جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ چنانچہ اب اگر ہمارے درمیان صلح اور امن کے شرائط ہوتے ہیں۔ تو پھر کالوبی اور موٹا مبو کو یہاں آنا پڑے گا۔ اس کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی جان و مال محفوظ رہے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"اگر ناممکن ہے تو پھر معاملہ ختم ہوا۔ تم ہمارے مہمان ہو کومبا۔ چنانچہ آرام کرو' تھکن دور کرو' ہمارے یہاں کا کھانا کھاؤ اور لوٹ جاؤ۔"

"اور اب برادر جون اٹھ کھڑا ہوا۔" اور اس نے کہا۔

"بوسی۔ ہم دونوں خون بدل بھائی ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی کچھ کہنے اور فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ اگر تمہاری اور تمہارے مشیروں کی اور پونگو لوگوں کی بھی مرضی ہو تو میں اپنے دوستوں کے ساتھ کالوبی اور موٹا مبو کے پاس جاؤں گا اور اس سے گفتگو کروں گا۔ ہم نہیں ڈرتے اس کے علاوہ نئے نئے مقامات دیکھنے اور نئے نئے لوگوں سے ملنے کا ہمیں شوق ہے کہو اے کومبا! اگر شاہ مازیتو اجازت دے تو کیا تم ہمیں سفیروں کے طور پر قبول کرو گے؟"

"اپنے سفیر نامزد کرنے کا اختیار بادشاہ کو حاصل ہے۔" کومبا نے جواب دیا۔ "تاہم کالوبی نے سفید فام آقاؤں کی مازیتو لوگوں میں موجودگی کے متعلق سنا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ اگر تم لوگ ہمارے ساتھ پونگولینڈ میں آنا پسند کرو تو پھر کالوبی تم کو خوش آمدید کہے گا۔ البتہ جب یہ معاملہ موٹا مبو کے سامنے پیش کیا گیا تو دیوتاؤں کی زبان نے یوں کہا۔

"اگر سفید لوگ چاہیں تو آئیں اور چاہیں تو دور ہی رہیں اور اگر وہ آئیں تو پھر اپنے

ساتھ وہ آہنی نالیاں' خواہ چھوٹی خواہ بڑی نہ لائیں جن کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ گرج کے ساتھ دھواں اگلتی اور بہت دور سے موت نازل کرتی ہیں۔ گوشت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے انہیں ان نالیوں کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ سفید لوگوں کے کھانے کے لئے بہت سا گوشت دیا جائے گا اس کے علاوہ وہ یہ لوگ پونگولینڈ میں محفوظ ہوں گے بشرطیکہ ہماری دیوتاؤں کی توہین نہ کریں۔"

یہ الفاظ کومبو نے آہستہ آہستہ اور بڑے موثر لہجے میں کہے اور اس تمام عرصہ میں اپنی نگاہیں مجھ پر یوں گاڑے رہا جیسے میرے خیالات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس کے یہ الفاظ سن کر میری ساری ہمت کوچ کر گئی۔ بہرحال میں جانتا تھا کہ کالوبی ہمیں پونگولینڈ میں اس لئے بلا رہا ہے کہ ہم سفید شیطان کا خاتمہ کردیں' جس نے پورے علاقے میں عموماً اور خود کالوبی کو خصوصاً خوفزدہ کر رکھا ہے اور یہ سفید شیطان میں نے اندازہ لگایا' ایک زبردست بندر یا گوریلا تھا اب سوال یہ تھا کہ ہم بندوقوں کے بغیر اس گوریلے یا ایسے ہی کسی دوسرے خونخوار جانور کا مقابلہ کس طرح کرسکتے تھے؟ چنانچہ میں دوسرے ہی لمحے ایک فیصلہ کرچکا تھا۔

"کومبا!" میں نے کہا "بندوق میری سب کچھ ہے۔ باپ' ماں' بیٹی' اولاد.... سب کچھ سو چنانچہ اس کے بغیر میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھوں۔"

"تو پھر اے سفید آقا۔" کومبا نے کہا۔ "تو مناسب ہوگا تم یہیں اور اپنے لوگوں میں رہو کیونکہ اگر یہ نلکی اپنے ساتھ لائے تو پونگولینڈ کے ساحل پر قدم رکھتے ہی تم کو قتل کردیا جائے گا۔"

اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا۔ برادر جون نے کہا۔

"یہ تو قدرتی بات ہے کہ عظیم شکاری میکومیزن اپنی بندوق کے بغیر کہیں نہیں جاسکتا کیونکہ بندوق اس کے لئے ایسی ہی ہے جیسے اندھیرے کے لئے لاٹھی لیکن میری بات دوسری ہے۔ کئی برسوں سے میں نے بندوق استعمال نہیں کی اور میں نے خدا کی مخلوق میں سے کسی کی جان نہیں لی سوائے چند تتلیوں کے چنانچہ میں تمہارے ملک میں آنے کے لئے

تیار ہوں اور اپنے ساتھ کچھ نہ لاؤں گا۔ سوائے اس چیز کے یہ اور اس نے تتلیاں پکڑنے کے اس جال کی طرف اشارہ کیا جو اس کے پیچھے باڑ سے لگے کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے ملک میں تمہارا استقبال کیا جائے گا۔" کومبا نے کہا۔

اور میرا خیال ہے کہ مجھے اس کی آنکھوں میں ناپاک مسرت کی چمک نظر آگئی۔ اس کے بعد چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا اور اس عرصے میں میں نے سامرس کو سب کچھ بتا دینے کے بعد کہا کہ یہ پاگل پن تھا' لیکن یہاں بھی اس نوجوان کی بیوقوفانہ ضد آڑے آئی۔

"یار کوارٹرمین!" وہ بولا۔ "ہم بڑے میاں کو ظاہر ہے کہ اکیلے نہ جانے دیں گے کم سے کم میں تو نہ جانے دوں گا۔ تمہارا معاملہ دوسرا ہے کیونکہ تمہارا ایک بیٹا بھی ہے اور تمہیں اس کا خیال بھی ہو گا قطع نظر اس کے کہ میں وہ پھول ...."

اور یہاں میں نے اپنی کہنی سے اس کی پسلیوں میں ٹھوکا دیا۔ بیشک میری یہ حرکت مضحکہ خیز تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ میرے دل پر ایک عجیب خوف طاری ہو گیا تھا۔ کہ کہیں کومبا پر اسرار طریقے سے سامرس کی بات سمجھ نہ لے۔

"اب کیا ہوا۔" سامرس نے حیرت سے کہا۔ "اوہ! سمجھا۔ لیکن وہ گدھا انگریزی سمجھتا نہیں۔ بہرحال ہر بات کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو یہ معاملہ ذرا خطرناک ہے چنانچہ اگر برادر جون گیا تو میں بھی جاؤں گا وہ نہ گیا تو میں اکیلا ہی جاؤں گا۔"

"تم اول درجے کے گدھے ہو۔" میں بڑبڑایا۔

"یہ نوجوان سفید آقا کیا کہہ رہا ہے اور وہ کیا چاہتا ہے ہمارے ملک میں؟" کومبا نے بڑے سکون سے پوچھا۔ یہ شخص شاید بہت تیز تھا کہ اس نے سامرس کے بشرے سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگا لیا تھا۔

"یہ کہہ رہا ہے کہ یہ خود ایک بے ضرر سیاح ہے جو خوبصورت قدرتی مناظر دیکھنا چاہتا ہے اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ تمہارے ملک ایسے مناظر۔ اور سونا بھی ہے!

" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر اسے بہت خوبصورت مناظر دیکھنے کو مل جائیں گے اور ہمارے پاس سونا بھی ..." اور کومبا نے اپنی کلائیوں میں پڑے ہوئے کڑے یا کنگنوں کی طرف اشارہ کیا "... اسے اتنا سونا دیا جائے گا جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا۔ لیکن اے سفید آقاؤ! شاید اس معاملے پر تم اکیلے میں گفتگو کرنا پسند کرو گے شاہ مازیتو! اجازت ہو تو ہم ہٹ جائیں؟"

پانچ منٹ بعد ہم شاہی جھونپڑے میں تھے اور بوسی بھی موجود تھا اور بابامبا بھی اور بڑے زوروں کی بحث ہو رہی تھی۔ بوسی نے برادر جون سے درخواست کی کہ وہ پونگولینڈ نہ جائے۔ میں نے بھی کہا کہ وہ اپنا ارادہ ترک کر دے۔ بابامبا نے کہا کہ وہاں جانا پاگل پن ہے کیونکہ اس نے کہا وہ پونگولینڈ میں رہ چکا ہے اور یہ کہ کومبا کی باتوں سے فریب کی بو آتی ہے۔ اور وہ فضا میں خون اور جادو کی بو پا رہا ہے۔

برادر جون نے کہا کہ یہ موقع خود خدا نے دیا ہے۔ چنانچہ وہ اس سے فائدہ اٹھا کر اس ملک میں جانا چاہتا ہے' جہاں پہلے کوئی نہیں گیا۔ رہا سامرس تو اس نے ایک جمائی لی اور اپنے رومال سے چہرے پر پنکھا جھلنے لگا۔ کیونکہ جھونپڑے میں خاصی گرمی تھی اور پھر اس نے کہا کہ چونکہ وہ ایک خاص پھول کی تلاش میں اتنی دور آ ہی گیا ہے اس لئے یہاں سے واپس نہ جائے گا۔"

"میرا خیال ہے واکیتاہ" آخر کار بوسی نے کہا "کہ کوئی خاص بات ہے کہ تم پونگولینڈ جانا چاہتے ہو اور یہ کہ یہ بات تم مجھ سے چھپا رہے ہو۔ تاہم میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں جبراً یہاں روک لوں گا۔"

"بوسی! اگر تم نے ایسا کیا تو ہمارا بھائی چارہ ختم ہو جائے گا۔" برادر جون نے جواب دیا "اور وہ بات معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو جو میں چھپا رہا ہوں لیکن انتظار کرو کہ مستقبل سب کچھ ظاہر کر دے گا۔"

چنانچہ بوسی نے کراہ کر ہتھیار ڈال دیئے اور بابامبا نے کہا کہ واکیتاہ اور وازیلا پر سحر کر دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ صرف میکومیزن کے حواس بجا ہیں۔

نوجوان نے کہا۔ "تم میری توہین کر رہے ہو اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ تمہارے والد نے تم کو میرے سپرد کیا ہے؟ اگر تم دونوں جا رہے ہو تو پھر میں بھی آ رہا ہوں خواہ مجھے مادر زاد ننگا ہو کر ہی کیوں چلنا پڑے لیکن صاف صاف لفظوں میں مجھے یہ کہہ دینے دو دونوں الو کے پٹھے اور دیوانے ہو اور اگر پونگو لوگوں نے تم کو مار کر کھا نہ لیا تو پھر تم پر ایسی بیت جائے گی کہ تمہیں صحیح معنوں میں چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ میں تو اس خیال سے ہی کانپ کانپ اٹھتا ہوں کہ آدم خور وحشیوں میں میں اس بڑھاپے میں گھسیٹا جاؤں گا اور مجھے بھون کر کھایا جائے گا۔ کس قدر برا انجام ہے یہ اور پھر بندوق یہ پستول کے بغیر اس سفید دیوتا کا مقابلہ کرنا ...... واہ! واہ وہ بھی دیکھنے کی چیز ہوگی۔ بہرحال موت تو ایک دفعہ ہی آتی ہے چنانچہ اس طرح مرنا ہے تو یونہی سہی۔"

"واہ' سامرس نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔"

میرا بس چلتا تو اس وقت سامرس کے کان سرخ کر دیتا۔

اس کے بعد ہم پھر باہر آگئے' کوما اور اس کے ساتھیوں کو طلب کیا گیا اس دفعہ وہ لوگ تحائف لے کر آئے اور یہ تحائف تھے دو عمدہ ہاتھی دانت .... اور ان کو دیکھ کر میں نے سوچا کہ ان لوگوں کے علاقہ میں چاروں طرف پانی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہاتھی جزیرے پر نہیں پائے جاتے۔ ایک برتن میں سونے کا برادہ اور سونے کے کنگن سفید کپڑے کے تھان جنہیں بڑی عمدگی سے بنا گیا تھا۔ اور چند خوبصورت برتن جن پر حیرت انگیز اور جاذب نظر نقش و نگار بنے ہوئے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ پونگو لوگ آرٹسٹ بھی تھے ان لوگوں میں یہ خصوصیات کہاں سے آئیں اور یہ کہ ان کی قوم کی بنیاد کیا تھی؟ اس سوالوں کا جواب مجھے اطمینان بخش طور پر کبھی نہ ملا اور میرا تو خیال ہے کہ خود پونگو بھی نہ جانتے تھے کہ وہ کون سی قدیم متمدن قوم کی یادگار تھے۔

"بوسی نے سفیروں کو مطلع کیا کہ ہم تین سفید فام اپنے ایک ایک ملازم کے ساتھ اس پر میں نے خصوصیت سے زور دیا تھا۔ اس کے سفیروں کی خدمات انجام دینے کے لئے پونگولینڈ میں آئیں گے۔ اپنے ساتھ بندوقیں نہ لائیں گے اور وہاں ہم لوگ دونوں قبائل

...ائی امن اور خصوصاً تجارت اور دونوں قبائل کے درمیان شادی بیاہ کے امکانات ...تعلق گفتگو کر کے شرائط طے کریں گے دونوں قبائل کے درمیان شادی کی بات خود ...ہا نے اصرار کر کے شامل کی تھی اور اس وقت میں حیران تھا کہ اس نے اس ایک بات ...رار کیا تھا۔

کوما نے اپنے بادشاہ کالوبی اور روحوں کے بادشاہ موٹا مبو کی طرف سے وعدہ کیا کہ ...حفاظت پونگولینڈ تک لے جایا اور واپس پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن اس نے کہا' شرائط ...ہے کہ ہم ان کے دیوتاؤں کی توہین نہ کریں اور اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر وہ لوگ ہماری ...ن سے دست بردار ہو جائیں گے اس کی یہ شرط مجھے پسند نہ آئی۔ اس نے قسم کھا کر ...کیا کہ مازیتولینڈ کے ساحل سے روانہ ہونے کے چھ دن بعد ہمیں واپس اسی ساحل پر ...ارا جائے گا۔

"میں تمہارے وعدے پر اعتبار کرتا ہوں۔" بوسی نے کہا "میں اپنے پانچ سو سپاہی بھیج ...گا۔ کہ وہ میرے سفیروں کو اس مقام تک پہنچا آئیں جہاں سے انہیں ڈونگو میں سوار ...ہے اور جب وہ واپس آئیں گے تو یہی سپاہی ان کے استقبال کو وہاں موجود ہوں گے یہ ...لو کوما کہ اگر میرے سفیروں میں سے ایک کو بھی خراش آئی تو پھر میں تمہارے خلاف ...ن جنگ کروں گا اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک پونگو یا مازیتو صفحہ ...ے مٹ نہیں جاتے۔"

چنانچہ دربار برخواست ہوا۔ طے پایا تھا کہ دوسرے دن صبح ہم لوگ اپنے سفر پر روانہ ...ں گے۔ جس کا انجام کوئی نہیں جانتا تھا کہ کیا ہونے والا تھا؟

جیسا کہ میں نے کہا ہمیں دوسرے دن صبح آگے روانہ ہونا تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ مقررہ وقت سے پورے چوبیس گھنٹہ بعد میں بیزا ٹاؤن سے روانہ ہو سکے۔ سب اس کا یہ کہ بابامبا کے تحت جو پانچ سو سپاہی ہمارے ساتھ ساحل تک جانے والے تھے انہیں ا کرنے اور ان کے لئے اشیاء خوردونوش کا انتظام کرنے میں کافی وقت لگ گیا۔

یہاں میں یہ بتاؤں گا کہ جب ہم دربار سے نکل کر اپنی قیام گاہ پر پہنچے ہیں۔ تو ہمارے دونوں ماز یتو باربردار ٹام اور جیری بیٹھے کھانا کھارہے تھے اور بعید تھکے ہوئے ہوتے تھے معلوم ہوا کہ امباجی نے، جسے خوف تھا کہ یہ دونوں اس کے خلاف اور حمایت میں گواہی دیں گے۔ انہیں بیزا ٹاؤن میں بہت دور ایک بستی میں بھیج دیا اور انہیں قید کردیا تھا خدا جانے یوں وہ ان دونوں کے قتل سے باز رہا تھا۔ ورنہ امباجی کا تو یہی تھا۔ امباجی اور اس کے ساتھیوں کی خبر جب وہاں پہنچی جہاں ٹام اور جیری قید انہیں آزاد کردیا گیا۔ اور یہ دونوں آزاد ہوتے ہی چل پڑے اور ابھی ابھی بیزا ٹاؤن تھے۔

اپنے ملازموں کو یہ بتانا ضروری تھا، کہ ہم کیا کرنا اور کہاں جانا چاہتے تھے۔ ہماری اس مہم کی نوعیت ان کی سمجھ میں آئی تو انہوں نے اپنے سر ہلائے اور جب ا پتہ چلا کہ ہم اپنی بندوقیں اپنے ساتھ نہ لے جانے کا وعدہ کر چکے ہیں تو مارے حیرت ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

"کران مبک (یعنی کھوپڑی کی بیماری یا پاگل) آ" ہیس نے اپنا ماتھا شہادت کی انگلی بجاتے ہوئے دوسروں سے کہا۔ "یہ مرض انہیں واگیتاہ سے ملا ہے جو ان کیڑوں کو جیتا ہے جو اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اور جو نہ تو اپنے پاس بندوق رکھتا ہے نہ ہی کبھی شکار کرتا ہے میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن واگیتاہ کی یہ ایک بیماری اور وازیلا کو بھی لگ جائے گی۔"

زولوؤں نے ہیس سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے سر ہلائے اور یسی نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھادیئے۔ صرف مارو بے تعلق اور بے پرواہ رہا۔ اب یہ تھا ان میں سے کون چلے گا ہمارے ساتھ۔

"میرا تو یہ ہے کہ میرا معاملہ شروع سے ہی طے ہے۔" مارو نے کہا "میں نے اپنے بابا بزن کے ساتھ جاؤں گا۔ خصوصاً اس لئے کہ میں کمزور نہیں ہوں اور بندوق کے بغیر جنگ کرسکتا ہوں جس طرح کے میرے اجداد نے بھالوں سے جنگ کی تھی۔"

"اور میں بھی باس کوارٹرمین کے ساتھ جاؤں گا" یہ ہیس بولا۔ "خصوصاً اس لئے کہ بندوق کے بغیر بھی وہ کرسکتا ہوں۔ جو کوئی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں ہوشیار ہوں، عیار ہوں چالاک ہوں۔ جس طرح کے زمانہ قدیم میں میرے خاندان کی عورتیں ہوا کرتی تھیں۔"

"بشرطیکہ تم دوا کی گولی کھا کر گہری نیند سو نہ جاؤ۔" ایک زولو نے ہنس کر کہا۔ "بوبی نے جو عمدہ چارپائی دی ہے تمہیں تو کیا وہ بھی جائے گی تمہارے ساتھ؟"

"نہیں، اے بے وقوف باپ کے بیٹے نہیں۔" ہیس نے جواب دیا "یہ چارپائی میں مستعار دے جاؤں گا۔ کیونکہ یہ سیدھی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ نیند کی مجھ میں اتنی عقل اور فراست ہوتی ہے کہ اتنی تمہاری کھوپڑی میں جاگتے میں بھی ہوتی۔"

چنانچہ اب صرف یہ طے کرنا باقی رہ گیا تھا، کہ ہماری ساتھ چلنے والا تیسرا شخص کون برادر جون کے ان دونوں ملازموں میں سے جو اس کے ساتھ یہاں آئے تھے ایک بھی ساتھ چلنے کے قابل نہ تھا۔ کیونکہ ان میں سے ایک بیمار تھا اور دوسرا ڈر رہا تھا سامرس نے کہا کہ یسی کو ساتھ لے لیا جائے خصوصاً اس لئے کہ وہ کھانا پکانا جانتا

"نہیں مسٹر سامرس نہیں۔" یسی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "آپ کے اس فیصلہ کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس شخص کو جو پکانا جانتا ہو اس ملک میں لے جانا جہاں خود اسے

پکا کر کھا لیا جائے۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک ماں اپنی اولاد کو خود اپنے ہی دودھ میں کھولا دے۔"

چنانچہ سیمی کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ترک کردیا گیا اور اس کی جگہ جیری کو منتخب کیا گیا' جیری بڑا ہی تیز اور بہادر تھا۔ اور ہمارے ساتھ چلنے کو تیار بھی' دن کا بقیہ حصہ انتظامات میں صرف ہوا۔ حالانکہ یہ انتظامات سیدھے سادھے تھے تاہم توجہ طلب تھے اور اس وقت مجھے سخت غصہ آیا۔ جب مجھے ہیس کی مدد کی ضرورت تھی لیکن اس کا کہیں پتہ تھا۔ آخرکار جب وہ آیا تو میں نے کڑک کر اس سے پوچھا کہ وہ کہاں تھا۔

"میں ایک لکڑی کاٹنے جنگل میں گیا ہوا تھا اس نے جواب دیا۔ کیونکہ میرا خیال ہے۔ کہ مجھے بڑا طویل سفر پیدل کرنا ہوگا۔"

اور اس نے مجھے وہ لکڑی دکھائی جو وہ جنگل سے کاٹ لایا تھا یہ بالن کی قسم کا جس کے درخت مازیتو علاقہ میں کثرت سے پائے جاتے تھے' ایک خوبصورت مضبوط اور موٹا عصا تھا۔

"اب یہاں بہت سے ایسے ڈنڈے پڑے ہوئے ہیں' پھر یہ اتنا لمبا اور اتنا موٹا ڈنڈا لانے کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے پوچھا۔

"باس نیا سفر! نیا ڈنڈا' اس کے علاوہ یہ اندر سے پولا ہے اور اس میں بہت زیادہ ہوا بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ اب اگر ہمارے ڈونگے الٹ گئے تو میں اس کے سہارے تیر کر کنارے سے لگ جاؤں گا۔"

"واہ!۔ گویا پانی آنے سے پہلے ہی موزے اتار دیئے۔" میں نے کہا اور ہیس کے ڈنڈے کو بھول گیا۔

دوسرے دن سورج کی کرن کے ساتھ ہم روانہ ہوگئے اور سامرس اور ہم دو گدھوں پر سوار تھے۔ جو اب تک خاصے موٹے اور تازے دم ہوچکے تھے برادر جون اپنے سفید بیل پر سوار تھا۔ یہ جانور بے حد سدھا ہوا اور برادر جون سے حیرت انگیز حد تک مانوس تھا۔ ہمارے تمام ملازم جو پوری طرح مسلح تھے مازیتولینڈ کی سرحد تک ہمارے ساتھ آئے وہاں تا

بو رجنٹ کے ساتھ ہماری واپسی کا انتظار کرنے والے تھے خود بادشاہ بوسی بستی کے بڑی دروازے تک ہمیں رخصت کرنے آیا۔ اور وہاں اس نے ہمیں اور خصوصاً برادر جون کو گلے لگا کر رخصت کیا۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اس نے کومبا اور اس کے نیوں کو اپنے سامنے طلب کیا اور ان کے سامنے ایک بار پھر قسم کھائی کہ اگر ہمیں کوئی نقصان پہنچا تو وہ یعنی بوسی اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گا جب تک کہ پونگو کو جڑ سے اکھاڑ کر نہ پھینک دے گا۔

"اطمینان رکھو بوسی۔" کومبا نے جواب دیا۔ "ہم اپنی مقدس بستی ریکا میں بے گناہوں کو ستون سے باندھ کر ان پر تیر نہیں برساتے۔"

کومبا کا یہ برجستہ جواب قابل تعریف تھا۔ لیکن اس نے بوسی کو بے چین کردیا۔ اور شرمندہ دلا دیا۔ کیونکہ وہ اس بات کو پسند ہی نہ کرتا کہ کوئی اس واقعہ کی طرف اشارہ کرے جو اس کے لئے باعث شرم ہوا تھا۔

"اگر یہ سفید فام تمہارے یہاں اتنے محفوظ ہیں تو پھر تم نے انہیں بندوقیں اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت کیوں نہ دی؟" اس نے پوچھا۔

"شاہ مازیتو اگر ہماری نیتوں میں فتور ہوتا تو کیا ان کی بندوقیں انہیں بچاسکتی تھیں خصوصاً اس صورت میں کہ یہ صرف گنتی کے آدمی ہیں اور ہم بے شمار؟ مثال کے طور پر ہم ان کی بندوقیں چرا سکتے تھے جس طرح کہ خود تم نے چرالی تھیں جب تم ان کے قتل کا ارادہ کرچکے تھے پونگو لوگوں کا یہ قانون ہے کہ ایسا کوئی بھی جادوئی ہتھیار ان کے علاقے میں نہ لایا جائے۔"

"کیوں؟" ہیس نے موضوع بدلنے کی غرض سے پوچھا کیونکہ بوسی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہوچکی تھیں اور مجھے خوف تھا کہ کہیں اس کے اور کومبا کے درمیان جھگڑا نہ ہوجائے۔"

"اس لئے کہ آقا میکومیزن کہ ہمارے یہاں یہ روایت مشہور ہے کہ جب پونگولینڈ میں بندوق چلائی جائے گی تب دیوتا ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے اور دیوتاؤں کا کاہن اعظم

موٹا مبو مرجائے گا۔ یہ روایت بہت قدیم ہے لیکن ابھی کچھ عرصے پہلے تک کوئی اس کا مطلب نہ جانتا تھا کیونکہ اس روایت میں بندوق کے لئے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں!! یہ ہیں کہ "کھو کھلا بھالا جو دھواں اگلتا ہے" اور ایسے ہتھیار سے ظاہر ہے کہ ہم اب تک واقف نہ تھے۔"

"آچھ .... چھا" میں نے کہا اور دل ہی دل میں افسوس کرنے لگا کہ ہم اس پیشگوئی پر پوری طرح عمل نہ کر سکیں گے اور یہ واقعی جیسا کہ ہیس نے سر ہلا کر کہا' "بڑے افسوس کا مقام تھا۔"

بیزا ٹاؤن سے' جو سطح مرتفع پر واقع تھا روانہ ہو کر ہم تینوں دن بھر ڈھلان اترتے رہے اور اصل جھیل کے کناری پہنچ گئے جو "کیرو" کہلاتی تھی کیرو کے معنی تھے' میرا خیال ہے یہی معنی تھے کہ "جزیرے کا مقام۔" رہی جھیل تو اس کی جھلک بھی نہ دیکھ سکے۔ کیونکہ کنارے سے لے کر کوئی ایک میل آگے تک گنجان نرسل لگ رہے تھے۔ جن میں یہاں وہاں راستے بنے ہوئے تھے' یہ راستے ان دریائی گھوڑوں نے بنائے تھے' جو دھوپ سینکنے کے لئے وقتاً فوقتاً کنارے پر آجاتے تھے ایک بلند ٹیلے پر سے' جو اونچی قبر کی طرح اور میرے خیال میں وہ قبر ہی تھی جھیل کا پانی دیکھا جا سکتا تھا اور دوربین سے دیکھنے پر بہت دور ایک بلند ترین مقام پر نظر آیا۔ درختوں سے ڈھنکی ہوئی کسی پہاڑ کی چوٹی تھی' میں نے کومبا سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ پونگولینڈ کے دیوتاؤں کا "گھر" تھا۔

"کون سے دیوتا؟" میں نے پوچھا۔

"میکومیزن!۔ یہ نہیں بتایا جا سکتا' کیونکہ یہ خلاف قانون ہے۔" اس نے جواب دیا میری ایک عمر افریقہ میں گزری ہے۔ چنانچہ میں افریقیوں کی فطرت سے واقف ہوں کہ ذرا سا اکسانے پر ان کی زبان کھل جاتی ہے اور وہ نہ کہنے کی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں لیکن کومبا جیسی غنفے شخص سے پہلے کبھی میرا واسطہ نہ پڑا تھا۔

بہرحال اس ٹیلے پر ہم نے یونین جیک نصب کر دیا۔ کومبا نے مشکوک نظروں سے

ہماری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ ہم نے ایسا کیوں کیا۔ اور یہ ظاہر کرنے کے لئے دنیا میں اس کے علاوہ بھی گھنے لوگ ہیں' میں نے جواب دیا۔ کہ یہ جھنڈا ہمار.... قبیلے کا دیوتا ہے اور یہ کہ اس لئے یہاں نصب کیا گیا ہے۔ کہ اس کی پرستش کی جائے اور یہ کہ اگر کسی نے اسے کوئی نقصان پہنچایا یا اس کی توہین کی تو وہ گستاخ مارا جائے گا۔ جس طرح کہ اس کی توہین کرنے پر امباجی اور اس کے ساتھی مارے گئے میری اس تقریر میں ایک دفعہ تو کومبا بھی مرعوب ہو گیا بلکہ جھنڈے کے قریب سے گزرتے وقت اس نے سر بھی جھکا دیا۔

بہرحال میں اپنے قارئین کو بتائے دیتا ہوں کہ یہ جھنڈا اس لئے وہاں نصب کیا گیا تھا کہ اگر خدانخواستہ ہمیں پونگولینڈ سے جان بچا کر بھاگنا پڑے تو یہ جھنڈا ہمیں دور سے نظر آجائے اور اسے نشان منزل بنا کر ہم صحیح سلامت اس طرف کے ساحل تک پہنچ جائیں یہ تجویز ہمارے گروہ کے سب سی زیادہ لاابالی رکن سامرس کی تھی اور یہ میں بعد میں بتاؤں گا کہ ہماری یہ پیش بندی کس طرح ہماری لئے مفید ثابت ہوئی۔

ٹیلے کے قدموں میں ہم نے رات بھر کے لئے پڑاؤ ڈال دیا۔ بابامبا کے ماتحت مازیتو سپاہی جھیل کے عین کنارے پر مقیم تھے کیونکہ مچھروں کی بہتات سے وہ لوگ ہراساں نہ تھے جہاں ان لوگوں نے پڑاؤ ڈالا تھا اس کے عین سامنے دریائی گھوڑے کا بنا ہوا ایک چوڑا راستہ تھا۔ اور اس کی گلی میں جو نرسلون کے درمیان تھی' جھیل کا پانی نظر آ رہا تھا۔

"کومبا!" میں نے پوچھا۔ "یہ جھیل ہم کب اور کیسے عبور کریں گے؟"

"میکومیزن! کل صبح ہی ہم روانہ ہو جائیں گے۔" اس نے جواب دیا۔ "کیونکہ سال کے اس موسم میں ہوا عملاً ساحل کی طرف سے بہتی ہے اور اگر ہوا موافق ہوئی تو ہم رات کا اندھیرا اترنے تک پونگو کی بستی ریکا میں ہوں گے رہا یہ سوال کہ ہم کیسے عبور کریں گے تو اگر میکومیزن میرے ساتھ تھوڑی دور تک چلنا پسند کریں تو یہ میں ابھی دکھا دوں گا۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا اور کومبا مجھے اپنے ساتھ لے کر جنوب کی سمت اور نرسلوں کے کنارے لے کر چلا۔ اور کوئی چار پانچ سو گز دور لے آیا۔

جب ہم آگے بڑھ رہے تھے۔ تو دو باتیں ہوئیں پہلی تو یہ کہ ایک زبردست کالے رنگ کا گینڈا' جو جھاڑیوں میں آرام کر رہا تھا۔ ہماری بو پا کر ایک دم سے اٹھا.... اور جیسا کہ اس جانور کی فطرت ہے کوئی ساٹھ گز دور سے سیدھا ہم پر حملہ آور ہوا۔ چونکہ اب تک ہم سے آتشیں ہتھیار رکھوائے نہ گئے تھے۔ اس لئے اس وقت میرے ہاتھ میں ایک نالی بندوق تھی۔ گینڈا اندھا دھند سیدھا ہماری طرف آرہا تھا۔ کومبا اسے دیکھ کر پلٹا اور بھاگ پڑا اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ کیونکہ اس کے پاس بھالے کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہ تا ادھر میں نے بندوق کا گھوڑا چڑھایا اور موقع کا منتظر رہا۔

گینڈا مجھ سے پچاس قدم دور ہوگا اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور یہی موقع تھا چنانچہ میں نے اس کے حلق کو نشانہ بنا کر لبلبی دبا دی گولی ٹھیک نشانے پر لگی اور غالباً اندر گھس کر اس کا دل چیر گئی۔ بہرحال بھاگتا ہوا گینڈا دھم سے گرا۔ لڑھکتا ہوا مجھ تک آیا۔ ایک دفعہ تڑپا اور عین میرے قدموں پر دم توڑ دیا۔

کومبا بیحد مرعوب و متاثر ہوا۔ وہ لوٹ آیا اس نے حیرت سے مردہ گینڈے اور اس کے حلق کے سوراخ کی طرف دیکھا اور پھر دھواں اگلتی ہوئی بندوق کی طرف دیکھا۔

جنگل کا زبردست چوپایا محض آواز سے مارا گیا۔!" وہ بڑبڑایا۔ اس سفید بندر نے (یہ میرے لئے ارشاد ہوا تھا چنانچہ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا ... اور اس کے عطا کردہ خطاب کو یاد رکھا) ایک لمحے میں اس زبردست جانور کا خاتمہ اور وہ بھی اپنے جادو سے! واقعی موٹا مبو کی زبان پر اس وقت دیوتا تھے جب اس نے حکم دیا تھا کہ ...."

کومبا دفعتاً خاموش ہوگیا۔

"کیوں دوست! کیا ہوا؟" میں نے پوچھا "بھاگنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر تم ایک قدم ہٹ کر میرے پیچھے آگئے ہوتے تو اتنے ہی محفوظ ہوتے جتنے کہ اب ہو.... میرا مطلب ہے بھاگنے کے بعد ہو۔

"یہ تم نے جھوٹ نہیں کہا۔ میکومیزن۔ لیکن یہ معاملہ میری لئے عجیب ہے اور اگر میں اسے سمجھ نہیں سکا ہوں تو معافی چاہتا ہوں۔"

"میں نے تمہیں معاف کیا اب مستقبل کے کالوبی۔ البتہ یہ بات تو صاف ہے کہ لینڈ میں تمہیں بہت سی باتیں سیکھنی ہیں۔"

"ہاں میکومیزن۔ اور شاید تمہیں بھی سیکھنی ہیں۔" اس نے جواب دیا کیونکہ اب کے حواس ایک حد تک بجا ہو چکے تھے۔ اور اس کی ذہنی و جسمانی قوت عود کر آئی

بندوق کی آواز سن کر سیس پر اسرار طریقے سے نمودار ہوگیا تھا۔ میرے خیال میں وہ خیال سے ہمارے پیچھے ہی لگا ہوا تھا کہ میرے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوجائے۔ چنانچہ میں اس سے کہا کہ وہ آدمیوں کو لے آئے کہ گینڈے کو صاف کرلیا جائے۔

اس کے بعد میں اور کومبا پھر آگے بڑھے۔

چند فٹ آگے بڑھے اور نرسلوں کے عین کنارے پر ایک کم چوڑا گڑھا نظر آیا۔ گڑھا سنگلاخ زمین میں کھودا گیا تھا اور اس میں زنگ آلود ٹین کا ایک ڈبہ پڑا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" میں نے بظاہر حیرت سے پوچھا حالانکہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ ک تھی۔

"یہ!" کومبا نے کہا "جس کے حواس اب تک پوری طرح بجا نہ ہوئے تھے۔" یہ جگہ ہے جہاں چار دن پہلے بوسی کے خون بدل بھائی واگیتاہ نے اپنا کپڑے کا گھر لگایا تھا اس میں قیام کیا تھا۔"

"واقعی!" میں نے اور بھی زیادہ حیرت کا اظہار کیا "واگیتاہ نے اس کے متعلق مجھے بتادیا تھا۔"

قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ میں نے جھوٹ کہا تھا' لیکن خدا جانے کیوں کومبا کے سامنے جھوٹ بولنے میں ڈرتا تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ واگیتاہ یہاں آیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"ہمارے قبیلے کا ایک آدمی اس طرف مچھلیاں پکڑنے آیا تھا اور اسی نے واگیتاہ کو دیکھا تھا۔"

"آہا۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کومبا!۔ مچھلیاں پکڑنے کے لئے یہ مقام مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اور پھر گھر سے اتنی دور مچھلیاں پکڑنے آنا بڑی حماقت ہے چنانچہ کومبا جب تم کو فرصت ہو تو مجھے بتانا کہ تم یہاں کیا کرنے آئے تھے اور کس کی تلاش تھی تمہیں؟"

"فرصت ملی تو یہ بات تم کو بخوشی بتا دوں گا۔" اس نے جواب دیا۔

اور پھر جیسے اس موضوع سے بچنے کے لئے وہ آگے کی طرف بھاگا اور دونوں ہاتھوں سے نرسلوں کو دائیں بائیں ہٹا کر مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا اور میں نے دیکھا کہ ایک ڈونگا تھا جو اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت تیس چالیس آدمی سوار ہو سکتے تھے۔ یہ ڈونگا واقعی عمدہ تھا اس پر کومبا نے جواب دیا۔ کہ ایسے سو ڈونگے ریکا ٹاؤن میں موجود ہیں حالانکہ

ے سب اس ڈونگے جتنے بڑے نہیں ہیں۔

چھا ہم واپس لوٹ رہے تھے۔ تو میں نے سوچا' تو اس صورت میں اگر فی ڈونگا بیس ں کا بھی حساب لگایا جائے تو پھر پونگو لوگوں میں دو ہزار مرد اس عمر کے ہیں کہ چپو تے ہیں۔"

یرا یہ تخمینہ بعد میں بالکل صحیح ثابت ہوا۔

دوسرے دن صبح ہی روانہ ہوئے۔ لیکن ذرا دقتوں کے بعد' اول تو یہ ہوا کہ رات کے ے ڈھلے حصے میں بابامبا اسی سائبان میں رینگ آیا جس میں' میں سو رہا تھا۔ مجھے بیدار ر پھر ایک لمبی تقریر کے بعد مجھ سے درخواست کی کہ میں پونگولینڈ نہ جاؤں اس نے ا اسے یقین تھا کہ پونگو لوگوں کے ارادے نیک نہ تھے۔ اور یہ کہ یہ صلح اور امن کی و محض ایک چال تھی کہ اسی طرح دھوکے سے ہم سفید فاموں کو پونگولینڈ میں لے ں شاید اس لئے کہ مجھے ان کے شیطان دیوتاؤں پر بھینٹ چڑھا دیا جائے۔

میں نے جواب دیا کہ مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن چونکہ میرے ساتھی اس سفر پر ے ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا اس کے بعد میں نے اس سے ات کی کہ وہ اور اس کے آدمی اپنے کان کھڑے اور آنکھیں کھلی رکھیں اور ہر دم تے رہیں۔ تاکہ ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں تو ہماری مدد کر سکیں۔

"میکومیزن!۔ میں اسی جگہ ٹھہروں گا اور اپنے کان کھڑے اور آنکھیں کھلی رکھوں گا نے جواب دیا۔ لیکن اگر تم جال میں پھنس گئے تو میں کیا کروں گا؟ نہ مچھلی ہوں چونکہ اور نہ ہی پرندہ ہوں کہ اڑ کر پونگولینڈ میں تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں۔"

ہ چلا گیا تو ایک زولو شکاری آگیا یہ مارو کا گویا لفٹیننٹ تھا اور اس کا نام گانزا تھا۔ اس ی وہی کہا جو بابامبا کہہ چکا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ حماقت تھی۔ کہ میں اپنی بندوق ر بھوتوں اور شیطانوں کی سرزمین میں مرنے کے لئے جا رہا تھا۔

ں نے جواب دیا کہ وہ شاید غلط کہہ رہا تھا۔ لیکن چونکہ واگیتاہ مفرور تھا اس لئے س لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

"تو پھر بہتر ہوگا۔ کہ ہم واگیتاہ کو قتل کردیں۔ یا اسے باندھ کر ایک طرف ڈال دیں تاکہ وہ اپنے پاگل پن میں مزید شرارتیں نہ کرسکے کار کالز نے مشورہ دیا۔ چنانچہ میں نے اسے سمجھا بجھا کر باہر بھیج دیا۔ آخر میں سیمی صاحب تشریف لائے۔"

"مسٹر کوارٹرمین! اس سے پہلے کہ آپ حماقت کے اس پاتال کنوئیں میں چھلانگ لگادیں' میں آپ کو اپنے وہ فرائض یاد دلانا چاہتا ہوں جو خدا اور اس کے بندوں کی طرف سے آپ پر عائد کئے گئے ہیں ان ذمہ داریوں کو یاد کیجئے جو آپ پر عائد ہیں ہماری ذمہ داری آپ کے گھرانے کی ذمہ دار کو یاد کیجئے جو آپ پر عائد ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر آپ زندہ نہ رہے تو پھر خدا کے حضور کیا منہ لے کر جائیں گے۔ کیونکہ آپ نے میری تنخواہ پچھلے دو مہینے سے اب تک ادا نہیں کی ہے۔"

میں نے ٹین کے بکس میں سے اپنا چرمی بٹوا نکالا اور سیمی کی پچھلے دو مہینے کی تنخواہ اور ساتھ ہی آئندہ تین مہینے کی تنخواہ بھی گن کر پیشگی دی۔

لیکن جب سیمی نے رونا شروع کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

"جناب" وہ بولا۔ "مجھے مال و زر کی تمنا نہیں ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ شیطان پونگو آپ کو قتل کردیں گے' میں آپ کو دل و جان سے چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس کہ میں ایسا بزدل ہوں کہ مرنے کے لئے آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا۔ کیونکہ خدا نے مجھے ایسا ہی بنایا ہے۔ مسٹر کوارٹرمین! میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ آپ نہ جایئے کیونکہ آپ کے بغیر میری حالت خراب ہوجائے گی۔"

"میرے دوست سیمی۔" میں نے کہا "خود مجھے بھی احساس ہے کہ میں مارا جاؤں گا حالانکہ میں بظاہر نڈر نظر آتا ہوں.... تاہم امید ہے کہ ہم لوگ بخیر و خوبی واپس آجائیں گے چنانچہ اپنی واپسی تک یہ بکس جس میں بہت سا سونا بھرا ہوا ہے تمہاری حفاظت میں دیتا ہوں' اگر ہمارے ساتھ کوئی واقعہ ہوجائے تو امید ہے کہ یہ بکس تم ڈربن پہنچادو گے۔"

"مسٹر کوارٹرمین! یہ میری لئے بڑی عزت افزائی ہے یہ گویا آپ بلی کی حفاظت میں دودھ دے رہے ہیں کیونکہ ایک دفعہ میں خرد برد کے سلسلہ میں جیل بھی جاچکا ہوں مسٹر

وارٹرمین! حالانکہ میں بزدل ہوں لیکن وعدہ کرتا ہوں کہ مرجاؤں گا مگر کسی کو اس بکس کو چھونے دونگا۔"

"شکریہ سیمی" میں نے کہا۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی نہ مرے گا' لانکہ صورتحال بظاہر خطرناک نظر آتی ہے۔"

آخر کار صبح ہوئی اور ہم چھ آدمی ڈونگے کے قریب تھے جسے نرسلوں میں سے نکال کر کھلے پانی کے راستے میں لے آیا گیا تھا اور وہاں کوما اور اس کے ساتھیوں نے کسٹم کے افسروں کی طرح ہماری تلاشی لی کیونکہ انہیں خوف تھا کہ کہیں ہم نے اپنے لباس میں آتشیں اسلحہ نہ چھپا رکھے ہوں۔

"تم دیکھ ہی چکے ہو کہ بندوقیں کیسی ہوتی ہیں۔" میں نے خفا ہو کر کہا "چنانچہ اس قسم کی کوئی چیز ہمارے ہاتھوں میں نظر آرہی ہے؟ اس کے علاوہ تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہیں ہے۔"

کوما بڑے اخلاق سے جھک گیا اور بولا کہ ممکن ہے چھوٹی بندوقیں (اس کی مراد پستول سے تھی) غلطی سے یا اتفاقاً ہمارے سامان میں بند رہ گئی ہوں' معلوم ہوا کہ کوما بڑا ہی غیر مطمئن قسم کا انسان تھا اور بڑا ہی شکی مزاج۔

"ہیس! ہمارا کل سامان کھول کر دکھادو۔" میں نے کہا۔

اور ہیس نے کچھ ایسے جوش' ولولے اور بے پروائی سے میرے اس حکم کی تعمیل کی کہ مجھے اعتراف ہے کہ خود میرے دل نے بھی شک سے سر اٹھایا۔

میں ہیس کے مزاج سے واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ وہ بڑا پر فریب اور کائیاں تھا۔ اور چھپائے راز کا دل اور چنانچہ اس کی یہ فوری فرمانبرداری اور گرمی مجھے تو بڑی غیر فطری معلوم ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے اپنا گٹھر کھولا۔ اس میں مختلف چیزیں لپٹی ہوئی تھیں جن میں ایک گندی پتلون ایک مڑا تڑا ہوا ٹین کا پیالا' ایک چوبی چمچہ' جس میں کوئی مشکوک مشروب بھرا ہوا تھا' جڑی بوٹیاں اور دوسری مقامی دوائیں' ایک پرانا پائپ جو خود میں نے اسے دیا تھا اور آخر میں نے رد تمباکو کے پتوں کا ایک گولا جس کی کاشت نہ

صرف مازیتو بلکہ ونگو بھی کرتے تھے۔

"ہیس! اتنے بہت سے تمباکو کا تم کیا کرو گے؟" میں نے پوچھا۔

"باس!" ہم تین سیاہ فام اسے پیئیں گے یا نسوار بنا کر سونگھیں گے یا پھر چبائیں گے۔ جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں شاید ہمیں زیادہ کھانے کو کچھ نہ ملے گا اور تمباکو تو ایک ایسی غذا ہے جسے کھا کر آدمی کئی دنوں تک زندہ نہ رہ سکتا ہے اس کے علاوہ رات کو اس سے نیند بھی آتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" میں نے جلدی سے کہا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں ہیس تمباکو کی خوبیوں اور فوائد پر تقریر نہ جھاڑ دے۔

"کچھ ضروری نہیں ہے کہ یہ زرد چھوٹا آدمی پتوں کا یہ بڑا گولا اپنے ساتھ لے لے۔ کوما نے کہا۔ "ایسے پتے ہمارے علاقہ میں بہت مل جاتے ہیں یہ شخص کیوں اس زائد بوجھ کا اضافہ کر رہا ہے؟" اور کوما نے اپنا ہاتھ لمبا کر دیا غالباً وہ تمباکو کے پتوں کی اس بڑی گیند کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا معائنہ کرنا چاہتا تھا لیکن عین اسی وقت مارو نے آواز دے کر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا جو اپنا سامان کھول چکا تھا۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ یہ ایک اتفاق تھا یا مارو نے آواز دے کر قصداً کوما کو اس وقت اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا بہرحال وہ تمباکو کے گھولے کو بھول کر مارو کی طرف گھوم آیا اور ہیس نے حیرت انگیز پھرتی سے کمبل لپیٹ کر گٹھر باندھ دیا۔ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں گٹھر ڈوریوں سے مضبوط بندھا ہیس کی پیٹھ پر لٹک رہا تھا۔ ہیس کی اس پھرتی نے ایک بار پھر میرے دل میں شک پیدا کر دیا۔ لیکن عین اس وقت برادر جون کوما کے درمیان تتلیاں پکڑنے کے جال کے متعلق جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور میں اس وقت متوجہ ہو گیا۔ کوما کو شک تھا کہ لمبے بانس پر لپیٹا ہوا یہ جال یا تو نئی قسم کی بندوق تھی یا کوئی جادوئی ہتھیار تھا۔ جو خطرناک تھا۔ یا ثابت ہو سکتا تھا اس جھگڑے سے فرصت پائی تو دوسرا جھگڑا اس کرنی کے متعلق اٹھا جسے سامرس اپنے ساتھ لایا تھا یہ کرنی وہی تھی جس سے باغ میں مٹی اور کھاد پھیلائی جاتی ہے اور جس سے کسی پودے کو جڑ سمیت اٹھایا جاتا ہے باغبانی کی اصطلاح میں شاید "مالی بیلچہ" کہتے ہیں

...انے پوچھا کہ یہ چیز کس کام آتی ہے اور سامرس نے برادر جون کے ذریعہ جواب دیا' ...اس سے پھول کھودے جاتے ہیں۔

"پھول!" کوما نے کہا "ہمارے دیوتاؤں میں ایک دیوتا پھول بھی ہے تو کیا سفید آقا ...ے دیوتا کو کھودنا چاہتا ہے۔"

...ظاہر ہے کہ سامرس نے اسی غرض سے یہ بیلچہ اپنے ساتھ لیا تھا' لیکن اس حقیقت کو ...ہی مناسب تھا۔ چنانچہ جھگڑے نے طول کھینچا یہاں تک کہ عاجز آکر میں نے اعلان کیا ...اگر ہماری روزمرہ کی ضروریات کی چیزیں کو بھی یوں شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو بہتر ...ہے کہ ہم اس سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ سرے سے ترک کر دیں۔

"ہم کہہ چکے ہیں کہ ہمارے پاس آتشیں اسلحہ نہیں ہیں۔" میں نے حتی الامکان ...اب کن لہجہ میں کہا۔ "اور تمہارے لئے ہمارے یہی الفاظ کافی ہیں کوما۔"

"چنانچہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد کوما نے اس بحث کو ختم کیا صاف ...ظاہر تھا کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت ہمیں بہر... پونگولینڈ میں لے جانا چاہتا تھا۔ آخر ...روانہ ہو گئے۔ ہم تین سفید فام اپنے تین خدماوں کے ساتھ ڈونگے کے نچلے حصہ میں ...بھرے تکیوں پر بیٹھ گئے یہ تکیئے خاص ہمارے لئے مہیا کئے گئے تھے کوما اگلے حصے ...میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھی چوڑے چپوؤں سے ڈونگے کو کھیلنے اور ڈھکیلنے لگے ڈونگا ...کنارے سے ہٹ کر اس آبی گلی میں آگیا جو نرسلوں میں سے سینکڑوں مرغیاں بھڑبھڑا کر ...تھا اور ان کی آواز گرج کی آواز سے مشابہ تھی۔

...کوئی پون گھنٹے بعد ہمارا ڈونگا نرسلوں اور اتھلے پانی سے نکل کر کھلی جھیل میں آگیا اور ...پہنچنے کے بعد ڈونگے کے عین بیچ میں ایک بانس کھڑا کر کے اس پر باریک بنی ہوئی چٹائی ...بان لگا دیا گیا' کچھ ہی دیر بعد ساحل کی طرف بہتی ہوئی ہوا اس بادبان میں بھر چکی تھی ...ہمارا ڈونگا آٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگا جا رہا تھا عقب میں مازیتو لینڈ کا ساحل لمحہ ...بہ لمحہ دھندلاتا جا رہا تھا۔ اس کے باوجود بہت دیر تک مجھے وہ جھنڈا نظر آتا رہا جو ہم نے ...ٹیلے پر نصب کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ بھی دھندلانے لگا یہاں تک کہ اب وہ خلاء

میں ایک چھوٹے سے دھبے کی طرح نظر آنے لگا۔ اور پھر غائب ہوگیا جیسے جیسے وہ دھندلا ہورہا تھا میرا دل بیٹھا جارہا تھا۔ اور جب وہ غائب ہوگیا تو میرا دل ڈوب گیا۔

"ایلن!۔" میرے دوست! تمہاری ایک اور احمقانہ مہم" میں نے اپنے آپ سے کہا۔ "حیران ہوں کہ تم اور کتنی مہمات سے زندہ بچ کر آؤ گے!"

تنہا ہی میری ایسی حالت تھی بلکہ میرے ساتھی اور کوئی مطمئن نہ تھے برادر جرن اوپر خلاء میں گھور رہا تھا۔ اور اس کے ہونٹ ہل رہے تھے غالباً وہ دعائیں مانگ رہا تھا۔ سامرس بھی اداس بجھا بجھا سا نظر آتا تھا۔ جیری سو گیا تھا جس طرح کے ہر افریقی اس وقت سوجاتا ہے جب فضا گرم اور وہ خود بے کار ہو' مارو کسی خیال میں غرق تھا۔ میں سوچنے لگا کہ کہیں وہ اپنے سانپ سے مشورہ تو نہیں کر رہا۔ بہرحال میں نے یہ بات اس سے نہ پوچھی کیونکہ مازیتو لوگوں کے تیروں سے بچنے کے واقعہ کے بعد میں اس کے سانپ سے ڈرنے لگا تھا۔ ممکن تھا کہ اب وہ ہماری فوری موت کی پیشنگوئی کردے اور اگر ایسا ہوا تو میں جانتا تھا کہ میں اس پر یقین کرلوں گا۔

رہا ہیس تو وہ بہت زیادہ پریشان نظر آتا تھا۔ اور اپنی جاکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دیوانہ وار کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس کی یہ جاکٹ تاریخی تھی' کیونکہ کسی زمانے میں کسی سرکاری شکار گاہ کے منتظم کی ملکیت رہی ہوگی۔

"تین۔" میں نے اسے بڑبڑاتے سنا۔ اپنے لنگڑ دادا کی روح کی قسم صرف تین باقی رہ گئے۔

"تین کیا۔" میں نے ڈچ زبان میں پوچھا۔

"تین گنڈے باس حالانکہ پورے چوبیس گنڈے ہونے چاہئے تھے۔ صرف تین رہ گئے ہیں اور بقیہ جیب کے اس سوراخ میں سے نکل گئے ہیں جو خود شیطان نے بنایا ہے اب ہم بھوک سے نہ مریں گے' ہمیں تیروں سے اور بھالوں سے نہ مارا جائے گا اور نہ ہی ہم غرق ہوں گے۔ آئین کوئی واقعہ کم سے کم میرے ساتھ نہ ہوگا لیکن ایکس امکانات دوسرے ایسے ہیں جو ہمارا خاتمہ کردیں گے' کیونکہ انہیں روکنے کے لئے جو گنڈے تھے

ی پاس وہ گم ہوگئے ہیں چنانچہ ...."

حکومت۔" میں نے کہا۔

اور ایک بار پھر میں اپنے خیالات میں غرق تھا اس کے بعد میں خود بھی سو گیا جب میں ر ہوا ہوں تو دوپہر سہ پہر میں تبدیل ہورہی تھی' اور ہوا کا زور بھی ختم ہوچلا تھا۔ ال جب تک ہم کھانے سے فارغ نہ ہوئے تب تک ہوا ڈونگے کو گھسیٹتی رہی اور اس بعد بالکل ہی بند ہوگئی' چنانچہ پونگو لوگوں نے چپو سنبھال لئے میرے تجویز پر ہم لوگوں ان کا ہاتھ بٹانے کی پیشکش کی' کیونکہ میں نے سوچا کہ مناسب ہوگا کہ ہم چپو چلانا سیکھ لیں نچہ چھ چپو ہمیں دئے گئے اور کومبا نے ہمیں ان کا استعمال سکھایا اور میں نے دیکھا کہ اس کا لہجہ تحکمانہ تھا ابتداء میں تو بڑے اناڑی پن سے چپو چلاتے رہے لیکن تین چار ں کی مسلسل مشق کے بعد ہم بہت کچھ سیکھ گئے اور ہمارے اس بحری سفر کے خاتمہ مجھے یہ اطمینان ہوچکا تھا کہ اگر کبھی وقت آیا تو ہم بڑی آسانی سے ایک ڈونگا کھے گے۔

سہ پہر کے تین بجے اس جزیرے کا ساحل بخوبی نظر آرہا تھا۔ جس کی طرف ہم بڑھ ے تھے .... بشرطیکہ وہ جزیرہ ہی ہو کیونکہ یہ میں کبھی معلوم ہی نہ کرسکا کہ وہ جزیرہ تھا یا ا.... اس کے پہاڑ کی چوٹی تو پچھلے کئی گھنٹوں سے مجھے نظر آرہی تھی۔ حقیقت تو یہ ہے اپنی دوربین کی مدد سے ان کے یہ خطوط اس بحری سفر کی تقریباً ابتدا ہی سے میں نے لئے تھے۔

شام کے پانچ بجے ہم اس گہری خلیج میں داخل ہوئے جسکے دونوں کنارے پر جنگل تھے جنگلوں میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے میدان تھے' جن میں غلہ بویا گیا تھا اور انہی میدانوں میں ی طرز کی چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں ان میدانوں کے کناروں چھوٹے درخت تھے چنانچہ نے اندازہ لگایا کہ کسی زمانے میں تقریباً نصف صدی پہلے بہت زیادہ زمین میں کاشت ہاتی ہوگی۔ لیکن پھر دفعتاً" قابل کاشت علاقہ سمٹنے لگا اور وہاں درخت اور گھاس اگ میں نے کومبا سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا۔

کومبا نے میرے اس سوال کا جواب ایسا منطقی اور عمدہ دیا کہ میں بیحد متاثر ہوا اور میں نے اسے لفظ بہ لفظ اپنی نوٹ بک میں نقل کرلیا۔

"جب انسان مرجاتا ہے۔ انسان غلہ ہے اور غلہ انسان" اس سطر کے نیچے میں یہ سطر بھی لکھی دیکھ رہا ہوں"۔ اس کا مقابلہ ہمارے یہاں کی اسی ضرب المثل سے کیجئے کہ روٹی بنیاد اور حیات ہے"

اس سے زیادہ میں کومبا سے کچھ اور نہ اگلواسکا اس کا اشارہ گھٹتی ہوئی آبادی کی طرف تھا۔ اور اس واقعہ کے متعلق وہ گفتگو کرنا نہ چاہتا تھا۔

چند میل آگے بڑھ کر خلیج دفعتاً" تنگ ہوگئی اور اس کے اختتام پر صرف ایک چشمہ تھا جو اسمیں گر رہا تھا اس چشمہ کا پاٹ زیادہ چوڑا نہ تھا اس چشمے پر جگہ جگہ لکڑی کے پل بنے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کناروں پر وہ بستی تھی جو ریکا کہلاتی تھی جو بڑی بڑی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی۔ جھونپڑیوں کی چھتیں کھجور کے پتوں کی تھیں اور دیواریں جیسا کہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا' اس چکنی مٹی کی تھیں جو جھیل سے نکالی جاتی تھی اور پھر اس مٹی میں گھاس پھونس ملا کر اس سے دیواریں کھڑی کی جاتی تھیں۔

ادھر سورج غروب ہوا' اور ادھر ہم نے ریکا کے گھاٹ پر قدم رکھا۔ یہاں چھوٹے چھوٹے درختوں کے بہت سے کناروں کے قریب کیچڑ میں گڑے ہوئے تھے اور انکے ڈونگوں کا ایک پورا بیڑا بندھا ہوا تھا۔ ہماری آمد یقیناً دیکھی جاچکی تھی۔ کیونکہ جب ہمارا ڈونگا گھاٹ کے قریب پہنچا تو کہیں قرنا پھونکا گیا اور فوراً ہی کہیں سے بہت سے مرد۔ میرے خیال میں جھونپڑ۔وں میں سے نکل کر گھاٹ پر آگئے اور ہمارے ڈونگے کو گھاٹ سے باندھنے لگے۔

میں نے دیکھا کہ یہ آنے والے بھی خط و خال اور وضع قطع میں کومبا اور اس کے ساتھیوں سے مشابہ تھے' سچ تو یہ ہے کہ اس میں اسقدر مشابہت تھی کہ انکی عمروں کی کمی بیشی کے علاوہ اسمیں سے کسی کو الگ پہچاننا اور ایک دوسرے سے تمیز کرنا مشکل تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ لوگ کسی ایک ہی خاندان کے ہوسکتے تھے اور میرا خیال بھی غلط نہ تھا کیونکہ

یوں سے ان لوگوں میں آپس میں ہی شادی ہوتی آئی تھی اور کسی پونگو نے اپنے قبیلے باہر کی لڑکی سے شادی نہ کی تھی اور نہ ہی صدیوں سے پونگو لڑکی کسی دوسرے قبیلے میں ی گئی تھی۔

ان طویل القامت 'تیکھے' نقوش' بے حس اور سفید چغوں میں ملبوس لوگوں میں ایسی ئی خاص بات تھی کہ انہیں دیکھ کر میرا خون سرد ہوگیا۔ کوئی غیر فطری اور تقریباً غیر انسانی ز۔ افریقہ کے مخصوص طریقے یہاں نہ تھے۔ نہ انہوں نے شور مچایا۔ کوئی ہنسا اور نہ ہی ی نے کسی کے کان میں کچھ کہا۔ اور نہ ہی وہ لوگ ہمارے لباس کو چھو کر دیکھنے کے لئے ری طرف دوڑ آئے ان میں سے کوئی ایک بھی خوفزدہ نہ تھا اور نہ حیرت زدہ وہ لوگ وش تھے اور ایسی سرد نظروں سے ہمیں دیکھ رہے تھے کہ کسی سے کیا میری تو ریڑھ کی ی میں ٹھنڈک کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ ہم وہ پہلے سفید فام تھے۔ جو پونگو لوگوں کی دھرتی قدم رکھ رہے ہوں لیکن پونگو لوگوں کی خاموشی اور بے تعلقی سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ ے سفید فام روزانہ انکی بستی میں آتے جاتے رہتے ہوں۔

اسکے علاوہ ہماری وضع قطع بھی انہیں مرعوب نہ کرسکی اس کے برخلاف وہ برادر جون لمبی ڈاڑھی اور میرے چھوٹے بال دیکھ کر مسکرائے اور اپنی لانبی انگلیوں سے میری اور در جون کی طرف خاموشی سے اشارے کرنے لگے' اکثروں نے اپنے بھالوں کے دستوں ے ہماری طرف اشارہ کیا۔ یہ بات میں نے خصوصیات سے دیکھی کہ وہ جب ہماری طرف ارہ کرتے بھالے کو اٹھا کر کرتے غالباً اس خیال سے کہ ہم بھالے کے پھل کے اشارے اپنی ہتک یا اعلان جنگ نہ سمجھ لیں یہاں میں یہ اعتراف کئے لیتا ہوں کہ ہمارے گروہ ے جس شخص نے انہیں حیرت زدہ کیا یا سوچ میں ڈال دیا وہ ہیس تھا۔ اس کی صورتی اور چہرے پر کی جھریوں نے پونگو لوگوں کو بیحد متاثر کیا تھا۔ یا شاید دلچسپی پیدا لی تھی کیونکہ ایسا بدصورت اور بیڈھنگا آدمی انہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا یا شاید ہیس ے انکی دلچسپی اور حیرت کی دوسری وجہ تھی جسکا اندازہ قارئین وقت آنے پر لگائیں
لے

بہر حال میں نے ایک پونگو کو کومبا سے یہ پوچھتے سنا کہ یہ بندر آدمی (مطلب ہیس) ہمارا دیوتا ہے یا صرف کپتان ہے۔ اس پونگو کے اس سوال نے ہیس کو بے حد خوش کردیا' کیونکہ آج تک نہ تو کسی نے اسے دیوتا سمجھا تھااور نہ کپتان لیکن ہم لوگوں کو ذرا بھی خوشی نہ ہوئی' بلکہ مارو تو الٹا خفا ہوگیا اور ہیس سے صاف صاف لفظوں میں کہدیا کہ اگر آئندہ اس نے ایسی بات سنی تو وہ ہیس کو پونگو لوگوں کے سامنے پیٹ دیگا تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ وہ نہ دیوتا ہے اور نہ کپتان۔

"اے زدلو قصاب! انتظار کرو' اسوقت کا جب میں ان دونوں میں سے ایک ہوجاؤں گا چنانچہ آئندہ سے مجھے دھمکانے سے پہلے سوچ لینا" ہیس نے بڑی حقارت سے کہا اور پھر چند ثانیوں کے بعد اضافہ کیا۔ تاہم یہ سچ ہے کہ اس سے پہلے کہ سدا گوشت کھالیا جائے (مطلب یہ کہ معاملہ ختم ہو) تم مجھے دیوتا بھی تسلیم کرلوگے اور کپتان بھی"

ہیس نے یہ بڑی مبہم اور منحوس بات کہی تھی جو ہم اس وقت سمجھ نہ سکے۔

جب ہم گھاٹ پر گئے اور ہمارا سامان بھی اتار لیا گیا۔ تو کومبا نے ہمیں اپنے پیچھے آنے کو کہا اور ہم اس کے پیچھے ایک کافی چوڑے راستے پر چلے راستہ صاف ستھرا تھا اور اس کے دونوں کناروں پر وہ بڑی بڑی جھونپڑیاں تھیں جن کا ذکر میں پچھلے کسی صفحہ پر کر چکا ہوں ہر جھونپڑی کے سامنے پائیں باغ اور باغ کے کنارے پر باڑ تھی۔ یہ چیز پائیں باغ افریقہ میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اس انتظام کا نتیجہ یہ تھا کہ ریکا ٹاؤن بڑے وسیع خطے میں پھیلا ہوا تھا حالانکہ اس کی آبادی نسبتاً" کم تھی۔ یہاں یہ میں بتاؤں کہ خود بستی کی فصیل یہ چار دیواری نہ تھی چنانچہ ظاہر ہوا کہ ان لوگوں کو کسی بیرونی حملہ کا خوف نہ تھا۔ خود جھیل انکی شہر پناہ تھی۔

رہی دوسری باتیں تو ان کے متعلق یہ ہے کہ اول تو وہ گہری خاموشی تھی جو اس بستی پر مسلط تھی بستی میں نہ کتے تھے اور نہ مرغیاں کیونکہ نہ تو کوئی کتا بھونکا اور نہ ہی میں نے کبھی مرغے کی بانگ سنی۔ مویشی اور بھیڑیں ضرور تھیں۔ اور بہت تھیں لیکن چونکہ پونگو لوگوں کو کسی حملے کا خوف نہ تھا۔ اسلئے مویشی اور بھیڑیں بستی سے دور رکھی جاتی تھیں اور

اور گوشت حسب ضرورت بستی میں لایا جاتا تھا۔ ہمیں دیکھنے کے لئے بہت سے ...نکل آئے لیکن انہوں نے بھیڑ نہ لگائی بلکہ چھوٹے گروہوں میں اپنے اپنے پائیں باغ ...دروازوں میں آکھڑے ہوگئے۔ ان گروہوں کی خصوصیات بھی یہ تھی۔ کہ عموماً اسمیں ...ایک مرد اور اس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں عورتیں قبول صورت تھیں ...بدن سڈول اکثروں کے ساتھ انکے بچے تھے لیکن وہ بھی زیادہ نہ تھے۔ کسی ایک ...ان میں بہت زیادہ بچے ہوئے۔ تو تین ہورے بس۔ اکثروں کے تو کوئی اولاد ہی نہ تھی ...نیں اور بچے بھی مردوں کی طرح' مناسب اور شائستہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ انکی یہ ...صیات بھی اس بات کو ثابت کرتی تھی کہ پونگو افریقہ کے معمولی کافر نہ تھے۔ اتنے ...ل کے بعد میں آج بھی ریکا کو اپنے تصور میں ہو بہو دیکھ رہا ہوں صاف ستھرے اور ...راستہ سفید دیواروں اور کھجور کے پتوں کی بھوری چھتوں والی جھونپڑیوں' شاداب ...باغ' طویل القامت اور خاموش لوگ بند ہوا میں چولھوں میں الف کی طرح کھڑے ...شعلے' کھجور کے بلند بوالا اور دوسرے استوئی پیڑ اور راستہ کے انتہائی سرے پر بہت ...میں اس پہاڑی کو جنگل سے ڈھکی ہوئی چوٹی جو دیوتا کا گھر کہلاتا تھا یہ منظر اکثر مجھے ...اور جاگتے میں بھی نظر آتا ہے اور اسوقت میں سبزی نما سرخ پھولوں کی تیز خوشبو بھی ...نتھنوں میں پاتا ہوں جو پائیں باغ میں اکثریت سے اگ رہے تھے۔

ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اس بلند باڑ کے سامنے پہنچ گئے جو اوپر سے نیچے تک سرخ ...چمکدار پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی اور جب ہم اس باڑ کے دروازے پر پہنچے تو افق کی ...پار رات کی تاریکی غالب آرہی تھی کومبا نے دروازہ کھولا۔ اور جو منظر آیا اسے ہم عمر ...بھر بھلا سکیں گے۔ باڑ ایک ایکڑ کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھی جس کے پچھلے حصہ پر ...جھونپڑیاں باغ میں کھڑی تھیں۔

ان جھونپڑیوں کے سامنے اور دروازے سے کوئی پندرہ قدم دور ایک بالکل ہی ...قسم کی عمارت تھی پچاس فٹ لمبی اور تیس فٹ چوڑی تھی اسکی دیواریں نہ تھیں ...چھت تھی جو منقش ستونوں پر لٹکی ہوئی تھی۔ اور ستونوں کے درمیان جو خلا تھا

اسمیں گھاس کی چلمنیں لٹک رہی تھیں زیادہ تر چلمنیں گری ہوئی تھیں لیکن درواز
کے عین سامنے کی چار چلمنیں اٹھی ہوئی تھیں اس عجیب سائبان کے سائے میں ایک
تھا کھڈ میں آگ سلگ رہی تھی اور اس آگ کے تین طرف چالیس پچاس آدمی
ہوئے تھے۔ انہوں نے سفید چغے تو خیر پہن ہی رکھے تھے۔ لیکن عجیب شکل کی ٹوپیاں
لگا رکھی تھیں۔ یہ عجیب آواز میں کوئی اداس اور لرزہ خیز گیت گا رہے تھے آگ کی چو
طرف جو دروازے کے عین مقابل تھی، تنہا ایک شخص اپنے ہاتھ پھیلائے اور ہما
طرف پیٹھ کئے کھڑا تھا۔

دفعتاً" اس نے ہمارے پیروں کی چاپ سنی، وہ ہماری طرف گھوما اور پھر بائیں ط
ہٹ گیا تاکہ روشنی ہم پر پڑے اور ہم نے دیکھا کہ کھڈ میں زبردست آگ جل رہی۔
اور اس پر اک بڑا سا آہنی جنگلا یا زبردست میخدار چولہا سا، جو پلنگ کی شکل کا تھا اور
جنگلے پر کوئی خوفناک چیز رکھی یا لیٹی ہوئی تھی۔ سامرس چند قدم آگے تھا۔ اس نے آنکھ
پھاڑ کر جنگلے پر رکھی ہوئی چیز کی طرف دیکھا اور یک لخت وہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا
پھر خوف سے بھری ہوئی آواز میں کہا۔

"میرے خدا! یہ تو کوئی عورت ہے۔

دوسرے ہی لمحے چلمنیں گر چکی تھیں اور گیت کی آواز خاموش ہو چکی تھی۔

"خاموش رہو" میں نے کہا اور سب نے حالانکہ وہ شاید میرے الفاظ ٹھیک سے سن
اور سمجھ نہ سکے تھے، میرے لہجہ سے میرا مطلب سمجھ لیا۔ اس منظر نے جو یقیناً دوزخ کا ہی
منظر ہو سکتا تھا۔ میری روح کی بنیادوں تک کو لرزہ دیا تھا۔ اور مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے
لگی چنانچہ میں نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور سر جھکا کر کوما کی طرف دیکھا جو ہم
سے ایک دو قدم آگے تھا۔ اسکی پیٹھ کچھ اس طرح نامعلوم طور پر لرز رہی تھی کہ میں نے
فوراً ہی دو باتیں سمجھ لیں بادل ایک یہ کہ وہ بے حد پریشان تھا۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی
سخت غلطی اس سے سرزد ہو گئی تھی اور یقیناً یہی اسکی پریشانی کی وجہ تھی ایک لمحہ تک وہ
بت بنا کھڑا رہا۔ اور پھر مرغ بادنما کی طرح ہماری طرف گھوم گیا اور مجھ سے پوچھا۔

تم نے دیکھا کچھ؟

"ہاں" میں نے جواب دیا۔

"کیا؟"

"ہم نے صرف یہ دیکھا کہ بہت سے آدمی ایک الاؤ کے گرد جمع تھے اور بس۔"

اس نے ہمارے بشروں سے ہماری دلی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش لیکن خوش قسمتی
سے چاند۔۔ وہ تقریباً پورے چاند کی رات تھی۔ ایک موٹے بادل میں چھپ گیا تھا چنانچہ
کوما ہمارے چہروں سے کچھ زیادہ معلوم نہ کر سکا اس نے اطمینان کا لمبا سانس لیا اور کہا۔

"کالونی اور گاؤں کے بڑے لوگ ایک بھیڑ بھون رہے ہیں جب چاند بدلتا ہے تو اس
رات دعوت اڑانا انکی رسم ہے۔ سفید آقاؤں! میرے پیچھے آؤ۔"

چنانچہ وہ ہمیں اس لمبے سائبان کے دوسری طرف لے آیا اور ہم باغ میں سے گزر کر
ان جھونپڑیوں کے سامنے گئے جن کا ذکر میں کر چکا ہیوں وہاں پہنچ کر کوما نے تالی بجائی اور
فوراً ہی ایک عورت خدا جانے کہاں سے نکل آئی، کوما نے نیچی آواز میں اس عورت سے
کچھ کہا وہ چلی گئی لیکن چند ثانیوں بعد ہی واپس آئی تو اس کے ساتھ دوسری چار پانچ

عورتیں تھیں جو مٹی کا چراغ لئے ہوئے تھیں یہ چراغ پیالہ نما تھا۔ جس میں تیل تھا اور تیل میں کھجور کے ریشو نکی بٹی ہوئی بتی تیر رہی تھی۔

"سفید آقاؤ!" کومبا نے کہا" یہاں تم بے فکری سے آرام کر سکو گے اور مزے سے سو سکو گے کچھ ہی دیر بعد تمہارے لئے کھانا (اس لفظ پر میں کانپ گیا) لایا جائے گا۔ کھانا سے فارغ ہونے کے بعد اگر تمہاری مرضی ہوئی تو پھر کالوبی اور اس کے مشیر باہر دعوت کے سائبان میں تم لوگوں سے ملاقات اور بات چیت کریں گے' اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو کسی لکڑی سے اس برتن کو بجا دینا اور اس نے جھونپڑی کے باغ میں رکھے ہوئے اس برتن کی طرف اشارہ کیا جو تانبے کی دیگ معلوم ہوتی تھی۔ اور جس کے قریب ایک عورت آگ جلا رہی تھی "اور کوئی تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہو جائے گا۔ دیکھو یہ ہے تمہارے سامان۔ دیکھ لو ایک چیز بھی غائب نہیں ہے۔ اور یہ تمہارے منہ ہاتھ دھونے اور نہانے کے لئے پانی لایا جارہا ہے اور اب میں کالوبی کی خدمت میں تمہاری آمد کی اطلاع دینے جارہا ہوں۔"

اور وہ سلام کر کے چلا گیا۔

چنانچہ چند ثانیوں بعد وہ خاموش اور قبول صورت عورتیں' جو ہماری خدمت پر معمور تھیں کھانا لانے چلی گئی۔ کم از کم ان میں سے ایک کو تو میں نے یہی کہتے سنا تھا اور اب ہم اکیلے تھے اور میری چچی۔ سامرس نے رومال سے اپنے چہرے پر پنکھا جھلتے ہوئے کہا۔ "تم نے دیکھا کہ وہ لوگ ایک عورت کو بھون رہے تھے؟ آدم خوروں کے متعلق میں نے سنا تو بہت ہے لیکن میری چچی!۔ دیکھا آج ہے۔"

"اپنی غیر موجود چچی کو مخاطب کرنا فضول ہے بشرطیکہ تمہاری چچی ہو اور تم یہاں آنے پر مضر تھے' چنانچہ تم یہاں اور کیا دیکھنے کی توقع رکھتے ہو میں نے اداسی سے پوچھا۔

" یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ بات یہ ہے کہ میں خواہ مخواہ کی توقعات سے اپنے آپ کو پریشان کرنے کا عادی نہیں ہوں' یہی وجہ ہے اس بڑے میاں اور مجھ میں۔ اپنا تو یہ معمول ہے کہ حال پر قائم رہو۔ اور مستقبل کے متعلق نہ سوچو اور تم خوش رہو گے لیکن میں

پوچھتا ہوں۔ میرا مطلب ہے ... کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمیں بویا سینٹ لارنس کو آگ پر بھونے نظارہ کرنے کے لئے طلب کیا جائے گا۔؟"

"بیشک" میں نے جواب دیا۔ اور جیسا کہ بوڑھے بابا مبا نے کہا تھا تم کو شکایت نہ کرنی چاہئے شکایت تو میں کرونگا اور کر سکتا ہوں اور تم بھی کرو گے۔ کیوں برادر جون"

برادر جون نے جو' شاید اونگھ گیا تھا۔ اپنی آنکھیں کھول کر ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا۔

"اب تم پوچھ رہے ہو مسٹر سامرس' تو میں بتا رہا ہوں" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا کہ اگر یہ اس ولی کی طرح جس کا نام تم نے لیا ہے شہادت کا ہی معاملہ ہوا تو مجھے کوئی اعتراض ہوگا۔

میرا مطلب ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے لیکن بطور ایک دنیا دار کے میں اس بات کو کبھی پسند نہ کرونگا کہ اول تو مجھے بھونا جائے اور پھر یہ وحشی مجھے ہضم کر جائیں تاہم میرے نزدیک تو ایسی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کی اس گھناؤنی رسم کے شکار بن جائیں گے۔"

مرا مزاج اسوقت بگڑا ہوا تھا۔ اور طبیعت بجھی ہوئی تھی چنانچہ میں برادر جون کے اس اندازے کے خلاف بحث کرنے ہی والا تھا کہ ہیس نے جھونپڑی کے دروازے میں سے اپنا سر اندر ڈالکر کہا۔

"کھانا آرہا ہے باس۔ بہت عمدہ کھانا ہے۔"

چنانچہ ہم جھونپڑی میں سے نکل کر باغ میں آگئے جہاں سیڈول بدن والی طویل قامت عورتیں گھاس پر چوبی قابیں رکھ رہی تھیں' چاند بادلوں میں سے نکل آیا تھا۔ چنانچہ اس کی روشنی میں ہم نے دیکھا کہ چند قابوں میں گوشت تھا۔ لیکن چونکہ اس پر کسی قسم کی چٹنی پڑی ہوئی تھی اسلئے یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ گوشت کا ہے کا ہے میرا تو خیال تھا کہ یہ بھیڑ کا گوشت تھا لیکن کیا پتہ؟ دوسری قابوں میں سبزی ترکاری تھی' مثلاً مکئی کے بھنے ہوئے دانے ایک کافی بڑا ابالا ہوا پیٹھا اور دہی مجھے یاد آیا کہ برادر جون اکثر دفعہ ہمارے سامنے سبزی ترکاری کے فوائد بیان کر کے مجھے گوشت خوری سے ہٹانا چاہتا تھا۔

چنانچہ اس وقت میں نے انہی تقریروں کا بہانہ بنا کر کہا۔

"برادر جون تمہارا خیال شاید درست ہے ان سبزیوں کو یوں تازہ دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ افریقہ کی گرم آب و ہوا میں یہی غذا مناسب ہے۔ بہر حال چند دنوں کے لئے میں سبزی کھانے کا فیصلہ کرچکا ہوں۔ دیکھیں کیسا رہتا ہے یہ تجربہ"

اور اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر میں مٹھی بھر مکئی کے دانے اور پیٹھے کا اوپری حصہ چاقو سے کاٹ کر اپنے قبضہ میں کر لیا میں پیٹھے کا وہ حصہ کھانا نہ چاہتا تھا جو قاب کے پیندے یا کناروں کو چھو رہا تھا۔ کیونکہ کیا پتہ ان قابوں میں کیا لگایا گیا ہوا اور انہیں دھو بھی گیا ہوگا یا نہیں۔

سامرس کو بھی اپنی نجات میری تقلید میں نظر آئی چنانچہ اس نے بھی مکئی کے چند دانوں اور پیٹھے کی ایک آدھ قاش پر اکتفا کی مارو نے بھی اپنے لئے یہی غذا پسند کی اور پرانا گوشت خور ہیس بھی سبزی خور بن گیا۔ گوشت کی قاب میں ہاتھ ڈالنا تو ایک طرف اس نے ان قابوں کی طرف دیکھا تک نہیں صرف جیری نے گوشت کی قابوں سے پورا پورا انصاف کرنیکا اعلان کیا کہ پونگولینڈ میں عمدہ اور نرم گوشت ہوتا ہے وہ چونکہ ہم سب کے پیچھے تھا، یعنی اسوقت جب ہم اپنی قیام گاہ کے بیرونی دروازے میں داخل ہوئے تھے اسلئے غالباً اس نے دیکھا۔ کہ اس زبردست چولہے پر کونسی چیز بھونی جارہی تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے پائپ جلائے اور تب برادر جون نے سرگوشی میں کہا۔

"ایلن!۔ اس زبردست انگیٹھی کے سامنے اور ہماری طرف پشت کئے جو شخص کھڑا تھا وہ خود کالوبی تھا، آگ کی روشنی میں مجھے اس کے ایک ہاتھ کی کٹی ہوئی انگلی نظر آرہی تھی۔

حالانکہ ہمارے اور اسکے درمیان کافی فاصلہ تھا۔

"تو پھر اگر ہم کہیں آگے جانا چاہتے ہیں تو برادر جون تم اس شخص کالوبی کا ذوق بدلنے کی کوشش کروگے" میں نے جواب دیا یہ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اس گوشت بھوننے کی زبردست انگیٹھی سے کہیں آگے جا بھی سکیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں دھوکہ

محض اسلئے یہاں لایا گیا ہے کہ یہ وحشی ہمیں بھون کر کھالیں۔"

اس سے پہلے کہ برادر جون کوئی جواب دیتا، کومبا آگیا اور یہ پوچھنے کے بعد کہ ہمارے پیٹ بھرے یا نہیں۔ اگر ہم تیار ہوں تو کالوبی اور اس کے مشیر ہم سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم سب سوائے جیری کے جسے ہم نے سامان کی حفاظت کے لئے قیام گاہ پر چھوڑ دیا تھا وہ تحائف لے کر روانہ ہوگئے جو ہم نے کالوبی کے لئے تیار کئے تھے۔

کومبا ہمیں اسی سائبان یا دعوت گھر میں لے آیا۔ جہاں کھڈ میں اسوقت آگ نہ تھی یا اسے ڈھک دیا تھا۔ اور وہ انگیٹھی اور اس پر رکھی ہوئی خوفناک چیز بھی غائب تھی۔ اس کے علاوہ ساری چلمنیں اٹھا دی گئی تھیں چنانچہ سائبان میں چاندنی در آئی دروازہ کی جانب رخ کئے کالوبی اور اس کے آٹھ مشیروں نیم دائرہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان سب کے بال سفید ہوچلے تھے یہ کالوبی دبلا پتلا اور طویل القامت اور ادھیڑ عمر کا شخص تھا اور ایسا پریشان شخص میں نے کبھی نہ دیکھا تھا یوں۔ یوں معلوم ہوتا تھا اور جیسے وہ شدید اعصابی ہیجان میں مبتلا ہو۔ اس کے چہرے کے پٹھے مسلسل اینٹھ رہے تھے اور ہاتھوں کو بھی چین نہ تھا اور چاند کی روشنی میں، میں نے دیکھا کہ اسکی آنکھیں بھی خوف کے جذبات سے بے چین تھیں۔

کالوبی نے کھڑے ہو کر اور گردن جھکا کر ہمارا استقبال کیا لیکن اس کے مشیر بیٹھے رہے اور دیر تک ہولے ہولے تالیاں بجاتے رہے معلوم ہوا کہ پونگولینڈ میں سلام کا طریقہ یہی تھا۔

ہم نے بھی گردنیں جھکا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر ان تین تپائیوں پر جو ہمارے لئے رکھی گئی تھیں اس طرح بیٹھ گئے کہ برادر جون میرے اور سامرس کے بیچ میں تھے مارو اور ہیس ہمارے پیچھے کھڑے ہوگئے موخرالذکر اپنے اس لمبے اور موٹے عصا کا سہارا لئے کھڑا تھا۔ جسے وہ مازیتولینڈ سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جس کا ذکر میں نے پچھلے کسی باب میں کرچکا ہوں یہ تمہید ختم ہوئی تو کالوبی نے کومبا کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا "اے وہ جو دیوتاؤں سے گزر کر آیا ہے .... اور .... اے ہونے والے کالوبی" (یہ

کہتے وقت میں نے کالوبی کو کانپتے ہوئے دیکھا تھا) کہہ کر مخاطب کیا اور اس سے اس کے مازیتو لینڈ کے متعلق اور پھر یہ پوچھا کہ یہ کیسے ہوا' کہ وہ لوگ سفید فاموں کو اپنے روبرو دیکھنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

چنانچہ اب کومبا نے کالوبی کو مختلف القاب سے مخاطب کیا مثلاً "مختار کل" آقا جس کے قدم میں چومتا ہوں"...."جس کی آنکھیں آگ اور زبان تلوار ہے۔" وہ جس کے ایک اشارے پر لوگ مر جاتے ہیں"...."قربانی کا آقا اور مقدس غذا کا پہلا چکھیا"...."دیوتاؤں کا چہیتا۔ اس لقب پر کالوبی یوں سمٹ گیا جیسے اس کے سینہ میں کسی نے بھالے کی نوک چبھو دی ہو) وہ جو موٹا مبو کے بعد ملک میں سب سے عظیم ہے۔ موٹا مبو جو سب سے مقدس ہے' سب سے زیادہ مقدم ہے' جو آسمانوں سے آیا ہے اور جو آسمانوں کی آواز میں بولتا ہے وغیرہ"....وغیرہ القاب کا سلسلہ ختم کرکے اس نے اپنے سفر اور بیزا ٹاؤن میں اپنی کارگزاری کی تفصیلات بیان کیں۔

یہ اس نے خصوصیت سے اور بڑی تفصیل سے کہا کہ اس نے موٹا مبو کے پیغام کے مطابق جو کومبا تک پہنچایا گیا تھا' ان سفید فاموں کو پونگولینڈ میں آنے کی دعوت دی اور جب بوسی کے آدمیوں میں سے کوئی بطور سفیر پونگولینڈ میں آنے کے لئے تیار نہ ہوا' تو اس نے سفید فاموں کو بوسی کے سفیروں کے طور پر قبول کرلیا۔ البتہ کومبا نے کہا موٹا مبو کی ہدایت پر عمل کرکے اس نے یہ شرط ضرور لگادی کہ سفید فام اپنے ساتھ وہ جادوئی ہتھیار نہ لائیں جو دھواں اور موت اگلتے ہیں کومبا کے اس اعلان پر کالوبی کے بشرے سے اس کے ساتھ خلفشار کے آثار ہویدا ہوگئے اور وہ اور بھی زیادہ پریشان نظر آنے لگے۔ ہماری طرح کومبا نے بھی کالوبی کی یہ حالت دیکھ لی تاہم اس نے کچھ کہا نہیں البتہ چند ثانیوں کے توقف کے بعد اس نے کالوبی کو بتایا کہ اس لئے کوئی ہتھیار سفید فام اپنے ساتھ نہیں لائے ہیں ہمارے وعدے کے باوجود اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ہمارا سامان کھلوا کر اور اس کا معائنہ کرکے اپنا اطمینان کرلیا تھا....

چنانچہ اس نے آخر میں کہا' اب اس بات کا خوف نہ تھا۔ کہ ہم پونگولینڈ کے قدیم

پیشگوئی کو پورا کردیں گے جب پونگولینڈ میں بندوق چلائی جائے گی تو دیوتا چلے جائیں گے اور یہ کہ یہ قبیلہ' قبیلہ نہ رہے گا۔

اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد کومبا بڑی خاکساری سے ہمارے پیچھے بیٹھ گیا اب کالوبی نے ہمیں شاہ مازیتو بوسی کے سفیروں کے طور پر قبول کرنے کے بعد دونوں قبائل میں امن و صلح کے فوائد پر ایک تقریر کی اور آخری میں اس کی شرائط پیش کیں ان شرائط کو یہاں نقل کرنا ضروری نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صلح و آشتی کی باتیں تو محض بہانہ تھا۔ چنانچہ صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ ایک شرط تو یہ تھی کہ مازیتو اور پونگو کے درمیان شادی بیاہ کا سلسلہ جلدی کردیا جائے اور دوسری یہ کہ تجارت کے لئے دونوں ناکوں کی سرحدیں کھولدی جائیں خون کا رشتہ قائم کرلیا جائے اور پتہ نہیں کیا کچھ شرائط تھیں' جنہیں میں بھول چکا ہوں البتہ یہ مجھے یاد ہے کہ کالوبی نے کہا کہ اس کی مثال خود کالوبی' بوسی بیٹی سے اور بوسی کالوبی کی بیٹی سے شادی کرکے قائم کرے۔

جب وہ خاموش ہوا تو ہم چند ثانیوں تک بظاہر آپس میں مشورہ کرتے رہے اور پھر میں تقریر کرنے کے لئے اٹھا اور کہا کہ برادرجون چونکہ عظیم انسان ہے اس لئے اس کی طرف سے میں بول رہا ہوں۔ اور کہا کہ اس کی شرائط اچھی اور قابل ہیں اور یہ کہ یہاں سے واپس جاکر ہم یہ شرائط بوسی اور اس کے مشیروں کے سامنے پیش کردیں گے۔

کالوبی نے میرے اس بیان پر اطمینان کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ پورا معاملہ موٹا مبو کے سامنے پیش کرکے اس کی رائے معلوم کی جائے گی کیونکہ اس کی رائے کے بغیر کوئی بھی قدم اٹھانا پونگولینڈ میں بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے اس نے کہا کہ اگر ہم رضامند ہوں اور پسند کریں تو دوسرے دن خود جاکر مقدس کاہن سے مل آئیں اس نے کہا کہ ہمیں اس وقت روانہ ہونا ہوگا۔ جب کہ سورج کی عمر تین گھنٹے ہوچکی ہوگی۔ کیونکہ موٹا مبو ریکا سے ایک دن کی مسافت پر رہتا ہے چنانچہ ایک بار پھر ہم نے بظاہر آپس میں مشورہ کیا اور میں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس فضول وقت نہیں ہے لیکن چونکہ موٹا مبو رہتا ہے اور ہم سے ملنے یہاں نہیں آسکتا اس لئے ہم سفید آقا وقت نکال کر اس کے

پاس جائیں گے اب چونکہ ہم تھکے ہوئے ہیں اس لئے جاکر سونا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے تحائف پیش کئے جو گویا اخلاقاً قبول کرلئے گئے اور کالوبی نے کہا کہ ان تحائف کے بدلے میں ہمیں بھی تحائف دیئے جائیں گے یعنی اس سے پہلے کہ ہم پونگولینڈ سے رخصت ہوجائیں۔

اس کے بعد کالوبی نے ایک لکڑی اٹھا کر توڑ دی' مطلب یہ تھا کہ "کانفرنس" ختم ہوئی چنانچہ اسے اور ہم اس کے مشیروں کو شب بخیر کہہ کر اپنی جھونپڑیوں کی طرف لوٹ آئے۔

چونکہ بعد کے واقعات کا اس ایک بظاہر معمولی بات سے گہرا تعلق ہے اس لئے میں یہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں جھونپڑ۔یوں تک پہنچانے اس دفعہ کوما نہیں بلکہ کالوبی کے دو مشیر آئے جب ہم کالوبی اور اس کے مشیروں کو شب بخیر کہنے کے لئے اٹھے تو اس وقت میں نے پہلی دفعہ دیکھا کہ کوما وہاں موجود نہ تھا۔ یہ میں نہیں جانتا کہ وہ کب وہاں سے چلا گیا تھا کیونکہ اس کی نشست ہمارے پیچھے اور اندھیرے میں تھی ہم میں سے کسی نے اسے وہاں سے جاتے نہ دیکھا تھا۔

"کیا نتیجہ اخذ کیا ہے تم نے اس سے؟" دروازہ بند کردیا گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

برادر جون نے صرف اپنا سر ہلادیا۔ اور منہ سے کچھ نہ کہا کیونکہ ان دنوں وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خواب کی دنیا میں رہتا تھا۔

سامرس نے جواب دیا۔ "سب بکواس اور واہیات ہے ان آدم خور وحشیوں کے ارادے نیک نہیں ہیں یہ تو میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ مازیتو لوگوں سے صلح آشتی کی باتیں محض باتیں ہی باتیں ہیں۔"

یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ "اگر ان کا مقصد محض امن قائم کرنا ہی ہوتا تو وہ اس مسئلے پر یوں سطحی اور مختصر گفتگو کرنے کے بجائے گہری اور طویل بحث کرتے' بڑی بڑی شرطیں پیش کرتے یا سفیروں یا یرغمالوں کے تبادلے کی بات چیت کرتے اس کے علاوہ اگر ایسا ہوتا تو انہوں نے موتا مبو کی رائے پیشگی ہی طلب کرلی ہوتی یہ بات تو ظاہر ہے کہ موتا مبو مختار

ہے اور کالوبی اس کا ہتھیار ہے چنانچہ اب اگر واقعی امن قائم کرنا مقصود نہ ہوتا تو موتا
نے یہ بات پہلے ہی سے کہہ دی ہوتی بشرطیکہ یہ موتا مبو کوئی خیالی پیکر نہ ہو بلکہ حقیقت
اس کا وجود ہو بہرحال اگر ہم زندہ رہے تو ساری باتیں معلوم کر ہی لیں گے اور اگر مر
تو قصہ ختم ہوجاتا ہے' اب اگر تم میری رائے پوچھتے ہو تو میں تو یہ کہتا ہوں کہ موتا مبو
الو جہنم میں اور کل صبح جو پہلا ڈونگا مل جائے اس میں سوار ہوکر مازیتو لینڈ لوٹ چلو۔"
"اپنا بھی یہی ارادہ ہے۔" یعنی ایضاً سامرس نے کہا لیکن اس مسئلہ پر نئے سرے سے
کرنا فضول ہے۔

"بے شک" میں نے بے چینی سے کہا "جیسا کہ تم نے کہا واقعی پاگلوں سے بحث کرنا
ل ہے۔"

چنانچہ آؤ اب سو جاؤ۔ اور میرے خیال میں ہماری یہ آخری رات ہے اس لئے بہتر
اکہ خوب پیر پھیلا کر اور بقول دانش ور کے گھوڑے بیچ کر سویا جائے۔"

"واہ واہ!" سامرس نے کہا اور اپنا کوٹ اتار کر اور اسے تہہ کرکے چارپائی کے
انے رکھ دیا کہ تکیئے کا کام دے سکے۔"

چند ثانیوں کے بعد سامرس نے کہا "ذرا ہٹ جانا تو ایک طرف میں یہ کمبل خشک
لوں یہ کس چیز کے ٹکڑوں سے بھرا ہوا ہے۔"

اور وہ فوراً ہی کمبل جھٹکنے لگا۔

"کس چیز کے ٹکڑوں سے؟" میں نے کہا "اتنی بھی جلدی کیا تھی؟ مجھے دیکھ لینے دیا
اکہ کیا چیز تھی وہ۔ پہلے تو مجھے کوئی ٹکڑے وکڑے نظر نہیں آئے تھے!"

میرے دل میں شک سر اٹھا رہا تھا۔

"غالباً چھت میں چوہے دوڑ لگا رہے ہیں۔ سامرس نے بے پروائی سے جواب دیا۔

لیکن میرا اطمینان نہ ہوا' چنانچہ میں چھت اور دیواروں کا معائنہ کرنے لگا میں یہ بتانا
ل گیا تھا کہ دیواروں پر عجیب قسم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے جن کے بیچ میں حلقے
ے تھے میں تیل کے چراغ کی مدھم روشنی میں دیواروں کا معائنہ کر رہا تھا کہ کسی نے

دروازے پر دستک دی چنانچہ ڈھول اور چوہوں کو بھول کر میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ہیس کھڑا تھا۔

"کیا ہے؟"

"باس! آدم خور شیطانوں میں کا ایک شیطان تم سے ملنا چاہتا ہے۔" مارو نے اسے باہر روک رکھا ہے۔

"اندر آنے دو اسے۔" میں نے کہا کیونکہ اس جہنمی ملک میں بے خوفی ہماری بہترین چال ثابت ہو سکتی تھی۔ "لیکن جب تک وہ اندر رہے تم ہوشیار رہنا۔"

ہیس نے گردن نے گھما کر سرگوشی میں کچھ کہا اور دوسرے ہی لمحے ایک شخص جھونپڑی میں آگیا وہ باقاعدہ اندر دھنس آیا۔ اس نے اپنے آپ کو سر سے پیر تک ایک سفید چادر میں لپیٹ رکھا تھا۔ چنانچہ وہ انسان سے زیادہ بھوت معلوم ہوتا تھا۔

"کون ہو تم؟" میں نے پوچھا۔

جواب میں اس نے اپنے چہرے پر سے چادر ہٹادی اور میں نے دیکھا کہ ہمارے سامنے کوئی اور نہیں بلکہ خود کالوبی کھڑا ہوا تھا۔

"میں آقا واگیتاہ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" کالوبی نے کہا "اور یہ بات چیت ابھی اور اسی وقت ہوگی' کیونکہ بعد میں میرا تنہائی میں ملنا ناممکن ہوگا۔"

برادر جون اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"کالوبی! میرے دوست کیسے ہو؟" برادر جون نے کہا "میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھ کا زخم اطمینان بخش طور پر مندمل ہو گیا ہے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ لیکن واگیتاہ' مجھے اکیلے میں تم سے کچھ کہنا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔" برادر جون نے جواب دیا۔ "اگر تم کو کچھ کہنا ہی ہے تو ہم سب کے سامنے کہو گے۔ اور یہ منظور نہیں تو پھر نہ کہو یہ سفید آقا اور میں ایک ہی ہیں چنانچہ جو میں سنوں گا یہ بھی سنیں گے۔"

"میں ان پر اعتبار کر سکتا ہوں؟" کالوبی بڑبڑایا۔

"اسی طرح جس طرح کہ مجھ پر کر سکتے ہو۔ چنانچہ کہو جو کہنا ہے' یا پھر جاؤ۔ ہاں پہلے یہ بتاؤ کہ اگر ہم جھونپڑی میں باتیں کریں تو کیا کوئی انہیں باہر سے سن سکتا ہے؟"

"نہیں اے واگیتاہ۔ دیواریں موٹی ہیں چھت پر کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی آس پاس ہے۔ یہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں اور اگر کسی نے اوپر چڑھنے کی کوشش کی تو ہم اس کی آواز سن لیں گے اس کے علاوہ تمہارے آدمی' جو دروازے پر کھڑے ہیں اسے دیکھ لیں گے' چنانچہ ہماری باتیں کوئی نہیں سن سکتا سوائے دیوتاؤں کے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر دیوتاؤں کی فکر نہ کرو اور کہو جو کہنا ہے میری ساتھی تمہاری پچھلی داستان سے واقف ہیں۔"

"میرے آقا۔ اس نے کہنا شروع کیا اور اپنے دیدے چاروں طرف گھمانے لگا اس شکار کی طرح جس کے پیچھے شکاری لگا ہوا ہو۔ ایک خوفناک آفت آئی ہوئی ہے مجھ پر واگیتاہ' جب میں تم سے ملا تھا۔ اس کے بعد ایک دن مجھے اس سفید دیوتا کے حضور جانا ضروری تھا جو پہاڑ کے جنگل میں رہتا ہے وہاں مقدس بیج بکھیرنے کے لئے میرا وہاں جانا ضروری تھا لیکن میں بہانہ کرکے بیمار پڑ گیا اور میری جگہ کوما ہونے والا کالوبی جو دیوتاؤں کے قریب سے گزرا ہے گیا اور صحیح سلامت واپس آگیا۔ اب کل پورے چاند کی رات ہے اور میں چونکہ کالوبی ہوں اس لئے پھر ایک بار سفید دیوتا کے حضور جانا اور مقدس بیج بکھیرنے ہیں' لیکن واگیتاہ دیوتا مجھے مار ڈالے گا۔ کیونکہ ایک دفعہ وہ مجھے کاٹ چکا ہے وہ میرا خاتمہ کردے گا۔ الا یہ کہ میں خود اس کا خاتمہ کردوں اور میری جگہ کوما کالوبی بن کر حکومت کرے۔ اس سے پہلے وہ تم سب کو مار ڈالے گا۔ یعنی اس طرح جس طرح تم نے کچھ لیا ہوگا "گرم مت" کیونکہ وہ تمہیں دیوتاؤں پر بھینٹ چڑھا دے گا تاکہ پونگو عورتیں ایک بار پھر بہت سے بچے جننے لگ جائیں' ہاں۔ ہاں' اگر ہم نے اس دیوتا کا خاتمہ کردیا جو پہاڑ کے جنگل میں رہتا ہے۔ تو پھر ہم سب مارے جائیں گے۔"

اور وہ خاموش ہو گیا۔ وہ کانپ رہا تھا اور اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپک رہا تھا "ہوں۔" برادر جون نے کہا "لیکن فرض کرو کہ ہم نے اس دیوتا کا خاتمہ کردیا تو اس کے بعد

ہم موٹا مبو اور تمہارے ان خونخوار لوگوں سے کس طرح بچ پائیں گے؟ یقیناً یہ لوگ ہماری اس گستاخی کو بہانہ بنا کر بہرحال ہمیں قتل کر دیں گے۔"

"نہیں واگیتاہ' ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔"

"کیوں؟"

"اگر دیوتا۔ مرجائے گا' تو پھر یونگو بھی مرجائیں گے' یہ بہت پرانی پیشگوئی ہے یہی وجہ ہے کہ موٹا مبو دیوتا کی ایسی ہی خبر گیری اور حفاظت کرتا ہے جیسی کہ ایک ماں اپنے بچے کی چنانچہ اس کے بعد جب تک نیا دیوتا نہیں مل جاتا' مقدس پھول کی ماں' یعنی مادر گل جو رحم دل ہے چنانچہ کسی کو اس کی طرف سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اور اس کے زیر سایہ میں حکومت کروں گا اور یقیناً اپنے دشمنوں کا خاتمہ کر دوں گا خصوصاً اس جادوگر کومبا کا۔"

اور اس وقت میں نے ہوا میں ایک آواز سنی' جیسے سانپ کی پھنکار ہو لیکن چونکہ یہ آواز دوبارہ سنائی نہ دی اس لئے میں نے سمجھا کہ یہ میرا وہم ہوگا۔

"اس کے علاوہ" کالوبی نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "میں تمہیں سونے کے برادے سے لاد دوں گا اور وہ تحائف دوں گا جو تم پسند کرو گے اور تم کو بحفاظت جھیل کے اس پار تمہارے دوستوں میں یعنی مازیتو لوگوں میں پہنچا دوں گا۔"

"کالوبی۔" میں نے کہا "پہلے تو ہمیں یہ معاملہ پوری طرح سے سمجھ لینے دو۔ برادر جون! تم ہماری باتوں کا ترجمہ سامرس کو ساتھ ساتھ سناتے جانا۔" ہاں تو دوست کالوبی! "پہلے تو یہ بتاؤ کہ یہ دیوتا کون ہے جس کا ذکر تم کر رہے ہو؟"

"آقا میکومیزن! یہ ایک زبردست بندر ہے۔" جو اتنا بوڑھا ہے کہ سفید ہو گیا ہے یا پھر یہ سفید ہی پیدا ہوا تھا۔ بہرحال یہ میں نہیں جانتا کہ وہ سفید کیوں ہے؟ اس کا قد اونچے سے اونچے انسان سے دگنا ہے اور اس میں بیس انسانوں کی طاقت ہے وہ اپنے ہاتھوں میں آدمی کو پکڑ کر یوں توڑ سکتا ہے جس طرح ہم خشک نرسل آسانی سے توڑ دیتے ہیں یا وہ آدمی کا سر اپنے منہ میں لے کر صاف کاٹ لیتا ہے جس طرح کے اس نے میری انگلی کاٹ

لی تھی جب وہ کسی بھی کالوبی سے تھک جاتا ہے تو ان سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے اور وہ شروع سے ایسا ہی کرتا آیا ہے۔ پہلے وہ کالوبی کی انگلی کاٹ کر اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسری دفعہ وہ انہیں پکڑ کر توڑ دیتا ہے جنہیں سوختنی قربانی کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔"

"آ۔ ہاں۔ ایک زبردست بندر۔ تو میرا اندازہ غلط نہ تھا۔" میں نے کہا "اور یہ خونخوار بندر کب سے تمہارا دیوتا بنا ہوا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ شاید ابتدائے آفرینش سے۔ وہ شروع سے وہاں ہے جس طرح کہ موٹا مبو شروع سے ہے' کیونکہ وہ دونوں ایک ہی ہیں یعنی دو قالب ہیں جان ایک ہے۔"

"یہ ابتدائے آفرنش والی بات تو بہرحال گپ ہے۔" میں نے انگریزی زبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر کالوبی سے پوچھا۔ "یہ مادر گل کون ہے؟ کیا وہ بھی شروع سے ہی ہے؟ کیا وہ بھی اس بندر دیوتا کے ساتھ مرجائے گی؟ اور کیا وہ بھی اس جگہ رہتی ہے جہاں بندر دیوتا رہتا ہے؟"

"ہیں۔ میکومیزن۔ وہ ہماری تمہاری طرح فانی ہے اور جب وہ وقت آتا ہے تو وہ مر جاتی ہے اور پھر اس کی جگہ دوسری مادر گل لے لیتی ہے۔ چنانچہ موجودہ مادر گل تمہاری ہی قوم کی ایک سفید فام عورت ہے' جو اب ادھیڑ ہو چکی ہے جب وہ مرجائے گی تو اس کی جگہ اس کی بیٹی مادر گل بنے گی۔ اس کی بیٹی بھی سفید اور بہت خوبصورت ہے اور پھر جب وہ مرجائے گی تو دوسری سفید عورت تلاش کر لی جائے گی شاید ایسی عورت جس کے والدین تو سیاہ فام ہوں لیکن وہ خود سفید پیدا ہوئی ہو۔

"مادر گل کی اس بیٹی کی عمر کیا ہے؟" برادر جون نے پرشوق آواز میں پوچھا اور اس کا باپ کون ہے؟"

"یہ لڑکی کوئی بیس (۲۰) برس پہلے پیدا ہوئی تھی۔ واگیتاہ جب موجود مادر گل کا کوئی تعلق نہیں ہے۔" لیکن اس کی خدمت گار عورتیں وقتاً" فوقتاً" جھیل عبور کر کے دوسری طرف جاتی اور ان کھیتوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں جو سفید دیوتا کے لئے غلہ اگایا جاتا ہے اور

جس کے بیچ کالوبی بکھیر آتا ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم سمجھ گئے۔ حالانکہ کچھ زیادہ نہیں سمجھتے۔" میں نے کہا "اچھا اب یہ بتاؤ کہ خود تمہاری کیا تجویز ہے۔ ہم اس جگہ کس طرح پہنچ سکتے ہیں جہاں یہ زبردست بندر رہتا ہے؟ اور اگر ہم وہاں پہنچ بھی گئے تو اس کا خاتمہ کیسے کریں گے کیونکہ تم جانو کومانے ہمیں آتشیں اسلحہ تو یہاں لانے ہی نہیں دیئے؟"

"ہاں میکومیزن!" دیوتا کریں کہ اس کی عیاری کو سفید دیوتا کے دانت اس کی کھوپڑی کو چوڑا کردیں۔ ہاں وہ مرجائے اس طرح جس طرح کہ میں جانتا ہوں کہ اسے کس طرح مرنا ہے وہ پیشگوئی کہ جس کا ذکر کوما نے تمہارے سامنے کیا ہے' قدیم نہیں ہے' بلکہ صرف گزشتہ چاند سے ہی یہ بات یہاں مشہور ہے اب یہ میں نہیں جانتا کہ کسی سفید فام کے گرجنے والے ہتھیار سفید دیوتا کے مارے جانے کی پیشگوئی کس نے کی ہے۔ خود کوما نے یا موٹا مبو نے؟ یہاں میرے علاوہ کسی نے اور چند آدمیوں نے ان آہنی نلکیوں کے متعلق سنا ہے جو دھوئیں اور گرج کے ساتھ موت اگلتی ہے چنانچہ ان کے متعلق کوئی بھی پیشگوئی قدیم کیسے ہو سکتی ہے؟"

"یہ تو بے شک میں نہیں جانتا کالوبی۔ بہرحال میرے بقیہ سوال کا جواب دو۔"

"رہا یہ سوال کہ تم اس جنگل میں کیسے پہنچو گے جہاں یہ سفید دیوتا رہتا ہے.... کیونکہ وہ پہاڑ کی ڈھلان پر جنگل میں رہتا ہے.... تو یہ کام بہت آسان ہے۔"

"مثلاً کس طرح؟"

اس طرح کہ موٹا مبو اور لوگ یقین کرلیں گے کہ میں تم لوگوں کو دھوکے سے جنگل میں اسی لئے لے جارہا ہوں کہ تمہیں دیوتا پر بھینٹ چڑھا دوں اور چند وجوہات کی بناء پر وہ لوگ چاہتے بھی یہی ہیں' اور اس نے سرخ و سفید اور موٹے سامرس کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ "رہا یہ سوال کہ تم اپنی آہنی نلکیوں کے بغیر دیوتا کا خاتمہ کس طرح کرو گے۔ تو یہ میں نہیں جانتا' لیکن جب تم لوگ بڑے بہادر اور زبردست جادوگر ہو اس لئے یقیناً کوئی راہ تلاش کرلو گے۔"

اور یہاں برادر جون نے اپنا سر اٹھایا۔ اور آنکھیں کھول دیں۔

"بے شک" وہ بولا۔ "ہم کوئی راہ تلاش کرلیں گے۔ چنانچہ کالوبی تم فکر نہ کرو ہم اس بردست بندر سے نہیں ڈرتے جسے تم دیوتا کہتے اور سمجھتے ہو۔ تاہم اس کی کوئی اجرت نی چاہئے۔ اجرت کے بغیر ہم اس بندر کا خاتمہ کرنے اور تمہاری جان بچانے کی کوشش ریں گے۔"

"کیا اجرت چاہتے ہو تم؟" کالوبی نے بے چینی سے پوچھا۔ "بیویاں اور مویشی؟ نہیں یاں تم کو چاہئیں نہیں۔ رہا مویشی تو تم انہیں جھیل کے دوسری طرف نہ لے جا سکو گے ۔یہ ناممکن ہے البتہ یہاں ہاتھی دانت اور سونا ہے اور یہ دونوں چیزیں میں دینے کا وعدہ رہا ہوں اور کچھ نہیں۔ ہے میرے پاس جو پیش کرسکوں۔"

"ہے کالوبی ہے۔"

"تو پھر تم ہی بتاؤ کہ کیا ہے تمہاری اجرت؟"

"سنو!.... اجرت کے طور پر تم وہ سفید فام عورت جسے تم مادر گل کہتے ہو اور اس کی ں کو ہمارے حوالے کرو گے کہ ہم انہیں اپنے ساتھ لے جائیں...."

"اور" سامرس بیچ میں ٹپکا۔ جسے میں ترجمہ سناتا جارہا تھا۔ "بذات خود مقدس پھول کی پودے اور جڑ سمیت۔"

اس نے جب یہ معمولی درخواستیں سنیں تو غریب کالوبی کی حالت پاگلوں کی سی ہوگئی۔

"سفید فاموں۔" وہ بولا۔ "جانتے ہو کہ تم کیا طلب کررہے ہو؟ تم میرے ملک کے ؤں کو طلب کررہے ہو۔"

"بالکل۔" برادر جون نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ "بے شک ہم تمہارے ملک کے دیوتاؤں کو ہی طلب کررہے ہیں اور یہ ہی ہماری اجرت ہے نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔" کالوبی جھونپڑی سے نکل بھاگنے کے لئے پر تول رہا تھا۔ کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ یا اور کہا۔

"سنو' دوست۔ معاملہ اس طرح ہے' تم ہم سے درخواست کررہے ہو۔ کہ ہم اپنی

زندگیوں کو خطرے میں ڈال کر تمہارے ملک کے اس دیوتا کو خاتمہ کردیں جو سب
دیوتا ہے اور اس طرح تمہاری جان بچائیں اور اپنے اس کام کے صلے میں ہم تم
ملک کے بقیہ دیوتا طلب کر رہے ہیں اور یہ کہ تم ہمیں اور ہمارے ساتھ ان دیو
بھی صحیح سلامت جھیل کے اس پار پہنچادو' اب بتاؤ کہ اب تم کو یہ سودا منظور ہے؟"

"نہیں کالوبی نے جواب دیا۔" اگر میں نے یہ سودا منظور کرلیا تو میری رو
عذاب نازل ہوگا جس کو بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔"

"اور منظور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلا عذاب تمہارے جسم پر نازل ہوگا۔"
کہ چند گھنٹوں بعد ہی وہ زبردست دیوتا تمہیں توڑ کر چبالے گا۔ ہاں وہی بندر جسے
کہتے ہو۔ ہاں۔ وہ تمہیں توڑ دے گا اور تمہاری کھوپڑی چبا جائے گا۔ اور پھر شاید
بھینٹ کے طور پر پکا کر کھالیا جائے گا۔ کیوں کالوبی!" یہی ہوگا نا تمہارا انجام؟"

کالوبی نے کراہ کراہات میں سرہلادیا۔

"بہرحال ...." میں نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔" ہم خوش ہیں کہ تم نے یہ سودا
نہ کیا' کیونکہ اب ہم ایک خطرناک کام اور خطرے سے محفوظ رہے ہیں چنانچہ صحیح سا
مازیتو لوگوں میں لوٹ جائیں گے۔"

"کس طرح لوٹ جاؤ گے میکومیزن؟ اگر تم سفید دیوتا کے دانتوں سے کسی طر
بھی گئے تو تم کو گرم موت کے لئے منتخب کیا جاچکا ہے اور اس طرح مرنا تمہارے لئے
ہوچکا ہے۔"

"بڑی آسانی سے ہم کومبا کو یعنی ہونے والے کالوبی سے خود تمہاری سازشوں
کریں گے۔ کہ کس طرح تم ہمارے ذریعہ بندر دیوتا کا خاتمہ کروانا چاہتے تھے لیکن
انکار کرویا بلکہ میرے خیال میں تو مناسب ہوگا کہ تمہاری سازشوں کا بھانڈا اس وقت
دیا جائے کیونکہ اس وقت تم ہمارے پاس موجود ہو جہاں شاید تم کو نہ ہونا چاہئے چنانچہ
باہر جاکر اس بڑے برتن کو لکڑی سے بجاتا ہوں حالانکہ کافی رات گزر چکی ہے لیکن
سمجھتا ہوں کہ اس کی آواز سن کر کوئی نہ کوئی ضرور آجائے گا۔ نہیں کالوبی بھاگے

کرو ہمارے پاس چاقو اور ہمارے ملازموں کے پاس بھالے تو ہیں ہی۔"
میں دروازے کی طرف بڑھا لیکن کالوبی میری قدموں پر گرگیا اور میرے پیر پکڑ

آقا!" وہ بولا "میں مادر گل اور اس کی بیٹی تمہارے حوالے کردوں گا اور مقدس
اس کا پودا جڑ سمیت تم کو دے دوں گا اور میں یہ بھی قسم کھاتا ہوں کہ اگر
اختیار میں ہوا تو تم سب کو جھیل کے اس پار پہنچادوں گا۔" البتہ یہ درخواست
ہے کہ میں بھی تمہاری ساتھ ساتھ چلوں گا۔ کیونکہ اس کے بعد میں اس ملک میں نہ
ں گا۔ تاہم عذاب تو نازل ہوگا ہی ہاں۔ میں اس سے بچ نہ سکوں گا۔ لیکن میں کل
کے دانتوں سے مرنے پر عذاب میں پھنس کر مرنے کو ترجیح دیتا ہوں' ہائے میں
کیوں ہوا تھا۔ ہاں "میں پیدا ہی کیوں ہوا۔"
ر وہ بلک بلک کر رونے لگا۔

یہ وہ سوال ہے کہ کالوبی جو بہت سے نے پوچھا ہے لیکن کوئی جواب نہیں پایا حالانکہ
ہے اس کا جواب کہیں موجود ہو۔" میں نے نرم آواز میں کہا۔

ہم پرستی کے جہنم میں پھنسے ہوئے اس وحشی کی حالت دیکھ کر میرا دل پگھل گیا تھا'
جو یقیناً بہادر تھا' اس نفرت انگیز اور خوفناک قوت سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا تھا الا یہ
ل بھیانک صورت میں اسے موت آجائے یہ کاہن جس کے لئے خود اس کے دیوتا
ھوں مرنا مقدر ہوچکا تھا۔ جس طرح اس سے پہلے والے کالوبیوں کے لئے مقدر
تھا اور جس طرح کہ وہ سب اسی دیوتا کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور جس طرح کہ وہ
جائیں گے اس کے بعد کالوبی بنیں گے۔

بہرحال" میں نے کہا تھا "تمہارا فیصلہ عقلمندی پر مبنی ہیں اور ہم تمہارے وعدوں پر
کرتے ہیں اور اگر تم ہمارے وفادار رہے تو ہم بھی خاموش رہیں گے اور کسی سے
کہیں گے لیکن یہ یقین کرلو۔ کالوبی اگر تم نے غداری کی کوشش بھی کی تو ہم' جو
بے بس نظر آتے ہیں لیکن دراصل بے بس نہیں ہیں' تمہارا راز فاش کردیں گے اور

پھر ہم نہیں بلکہ تم مارے جاؤ گے۔ تو یہ طے رہا؟؟"

'ہاں میکومیزن طے رہا۔ لیکن معاملہ الٹ جائے تو پھر مجھے الزام نہ دینا کیو
دیوتاؤں کو سب کچھ معلوم ہوجاتا ہے اور پھر وہ ان معاملات طے کرتے ہیں لیکن جو
ہے ہوکر رہے گا چنانچہ میں تمہارا وفادار رہنے کی وہ قسم کھاتا ہوں جو توڑی نہیں جاسکتی
اور اس نے اپنے ٹپکے میں سے خنجر نکال کر اس کی نوک اپنی زبان کی نوک میں چبھو
خون کا ایک قطرہ فرش پر ٹپک پڑا۔

"اگر میں اپنی قسم توڑوں" اس نے کہا "تو میرا گوشت اس طرح یہ ہوجائے جس ط
کہ قطرہ خون سرد ہوگیا ہے اور میرا جسم اس طرح سے سڑ گل جائے جس طرح کہ یہ ق
خون سڑ گل جائے گا اور وہاں میری روح بھوتوں کی دنیا میں اس طرح برباد ہو جس طرح
یہ قطرۂ خون دھول میں مل کر برباد ہوگیا ہے۔"

یہ بڑا ہی لرزہ خیز منظر تھا۔ جس نے مجھے بے حد متاثر کیا خصوصاً اس لئے اس وق
مجھے الہام سا ہوا' کہ اس بدنصیب انسان کی قسمت میں وہی موت لکھی جاچکی ہے ج
سے وہ بچنا چاہتا ہے۔

ہم لوگ خاموش تھے۔ دوسرے ہی لمحے کالوبی نے ایک بار پھر اپنے چہرے پر چادر ڈا
اور مزید کچھ کہے بغیر چلا گیا۔

"میں کہتا ہوں یار۔ اس غریب کے ساتھ ہمارا سلوک ذرا ویسا رہا ہے۔" سامرس ۔
کہا۔

"وہ سفید فام عورت .... سفید فام عورت اور اس کی بیٹی۔" برادر جون بڑبڑایا۔

"ٹھیک ہے۔" سامرس نے کہا "دو سفید فام عورتوں کو اس جہنم میں سے نکالنے کے
لئے آدمی کوئی سی بھی چال چل سکتا ہے بشرطیکہ ان دونوں عورتوں کا وجود ہو اور بھئی آدؐ
اس آرکڈ کو بھی لے لے تو کیا برائی ہے کیونکہ تم جانو وہ پھول بے چارہ اپنی ماں کے بغیر
تنہائی محسوس کرے گا۔ یہ اچھا ہوا یار کہ مجھے ایک بات یاد آگئی یعنی یہ پھول کی تنہائی والی
بات کیوں کہ اس پھول نے میرے ضمیر کو خاموش کردیا ہے۔

"خدا کرے کہ تمہارا ضمیر اس وقت بھی خاموش رہے۔ جب ہم تینوں کو اس منحوس انگیٹھی پر اٹایا جائے میں دیکھ چکا ہوں کہ وہ انگیٹھی اتنی بڑی ہے کہ اس پر بیکوقت تین آدمیوں کو بھونا جاسکتا ہے۔" میں نے کہا "اور اب خاموش رہو' کیونکہ میں سونا چاہتا ہوں۔"

لیکن ہوا یہ کہ اس رات زیادہ تر بے خوابی ہی مجھ پر مسلط رہی اور اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ میں سوچنے اور صورت حال پر غور کرنے پر مجبور ہوگیا اور میں سوچتا رہا۔

پہلے میں نے پونگو لوگوں اور ان کے دیوتاؤں کے متعلق سوچا یہ دیوتا پوجے کیوں جاتے تھے؟ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی میں نے ان دیوتاؤں کے متعلق سوچنا ترک کردیا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہی تھا۔ مثلاً افریقہ میں بہت سے قبیلے کے اور ہر قبیلے کے دیوتا علیحدہ تھے چنانچہ ان دیوتاؤں کی "پیدائش" کے زمانے کا پتہ لگانا ناممکن تھا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ابتدائے آفرینش سے دو صورتیں انسان کے پیش نظر بلکہ یوں کہئے کہ تصور میں رہی ہیں۔ قوت خیر' قوت شر۔ اس کے علاوہ عناصر اور خوفناک درندوں اور جانوروں کا خوف انسان کے دل میں جاگزیں رہا ہے اور یہی خوف ہے جو انسان کو ان درندوں وغیرہ کو دیوتا تسلیم کرنے پر مجبور کردیتا ہے۔

پونگو لوگوں کا زبردست بندر شیطان یا دیوتائے شر ہوسکتا ہے مقدس پھول بار آوری اور عمدہ پیداوار کی علامت ہوگا اسی طرح مادر گل رحمتوں کی دیوی ہوگی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کا خوبصورت اور سفید فام ہونا ضروری ہوگا اور غالباً اس لئے گھنے جنگل میں نہیں بلکہ پہاڑ کی چوٹی پر اس کا مقام ٹھہرا تاکہ وہاں سے وہ اپنی رحمتوں کی بارش کرسکے بہرحال مادر گل کا کیا مقام تھا یا وہ کاہے کی دیوی تھی یہ میں کبھی معلوم نہ کرسکا۔ رہے پونگو تو ان کا معاملہ صاف تھا وہ ایک مرتا ہوا قبیلہ تھا کسی عظیم الشان قوم کی یادگار جس کی نسل اندر ہی اندر شادی کرنے کی وجہ سے ختم ہو رہی تھی ابتداء میں یہ لوگ غالباً کسی مذہبی رسم کی بجا آوری کے لئے انسان کا گوشت کھالیا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی عادت پڑ گئی اور وہ آدم خور بن گئے۔ اور یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ افریقہ کے کسی بھی آدم خور قبیلے میں انسان

کے گوشت کو دوسرے گوشت پر ترجیح دی جاتی ہے یا اس کا تو مجھے یقین تھا۔ کہ کالوبی نے ہمیں اس امید پر بلایا تھا کہ ہم اس دیوتائے شر کا خاتمہ کرکے اس کی جان بچالیں اس کے برخلاف کومبا اور موٹا مبو نے اس لئے ہمیں یہاں بلایا تھا کہ وہ ہمیں اپنے دیوتا پر بھینٹ چڑھاکر ہمارا گوشت کھالیں ہمارے پاس بندوقیں نہ تھیں چنانچہ ہم اس لرزہ خیز انجام سے اپنے آپ کو نہ بچاسکتے تھے البتہ کوئی غیبی قوت ہماری مدد کرے۔ ادھر برادر جون کو یقین تھا کہ وہ سفید فام عورت جو مادر گل تھی دراصل اس کی بیوی وہی تھی جس کی تلاش میں وہ پچھلے بیس برس سے افریقہ کے بیابانوں کی خاک چھان رہا تھا اور وہ دوسری سفید فام لڑکی برادر جون کے یقین کے مطابق' خود اس کی بیٹی تھی۔ جون کا یہ یقین غلط تھا یہ صحیح بہرحال یہ تو صاف بات تھی کہ دو سفید فام عورتیں اس جہنم میں پھنسی ہوئی تھیں اور انہیں بچانا ہمارا فرض تھا۔

اور پھر خدا جانے میں کب سو گیا۔

خدا جانے میں کب تک سوتا رہتا دفعتاً" میری ایک آنکھ کے بند پپوٹے پر چیونٹیاں سی رینگنے لگیں اور میں نے آنکھیں کھولدیں سورج کی ایک کرن سیدھی میری آنکھ پر پڑ رہی تھی۔

"یہ دھوپ کہاں سے آرہی ہے۔" میں نے سوچا کیونکہ ان جھونپڑیوں کی کھڑکیاں نہ تھیں چنانچہ میری نظر نے اس ایک کرن کا تعاقب کیا۔ اور وہ سوراخ تلاش کرلیا جس میں سے یہ اندر رینگ آئی تھی۔ فرش سے کوئی پانچ فٹ جھونپڑی کی دیوار میں ایک سوراخ تھا میں نے اٹھ کر اس سوراخ کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ سوراخ تازہ بنایا گیا تھا کیونکہ سوراخ کے چاروں طرف کی مٹی بے رنگ نہ تھی' میں نے سوچا کہ اگر کوئی کن سوئیاں لینا چاہتا ہو تو اس کے لئے یہ سوراخ واقعی بیحد مناسب ہے۔ چنانچہ میں اپنی تحقیق کو آگے بڑھانے کے لئے جھونپڑی سے باہر آیا' جھونپڑی کی یہ دیوار بومایا مشرقی باڑ سے کوئی چار فٹ دور تھی یہ تو صاف ظاہر ہے کہ کوئی باڑ توڑ کر اندر سے نہ آیا تھا۔ تاہم دیوار میں سوراخ موجود تھا' اور سوراخ کے عین نیچے زمین پر پلستر کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے میں نے ہیس کو طلب کرکے پوچھا۔ کہ جب وہ چادر میں لپٹا ہوا آدمی گزشتہ رات ہمارے پاس آیا تھا۔ تو کیا وہ' یعنی ہیس' جھونپڑی کے چاروں طرف پہرہ دیتا رہا تھا اس نے کہا کہ بے شک اور یہ کہ وہ قسم کھانے کو تیار تھا کہ اس وقت کوئی جھونپڑی کے پاس نہیں آیا تھا کیونکہ ہیس کئی دفعہ جھونپڑی کے پچھواڑے جاکر اپنا اطمینان کر آیا تھا۔

ہیس کے اس جواب سے میری تسلی تو ہوگئی۔ لیکن پورا اطمینان نہ ہوا بہرحال میں نے جھونپڑی میں جاکر اپنے ساتھیوں کو بیدار کیا لیکن اس معاملہ کے متعلق ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا کیونکہ بلاوجہ انہیں خوف زدہ کرنا' یا گھبرا دینا حماقت تھی۔ چند منٹ بعد ہی طویل القامت اور خاموش عورتیں ہمارے لئے گرم پانی لے کر آگئیں۔ افریقہ کے اس دور افتادہ گوشے اور اس عجیب بستی میں گرم پانی ایک بڑی نعمت تھی' یہاں یہ میں بتادوں

کہ پونگولوگ بھی زولوؤں کی طرح صاف ستھرے رہتے تھے البتہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ سب کے سب گرم پانی استعمال کرتے تھے یا نہیں بہرحال انہوں نے ہمارے لئے تو گرم پانی مہیا کردیا۔

آدھے گھنٹے بعد یہی عورتیں ہمارا ناشتہ لے کر آگئیں' ناشتے میں بھونا ہوا بھیڑ کا بچہ تھا اور چونکہ مسلم تھا اس لئے کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی' چنانچہ ہم نے شکم سیر ہو کر یہ گوشت کھایا۔

اس کے کچھ دیر بعد کومبا آگیا۔ سلام کرنے اور مزاج پرسی کے بعد اس نے پوچھا کہ کیا ہم موٹا مبو سے ملنے جانے کے لئے تیار ہیں؟ اس نے کہا کہ موٹا مبو بڑی بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ یہ اسے کیونکر معلوم ہوا جب کہ یہ بات ہم نے گزشتہ رات ہی طے کی تھی اور یہ کہ وہ یعنی موٹا مبو کا گھر ایک دن کی مسافت پر واقع تھا لیکن کومبا صرف مسکرایا اور ایک ہاتھ ہلا دیا۔

چنانچہ کچھ ہی دیر بعد ہم اپنا تمام سامان لے کر روانہ ہوگئے چونکہ تحائف کالوبی کی خدمت میں پیش کئے جاچکے تھے اس لئے اب ہمارا سامان زیادہ وزنی نہ رہا تھا۔

چوڑی اور ہموار سڑک پر پانچ منٹ تک چلتے رہنے کے بعد ہم ریکا کے جنوبی دروازے پر تھے وہاں کالوبی تین آدمیوں کے ساتھ ہمارا منتظر تھا یہ لوگ صرف بھالوں سے مسلح تھے اور مازیتو' سپاہیوں کا خاص ہتھیار' تیر اور کمان ان کے پاس نہ تھا' کالوبی نے بلند آواز میں کہا "وہ مقدس ہستی"۔ (اس کی مراد یقیناً موٹا مبو سے تھی) کی "درگاہ" تک ہمیں لے جائیں گا اور اس طرح ہمیں عزت بخشے گا لیکن وہ چونکہ بے چین تھا یا ایسا ظاہر کر رہا تھا اس لئے ہم نے اس سے کہا کہ وہ تکلیف نہ کرے۔

"تم اپنے کام سے کام رکھو سفید فام" کالوبی نے بڑی بے مروتی سے کہا۔

میرے خیال میں تو اس کی یہ بے چینی مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی تھی اور صورتحال کے پیش نظر جس سے قارئین واقف ہیں' اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی۔ بہرحال اس کی یہ بے چینی کوئی ایک گھنٹے بعد ایک ایسی سفاکی کی صورت میں ظاہر ہوئی کہ یہ بات معلوم

کہ دینوی معاملات میں اس شخص کے اختیارات کس قدر مکمل تھے۔ جھاڑیوں اور ...ں کے ایک جھنڈ کو عبور کرنے کے بعد ہم ایک باڑ کے قریب سے گزر رہے تھے باڑ باغات کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھی اور چند مویشی باڑ توڑ کر اندر گھس گئے تھے۔ پودوں اور مکئی کی کھڑی فصل کو اجاڑ رہے تھے معلوم ہوا کہ یہ باغات کالوبی کے تھے' فی کالوبی کے تھے چنانچہ جب اس نے مویشیوں کو فصل سے ناشتہ اڑاتے دیکھا تو اس کی ...وں میں خون اتر آیا۔

"چرواہا کہاں ہے؟" وہ گرجا۔

لوگ چرواہے کی تلاش میں دوڑ گئے اور چند منٹوں بعد ہی وہ اسے گھسیٹتے ہوئے کالوبی سامنے لے آئے یہ چرواہا ایک کم عمر لڑکا تھا اور جھاڑیوں کے پیچھے سو رہا تھا کالوبی نے مویشیوں کی طرف پھر ٹوٹی ہوئی باڑ کی طرف اور آخر میں تقریباً اجڑے ہوئے باغ کی ...اشارہ کیا۔ لڑکا گڑگڑانے اور معافی طلب کرنے لگا۔

"قتل کردو اسے۔" کالوبی گرجا۔

اس پر چرواہا زمین پر لوٹ گیا' اس نے کالوبی کے ٹخنے پکڑ لئے وہ اس کے قدم چومنے رو رو کر کہنے لگا۔ کہ وہ مرنا نہیں چاہتا' وہ موت سے ڈرتا ہے۔ کالوبی نے اپنے پیر ...انے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا' چنانچہ اس نے اپنا چوڑے پھل والا بھال اٹھایا ایک ہی وار میں چرواہے کی گریہ وزاری کا بھی خاتمہ کردیا۔

سپاہیوں نے خوشی سے یا سلام کے طور پر تالیاں بجائیں اس کے بعد کالوبی نے اشارہ اور چار سپاہی چرواہے کی لاش کو اٹھا کر ریکا کی طرف چلے۔ اس رات یقیناً چرواہے کی ...کو سائبان میں اس بڑی انگیٹھی میں بھونا گیا ہوگا جس کی ایک جھلک ہم دیکھ چکے تھے۔

برادر جون نے کالوبی کی یہ سفاکی دیکھی تو اس کی ڈاڑھی کے بال کھڑے ہوگئے اور اس نے دانت پیس کر کہا "بے رحم" اور اپنا گونسہ بلند کیا جیسے کالوبی کو ابھی فرش ...ے گا اور اگر میں نے عین وقت پر سامرس کا ہاتھ نہ پکڑ لیا ہوتا تو وہ یقیناً کالوبی کے ...نار سید کردیتا۔

"کالوبی!" برادر جون نے کہا "غالباً تم نہیں جانتے کہ خون کا بدلہ خون ہے جب وقت آئے تو اس چرواہے کو یاد کر لینا جسے تم نے یوں بیدردی سے قتل کر دیا ہے۔"

"تم سحر کر رہے ہو مجھ پر سفید فام؟" کالوبی گرجا "اس کی آنکھوں سے شعلے نکل تھے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر...."

اور اس نے پھر ایک بار اپنا بھالا بلند کیا اور برادر جون بڑی بے خوفی سے جہاں تھ پر کھڑا رہا۔ کوما جلدی سے آگے بڑھ کر کالوبی اور جون کے درمیان آگیا۔

"واگیتاہ! پیچھے ہٹ جاؤ۔" وہ چیخ کر بولا۔ "ہمارے معاملات میں دخل نہ دو، زندگی اور موت کا آقا ہے۔"

برادر جون جواب دینے جا رہا تھا کہ میں نے جلدی سے انگریزی میں کہا۔

"خدا کے لئے چپ رہو جون، ورنہ تمہارا حشر بھی چرواہے کا سا ہوگا ہم اس کے اختیار میں ہیں۔"

خدا کا شکر ہے کہ جون میری بات سمجھ کر پیچھے ہٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی ہ آگے روانہ ہوگئے، جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ البتہ اس واقعہ کے بعد اتنا ضرور ہوا کہ ہ فکر نہ رہی کہ کالوبی کے ساتھ کیا واقعہ ہوتا ہے۔ چاہے زندہ رہے چاہے مرجائے، گزشتہ رات ہمارے قدموں میں لوٹ رہا تھا۔ اور ہمیں اس پر رحم آگیا تھا۔ اور ا رحم ہمارے دلوں میں نہ تھا۔ تاہم اس کی سفاکانہ حرکت کا یہ جواز پیش کیا جاسکتا موت کے خوف سے وہ دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور نہ جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے کم سے برادر جون پر تو کبھی بھالا نہ اٹھاتا۔

دن بھر ہم ایک ہموار اور زرخیز علاقہ میں سفر کرتے رہے۔ چند علامتوں سے پتہ تھا۔ کہ یہ پورا علاقہ کبھی لہلہاتے کھیتوں سے بھرا ہوگا۔ اب کھیت بہت کم تھے اور وہ ایک دوسرے سے کافی دور۔ چنانچہ ہر طرف بانس کی قسم کے جنگل تھے۔

دوپہر کے وقت ہم نے ایک تالاب کے کنارے قیام کر دیا۔ کیونکہ دن گرم تھا او بھوک اور پیاس محسوس کر رہے تھے اسی جگہ وہ چار سپاہی جو چرواہے کی لاش لے کر

کی طرف گئے تھے، ہم سے آملے۔ اور کالوبی کے سامنے حاضر ہو کر کچھ تفصیلات بیان کیں۔

ستانے کے بعد ہم پھر روانہ ہوگئے۔ ہم اس عجیب اور سیاہ چٹانی دیوار کی طرف بڑھ رہے تھے جو عمودی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس دیوار کے پیچھے آتش فشاں نظر آتا ہوا۔ پہاڑ عجیب شان سے بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ کوئی ہم تین بجے اس چٹانی دیوار کے قریب پہنچ چکے تھے جو شرقاً و غرباً حد تک نظر چلی گئی تھی۔ اس دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا اور اسی سوراخ تک پہنچ کر راستہ ختم ہو جاتا تھا۔

یہ سوراخ ایک غار کا دہانہ تھا۔

کالوبی ہمارے پاس آیا۔ اور بڑے نرم انداز میں ہم سے بات چیت کرنے کی کوشش کی میرے خیال میں اس پہاڑ کو دیکھتے ہی، جس کے قریب ہم پہنچ رہے تھے۔ اس کا خوف عود کر آیا تھا۔ چنانچہ کالوبی ہمارے دلوں سے برا اثر مٹانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ ہمیں اپنا نجات دہندہ یقین کر چکا تھا۔ ہمیں اس نے مطلع کیا کہ چٹانی دیوار میں وہ سوراخ دراصل عظیم مسٹا ہو کے "گھر کا دروازہ" تھا۔

میں نے سر ہلا دیا۔ اور منہ سے کچھ نہ کہا، کیونکہ اس خونی بادشاہ کے قربت سے مجھے گھن آنے لگی تھی۔ چنانچہ وہ ہمارے قریب سے ٹل گیا۔ لیکن وہ بڑی لجاجت اور ساتھ ہی ساتھ شک کی نظر سے ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد کوئی قابل ذکر واقعہ نہ ہوا یہاں تک کہ ہم اس حیرت انگیز چٹانی دیوار کے قریب پہنچ گئے جو سخت پتھروں کی بنی ہوئی تھی اور غالباً صدیوں سے طوفان کا مقابلہ کرتی آئی تھی اس کے برخلاف وہ چٹان جس میں یہ دیوار تھی، نرم پتھر کی تھی چنانچہ موسموں کے ردوبدل اور جھیل کے پانی نے گھس گھس کر اسے یہاں وہاں سے توڑ دیا تھا، اس دیوار میں غار کا دہانہ تھا اور یہ غار قدرتی تھا یہ غار صدیوں پہلے نالا رہا ہوگا۔ اور جھیل جب جھک جاتی ہوگی تو اس کا زائد پانی اس غار یا نالے سے اس طرف نکل آتا ہوگا اور اس وقت پونگو علاقہ زیر آب ہوگا۔

ہم رک گئے اور اس اندھیرے غار کی طرف دیکھنے لگے' یقیناً یہ وہی غار تھا جہاں بابامبا اپنی جوانی میں آیا تھا' کالوبی نے کوئی حکم دیا اور چند سپاہی ان جھپڑیوں کی طرف چلے جو غار کے دہانے کے قریب تھیں۔ میرے خیال میں ان جھپڑیوں میں موٹا مبو کے خدمت گار یا نگہبان رہتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو ہم نے کبھی نہ دیکھا تھوڑی دیر بعد یہ سپاہی واپس آئے تو سلگتی ہوئی مشعلیں لئے تھے۔ یہ مشعلیں ہم لوگوں میں تقسیم کردی گئیں' اور ہم کانپتے ہوئے (کم سے کم میں ضرور کانپ گیا تھا) اس اندھیرے غار میں اس طرح داخل ہوئے کہ کالوبی آدھے سپاہیوں کے ساتھ ہمارے آگے اور کومبا آدھے سپاہیوں کے ساتھ ہماری پیچھے تھا۔

غار کا فرش اور چھت اور دیوایں بھی چکنی اور چمکدار تھیں' غالباً یہ پانی کا عمل تھا غار سیدھا بھی نہ تھا بلکہ کئی موڑ میں تھے۔ پہلے موڑ پر پہنچتے ہی پونگو لوگ کوئی گیت گانے لگے اور ان کا یہ گیت غار کی پوری طوالت تک جاری رہا اور یہ غار' میرے اندازے کے مطابق تین سو گز سے زیادہ لمبا تھا۔

ہم لوگ یکے بعد دیگرے موڑ مڑتے اور آگے بڑھتے رہے اور مشعلوں کے شعلوں کے سائے دیواروں پر ناچتے رہے اور یہ آخری موڑ تھا۔ اور اب ہمارے سامنے گھاس کا ایک زبردست پردہ یا چلمن تھی یہ چلمن اس وقت اٹھی ہوئی تھی اور ایک حیرت انگیز منظر کو نمایاں کررہی تھی۔

چلمن کے دائیں بائیں اور غار کی دیواروں کے قریب دو بڑے الاؤ روشن تھے جو اس جگہ کو روشن کررہے تھے۔ ان الاؤں سے کوئی بیس قدم غار کا دوسرا دہانہ تھا اور وہاں سے مزید روشنی غار میں آرہی تھی۔ غار کے دہانے کے ساتھ پانی کی چادر سی بچھی ہوئی تھی جو دو سو گز چوڑی معلوم ہوتی تھی اور اس کے دوسرے کنارے سے پہاڑ کی ڈھلانیں شروع ہوگئی تھیں جو عظیم الشان پودوں سے ڈھکی ہوئی تھیں' اس کے علاوہ ایک خلیج غار میں در آئی تھی اور ٹھیک اس جگہ آکر ختم ہوگئی تھی جہاں وہ دو الاؤں روشن تھے یہ خلیج' جو چھ فٹ چوڑی اور زیادہ گہری نہ تھی ایک خاصے بڑے ڈونگے کی گودی کا کام دے رہی تھی وہ

ہاں موجود تھا۔ آخری موڑ سے لے کر خلیج کی نوک تک کی دونوں دیواروں میں ے بنے ہوئے تھے دروازے غار کی دائیں اور دو بائیں دیوار میں ہر دروازے کے ایک ایک طویل القامت عورت ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل لئے کھڑی تھی۔ ان ں نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ سفید تھا میرے خیال میں یہ نگہبان عورتیں تھیں جو راستہ دکھانے اور ہمارے استقبال کے لئے وہاں کھڑی تھیں کیونکہ جب ہم آگے بڑھ وہ اپنے اپنے حجرے میں گھس گئیں۔

بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی' اس خلیج پر اور ڈونگے کے عین اوپر ایک چوبی پلیٹ فارم تقریباً آٹھ مربع فٹ رہا ہوگا۔ پلیٹ فارم کے دونوں طرف حیرت انگیز طور پر بڑے ی دانت کھڑے کئے گئے تھے' اتنے بڑے ہاتھی دانت میں نے اپنی پوری شکاری زندگی بھی نہ دیکھے تھے یہ ہاتھی دانت اتنے پرانے تھے کہ کالے پڑ گئے تھے پلیٹ فارم پر اور دانت کے درمیان کسی قسم کے سموری قالین پر کوئی چیز بیٹھی ہوئی تھی' پہلی نظر میں جس کی پیٹھ ہماری طرف تھی' مجھے ایک غیر معمولی طور پر بڑا مینڈک معلوم ہوئی ویسی ردری شکن دار جلد ابھری ہوئی ریڑھ کی ہڈی اور پتلی پھیلی ہوئی ٹانگیں۔

ہم حیرت سے اس عجیب چیز کی طرف دیکھتے رہے' غار کی ناکافی روشنی میں یہ پتہ ہی نہ تا کہ وہ کیا چیز تھی'' یا ہوسکتی ہے' ہم اتنی دیر تک اسی چیز کی طرف دیکھتے رہے کہ ر میں بے چین ہوگیا اور یہ پوچھنے کے لئے کالوبی کی طرف گھوم گیا۔ کہ وہ کیا بلا تھی' ابھی میں نے اپنی ہونٹ کھولے ہی تھے۔ کہ اس چیز نے حرکت کی اور وہ آہستہ آہستہ ا طرف گھومنے لگی' ہم منتظر کھڑے رہے۔ آخر کار اس کا سر ہمارے سامنے آگیا فوراً گو لوگوں نے اپنا کام ختم کردیا اور وہ سب کے سب' کالوبی سمیت' سجدے میں گر گئے وہ بھی جنہوں مشعلیں اٹھا رکھی تھیں۔

یرے خدا! کیا چیز تھی وہ! ' مینڈک نہ تھا بلکہ انسان تھا جو چاروں ہاتھوں ٹانگوں پر کر رہا تھا۔ اس کا غیر معمولی طور پر بڑا' اور گنجا سر شانوں میں دھنسا ہوا تھا خدا جانے پیدائی تھا یا طویل عمر کی وجہ سے کیونکہ یہ شخص بہت بوڑھا تھا' میں نے غور

اس کی طرف دیکھ کر سوچا کہ اس کی عمر کتنی ہوگی؟ لیکن میں اس کا اندازہ نہ لگا سکا۔ ا
کی زبردست ڈاڑھی والے چہرے پر بے شمار جھریاں تھیں اور وہ دھوپ میں سکھائی ہ
کھال کی طرح خشک تھا۔ نچلا ہونٹ اس کے آگے کو بڑھے ہوئے استخوانی جبڑے پر لٹ
رہا تھا دو نوک دار دانت' دہانوں سے پیلے دانت ہونٹوں کے دونوں کونوں سے باہر
ہوئے تھے اس کے بقیہ دانت غائب تھے اور اس کی سرخ زبان اس کے سفید سوڑھ
بار بار چاٹ رہی تھی لیکن اس انسان نما چیز میں جو چیز سب سے زیادہ حیرت انگیز بلکہ خ
تھی۔ وہ اس کی آنکھیں تھیں' آنکھوں کے اردگرد کا گوشت سکڑ گیا تھا۔ چنانچہ یوں معل
ہوتا تھا جیسے بڑے اور گول دیدے کھوپڑی کے خالی حلقوں میں بٹھا دیئے گئے ہوں
آنکھیں صحیح معنوں میں انگاروں کی طرح جل رہی تھیں اور بعض دفعہ تو وہ اندھیرے
شیر کی آنکھوں کی طرح چمکنے لگیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس عجب مخلوق کو دیکھ کر میں
بھر کے لئے خوفزدہ ہوگیا اور میرے اعضا مفلوج سے ہوگئے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا
میری آنکھیں جسے دیکھ رہی تھیں وہ ایک انسان تھا۔

میں نے کنکھیوں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو نظر آیا کہ وہ بھی سہمے ہوئے
سامرس کا رنگ سفید ہوگیا تھا' برادر جون اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر پھیر کر خدا سے اپ
حفاظت کی دعا کر رہا تھا اور ہیس نے سرہلا کر کہا۔

"باس!۔ دیکھو!۔ سامنے بوڑھا شیطان بذات خود موجود ہے۔"

جیری پونگو لوگوں کے ساتھ سجدہ ریز تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ وہ اپنے سامنے موت دیکھ
ہے' صرف مارو بے خوف اور سیدھا کھڑا تھا غالباً اس لئے کہ وہ خود بھی ایک وچ ڈاکٹر
چنانچہ کسی بد روح سے ڈرنا اس نے سیکھا نہ تھا۔

پلیٹ فارم پر بیٹھی ہوئی مینڈک جیسی مخلوق کچھوے کی طرح آہستہ آہستہ اپنا سر
گھمانے اور جائزہ لینے لگی۔ آخر کار اس نے اپنی زبان کھولی اس کی آواز موٹی اور لہ
لڑکھڑاتا ہوا تھا' وہ جو زبان بول رہا تھا افریقہ کے اس علاقہ میں عام تھی جو مازیتوں لوگوں کی
زبان تھی۔

تم ہو سفید فام لوگ۔ ہم 'واپس آئے ہو۔" وہ بولا۔ ٹھہرو' میں تمہارا شمار کرلوں۔
نے پلیٹ فارم پر سے اپنی شہادت کی استخوانی انگلی اٹھائی اور ہمیں شمار کرنے لگا۔"
بالد اور سفید ڈاڑھی والا۔ ہوں' ہوں' ٹھیک ہے۔ دو پست قد بندر کی طرح چست
' بال ایسے کہ کنگھی کی ضرورت نہ پڑے اور ہوشیار بھی' بندروں کے باپ کی
ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ "میں چکنے چہرے والا' نوجوان اور بیوقوف اس موٹے بچہ کی
آسمان کی طرف دیکھ کر اس لئے ہنستا ہے کہ اس کا پیٹ دودھ سے بھرا ہوا ہوتا ہے
چتا ہے کہ آسمان بھی اس کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہے۔ ہاں' یہ بھی ٹھیک ہے' تم
کل ایسے ہی ہو جیسا کہ ہوا کرتے تھے۔ سفید ڈاڑھی والے!۔ تم کو یاد ہے کہ جب
قتل کر رہے تھے تو تم نے کس طرح اس کے سامنے دعا کی تھی جو دنیا کے اوپر بیٹھا
۔ اور کس طرح وہ صلیب اٹھائی تھی جس پر وہ بت ٹنگا ہوا تھا جس کے سر پر کانٹوں
تھا؟ تم کو یاد ہے کہ جب بھالا تمہارے جسم میں اتر رہا تھا تم نے کس طرح کانٹوں
والے بت کو بوسہ دیا تھا؟ تم نفی میں سرہلا رہے ہو؟ ہاہا۔ تم بڑے ہوشیار اور
ہو لیکن میں یہ دکھاؤں گا کہ تم جھوٹے ہو کیونکہ وہ چیز اب تک میرے پاس ہے۔
اس نے قالین پر رکھا ہوا سینگ اٹھا کر بجایا۔
کی تقریباً روتی ہوئی آواز غار کی خاموشی میں ڈوب گئی۔ اور فوراً ہی ان چار
جن کا ذکر میں کرچکا ہوں' ایک عورت نکل آئی اور پلیٹ فارم کے سامنے جھک
پر بیٹھی ہوئی چیز نے نیچی آواز میں کچھ کہا' عورت اٹھ کر واپس حجرے میں گھس گئی
بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ہاتھی دانت کی صلیب تھی۔
ہے۔ یہ ہے۔" اس مینڈک نما انسان نے کہا "تو سفید ڈاڑھی والے۔ بول اور
پھر اسے بوسہ دو۔ غالباً یہ آخری دفعہ اسے چوموگے۔"
اس نے صلیب برادر جون کی طف پھینک دی۔ موخرالذکر نے صلیب اٹھائی اور
اس کی طرف دیکھنے لگا۔
رائے موٹے بچے تم کو یاد ہے کہ کس طرح ہم نے تم کو پکڑا تھا؟ تم نے خوب

جنگ کی تھی لیکن آخر کار ہم نے تم کو قتل کردیا اور تمہارا گوشت لذیز تھا اور اس
ہمارے جسم میں قوت کی لہر دوڑا دی تھی۔

"اور اے بندروں کے باپ! تم کو یاد ہے کہ تم کس طرح اپنی ہوشیاری سے ز
ہوگئے تھے؟ حیران ہوں کہ کہاں گئے تھے؟ اور کس طرح مرے!' میں تم کو نہ بھولوں
کیونکہ دیکھو' یہ دیا ہے تم نے مجھے" اور اس نے اپنے شانے پر زخم کے ایک لمبے
سفید نشان کی طرف اشارہ کیا "تم نے میرا خاتمہ ہی کردیا ہوتا' لیکن تمہاری آہنی نلکی
جو کچھ بھرا ہوا تھا اسے چلنے میں ذرا دیر ہوگئی چنانچہ مجھے ایک طرف ہٹ جانے کا موقع
گیا۔ نتیجہ یہ ہوا' کہ آہنی گولی میرے سینہ میں نہ لگی تاہم وہ گولی اب بھی میرے جسم
موجود ہے اور اب چونکہ میں دبلا ہوگیا ہوں اس لئے اپنی انگلی سے اسے چھو سکتا
محسوس کرسکتا ہوں۔"

میں اس مینڈک نما انسان کی اس بڑ کو حیرت سے سنتا رہا اور اس بڑ کا مطلب یہ
بشرطیکہ اس کا مطلب ہو' کہ ہم افریقہ میں پہلے بھی مل چکے تھے' یعنی اس وقت جب
بندوقوں کا رواج تھا' جن میں بارود بھر کر فیوز لگایا جاتا تھا اور یہ بندوقیں ۱۷۰۰ء میں ر
تھیں چنانچہ اس نے جو کچھ کہا وہ محض بکواس تھی یا پھریوں ہوا ہوگا۔ کہ اس بوڑھے کا
کا باپ .... کیونکہ اس کاہن کی عمر میرے اندازے کے مطابق ایک سو بیس برس سے کم
تھی .... کسی یورپی نو آباد کار سے بھڑ گیا ہوگا' بہت ممکن تھا کہ یہ لوگ پرتگالی رہے ہوں
جن میں سے ایک راہب رہا ہوگا۔ اور دوسرے دو باپ اور بیٹا ہوں گے۔ یا پھر
دوست ہوں گے اور ان کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہوگا وہ موجودہ موٹا مبو سے اس کے با
نے بیان کیا ہوگا جسے اس نے اب ہمارے سامنے بیان کیا۔

"اے موٹا مبو!۔ ہماری ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی؟" میں نے پوچھا۔

"بندروں کے باپ!' اس علاقہ میں نہیں۔ ہاں اس علاقے میں نہیں۔" اس نے
اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "بلکہ یہاں سے بہت دور' مغرب کی طرف جہا
سورج ڈوبتا ہے' پانی کی زبردست چادر میں غرق ہوجاتا ہے اور اس دور میں بھی نہیں

ت پہلے' بہت زمانہ پہلے اس دن کے بعد سے لے کر آج تک پوٹگولینڈ پر بیس کالوبی
کومت کرچکے ہیں چند کالوبیوں نے بہت برسوں تک حکومت کی اور چند نے صرف برسوں
ک کیونکہ اس کا انحصار میرے اس بھائی کی مرضی پر ہے جو دیوتا ہے اور وہاں رہتا ہے
اور اس نے ایک خوفناک ہنسی کے ساتھ اپنے سر سے پہاڑ پر کے جنگل کی طرف اشارہ
یا "یہاں میں کالوبیوں نے حکومت کی ہے چند نے بیس برس تک اور چند نے چار برس
ک۔ لیکن چار برس سے کم کسی کی حکومت نہیں رہی۔"

"تم اول درجے کے جھوٹے ہو' میں نے دل میں کہا کیوں کہ اگر ہر کالوبی کے دور
کومت کا تخمینہ دس برس لگایا جائے تب بھی ہماری ملاقات دو صدیوں پہلی ہوئی تھی۔"
نانچہ یہ سوچنا بھی پاگل پن تھا۔

اس وقت تمہارا لباس مختلف تھا۔ "موٹا مبو نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔" تم دونوں
نے اپنے سر پر لوہے کی ٹوپیاں لگا رکھی تھیں اور سفید ڈاڑھی والے کا سر منڈا ہوا تھا میں
نے اپنے خاص لوہار سے تانبے کی تختی پر تمہاری تصویر بنوالی تھی یہ تختی اب بھی میرے
اس ہے۔"

اور اس ایک بار پھر سینگ پھونکا' ایک بار پھر عورت آئی ایک بار پھر موٹا مبو نے اس
ے کچھ کہا اور ایک بار پھر وہ حجرے میں سے باہر آئی تھی اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو
ں نے ہمارے سامنے پھینک دی۔

ہم نے اس چیز کی طرف دیکھا یہ تابے یا کانسی کی تختی تھی جو بہت پرانی تھی کیونکہ
یاہ ہوگئی تھی اس پر ایک شخص کی تصویر کندہ تھی اس شخص کی ڈاڑھی کا سر منڈا ہوا تھا
ور اس کے ہاتھ میں صلیب تھی اس تختی پر دو دوسرے آدمیوں کی تصویر تھی یہ دونوں
ست قامت تھے ان کے سر پر آہنی ٹوپیاں تھیں' لباس عجیب تھا اور ان کے جوتوں کی
وکیں چوکور تھیں اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں فیوز یا طامنچہ تھا جس میں سے دھواں
کل رہا تھا۔ بس یہی ہم معلوم کرسکے۔

"موٹا مبو! تم وہ دور کا ملک چھوڑ کر یہاں کیوں آگئے؟" میں نے پوچھا۔

"اس لئے کہ ہمیں خوف ہوا کہ دوسرے سفید فام تمہارا انتقام لینے آجائیں گے حالانکہ میں نے اس کے خلاف مشورہ دیا تھا کہ اس کے باوجود اس دور کے کالوبی نے یہی حکم دیا تھا لیکن جو کچھ ہوگا اس سے ہم بچ نہ سکیں گے اور یہ میں جانتا تھا کہ۔ بہرحال ہم چلتے ہی رہے اور چلتے رہے، یہاں تک کہ اس علاقہ میں پہنچ گئے اور تب سے ہم یہیں مقیم ہیں۔ دیوتا بھی یہاں آگئے۔ میرا بھائی بھی جو جنگل میں رہتا ہے، آگیا۔ حالانکہ ہم نے اپنے پورے سفر میں اسے نہ دیکھا تھا لیکن جب ہم یہاں پہنچے ہیں تو وہ ہم سے پہلے ہی یہاں پہنچ چکا تھا۔ مقدس پھول بھی یہاں آگیا اور مادر گل بھی جو اس وقت تم میں سے کسی ایک کی بیوی تھی۔"

"دیوتا تمہارا بھائی؟" میں نے پوچھا۔ اگر یہ دیوتا بندر ہے، جیسا کہ ہم نے سنا ہے، تو پھر وہ ایک انسان کا بھائی کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ باتیں تم سفید فام نہیں سمجھ سکتے لیکن ہم سیاہ فام سمجھ لیتے ہیں۔ ابتدا میں بندر نے میرے بھائی کو، جو کالوبی تھا، مار ڈالا اور پھر اس کی روح بندر میں داخل ہوگئی۔ چنانچہ اب وہ دیوتا بن گیا۔ اس لئے اب وہ دوسرے کالوبیوں کو مار ڈالتا ہے۔ اور ان کی روح اس میں داخل ہو جاتی ہے کیوں ایسا ہی ہے نا۔ اے آج کے کالوبی جس کی ایک انگلی نہیں ہے؟ اور وہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔

کالوبی، جو زمین پر پیٹ کے بل پڑا ہوا تھا، کراہ کر کانپ گیا لیکن اس نے موٹا مبو کے اس سوال کے جواب نہ دیا۔

"چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیسا کہ میں نے پہلے سے دیکھ لیا تھا۔" موٹا مبو نے کہا "تم لوگ واپس آگئے جیسا کہ مجھے معلوم تھا کہ تم آؤ گے اور اب ہم دیکھیں گے کہ لمبی ڈاڑھی والے نے یہ سچ کہا تھا یا نہیں کہ اس کا خدا ہمارے دیوتاؤں سے انتقام لے گا۔ اگر تم جاسکتے ہو تو جاؤ ہمارے انتقام لینے اور بے شک تم جاؤ گے۔ لیکن اس دفعہ تمہارے پاس" آہنی نلکی نہیں ہیں۔ جن سے ہم ڈرتے ہیں کیونکہ دیوتا نے ہم سے کہا ہے۔ ہاں میری زبان سے کہا ہے اور مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جب سفید فام آہنی نلکی کے ساتھ آئیں گے تو

دیوتا مارا جائے گا، میں بھی مرجاؤں گا مقدس پھول نوچ لیا جائے گا، اور مادر گل چلی جائے گی، اور پونگو لوگ بکھر جائیں گے اور وہ بھٹکتے رہیں گے اور فنا کئے جائیں گے .... نہیں .... ان رازوں کے متعلق نہ پوچھ کیونکہ وقت آنے پر وہ ظاہر کردیئے جائیں گے اور پھر پونگو لوگ ایک بار پھر آپس میں ملیں گے اور بڑھیں گے اور ایک بار پھر ان کا قبیلہ زبردست ہوگا۔ چنانچہ اسی لئے اے سفید فامو! ہم تم کو خوش آمدید کہتے ہیں ہاں تمہیں کہ تم بھوتوں کی دنیا سے آئے ہو۔ اور اس لئے کہ تمہارے ذریعہ ہی پونگو لوگ پھیلیں گے اور عظیم بنیں گے۔"

دفعتاً" وہ خاموش ہوگیا، اس کا سر اس کے شانوں پر ڈوب گیا اور وہ بہت دیر تک خاموش رہا، لیکن اس کی سرخ جلتی ہوئی آنکھیں ہم لوگوں پر جمی رہیں جیسے وہ ہمارے باطن کا جائزہ لے رہی ہوں یا ہمارے خیالات پڑھ رہی ہوں اب اگر وہ اس میں کامیاب ہوا تھا تو امید ہے میرے خیالات پڑھ کر اسے مسرت ہوئی ہوگی سچ یہ ہے کہ میں اس وقت غصہ خوف و کراہت کے جذبات محسوس کر رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے جو کچھ بکواس کی تھی اس کے کسی ایک لفظ پر بھی مجھے یقین نہ تھا۔ تاہم مجھے اس سے سخت نفرت ہوگئی تھی جو صرف نیم انسان تھا۔ میرا پورا وجود اس کے وجود اور اس کی باتوں سے کراہت محسوس کر رہا تھا جو پرسکون نیند سے دفعتاً" بیدار ہوگیا ہو اور اپنے سامنے دوزخ کے کسی عفریت کو کھڑے پارہا ہو اس کے علاوہ یہ بھی یقینی بات تھی کہ موٹا مبو کے ارادے برے تھے۔ بہت ہی برے، دفعتاً" وہ پھر بولنے لگا۔

"وہ چھوٹا، پیلا آدمی کون ہے؟، وہ بوڑھا جس کا چہرہ کھوپڑی کی طرح ہے۔" اس نے ہیس کی طرف اشارہ کیا جو مارو کے پیچھے چھپنے اور موٹا مبو کی نظر سے اوجھل رہنے کی کوشش کر رہا تھا .... وہی سوکھا ہوا، اور گومڑی ناک والا شخص جو میرے بھائی کا بھائی ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس دیوتا کا کوئی بھائی یا اولاد ہو؟ وہ اتنا چھوٹا ہے پھر اسے اتنے بڑے ڈنڈے کی کیا ضرورت ہے؟" موٹا مبو نے پھر ایک بار ہیس کے لمبے بانس کی طرح اشارہ کیا۔ "میرے خیال میں یہ مکر و فریب سے اسی طرح بھرا ہوا ہے جس طرح کے نئے تونبی پانی

سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور یہ دیو قامت سیاہ فام۔" اس نے مارو کی طرف دیکھا۔ "میں اس سے نہیں ڈرتا کیونکہ اس کا جادو' میرے جادو سے کم درجہ ہے۔ اس نے اپنے ہم پیشہ مارو کو پہچان لیا تھا لیکن وہ چھوٹا زرد چہرے والا جو اپنے ہاتھ میں لمبا ڈنڈا اور پیٹھ پر گٹھر لئے کھڑا ہے .... ہاں .... میں اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں میرے خیال میں مناسب ہوگا' کہ اس کا خاتمہ فوراً ہی کردیا جائے۔

"موٹا مبو۔" وہ بولا۔ "تمہیں مجھے قتل نہ کرنا چاہئے' کیونکہ میں ایک سفیر کا خادم ہوں یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ تمام علاقہ کے دیوتا ہر شخص سے نفرت کرتے اور پھر ان سے انتقام بھی لیتے ہیں جو سفیروں یا ان کے قانون کو کوئی نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ انہیں اگر کوئی گزند پہنچا سکتا ہے۔ تو وہ صرف دیوتا ہیں اگر تم نے مجھے قتل کیا' تو اے موٹا مبو' میں بھوت بن کر تمہیں پریشان کروں گا۔ ہاں میں تمہارے کندھے پر سوار ہوں گا اور راتوں کو تمہارے کانوں میں بکواس کرتا رہوں گا۔ چنانچہ تم سونہ سکو گے یہاں تک کہ تم مرجاؤ گے' حالانکہ تم بہت بوڑھے ہو لیکن موٹا مبو ایک دن تمہیں بھی مرنا تو ہے ہی۔"

"ہاں یہ سچ ہے۔" موٹا مبو بولا۔ "کیا کہا تھا میں نے کہ یہ شخص مکروفریب سے بھرا ہوا ہے؟ ہمارے دیوتا اس شخص سے انتقام لیں گے' جو سفیروں یا ان کے خادموں کو قتل کریں گے۔ بے شک "اور یہاں موٹا مبو بھیانک ہنسی ہنسا" یہ دیوتاؤں کا حق ہے چنانچہ اس کا فیصلہ پونگو کے دیوتاؤں کو ہی کرنے دو۔"

میں نے اطمینان کا لمبا سانس لیا۔ موٹا مبو نے سلسلہ کلام جاری رکھا لیکن اب اس کی آواز بدلی ہوئی اور لہجہ غیر جذباتی اور سراسر کاروباری تھا۔

"کہو کالوبی!" تم ان سفید فاموں کو میرے پاس کس معاملہ میں گفتگو کرنے لائے ہو؟ کیا تمہارا دماغ خراب تھا' کہ مازیتو لوگوں اور ان کے بادشاہ سے صلح کرنے کا معاملہ ہے؟ اٹھو اور کہو۔" چنانچہ کالوبی اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور اس نے بڑے ادب سے مناسب و موزوں الفاظ میں ہماری آمد کا مقصد بیان کیا' پھر کہا کہ ہم بوسی کے سفیر ہیں اور پھر شرائط بیان کرنے کے بعد کہا' کہ اب صرف موٹا مبو کی منظوری مقصود تھی۔ میں نے دیکھا کہ مازیتو

لوگوں سے صلح کرنے کے معاملہ میں موٹا مبو کو ذرا بھی دلچسپی نہ تھی بلکہ جب تک کالوبی بولتا رہا۔ موٹا مبو اونگھتا رہا۔ شاید اس لئے کہ ہمارے سامنے تقریر کرنے کے بعد وہ تھک گیا تھا یا پھر اس کے یوں اونگھ جانے کی کوئی اور وجہ یا وجوہات تھیں جب کالوبی خاموش ہوگیا۔ تو موٹا مبو نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کوما کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"اے ہونے والے کالوبی اٹھو...."

چنانچہ اب کوما اٹھا اور اس معاملہ میں اس نے اپنی کارگزاری بیان کی اور بتایا کہ اس نے کس طرح بوسی سے ملاقات کی اور یہ کہ ان کے درمیان کیا باتیں ہوئیں ایک بار موٹا مبو پھر اونگھ گیا۔ لیکن اس وقت گھڑی بھر کے لئے اس نے اپنی آنکھیں جلد کھول دیں جب کوما نے یہ بتایا' کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کس طرح ہمارے سامان کی تلاشی لے کر اطمینان کرلیا کہ ہمارے پاس آتشیں اسلحہ نہ تھے۔ اس پر موٹا مبو نے اپنا سر ہلایا اور پتلی زبان سے اپنے ہونٹ چلائے' کوما نے اپنا بیان ختم کیا۔

"دیوتاؤں نے مجھے کہا ہے کہ تدبیر عقلمندانہ اور عمدہ ہے کیونکہ نئے خون کے بغیر کوما لوگ مرجائیں گے لیکن اس معاملے کا انجام ضرور دیوتا جانتا ہے بشرطیکہ وہ مستقبل میں جھانک سکتا ہو۔"

موٹا مبو خاموش ہوگیا لیکن پھر اس نے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا۔

"اب ہونے والے کالوبی! تم کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہو؟ دفعتاً" دیوتا نے یہ الفاظ میری زبان پر رکھ دیئے ہیں۔"

"ہاں' کچھ کہنا ہے۔ کئی سالوں پہلے دیوتا نے ہمارے عظیم آقا کولوبی کی ایک انگلی کاٹ لی تھی اسی زمانے میں کالوبی کو پتہ چلا کہ ایک سفید فام جو چاقو سے اعضا کاٹنے میں ماہر ہے' اس وقت مازیتو لینڈ کی سرحد پر مقیم ہے۔ وہی سفید فام جس کی لمبی ڈاڑھی ہے جس کا نام واگیتاہ ہے اور جو اس وقت سامنے کھڑا ہوا ہے۔ چنانچہ کالوبی ایک ڈونگے میں سوار ہوکر اس جگہ پہنچا جہاں واگیتاہ مقیم تھا۔ میں نے دوسرے ڈونگے میں کالوبی کا تعاقب کیا' کیونکہ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سفید فام کو بھی دیکھنا

چاہتا تھا۔ میں نے اپنا ڈونگا اور ان لوگوں کو بھی جو میرے ساتھ تھے' ساحل سے کافی دور نرسلوں میں چھپا دیا میں خود اتھلے پانی میں چل کر کنارے پر پہنچا۔ اور سفید فام کے کپڑے کے گھر کے بہت قریب جھاڑیوں میں چھپ گیا' میں نے دیکھا سفید فام نے کالوبی کی انگلی کاٹ لی اور میں نے کالوبی کو سفید فام سے یہ درخواست کرتے بھی سنا کہ وہ آہنی نلکیوں کے ساتھ ہمارے علاقہ میں آئے اور اس دیوتا کا خاتمہ کردے جس نے کالوبی کی انگلی کاٹ لی تھی۔"

"یہ الفاظ نہ تھے ایک بجلی تھی' جو سب پر کڑک کر گری۔ سب دم بخود رہ گئے اور خود کالوبی ایک بار پھر سجدے میں گر گیا' اور بے حرکت پڑا رہا' صرف موٹا مبو نے حیرت کا اظہار نہ کیا۔ غالباً اس لئے کہ وہ اس داستان سے واقف تھا۔"

"بس یا اور کچھ؟"

"اے دیوتا کی زبان کچھ اور بھی۔ گزشتہ رات اس مجلس مشاورات کے بعد' جس کا ذکر کیا جاچکا ہے' کالوبی نے اپنے آپ کو چادر میں لپیٹا اور سفید فاموں سے ان کی جھونپڑی میں ملاقات کی۔ میں جانتا تھا کہ ایسا ہی ہو گا چنانچہ میں پہلے ہی سے تیار تھا میں نے باڑ کے باہر سے ہی بھالے کی نوک سے جھونپڑی کی دیوار میں سوراخ کیا۔ پھر ایک پتلا نرسل لے کر باڑھ میں سے گزرا کر جھونپڑی کی دیوار میں بنائے ہوئے سوراخ میں داخل کردیا اور نرسل کے دوسرے سرے پر کان رکھ کر میں نے ساری باتیں سن لیں۔"

"شاباش! شاباش!" ہیس بے اختیار بڑبڑایا۔ "اور اس نرسل کے نیچے سے گزرتا رہا اور مجھے کچھ پتہ نہ چلا ہیس! تو نے دیکھی ہے اس کے باجود تجھے اب بھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔"

"دوسری باتوں کے علاوہ میں نے یہ بھی سنا۔" کومبا نے سلسلہ کلام جاری رکھا "اور میرے خیال میں یہ ہی ایک بات بتانا کافی ہوگا۔ البتہ اگر موٹا مبو نے حکم دیا تو میں دوسری باتیں بھی بیان کروں گا۔ میں نے سنا کومبا کی آواز غار کی مکمل ترین خاموشی میں بڑی لرزہ خیز معلوم ہو رہی تھی۔" ہاں میں نے سنا کہ کالوبی' جو طفل دیوتا کہلاتا ہے سفید فاموں کے

ساتھ یہ سودا کر رہا ہے کہ وہ دیوتا کو قتل کردیں گے۔ کس طرح "یہ میں نہیں جانتا کیونکہ اس کے متعلق ان کے درمیان کچھ نہیں کہا گیا.... اور یہ کہ اس کے عوض مادر گل اس کی بیٹی اور مقدس پھول اور اس کا پودا جڑ سمیت ان کے حوالے کردیا جائے گا اور سفید فام ان تینوں کو اپنے ساتھ جھیل کے اس پار لے جاسکیں گے۔ بس میں کہہ چکا موٹا مبو۔

غار میں سناٹا چھایا ہوا تھا اور موٹا مبو شعلہ بار نظروں سے سجدے میں پڑے ہوئے کالوبی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت دیر تک اسے گھورتا رہا۔ اور پھر یہ خاموشی ٹوٹ گئی کیونکہ خوفزدہ کالوبی ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے بھالا گھسیٹ لیا اور اس کی نوک اپنے سینے کی طرف جھونک دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ بھالے کی نوک اس کے سینے کو چھوتی بھالا اس کے ہاتھ سے گھسیٹ لیا گیا۔ چنانچہ اب کالوبی نہتا کھڑا تھا۔

ایک بار پھر موت کی سی خاموشی طاری تھی لیکن ایک بار پھر یہ خاموشی ٹوٹ گئی کیونکہ اس دفعہ خود موٹا مبو "اپنی مسند" پر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ایک زبردست پھولی ہوئی گھناؤنی چیز.... اور غصے کے عالم میں زخمی بھینسے کی طرح ڈکرا رہا تھا۔ مجھے یقین نہ آرہا تھا اور نہ اب آرہا ہے کہ کسی بھی بوڑھے کے پھیپھڑوں سے ایسی آواز نکل سکتی ہے پورے ایک منٹ تک اس کی ڈکراہٹ غار میں گونجتی رہی ادھر پونگو لوگوں نے سجدے سے اپنے سر اٹھائے اور اپنی انگلیاں کالوبی کی طرف اٹھادیں ان سب کے غصے کا ہدف غریب کالوبی بنا ہوا تھا۔ حیرت ہے کہ کسی کو ہم پر غصہ نہ تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ پورا منظر دوزخ کا ہوسکتا ہے جس میں موٹا مبو شیطان کا کردار ادا کر رہا تھا آپ اس منظر کو تصور میں لانے کی کوشش کیجئے سامنے کھڑا ہوا موٹا مبو جو اپنے پھولے جسم کو اپنی مینڈک سی پتلی ٹانگوں پر سنبھالے ہوئے تھا اور اس کی سرخ آنکھیں اس کے پیچھے جھیل کی پرسکون سطح پر پھیلی ہوئی شام کی روشنی اور اس کے عقب میں جنگل کے درختوں پر سورج کی سرخ کرنیں بکھری ہوئیں اور سفید چغوں میں ملبوس پونگو جو جھکے ہوئے تھے لیکن کالوبی کی طرف دیکھ کر سانپوں کی طرح پھنکار رہے تھے خدا جانے کتنی دیر یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ موٹا مبو نے ایک بار پھر وہ سینگ اٹھا کر پھونکا فوراً ہی

مختلف حجروں میں سے عورتیں نکل آئیں لیکن جب انہں نے دیکھا کہ یہ بلاوا ان کے لئے نہ تھا تو وہ جہاں تھیں وہیں اور جس حال میں تھیں اسی حال میں بت بن گئیں یعنی ان لوگوں کی طرح جو عالمی دوڑ میں حصہ لے رہے ہوں اور بھاگنے کے لئے تیار کھڑے ہوں۔ سینگ کی آواز اور ساتھ ہی دوسری آوازیں بھی خاموش ہوگئیں غار میں قبر کی سی خاموشی تھی البتہ الاؤ میں جلتی ہوئی لکڑیوں کے چٹکنے کی آواز کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھی۔

"کوارٹرمین!.... قصہ ختم ہوا۔" سامرس نے میرے کان میں کہا۔

"ہاں .... قصہ ختم ہوا۔" میں نے جواب دیا۔ "چنانچہ صاحبزادے! آخری سفر کی تیار کرلو لیکن ہم یوں آسانی سے نہ مریں گے۔ پیٹھ سے پیٹھ بھڑالو۔ بھالے تو ہیں ہی چنانچہ ہم لڑیں گے۔"

اور جب ہم آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آرہے تھے تو ایک بار پھر موٹا مبو نے بولنا شروع کیا۔

"تو اسے وہ جو کالوبی تھا۔" موٹا مبو چیخا "تو تم نے ان سفید فاموں سے مل کر دیوتا کا خاتمہ کرنے اور اس کے عوض انہیں مقدس پھول اور مادر گل اور اس کی بیٹی دینے کی سازش کی تھی؟ بہت اچھا تم جاؤ گے .... تم سب جاؤ گے تم سب جاؤ گے اور دیوتا سے گفتگو کرو گے اور میں یہاں بیٹھ کر دیکھوں گا کہ کون جیتا ہے۔ دیوتا یا تم لوگ۔۔ لے جاؤ انہیں۔"

ایک خوف ناک نعرے کے ساتھ کچھ سپاہی ہم پر ٹوٹ پڑے مارو بہرحال اپنا بھالا بلند کرکے سپاہی پر وار کرنے میں کامیاب ہوگیا کیونکہ میں نے اس سپاہی کو لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ کر گرتے دیکھا اور پھر اس نے حرکت نہ کی' لیکن ہم لوگوں کے لئے پونگو سپاہی بڑے تیز ثابت ہوئے' نصف منٹ سے بھی کم وقت میں وہ لوگ ہمیں پکڑ چکے تھے' بھالے ہمارے ہاتھوں سے گھسیٹے جاچکے تھے۔ اور ہم لوگوں کو اور ہمارے ساتھ کالوبی کو بھی ڈھکیل کر ڈونگے میں پھینک دیا گیا تھا۔ ہم چھ اور ایک کالوبی چنانچہ کل سات اور ہمارے ساتھ چند سپاہی جن میں کومبا بھی تھا کود کر ڈونگے میں سوار ہوگیا۔ ڈونگے کو ڈھکیل کر اس پلیٹ فارم سے جس پر موٹا مبو بیٹھا ہوا تھا نکال کر کھاڑی یا جھیل کے دہانے کے پرسکون پانی میں لایا گیا۔ یہ کھاڑی یا جھیل کا دہانہ یا جو کچھ بھی وہ تھا اس چٹانی دیوار کو جس میں موٹا مبو کا غار تھا' پہاڑ سے الگ کر رہا تھا۔

جب ہمارا ڈونگا غار کے اس دوسری طرف کے دہانے سے باہر نکل رہا تھا تو موٹا مبو اپنی "مسند" پر گھوم گیا۔ اب اس کا منہ ہماری طرف تھا .... اور اس نے چیخ کر ایک حکم صادر کیا۔

"اے کالوبی۔" اس نے کہا "اس کا جو کالوبی تھا اور تین سفید فاموں کو اور ان کے تین ملازموں کو اس جنگل کی سرحد پر جو دیوتا کا گھر کہلاتا ہے۔ چھوڑ کر تم لوگ واپس آجاؤ اور بستی کی طرف لوٹ جاؤ کیونکہ یہاں بیٹھ کر تنہا میں ان کا انجام دیکھوں گا اور جب معاملہ ختم ہوجائے گا تو میں تمہیں طلب کروں گا۔

کومبا نے اپنا سر جھکا دیا۔ پھر اس کا اشارہ پاکر دو سپاہیوں نے چپو اٹھائے اور ڈونگے کو کھینچنے لگے۔ اس جھیل کے متعلق سب سے پہلی بات میں نے یہ دیکھی کہ اس کا پانی روشنائی کے رنگ کا تھا۔ یہ غالباً اس لئے تھا کہ اول تو یہ جھیل بہت زیادہ گہری تھی اور دوم اس لئے کہ اس کے ایک طرف بلند چٹان تھی۔ اور دوسری طرف بلند و بالا درخت

تھے اور ان کا سایہ ان کی پرسکون سطح پر پڑ رہا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے دونوں کناروں پر بے شمار مگرمچھ تختوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر جہاں جھیل ذرا تنگ معلوم ہوتی تھی پانی کے رخ پر دندانے دار ٹھنے ابھرے ہوئے تھے جیسے بڑے بڑے درخت جھیل میں گر پڑے ہوں یا گرادیئے گئے ہوں مجھے یاد آیا کہ بابابا نے کہا تھا کہ جب وہ نوجوانی میں یہاں سے فرار ہوا تھا تو ایک ڈونگے میں سوار ہو کر اس نے یہ دہانہ عبور کیا تھا۔ اور میں نے سوچا کہ ان ابھرے ہوئے ٹھنوں کی وجہ سے بابابا اب اس طرح فرار نہ ہوسکتا تھا الا یہ کہ اس نے یہ کھاڑی زبردست سیلاب کے وقت عبور کی ہو۔

چند منٹوں کے بعد ہی ڈونگا دوسرے کنارے پر جو غار کے دہانے سے صرف دو سو گز دور تھا پہنچ چکا تھا۔ ڈونگے کا اگلا حصہ کنارے کے پتھروں سے ٹکرایا تو ایک زبردست مگرمچھ گہری نیند سے بیدار ہوا اور بھاگ کر ایک چھپاکے کی آواز کے ساتھ پانی میں کود پڑا۔

"سفید آقا! کنارا آگیا۔" کوما نے کہا "اب جاؤ اور دیوتا سے ملاقات کرو۔ جو یقیناً تمہارا منتظر ہے۔ اب چونکہ ہماری ملاقات نہ ہوگی اس لئے الوداع۔ اگر آئندہ کبھی تم اس دنیا میں آؤ تو میرا یہ مخلصانہ مشورہ یاد رکھنا کہ صرف اپنے دیوتا سے چپکے رہنا اور دوسرے لوگوں کے دیوتاؤں میں دلچسپی نہ لینا۔ ایک بار پھر الوداع۔"

کوما کا یہ مشورہ بے حد عمدہ تھا لیکن اس وقت میں اپنے دل میں کوما کے خلاف نفرت کا ایسا شدید جذبہ محسوس کر رہا تھا جو کہ آج تک کسی انسان نے محسوس نہ کیا ہوگا۔ چنانچہ کوما کے مقابلے میں اس وقت مجھے خود موٹا مبو بھی فرشتہ معلوم ہو رہا تھا۔ اگر صرف ارادے کے ذریعہ کسی کی جان لینا ممکن ہوتا تو ہماری یہ الوداع اسی وقت مکمل ہو جاتی۔

پونگو لوگوں کے بھالوں کی نوکیں ہماری طرف اٹھ گئیں چنانچہ ہمیں اپنی خیریت اسی میں نظر آئی کہ ہم ڈونگے میں سے اتر آئیں اور یہی ہم نے کیا۔ سب سے پہلے برادر جون نے اور سب کے آخر میں کالوبی نے چکنی کیچڑ میں قدم رکھا' برادر جون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اس کی یہ مسکراہٹ مجھے احمقانہ معلوم ہوئی۔ کیونکہ آپ جانیئے ہم اپنی

موت کی طرف جا رہے تھے چنانچہ یہ مسکرانے کا موقع نہ تھا۔ اس کے برخلاف کالوبی اتنا سہما ہوا تھا کہ وہ ڈونگے میں سے اترنے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ اس کے جانشین کوما نے اسے جبراً نیچے ڈھکیل دیا' بہرحال جب وہ کنارے رکی کیچ میں سے گزر کر کنارے پر پہنچا' تو اس کی قوت ایک حد تک عود کر آئی اور اس نے ڈونگے کی طرف گھوم کر کوما سے کہا:۔

"کالوبی! یاد رکھو کہ آج جو میرے ساتھ ہوا ہے آئندہ وہی تمہارے ساتھ ہوگا دیوتا اپنے کاہنوں سے جلد ہی اکتا جاتا ہے۔ اسی سال' آئندہ سال یا چند برسوں بعد وہ تم سے بھی اکتا جائے گا۔"

"تو پھر وہ جو کالوبی تھا۔" جب سپاہی ڈونگا واپس لے جا رہے تھے تو کوما نے کہا "جب دیوتا تمہاری ہڈیاں توڑ رہا ہو' تو اس سے درخواست کرنا کہ آئندہ برس تک وہ مجھ سے اکتا جائے۔" اور ہم خاموش اور بے بس کھڑے ڈونگے کو جاتے دیکھتے رہے۔

"ایلن! شکر ہے کہ ہم بغیر کسی مشکل کے یہاں پہنچ گئے۔" سامرس نے کہا "چنانچہ میں تو خدا کا احسان ہی کہوں گا۔ چنانچہ ہپ ہپ ہرا۔"

اور اس نے اپنی ٹوپی اچھال دی اس نے تالیاں بجائیں اور وہ اسی غلیظ اور چکنی کیچ میں ناچنے لگا' میں نے گھور کر اس کی طرف دیکھا' لیکن میری اس نظر کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔

"دیوانہ۔" میں بڑبڑایا۔

آسانی سے پہنچ گئے تھے! عمدہ بات تھی یہ!۔ خدا کا احسان تھا! بہرحال یہ خوش قسمتی تھی کہ بعض آدمیوں کا پاگل پن خوشگوار اور بشاش موڑ لیتا ہے اور پھر میں نے کالوبی سے پوچھا۔

"دیوتا کہاں ہے؟"

"ہر جگہ" اس نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ گھنے اور حد نظر تک پھیلے ہوئے جنگل کی طرف ہلا کر جواب دیا۔ شاید اس درخت کے پیچھے یا شاید یہاں سے بہت دور بہرحال صبح ہونے سے پہلے ہم کو معلوم ہو جائیگا۔

"اور اب تم کیا کرو گے"

"مر جاؤں گا"

"دیکھو۔ الو کی دم "میں نے اسے جھنجھوڑا کر کہا۔" اگر تم مرنا چاہتے ہو تو بیشک مر جاؤ۔ لیکن ہمیں کسی حبہ کی طرف لے جاؤ۔ جہاں ہم تمہارے اس دیوتا سے محفوظ رہیں۔"

"آقا میکومیزن! کوئی بھی دیوتا سے محفوظ نہیں ہے خصوصا اسکے اپنے گھر میں" اس نے اپنا سر ہلایا۔

ہم کو اس طرح چھوڑ سکتے ہیں جبکہ فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے اور درخت بھی اتنے بلند ہیں کہ ان پر چڑھنا ممکن نہیں"۔

میں نے درختوں کی طرف دیکھا۔ کالوبی نے غلط نہ کہا تھا۔ درختوں کے تنے بہت موٹے تھے اور ان پر پچاس فٹ تک ایک ٹہنی بھی نہ تھی اسکے علاوہ ممکن تھا کہ ان درختوں پر دیوتا بانسبت آسانی سے چڑھ جاتا ہو۔ کالوبی جنگل کی طرف چلو۔

"کہاں جارہے ہو۔؟"

"قبرستان میں" اس نے جواب دیا۔ "ہڈ۔یوں کے ساتھ وہاں بھالے بھی ہیں۔"

اب میں نے اپنے کان کھڑے کئے کیونکہ آپ جانتے ہیں جب کسی کے پاس سوائے چاقو کے اور کوئی ہتھیار نہ ہو تو اس وقت بھالے بھی بڑا سہارا ہوتے ہیں کم سے کم امید تو بندھ جاتے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔ راستہ دکھاؤ" میں نے کہا۔

اور دوسری ہی منٹ ہم ڈھلان پر چڑھ رہے تھے جنگل گھنا اور بھیانک تھا چونکہ رات کا اندھیرا اتر رہا تھا اسلئے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس جنگل کا اندھیرا کسقدر لرزہ خیز ہوگا تین چار سو قدم کے بعد ہم ایک میدان میں تھے میں سمجھتا ہوں کہ صدیوں پہلے یہاں کے درخت گر گئے ہونگے اور کسی وجہ سے پھر نہ اگے ہونگے اس میدان میں نہ ٹوٹنے اور نہ سڑنے والی لکڑی کے اس لکڑی کو غالباً آہنی لکڑی کہتے ہیں، نئے بنے ہوئے بکس یا تابوت

رکھے ہوئے تھے اور ہر تابوت پر ایک ایک ٹوٹی ہوئی یا مٹی کی بنی ہوئی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی۔

"دیکھو!۔ یہ کالوبی تھے!" اس کالوبی نے کہا جو ہمارے ساتھ تھا" اور دیکھو کو مبا نے میرا تابوت تیار رکھا ہے" اور اس نے تابوت کی طرف اشارہ کیا جن کا ڈھکن کھلا تھا۔

وہ ایک نسبتاً نئے نظر آتے ہوئے تابوت کے قریب پہنچا اور کہا کہ اس کا ڈھکن ہم اٹھائیں کیونکہ وہ خود ایسا کرتے ڈر رہا تھا۔

میں نے ڈھکن اٹھا کر ایک طرف ڈھیکل دیا

"تابوت میں انسانی ہڈیاں کسی چیز میں لپٹی الگ الگ رکھی ہوئی تھی کھوپڑی ان ہڈیوں میں نہ تھی، کیونکہ وہ تابوت کے ڈھکن پر رکھی جاتی تھی ہڈ۔یوں کے ساتھ مٹی کے چند برتن بھی تھے، جن میں سونے کا برادہ بھرا ہوا تھا اور دو عمدہ بھالے بھی انکے پھل چونکہ لوہے کے تھے اسلئے ان پر زنگ لگا تھا باری باری سے ہم نے دوسرے تابوت کھولے اور ان میں سے بھالے نکال لئے یہ بھالے مرنے والوں کے ساتھ اسلئے رکھ دیئے گئے تھے کہ "سایوں کی دنیا" کے سفر میں وہ انھیں استعمال کر سکیں اکثر ڈھالوں کے دستے نمی کیوجہ سے سڑ گئے تھے لیکن خوش قسمتی سے پھل کے اوپر دو ڈھائی فٹ تک دستے پر تانبے کے خول چڑھے ہوئے تھے، چنانچہ یہ اب بھی ایک حد تک قابل استعمال تھے۔

"شیطان دیوتا کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بڑے کمزور ہتھیار ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں باس۔ بیحد کمزور" ہیس نے بڑی بشاشت سے کہا "لیکن میرے پاس ان سے بہتر ہتھیار ہے" میں نے اور ہم سب نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا چمکنے والے سانپ؟ مارو نے پوچھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا اور احمقوں کے نطفے؟ یہ مذاق کا کونسا وقت ہے؟ کیا ایک مسخرہ کافی ہے؟" اور میں نے سامرس کی طرف دیکھا

مطلب باس!۔ تو کیا تم نہیں جانتے کہ میرے پاس وہ چھوٹی بندوق ہے جس کا نام اٹرمبی ہے؟" یہ بات میں نے تمہیں اسلئے نہیں بتائی تھی کہ میرا خیال تھا تم جانتے ہو۔

اگر نہ جانتے تھے تو یہ اچھا ہی ہوتا کہ میں نے تم کو نہ بتایا کیونکہ اگر تم جان لیتے تو وہ پونگو اسکولم (مطلب کینہ پرور) جان لیتے اور اگر وہ جان لیتے۔۔"

"پاگل"۔ برادر جون نے اپنے ماتھے پر شہادت کی انگلی مارتے ہوئے کہا" غریب پاگل ہو گیا ہے" اور صورت حال کے پیش نظر اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔"

میں جون کے اس فیصلہ سے متفق تھا چنانچہ میں نے ایکبار پھر غور سے ہیس کی طرف دیکھا وہ پاگل تو نہیں البتہ کچھ زیادہ ہی عیار نظر آرہا تھا۔

"ہیس!" میں نے کہا۔ "بتاؤ کہاں ہے یہ رائفل ورنہ میں تم کو پھاڑ پھینک دونگا اور علاوہ تمہارے جسم پر ڈنڈے برساؤں گا۔

"کہاں باس!۔ حیرت ہے کہ رائفل تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے لیکن تم اسے دیکھ نہیں سکتے

جون!۔ تم نے غلط نہیں کہا "یہ واقعی پاگل ہو گیا ہے" میں نے کہا۔

لیکن سامرس ایک دم سے ہیس پر ٹوٹ پڑا۔ اور اسے بڑی طرح جھنجھوڑنے لگا۔

'باس مجھے چھوڑ دو" ہیس نے کہا"ورنہ رائفل کو نقصان پہنچ جائے گا۔"

سامرس نے مارے حیرت کے اسے چھوڑ دیا اور پھر ہیس نے اپنے بانس کے سرے پر کچھ کیا اور پھر اسے اوندھا دیا۔ اور ہماری حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھیں نے دیکھا کہ اس میں سے "جی ہاں" بانس میں سے رائفل کی نالی پھسل آئی جو تیل آلود کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔

خدا کی قسم میں نے ہیس کا منہ چوم لیا ہوتا جی ہاں میری خوشی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ میرا جی چاہا کہ ہیس کا گندہ اور بدبو دار منہ چوم لوں۔

لیکن کندا؟" میں نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ہیس کندے بغیر نالی محض بیکار ہے" "ہاں باس" ہیس مسکرایا۔ "اتنے عرصے سے تمہارے ساتھ شکار کرتا رہا ہوں چنانچہ کیا میں اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتا کہ بندوق کا کندا ہونا ضروری ہے۔؟"

اور اب اس نے اپنی پیٹھ پر سے گھڑا اتار ہمارے سامنے دھر دیا کمبل کے اوپر بندھی

ہوئی ڈوریاں کھول لیں اور اس کمبل میں تمباکو کے پتوں کا وہ گولایا گٹھا تھا جو جھیل کے دوسرے کنارے پر میری اور کوما کی دلچسپی کا باعث بنا تھا اس نے تمباکو کے پتوں کا یہ گٹھا کھولا تو اس میں سے رائفل کا پورا کندا نکل آیا۔

"ہیس"! میں نے کہا۔" تم ہیرو اور سونے میں تولنے کے قابل۔"

"ہاں باس حالانکہ یہ بات تم نے آج پہلی دفعہ کہی ہے۔ ہاں ہیس نے طے کرلیا تھا۔ کہ اب میں موت کے سامنے سونہ جاؤنگا۔ بتاؤ! اب تم میں سے کون اس چارپائی پر سوئے گا۔ جو بوسی نے میرا لئے بھیجی تھی۔؟" اس نے رائفل کو جوڑتے ہوئے پوچھا۔" شاید تم بیوقوف مارو تم کبھی اپنے ساتھ بندوق نہ لاتے اگر تم اتنے ہی بڑے ساحر ہوتے جن کا نہیں دعویٰ ہے گو تم نے ہم سے پہلے بندوقیں بھیج دیں ہوتیں کہ جب ہم یہاں ہوتے تو ہمیں تیار مل جاتیں بتاؤ اے موٹی عقل والے زدلو بتاؤ۔ کیا اب بھی تم مجھ پر ہنسو گے مجھ پر؟"

"نہیں" مارو نے فوراً جواب دیا" بلکہ اب میں تمہارے لئے شیونگا (قصیدہ) بناؤنگا۔

"اس کے باوجود" ہیس نے کہا" میں مکمل ہیرو نہیں ہوں چنانچہ پورا نہیں بلکہ آدھا سونے میں تولے جانے کے قابل ہوں کیونکہ باس میری جیبوں میں بہت سی بارود اور گولیاں تو ہیں لیکن ٹوپیاں میری جاکٹ کی سوراخ میں سے نکل کر کہیں گر گئی ہیں تمہیں یاد ہے باس کہ میں نے کہا تھا کہ گنڈے کہیں گر گئے ہیں؟ تو ان سے میری مراد ٹوپیوں میں سے ہی تھی بہرحال تین چادر رہ گئی ہیں کیونکہ ایک تو نپل پر چڑھی ہوئی ہے۔ لو باس۔ یہ ٹومبی تیار اور بھری ہوئی ہے۔ اور اب وہ سفید شیطان آئے تو تم اسکی آنکھ میں گولی مار سکتے ہو اور اسے دوسری ہی شیطانوں کے پاس اس بڑی آگ میں بھیج سکتے ہو جو اوپر کی دنیا میں جل رہی ہے۔"

اور پھر بڑی خود اطمینانی سے اس نے بندوق کا گھوڑا چڑھایا اور اسے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر اور مسکرا کر میری طرف بڑھادی۔

"شکر اور احسان ہے اس خدا کا"۔ برادر جون نے سنجیدگی سے کہا" جس نے اس

ہاٹنٹوٹ کو سکھایا کہ کس طرح ہماری خدمت کی جائے۔"

باس جون۔ خدا نے ایسی کوئی بات مجھے نہیں سکھائی بلکہ میں نے اپنے آپ کو یوں سکھایا' لیکن دیکھو اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ کیا مناسب ہوگا کہ ہم آگ جلالیں۔؟" اور رائفل کو بھول کروہ ایندھن تلاش کرنے لگا۔

ہیس۔ سامرس نے کہا۔ اگر ہم کبھی اس جہنم سے زندہ نکل آئے تو میں تم کو پانچ سو پونڈ دوں گا۔ یا میرے والدیں گے جو بہرحال ایک ہی بات ہے۔"

"شکریہ باس شکریہ' لیکن اس وقت تو یہاں جلانے کی لکڑی مجھے کہیں نظرنہ آرہی ہے"

ہیس نے یہ غلط نہ کہا تھا" اس میں کوئی شک نہیں اس عجیب قبرستان کے کنارے پر چند زبردست ٹھنے پڑے ہوئے تھے لیکن وہ اتنے بڑے تھے کہ انھیں گھسیٹ کر یا کاٹ کرلانا ممکن نہ تھا۔ اسکے علاوہ اس منحوس جنگل کی طرح اتنے نم تھے کہ انھیں جلانا بھی نا ممکن تھا۔

اندھیرے گہرا ہونے لگا لیکن یہ اندھیرا مکمل ترین نہ تھا کیونکہ تھوڑی دیر بعد ہی چاند طلوع ہوگیا۔ اور پھر یہ بات بھی تھی کہ آسمان پر بادل منڈلا رہے تھے جو چاند کو چھپالیتے تھے اسکے علاوہ بلند وبالا درخت بچی کچھی روشنی کو گویا جذب کرلیتے تھے چنانچہ ہم اس مہیب میدان کے بیچ میں ایک دوسرے سے بھڑ کر بیٹھ گئے' جتنے بھی کمبل ہمارے پاس تھے انہیں بچھادیئے کہ اس جنگل کی نمی سے محفوظ رہ سکیں' جیری کو جب ڈونگے میں پھینکا گیا تھا' تو اسکی پیٹھ سے ایک تھیلا بندھا ہوا تھا۔ اس تھیلے میں سکھایا ہوا گوشت اور بھنی ہوئی مکئی تھی چنانچہ یہ کھانا ہم نے کھایا یہ تھیلا ساتھ لے جانے کا خیال مجھے آیا تھا۔

اور اب پہلی بات ہوئی جنگل کے قلب میں سے اور جہاں ہم تھے وہاں سے بہت دور سے ایک خوفناک آواز ابھری گرج کی سی آواز جس کے فوراً بعد ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی دیو اپنے گھونسے سے کسی چیز کو پیٹ رہا ہو۔ گرج کی ایسی آواز ہم میں سے کسی نے پہلے کبھی نہ سنی تھی کیونکہ یہ آواز شیر یا کسی بھی درندے کی آواز سے مختلف تھی۔

"کیا تھا وہ؟" میں نے پوچھا

"دیوتا۔" کالوبی نے کہا" جو چاند کی عبادت کررہا ہے کیونکہ چاند کے طلوع ہوتے ہی ابھی بیدار ہو جاتا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اسوقت میں کچھ سوچ رہا تھا ہمارے پاس صرف ایک ئفل اور چار شاٹ تھے جو یقیناً ناکافی تھے' چنانچہ مجھے بڑی احتیاط سے کام لینا تھا اور اپنے اس بچا رکھنے تھے کہ ایک گولی بھی بیکار نہ جائے ہیس الو کا پٹھا ہے ـــــ میں دل میں ـــ اس نے وہ نئی جاکٹ کیوں نہ پہن لی جو میں نے اسے دی تھی۔ اس کے بعد وہ ناک آواز پھر نہ سنائی دی چنانچہ برادر جون کالوبی سے پوچھنے لگا کہ وہ مادر گل "کہاں ہی ہے"

آقا! کالوبی نے مضطرب ہو کر جواب دیا۔" وہاں مشرق میں۔ آقا! اگر ہم ڈھلان پر ھنے لگیں تو اتنے وقت میں کہ جتنے وقت میں کہ سورج اپنا پاؤ سفر طے کرتا ہے ہم وہاں پنچ جائیں گے ایک راستہ اوپر جاتا ہے اس راستہ کے درختوں پر دندانے بنادیئے گئے ہا اور یہی اس راستے کی پہچان ہے' دیوتا کے باغ کے عقب میں اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک ہیل اور ہے جس کے بیچ میں ایک جزیرہ ہے۔ وہاں جھیل کے کناروں پر کی جھاڑیوں میں ک ڈونگا چھپا رکھا گیا ہے اس میں سوار ہو کر جزیرے تک پہنچ کر جا سکتا ہے اور جزیرے ادر گل رہتی ہے۔" برادر جون کو اس جواب سے شاید اطمینان نہ ہوا' اس نے کہا کہ لبا آئندہ کل ہمیں راستہ بتائے گا۔

میرے خیال میں تو یہ راستہ میں آپکو کبھی نہ بتا سکوں گا" پتے کی طرح کانپتے ہوئے لبا نے کہا۔"

عین اسی وقت وہ دیوتا ایک بار پھر گرجا اور اس دفعہ اس کی آواز نسبتاً قریب سے ت قریب سے آئی تھی اور اب کالوبی کے اعصاب بالکل ہی جواب دے گئے تھے خدا نے کون سے جذبہ کے تحت وہ برادر جون سے "حیات بعد الموت" کے متعلق سوالات چھنے لگا۔

چنانچہ برادر جون اس کے سوالات کے جواب اور تسلی دے رہا تھا کہ دفعتاً "دیوتا کی قسم کا نقارہ پیٹنے لگا۔ یہ نقارہ بہت بڑا معلوم ہوتا تھا۔ اس دفعہ دیوتا گرجا نہیں بس نقارہ پیٹتا رہا کم سے کم ہمیں وہ نقارے ہی کی آواز معلوم ہوئی اس بھیانک جنگل کی خاموشی نے اور اس عالم میں کہ ہمارے چاروں طرف تابوتوں پر انسانی کھوپڑیاں رکھی ہوئی تھیں یہ آواز بڑی ہی لرزہ خیز معلوم ہو رہی تھی آواز خاموش ہوگئی' برادر جون ایک بار پھر کالوبی کو تسلی دینے لگا اور پھر ایک کالے بادل نے آگے بڑھ کر چاند کو اپنی آغوش میں لے لیا مہیب جنگل میں مہیب تاریکی چھاگئی میں برادر جون کی یہ بات سمجھا بھی یا نہیں۔ پھر دفعتاً" مجھے ایک خوف ناک سائے کا احساس ہوا' میں اسے کوئی اور نام نہیں دے سکتا' یہ سایہ اندھیرے سے زیادہ کالا تھا جو میدان کے ایک سرے پر سے حیرت انگیز تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہا تھا دوسرے لمحے اس جگہ سے 'جہاں میں بیٹھا ہوا تھا' چند فٹ دور سے کچھ سرسراہٹ کی سی آواز سنائی دی' اسکے فوراً بعد ہی ایک گھٹی ہوئی چیخ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ سایہ اسی طرف جارہا تھا جس طرف سے آیا تھا۔

"کیا ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"دیا سلائی جلاؤ" برادر جون نے جواب دیا۔" میرے خیال میں کچھ ہوا ہے" میں نے جلدی سے دیا سلائی کی تیلی جلائی' ہوا چونکہ بند تھی اسلئے اس کا شعلہ الف کی طرح کھڑا رہا۔ اسکی روشنی میں پہلے مجھے اپنے ساتھیوں کے حیرت زدہ چہرے نظر آئے اور پھر کالوبی جو کھڑا ہوگیا تھا اور اپنا دائیاں بازو ہوا میں لہرا رہا تھا جی ہاں۔ دایاں بازو' جس سے خون ٹپک رہا تھا اور جس کا ہاتھ غائب تھا۔

"دیوتا آیا تھا اور میرا ہاتھ لے گیا ہے "کالوبی نے کراہ کر روتی آواز میں کہا۔ کسی نے کچھ بھی نہ کہا۔ سب پر ایک سناٹا طاری تھا لیکن ہم نے تیلیوں کی روشنی میں کالوبی کے بازو پر پٹیاں کسنے کی کوشش ضرور کی۔

اندھیرا اور بھی زیادہ گہرا ہوگیا اور اس مہیب جنگل کی مکمل ترین خاموشی میں ہمارے تنفس کی آواز گونجتی رہی کبھی کبھار کسی مچھر کی بھنبھناہٹ بھی خاموشی کو لرزا دیتی کبھی کوئی

مگرمچھ جھیل میں پھاند پڑتا۔ تو اس کے جھپاکے کی آواز فضا میں لہریں سی پیدا کردیتی اور کالوبی ہولے ہولے کراہ رہا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد ایکبار پھر میں نے اسی خوفناک سائے کو اپنی طرف لپکتے دیکھا میرے بائیں طرف سے ایکبار پھر سرسراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ہیس میرے اور کالوبی کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد ایک طویل آہ۔

وہ جو بادشاہ تھا چلا گیا۔" ہیس نے سرگوشی کی "میں نے اسے جاتے ہوئے محسوس کیا' جیسے ہوا اسے اڑ کر لے گئی ہو جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا وہاں اب کچھ نہیں ہے۔"

یکایک چاند بادلوں میں سے نکل آیا۔ اور اسکی مریضانہ روشنی میں' میں نے دیکھا۔

میرے خدا۔ میدان کے سرے پر اور کوئی تیس گز دور... شیطان جیسے کسی بھٹکی ہوئی روح کو تلف کر رہا تھا... شیطان ......جی ہاں ..... وہ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا' اس زبردست بھورے اور کالے رنگ کی مخلوق نے دبلے پتلے کالوبی کو دبوچ رکھا تھا یہ دوزخی عفریت کالوبی کا سر نگل گیا تھا اور اب اپنے بڑے بڑے کالے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے اڑا رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ کالوبی مرچکا تھا لیکن شاید اسکی ٹانگوں میں اب بھی جان باقی تھی کیونکہ وہ آہستہ آہستہ ہل رہی تھیں۔

میں اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور رائفل کی نالی کی زد میں اس کے ماتھے کو لے لیا میں نے لبلبی دبا دی اب یا تو ٹوپی یا پھر بارود ہمارے حالیہ سفر کے دوران ختم ہوگئی تھی چنانچہ گولی فوراً ہی نکل چلی بلکہ ایک لمحہ سے بھی کم وقت کے لئے رکی رہی اس بے انتہا کم وقت میں بھی اس شیطان نے ـــــ اس سے بہتر نام میں اسے دے ہی نہیں سکتا ـــــ مجھے دیکھ لیا یا شاید وہ شعلہ دیکھا جو نالی پر چمک رہا تھا۔ بہرحال اس نے کالوبی کو پھینک دیا۔ اور اس طرح جیسے وہ سمجھتا ہو کہ اس شعلے کا کیا مطلب ہے اس نے اپنے دونوں زبردست بازو اٹھائے جیسے پنجوں سے اپنا چہرہ ڈھکنے جارہا تھا۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ اس کے بازو حیرت انگیز حد تک لمبے اور کسی پہلوان کی رانوں کی طرح سوئے تھے

اور پھر رائفل گرجی اور میں نے اس کی گولی اس کے جسم پر لگنے کی آواز سنی اس

شیطان کا ایک بازو کٹے ہوئے ٹہنے کی طرح لٹک گیا۔ اور پھر جنگل گرج کی خوفناک اور مسلسل آوازوں سے گونج اٹھا ہر گرج زخمی کتے کی سی۔۔۔۔ یعنی "واؤ" کی آواز پر ختم ہوتی تھی۔

"باس! گولی اس کے لگی ہے ہیس نے کہا۔ اور وہ بھوت بھی نہیں ہے کیونکہ وہ تکلیف سے بیتاب ہے تاہم وہ بڑا جانوار ہے۔"

ذرا قریب آجاؤ" میں نے کہا۔ اور اپنے بھالے آگے اٹھا رکھو تاکہ میں بندوق بھرلوں" یہ احتیاط اسلئے ضروری تھی کہ کہیں وہ شیطان دفعتاً" ہم پر حملہ نہ کردے لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی بلکہ ساری رات نہ تو وہ ہمیں کہیں نظر آیا اور نہ ہی ہم نے اسکی آواز کو سنا۔ اور میں تو یہ سمجھنے لگا۔ کہ بندوق کی گولی اس کے کسی نازک حصے میں پیوست ہوگئی ہے اور وہ بڑا بندر مرگیا ہے۔

ایسی خوف ناک اور آزمائشی رات کا تجربہ ہم میں سے کسی کو پہلے کبھی نہ ہوا تھا آخر کار صبح طلوع ہوئی ہم لوگوں کے چہرے سفید تھے اور دھند میں بیٹھے سردی سے کانپ رہے تھے سامرس اس سے مبرانہ تھا کیونکہ وہ مارو کے شانے پر سر رکھے بڑے آرام اور اطمینان سے سورہا تھا۔

یہ بے فکر نوجوان ایسا حلیم الطبع تھا اور اسکے احساس ایسے تھے کہ جب قیامت کے دن اسرافیل صور پھونکیں گے تو سامرس میرے خیال میں پوری دنیا کے آخر میں بیدار ہوگا اور جب ہم نے اسے بیدار کیا۔ اور وہ دو چار انگڑائیاں اور جمائیاں لے چکا تو میں نے یہی بات اس سے کہی۔

"کوارٹرمین"! تمہیں مجھ ہی کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے" وہ بولا"۔ یعنی یہ دیکھو کہ میں تازہ دم ہوں اور تم سب ایسے معلوم ہورہے ہو جیسے کسی رقص کی محفل میں رات بھر ناچتے کر آئے ہو۔ وہ کالوبی کو تلاش کیا اب تک یا نہیں؟"

تھوڑی دیر بعد دھند ذرا چھٹی تو ہم ایک قطار میں کالوبی کو تلاش کرنے چلے اور مناسب ہوگا کہ میں نہ یہ بیان کروں کہ ہمیں اسکی لاش کس حال میں ملی۔ کالوبی ظالم اور

بیدرد تھا جیسا کہ اس غریب چرواہے کہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے تاہم اسکی لاش دیکھ کر میرا دل پگھل گیا بہر حال اس دنیا میں کالوبی کے خوف اور پریشانیوں کا خاتمہ ہوچکا تھا۔

کالوبی کے ٹکڑے اس تابوت میں رکھ دیئے گئے جو کوما کی مہربانی سے ہمیں قبرستان میں ہی مل گیا تھا۔ برادر جون آخری دعا پڑھ چکا تھا تو کافی بحث و مباحثہ کے بعد ہم لوگ اس راستہ کی تلاش میں چلے جو مقدس پھول کے "گھر تک جاتا تھا لیکن حال یہ تھا کہ ہم میں سے کسی کا دل ٹھکانے نہ تھا ابتدائی سفر آسان رہا۔ کیونکہ ایک راستہ جو بہر حال نظر آتا تھا قبرستان کے کنارے سے شروع ہوکر ڈھلان چڑھ گیا تھا ایسے گھنے جنگل میں سفر دشوار ہوتا ہے خوش قسمتی سے اس جنگل میں بیلیں بہت کم تھیں لیکن بلند و بالا درختوں کی چوٹیاں اوپر آپس میں اس طرح ملی ہوئی تھیں کہ آسمان نظر نہ آتا تھا چنانچہ اکثر جگہ رات کا سا اندھیرا تھا۔

یہ سفر عمر بھر یاد رہے گا' اگر اس وقت کوئی ہمیں دیکھتا تو دیوانہ سمجھ لیتا کیونکہ ہم دیوانوں کی طرح دوڑ دوڑ کر ایک ایک درخت کے قریب پہنچ رہے تھے۔ اور ان دندانوں کو تلاش کررہے تھے جن کا ذکر مرحوم کالوبی نے کیا تھا۔ کہ یہ دندانے اس راستہ کا پتہ دیتے تھے جس کی ہمیں تلاش تھی اسکے علاوہ ہم باتیں بھی سرگوشیوں میں کررہے تھے کیونکہ خوف تھا مبادا ہماری آواز اس خوف ناک دیوتا کو ہماری طرف متوجہ نہ کردے ایک دو میل کے سفر کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ ہماری احتیاط کے باوجود دیوتا ہماری طرف متوجہ تھا کیونکہ ہمیں کبھی کبھار درختوں کے موٹے موٹے تنوں کے درمیان ایک زبردست سائے کی جھلک نظر آجاتی تھی جو ٹھیک ہمارے متوازی چل رہا تھا ہیس نے اصرار کیا میں اس پر گولی چلادوں لیکن میں تیار نہ ہوا کیونکہ نشانہ خطا ہوجانے کا امکانات بہت زیادہ تھے اور میرے پاس صرف تین شاٹ یا تین ٹوپیاں تھیں چنانچہ احتیاط لازمی ہے۔

ایک جگہ رک کر ہم نے مشورہ کیا۔ اور طے پایا کہ یہاں رک کر دیوتا کا انتظار کرنا حماقت تھی چنانچہ آگے ہی بڑھتے رہنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ہم حتی الامکان شانہ بشانہ آگے بڑھے۔

بندوق چونکہ میرے پاس تھی اس لئے میں آگے چل رہا تھا اور کم سے کم اس جنگل میں میر کارواں بننا مجھے پسند نہ تھا۔ ہم نے کوئی آدھے میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک بار پھر وہی نقارے کی سی آواز دی میرے خیال میں دیوتا سینہ کوٹ رہا تھا اور اس سے یہ آواز پیدا ہوا کرتی تھی البتہ اس دفعہ کی آواز سے' جو گزشتہ رات ہم نے سنی تھی' قدرے مختلف تھی' یعنی اس آواز کی طرح مسلسل اور ایک لے میں نہ تھی۔

"ہاہا ہیس نے کہا۔ وہ شیطان اب صرف ایک چوب سے ڈھول پیٹ رہا ہے کیونکہ دوسری چوب باس کی گولی نے توڑ دی ہے۔"

ہم لوگ کچھ آگے بڑھے تھے کہ دیوتا گرجا' ہمارے بہت قریب اور اتنے زور سے پوری فضا تھرتھرا گئی "چوب چاہے بیکار ہوگئی ہو ہیس لیکن خود ڈھول کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے" میں نے کہا سوگز اور آگے بڑھے۔ اور آفت آگئی۔

ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک درخت گر گیا تھا چنانچہ جگہ پاکر روشنی جنگل میں در آئی تھی درخت معلوم ہوتا تھا۔ کئی برس پہلے گرا تھا' کیونکہ اس کے تنے پر کائی کی موٹی تہ تھی درخت کے اس طرف یعنی ہماری طرف سے چالیس فٹ تک کھلی جگہ تھی اور دن کی روشنی ایک موٹی لکیر کی طرح سیدھی اس جگہ میں اتر آئی تھی۔ میں نے اس گرے ہوئے درخت کی طرف غور سے دیکھا تو اسکے پیچھے سائے میں دو چمکتی ہوئی آنکھیں نظر آئیں اور پھر غور سے دیکھا تو اس عفریت کا سر بھی نظر آگیا میں بیان نہیں کرسکتا کہ وہ سر کیسا تھا صرف یہی کہہ سکتا ہوں وہ کسی بہت بڑے عفریت کے سر کی طرح تھا اور چہرہ پر انگارہ سی آنکھیں اور ان پر جھکی ہوئی گھنی بھنویں اور منہ کے دونوں طرف باہر کو نکلے ہوئے دو پیلے اور نیلے دانت۔

اس سے پہلے کہ میں بندوق اٹھاتا ایک دل ہلا دینے والی چیخ کے ساتھ وہ عفریت ہمارے سروں پر تھا۔ میں نے اس کے دیو جیسے قد کو گرے ہوئے درخت کے تنے پر سے گزرتے دیکھا چشم زون میں وہ حیرت انگیز تیزی سے انسان کی طرح دو ٹانگوں پر بھاگتا ہوا میرے قریب سے گزر رہا تھا اس کا سر ذرا جھکا ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ اس کا وہ بازو جو

میری طرف تھا بے جان سے جھول رہا تھا۔ ابھی میں گھوما ہی تھا کہ ایک خوفناک چیخ سے جنگل گونج اٹھا اور میں نے دیکھا کہ وہ عفریت ہمارے مازیتوں جیری کو پکڑ چکا تھا اور اپنے سینہ کی طرف کھینچے لئے جا رہا تھا۔ قارئین مازیتوں کے بھیانک دیوتا کی جسامت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں۔ کہ جیری جیسا طویل القامت اور پورا جوان آدمی اسکی گرفت میں ایک بچہ کی طرح معلوم ہوتا تھا مارو جنگلی بھینسے کی طرح بہادر تھا چنانچہ اس نے بلا جھجک وہ بھالا جو اسکے ہاتھ میں تھا عفریت کے پہلو میں اتار دیا اور پھر ان سب نے اس دیوتا پر حملہ کردیا۔ سوئے میرے کیونکہ میں ایک ترکیب سوچ رہا تھا جو میرے خیال میں کسی قابل ضرور تھی برادر جون 'سامرس' ہیس اور مارو ...... سب کے سب اپنے اپنے بھالے سے اس دیو گوریلے پر حملے کر رہے تھے اور اس چھوٹے سے میدان میں یہ عجیب جنگ ہو رہی تھی حالانکہ بھالوں کے وار گوریلے کے لئے۔ کیونکہ وہ گوریلا ہی تھی۔ ایسے ہی تھے جیسے کہ ہم میں سے کسی کو سوئی کی نوک چبھ جائے' یہ میرے ساتھیوں کی خوش قسمتی تھی کہ گوریلا جیری کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا' اور چونکہ اس کا صرف ایک ہی بازو سالم تھا اور اس سے وہ جیری کو دبوچے ہوئے تھا۔ اس لئے وہ حملہ آوروں پر صرف غرا ہی سکتا تھا۔ بیشک وہ اپنی ٹانگ اٹھا کر کسی ایک کو رگید سکتا تھا لیکن اس طرح وہ صرف ایک ٹانگ پر اپنا بھاری جسم سنبھال نہ سکتا تھا اور یقیناً لڑھک جاتا۔

آخر کار گوریلے نے جیری کو گھما کر برادر جون اور ہیس پر پھینک دیا۔ وہ دونوں جیری کا بوجھ نہ سہہ سکے اور دھڑام سے گرے اب وہ عفریت مارو کی طرف لپکا۔ موخر الذکر نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے بھالے کا پچھلا حصہ یعنی پیتل کے خول کا سرا خود اپنے سینہ پر رکھ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ گوریلے نے جب مارو کو دبوچ کر اپنے سینہ سے بھینچنا چاہا تو بھالے کا پھل خود اس کے سینے میں اتر گیا۔ درد محسوس کرکے اس نے مارو کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنے الٹے ہاتھ کے ایک ہی تھپڑ سے سامرس کو کئی فٹ دور تک پھینک دیا اور پھر اس نے ایک ہی ضرب میں مارو کا کچومر بنا دینے کے لئے اپنا زبردست ہاتھ اٹھایا۔ اور یہی وہ موقع تھا جس کا میں منتظر تھا اب تک میں نے اس خوف سے گولی نہ چلائی تھی کہ کہیں اپنے ہی کسی ساتھی کو زخمی نہ کردوں اور اب تھوڑی دیر کے لئے میرے ساتھی اس سے دور تھے میں نے جلدی سے بندوق اٹھائی اور اس کے سرکوزد میں لے کر لبلبی دبا دی نالی سے نکلتا ہوا دھواں ہوا میں تحلیل ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ گوریلا یوں بے حرکت کھڑا ہوا تھا جیسے بت بن گیا ہو۔ دفعتاً اس نے اپنا سالم ہاتھ بلند کیا اپنی جلتی ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا دیں ایک خوفناک آواز حلق سے نکالی اور ڈھیر ہو گیا گولی اسکے کان کے عین پیچھے سے داخل ہو کر اس کے بھیجے میں داخل ہو گئی تھی' جنگل کی مکمل خاموشی جیسے ہم پر دھنس آئی کیونکہ بہت دیر تک ہم میں سے نہ تو کسی نے جنبش کی اور نہ ہی کچھ کہا پھر نیچے کائی میں سے مجھے ایک باریک مری ہوئی آواز سنائی دی۔

"بے حد عمدہ نشانہ" اس آواز نے کہا۔ قابل تعریف' لیکن اگر باس دیوتا کو مجھ غریب پر سے اٹھالیں تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا۔

"شکریہ ادا کروں گا۔" کے الفاظ بتدریج مدہم ہوتے ہوئے ڈوب گئے اور اس میں تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ ہیس بیچارہ بے ہوش ہو گیا تھا وہ مردہ گوریلے کے نیچے دبا پڑا تھا۔ البتہ صرف اسکی ناک اور مردہ عفریت کے بدن کے نیچے چپاتی بن گیا ہوتا۔ بڑی کوششوں کے اور دقتوں کے بعد ہم گوریلے کو ہیس پر سے لڑھکانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسکے حلق میں وسکی کے قطرے ٹپکائے تو اس کا حیرت انگیز اثر ہوا۔ چند سیکنڈ بعد ہی ہیس

اٹھا اور ریت پر پڑی ہوئی مچھلی کی طرح لمبے لمبے سانس لے کر مزید وسکی طلب کرنے لگا۔ برادر جون کو یہ ہدایت کرکے وہ ہیس کا معائنہ کرلے کہ وہ زخمی تو نہیں میں جیری کی خبر معلوم کرنے چلا پہلی ہی نظر کافی تھی جیری مرچکا تھا۔ گوریلے نے اسے یوں چرمر کردیا تھا جس طرح اژدھا مینڈھے کے گرد کنڈلی مار کر اسکی ہڈیوں کا چورا کردیتا ہے برادر جون نے مجھے بعد میں بتایا کہ گوریلے کی زبردست گرفت میں جیری کے دونوں بازو تقریباً ساری پسلیاں اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

میں اکثر سوچتا ہوں کہ یہ کیا بات ہوئی کہ گوریلا ہم سب کو چھوڑ کر قطار کے آخری میں پہنچا اور اپنے غصہ کا ہدف جیری کو بنایا؟ اس کا جواب میں صرف یہی دے سکتا ہوں کہ چونکہ جیری گزشتہ رات کالونی کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس نے جیری کو اسکی بو سے پہچان لیا لیکن پھر کالونی کے دوسری طرف ہیس بھی تو بیٹھا ہوا تھا؟ اس سوال کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ ہنس کے جسم کی بو وہ نہ تھی جس سے وہ نفرت کرتا اور اس بو والے کو مار ڈالنا اس عفریت نے سیکھا تھا یا پھر یہ بات ہو کہ جیری کے بعد وہ ہیس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہو۔

جیری کی اب ہم ظاہر ہے کہ کوئی مدد نہ کرسکتے تھے چنانچہ اب ہم آپس میں ایک دوسرے کا معائنہ کرنے لگے کسی کو کوئی گہرا زخم نہ آیا تھا۔ البتہ چند خراشیں سب کے جسم پر آئی تھیں اور سامرس کا نصف سے زیادہ لباس غائب تھا اور ہم نے پونگو لوگوں کے دیوتا کا معائنہ کیا' حقیقت میں وہ بڑا ہی خوفناک گوریلا تھا۔ اس کا وزن اور قد معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا چنانچہ اسکے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ ایسا پہاڑ کا پہاڑ بندر (بشرطیکہ گوریلا بندر ہو) میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ بے ہوش ہیس کے ہوش میں آنے کے بعد ہمیں اس دیوتا کی کھال اتارنے کے لئے ادھر سے ادھر لڑھکانے کے لئے ہم پانچ آدمیوں کو اپنے جسم کی پوری قوت صرف کرنی پڑی تھی اس کا قد میرے اندازے کے مطابق سات فٹ کا رہا ہوگا اور یہ بندر بوڑھا بھی تھا۔ چنانچہ اس کا اتنا بوجھل اور وزنی ہونا واقعی حیرت انگیز بات تھی اسکے بہت بوڑھے ہونے کا اندازہ

آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اسکے دانت کثرت استعمال سے نصف سے زیادہ گھس گئے تھے۔ حتیٰ کہ اسکا ننگا سینہ بھی' جسے سیاہ ہونا چاہئے بھورا تھا اسکی عمر کا صحیح اندازہ لگانا تو ناممکن ہے تاہم کوئی بھی اسے دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ اسکی عمر دو سو بیس یا اس سے کچھ زیادہ ہی ہو گی جیسا کہ موٹا مبوٹے کہا تھا۔

سامرس نے کہا اسکی کھال اتار لی جائے حالانکہ اس کا تو کوئی امکان نظر نہ آتا تھا کہ ہم اسکی کھال اپنے ساتھ لے جا سکیں گے تاہم میں نے سوچا کہ کیا پتہ ہے اس کھال کو بچانے میں کامیاب ہو جائیں اور اسی موہوم کے سہارے میں اس کام میں اپنے ساتھیوں کا ہاتھ بٹانے لگا۔ حالانکہ برادر جون "فضول کی زحمت" اور وقت ضائع کرنے کے متعلق مسلسل بڑبڑاتا رہا لیکن ہم اپنے کام میں لگے رہے اور ایک گھنٹہ کی انتھک کوشش کے بعد اسکی وزنی کھال الگ کرنے میں کامیاب ہو گیا جو اتنی موٹی تھی کہ بھالوں کے پھل اسے چیر کر گوشت تک پہنچ نہ پائے تھے وہ گولی جو میں نے گزشتہ رات چلائی تھی۔ بازو کی اوپری ہڈی میں پیوست تھی' حالانکہ وہ ہڈی توڑ نہ سکی تھی تاہم بازو کو بیکار کر گئی تھی۔ اور یہ اچھا ہی تھا کیونکہ اگر یہ عفریت اپنے دونوں بازو استعمال کر سکتا تو اپنے حملے میں جیری کے علاوہ ہم میں سے کسی اور کا بھی کچومر بنا دیتا۔ ہاتھوں کے علاوہ اسکے پورے جسم کی کھال اتاری جا چکی تو ہم نے اسے اس جگہ جہاں درخت کے گرنے کی وجہ سے دھوپ اتر آئی تھی بچھا کر اسکے کناروں پر کھونٹے ٹھوک دیئے تاکہ وہ خشک ہو جائے اس طرف سے فرصت پا کر جیری کو گرے ہوئے درخت کے کھوکھلے تنے میں دفن کر دیا گیا' پھر ہم نے نیم کائی سے منہ ہاتھ دھوئے اور جو کچھ ذخیرہ بچ رہا تھا اس میں سے کھانا کھایا اور جب ہم آگے روانہ ہوئے تو نسبتاً بشاش تھے بے شک جیری مر گیا تھا' لیکن ساتھ ہی وہ خوفناک دیوتا بھی مارا گیا تھا چنانچہ اب ہم محفوظ اور مطمئن تھے۔ اس گرے ہوئے درخت سے تھوڑی دور پر ہم پھر ایک میدان میں نکل آئے یہ وہی میدان تھا جو دیوتا کا باغ کہلاتا تھا۔ اور جہاں کالوبی سال میں دو دفعہ مقدس بیج بکھیرنے آیا کرتے تھے۔ پہاڑ کی گویا زینہ دار ڈھلان پر پھیلا ہوا یہ خاصا وسیع و عریض باغ تھا اور غلہ اگ رہا تھا اور یہی غلہ دیوتا کی غذا تھی کیونکہ اکثر

...وں سے پتہ چلتا تھا کہ دیوتا جب بھی بھوکا ہوتا ہو گا۔ یہاں آکر ہاتھ مار لیتا ہو گا۔ باغ ...تھا اور اس میں کسی بھی جگہ گھاس نہ اگ رہی تھی میں سوچنے لگا کہ دیوتا کے باغ کی ...بھال کون کرتا ہو گا؟ اور مجھے یاد آیا کہ کالوبی نے بتایا تھا کہ دیوتا کے باغ کی دیکھ بھال ...عورتیں کرتی ہیں جو مادر گل کی خدمت پر معمور ہیں اور جو عموماً بہری یا پھر گونگی ہوتی ...

دیوتا کا باغ عبور کر کے ہم تیزی سے پہاڑ پر چڑھنے لگے راستہ نسبتاً ہموار اور سیدھا ...اور ہم نے دیکھا کہ ہم آتش فشاں کے دہانے کے قریب پہنچ رہے تھے ہمارا اشتیاق اس ...نا کو پہنچا ہوا تھا کہ ہم کسی سے کچھ کہے بغیر دیوانہ وار اوپر چڑھ رہے تھے اور برادر جون ...کا یہ حال تھا کہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے باوجود ہم سے کئی قدم آگے تھا۔ چنانچہ منزل پر سب ...پہلے وہی اور اسکے بعد سامرس پہنچ گیا اور میں نے دیکھا کہ برادر جون یوں بیٹھ گیا جیسے ...پر غشی طاری ہو گئی ہو اور سامرس بھی حیرت زدہ تھا۔

میں دوڑ کر انکے قریب پہنچا اور دیکھا کہ دوسری طرف ایک عمودی ڈھلان تھی جس ...ایک بھی درخت نہ اگ رہا تھا جو ایک خوبصورت جھیل کے کنارے جا کر ختم ہو گئی ...جھیل کوئی دو سو ایکڑ میں پھیلی ہوئی تھی اس جھیل کے' جو بعد میں معلوم ہوا تھا اس ...بیچ میں ایک جزیرہ تھا جس کا رقبہ بیس پچیس ایکڑ سے زیادہ نہ تھا جزیرہ زرخیز تھا کیونکہ ...پر ہمیں کھیت' کھجور کے اور دوسرے پھل دار درخت نظر آ رہے تھے' جزیرے کے ...بیچ میں ایک صاف ستھرا مکان تھا جس کی چھت حالانکہ پھونس کی تھی لیکن خود عمارت ...دنیا کی معلوم ہوتی تھی کیونکہ وہ افریقی جھونپڑیوں کی طرح گول نہیں بلکہ مستطیل ...اس مکان سے کچھ دور چند جھونپڑیاں تھیں اور اس کے سامنے ایک مختصر سا احاطہ تھا ...کے چاروں طرف بلند دیوار تھی اور اس میں بانس گاڑ کر چٹائی کی چھت ڈالی گئی تھی ...یہ انتظام کسی چیز کو دھوپ اور ہوا سے بچانے کے لئے کیا گیا ہو' میں شرط بدلنے کے ...تیار ہوں کہ وہی مقدس پھول کا گھر ہے۔ سامرس نے کہا۔ وہ دیکھو سورج کے رخ ...ذرا اوپر اٹھا دی گئی ہے اور وہ کھجور کے درخت اس کے چاروں طرف اس لئے

اگائے گئے ہیں کہ پھول سائے میں رہے۔ "مادر گل" وہاں رہتی ہے برادر جون نے مکان کی طرف انگلی اٹھا کر سرگوشی میں کہا' کون ہے وہ؟ خدایا کون ہے وہ؟ کہیں میرا اندازہ غلط نہ ہو' خدایا اگر ایسا ہوا تو پھر میں برداشت نہ کرسکوں گا۔ یوں اندازہ لگانے سے کچھ نہ ہوگا چنانچہ آؤ چل کر معلوم کریں۔ میں نے کہا اور ہم تقریباً بھاگتے ہوئے ڈھلان اترنے لگے۔

پانچ منٹ بعد ہی ہم اس کے قدموں میں تھے اور حالانکہ تھکے ہوئے تھے اور ہماری سانس پھول رہی تھی۔ اس کے باوجود ہم نرسلوں میں ڈونگا تلاش کررہے تھے جس کا ذکر کالوبی نے کیا تھا تھوڑی دیر بعد ہی ہنس نے جو ہمارے بائیں طرف تھا اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر سیٹی بجائی ہم دوڑ کر اس کے قریب پہنچے۔

"یہ ہے باس" اس نے نرسلوں کے جھنڈ میں اشارہ کیا۔ ہم نے نرسل ہلائے تو ڈونگا نظر آیا جو اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت چودہ آدمی سوار ہوسکتے تھے اس میں چپو بھی پڑے ہوئے تھے دو منٹ بعد ہی ہم ڈونگے میں اور اسے جزیرے کی طرف کھے رہے تھے۔

ہم لوگ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اس طرف بانسوں کا پلیٹ فارم سا بنا ہوا تھا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ صرف میں نے ڈونگا ایک بانس سے باندھ دیا کیونکہ دوسروں نے یہ احتیاط ضروری نہ سمجھی تھی۔ چند ثانیوں بعد ہی ہم ایک پگڈنڈی پر تھے جو کھیتوں میں سے گزر رہی تھی۔ میں بھری ہوئی رائفل لئے آگے آگے چل رہا تھا کیونکہ کیا پتہ کوئی ہم پر حملہ ہی کردے اول تو جزیرے کی خاموشی اور پھر کسی جگہ کوئی انسان نظر نہ آرہا تھا چنانچہ ممکن تھا کہ حملہ آور گھات لگائے بیٹھے ہوں کیونکہ آپ جانئے یہ تو ممکن ہی تھا کہ کسی نے ہمیں جھیل عبور کرتے نہ دیکھا ہو بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جزیرہ ویران کیوں نظر آرہا تھا اسکی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ وہ دوپہر کا وقت تھا اور اسوقت غلام کھانا کھانے اور آرام کرنے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں چلے جاتے تھے۔ دوم یہ کہ "نگہبان" نے جیسا کہ اس عمارت کو کہا جاتا تھا' ہمارا ڈونگا دیکھ لیا تھا۔ لیکن وہ یہ سمجھتی تھی کہ کالوبی مادر گل کے پاس آرہا ہے۔ اب چونکہ مادر گل اور کالوبی کی ملاقات ایک مذہبی رسم یقین کی جاتی تھی اور دونوں کا بالکل تنہائی میں ملنا ضروری تھا اس لئے نگہبان سوچ سے ٹل گئی تھی' پہلے ہم اس

لے کے قریب پہنچے جس پر چٹائی کی چھت پڑی ہوئی تھی سامرس دوڑ کر دیوار کے اوپر گیا اور دوسری طرف جھانکنے لگا۔

دوسرے ہی لمحہ وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا وہ دیوار پر سے اس طرح دھم سے نیچے آیا تھا کسی نے اسکے ماتھے پر بندوق کی گولی پیوست کردی ہو۔

"خدا کی قسم" وہ بولا۔ "اوہ.... خدا کی قسم"

اس سے زیادہ اسکی زبان سے اور کوئی لفظ نہ نکلا حالانکہ میں نے اس پر سوالات کی بھاڑ کردی تھی۔

اس احاطے سے پانچ قدم دور نرسلوں کی بلند باڑ تھی جو مکان کے چاروں طرف بنی تھی اس باڑ میں نرسلوں کا ہی ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا' میں دبے پاؤں' کیونکہ ری طرف سے کچھ آوازیں آرہی تھیں' ادھر کھلے دروازے کے قریب پہنچا اور جھانک اندر دیکھا چار پانچ فٹ دور ایک لان تھا اس میں ایک کمرے کا دروازہ تھا اور کمرے پر میز پر کھانا چنا ہوا تھا۔

برآمدے میں چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور ان پر دو سفید فام عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں عورتوں نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ حیرت انگیز حد تک سفید تھا اور اس کے کناروں پر جھالر لٹکی ہوئی تھی۔ دونوں عورتوں نے مقامی سونے کے زیورات پہن رکھے تھے ان سے ایک کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی وہ دوہرے بدن کی تھی' رنگت آنکھیں نیلی اور بال سنہری جو اسکی کمر تک آتے تھے دوسری کی عمر بیس برس کی رہی اسکی رنگت بھی سفید تھی لیکن اسکی آنکھیں بھوری تھیں اور اس کے لانبے بال مائل بھورے تھے یہ لڑکی لانبے قد کی اور بے حد حسین تھی معمر عورت دعا مانگ رہی تھی اور لڑکی خالی خالی نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ اور سن رہی تھی۔

"خدایا!" عورت نے کہا۔ مسیح کے واسطے ہم دونوں کے حال پر رحم کر اور اگر ممکن ہمیں ان وحشیوں میں سے نکال دے۔ تیرا احسان ہے کہ تو نے اب تک ہماری حفاظت کی ہے اور اتنے برسوں سے ہمیں تندرست رکھا ہے۔ اے خدا' تیرے سوا کوئی

ہمارا سہارا نہیں ہے اور تو ہی ہماری مدد کر سکتا ہے۔ اے خدا! تو چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے، میری دعا قبول کر۔ میرا شوہر زندہ ہو اور پروردگار ہمیں ملا دے اور اگر وہ مر چکا ہے اور اس دنیا میں ہمارے لئے اب کچھ باقی نہیں رہ گیا تو اے خدا ہمیں بھی اٹھا لے یہ عورت دعا مانگ رہی تھی اور آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

"آمین" عورت نے کہا اور اسکے قریب بیٹھی ہوئی لڑکی نے بھی عجیب لہجے میں ؟ "آمین" کہی۔

میں نے برادر جون کی طرف دیکھا' اس نے بھی کچھ سن لیا تھا اور اس پر کچھ ایسا سناٹا طاری تھا کہ نہ وہ کچھ بول سکتا اور نہ جنبش کر سکتا تھا۔

"اسے تھامے رکھنا" میں نے سامرس اور مارو سے کہا "میں اندر جاکر ان دونوں سے بات چیت کرتا ہوں۔"

میں نے رائفل ہیس کے ہاتھ میں تھما دی' ہیٹ اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور دروازہ کھولا اندر داخل ہوا' اور دونوں عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ذرا اونچی آواز میں کھنکھارا۔

دونوں عورتیں جو اٹھ کھڑی ہوئی تھیں' میری طرف یوں دیکھنے لگیں جیسے میں کوئی بھوت ہوں۔

خواتین! میں نے کمر میں سے خم ہو کر کہا۔ گھبرانے اور خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کبھی کبھی دعا قبول کرلیتا ہے۔ بہرحال میں اس پارٹی کا ایک رکن ہوں جو بڑی مشکلوں کے بعد یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اب اجازت ہو تو میں اپنے ساتھیوں کو بلا لوں۔

چند منٹ تک دونوں عورتیں میری صورت تکتی رہیں آخرکار معمر عورت نے کہا۔

"یہاں میں مادر گل ہوں اور وہ اجنبی مارا جاتا ہے جو مادر سے گفتگو کرتا ہے اور اگر واقعی تم انسان ہو تو پھر یہاں تک زندہ کیسے آگئے۔؟

"یہ ایک طویل داستان ہے" میں نے جواب دیا۔ تو ہم اندر آجائیں؟ رہی مارے

جانی کی بات تو یہ خطرہ مول لینے کے لئے ہم تیار ہیں مناسب ہوگا کہ میں یہ بھی بتادوں کہ پارٹی میں ہم تین سفید فام ہیں۔ دو انگریز اور ایک امریکی۔"

"امریکی!" معمر خاتون چیخ پڑی "امریکی کیسا ہے وہ؟ کیا نام ہے اس کا؟"

"وہ" میں نے جواب دیا' کیونکہ اب میرے اعصاب جواب دے رہے تھے اور میں گڑبڑا گیا۔ یہ لمبی سفید ڈاڑھی اور اس کا نام عیسائی ہے۔ برادر جون ہے۔ ہم اسے برادر جون کہتے ہیں' وہ آپ کی اس سہیلی سے میں نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا ایک حد تک مشابہ ہے۔ میں ایک اکھڑ شکاری ہوں چنانچہ کسی راز کو افشاں کرنے کے طریقے سے واقف نہیں ہوں نتیجہ یہ ہوا کہ دفعتاً" اس معمر خاتون کی حالت عجیب ہو گئی اور میں اس خیال سے کانپ گیا۔ کہ کہیں اسے شادی مرگ نہ ہو جائے گرنے سے بچنے کے لئے اس نے لڑکی کی گردن میں اپنی بانہیں ڈالیں خود لڑکی کی حالت بھی ایسی ہو رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا وہ بھی مر جائیگی کیونکہ اس نے اگر ہماری گفتگو کا ہر لفظ نہیں بھی سمجھا تھا تب بھی بہت کچھ سمجھ لیا تھا اور پھر بات بھی تھی کہ اس نے پہلے کبھی سفید فام مرد نہ دیکھا تھا۔

"مادام! مادام!" میں نے جلدی سے کہا خدارا سنبھلیے اتنی بہت سی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد سکھ سے ڈھے جانا حماقت ہے تو برادر جون کو بلالوں؟ وہ ایک مبلغ ہے چنانچہ مناسب موزوں الفاظ میں آپکو تسلی دیگا جو میں نہیں کر سکتا کیونکہ میں ایک شکاری ہوں۔

"معمر عورت سنبھلی' اس نے آنکھیں کھول لیں اور کہا۔"

"انھیں یہاں بھیج دیجئے۔"

میں نے دروازہ چوپٹ کھول دیا دوسری طرف میرے ساتھی کھڑے ہوئے تھے برادر جون بھی اب سنبھل چکا تھا چنانچہ اس کا ہاتھ پکڑ کر میں نے اسے اندر گھسیٹ لیا اور پھر عورت اور وہ ایک دوسرے کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے لڑکی کی آنکھیں بھی پھیل گئی تھیں۔

"الزبتھ! جون نے کہا۔"

معمر عورت کے منہ سے چیخ نکل گئی اور پھر۔

"میرے سرتاج" اس نے کہا اور دوڑ کر جون سے لپٹ گئی میں نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

"ایلن" جب ہم دروازے کے قریب سے ہٹ آئے تو سامرس نے کہا۔ تم نے دیکھا ہے۔؟

"اسے؟" "کس کو؟"

وہی یار۔ وہ لڑکی جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔ بے حد خوبصورت ہے۔ اپنی زبان کو لگام دو بیوقوف میں نے اسے ڈانٹ پلائی۔ جنس مخالف کے حسن کے قصیدے گانے کا یہ وقت نہیں ہے اور پھر میں دیوار کے دوسری طرف پہنچا اور فرط خوشی سے رو پڑا وہ وقت میری زندگی کا سب سے زیادہ پر مسرت وقت تھا۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا اور اس آدھے گھنٹے میں بہ یک وقت صورتحال پر غور کرتا رہا اور امرس کی بے ربط تقریر سنتا رہا۔ کبھی تو وہ مقدس پھول کی تعریف میں رطب اللسان ہوتا س کی ایک جھلک اس نے احاطے کی دیوار پر چڑھ کر دیکھ لی تھی۔ اور کبھی وہ سفید پوش ڑکی کی آنکھوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگتا وہ تو احاطے میں گھس پڑنے کے لئے بے چین تھا اور میں صرف یہ کہہ کر اسے روکنے میں کامیاب ہو سکا۔ کہ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ "خوبصورت" لڑکی خفا ہو جائیگی آخر کار دروازہ کھلا اور وہ لڑکی باہر آئی۔

"اماں اور ابا" اس نے رک رک کر انگریزی زبان میں پوچھا۔ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کھانا کھائیں گے ہم نے جواب دیا کہ ہاں کھائیں گے۔ چنانچہ وہ ہمیں لے کر اندر چلی اور جب وہ ہمیں اندر لیجا رہی تھی تو اس نے کہا۔

"انھیں دیکھ کر حیرت نہ کرنا کیونکہ وہ دونوں بہت زیادہ خوش ہیں معاف کیجئے اور جو کھانا ہم پیش کریں گے وہ شاید آپ کے ذوق کا نہ ہو گا۔"

اس کے بعد اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہم اس طرح مکان میں داخل ہوئے کہ ہم دونوں آگے اور سامرس ہمارے پیچھے تھا مارو اور ہیس کو ہم باہر پہرہ دینے چھوڑ آئے تھے۔

عمارت دو کمروں پر مشتمل تھی ایک کمرہ گویا نشست گاہ تھا برادر جون اور اسکی بیوی ایک کاوچ نما نشست پر بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے دونوں کی آنکھیں سرخ تھیں شاید دونوں خوشی سے روتے رہے تھے۔

الزبتھ۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے تو برادر جون نے کہا۔ یہ ہیں مسٹر ایلن کوارٹرمین ان کے رسوخ اور ہمت نے آخر کار ہم دو بچھڑوں کو ملا دیا اور یہ انکے ساتھی مسٹر اسٹیفن سامرس۔

مسز جون نے اٹھ کر پہلے مجھ سے اور پھر سامرس سے مصافحہ کیا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ شاید شدت جذبات سے اسکی زبان گنگ ہو گئی تھی۔

"یہ سوچ اور ہمت کیا ہوتی ہے" میں نے جون کی بیٹی کو سامرس سے پوچھتے سنا اور یہ چیزیں تمہارے پاس کیوں نہیں ہیں۔

بھئی یہ سمجھانے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ سامرس نے ہنس کر کہا اور اس کے بعد میں نے ان دونوں کی احمقانہ باتیں نہیں۔

اسکے بعد کھانے کی میز پر بیٹھ گئے' ابالی ہوئی سبزیاں اور بطخ کے ابلے ہوئے انڈے مارو اور ہیس کا کھانا سامرس اور ہوپ کیونکہ یہی برادر جون کی بیٹی کا نام اسکی ماں نے رکھا تھا کے ساتھ بھیج دیا۔

مسز جون نے اپنی جو داستان سنائی وہ مختصر ہونے کے باوجود بڑی حیرت انگیز ہے وہ مانیٹرو اور بردہ فرشوں کے پنجہ ستم سے کسی طرح بچ نکلنے کے بعد دونوں تک جنگلوں میں بھٹکتی رہی اور پھر وہ ان پونگو لوگوں کے ہاتھ لگ گئی جو غالباً غلاموں کو پکڑنے اپنے علاقے سے باہر آئے تھے وہ لوگ اسے پونگولینڈ میں لے آئے اور چونکہ ماور گل مرچکی تھی اسلئے مسز جون کو مادر گل بنا دیا گیا تھا اور تب سے وہ اسی جزیرے پر مقیم تھی اس نے اس گوریلے دیوتا کو بھی نہ دیکھا تھا البتہ ایک دفعہ اس کی خوف ناک آواز سنی تھی۔

جزیرے پر آنے کے کچھ عرصہ کے بعد ہوپ پیدا ہوئی۔ اور چند عورتوں نے جو مقدس پھول کی خادمائیں تھیں اسے دودھ پلایا۔ اور تب سے اسے بڑی عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگا۔

کیونکہ اسکی پیدائش مبارک شگون سمجھی گئی اسکے علاوہ یہ بھی یقین کرلیا گیا کہ مادر گل کے بعد اسکا مقام ہوپ ہی لے گی چنانچہ مجبور ماں اور بے بس بیٹی جزیرے پر رہنے اور کھیتوں اور باغات کی دیکھ بھال کرنے میں وقت گزارنے لگیں' جب مسز جون کو پونگو لوگوں نے پکڑا تھا تو اسکے پاس ایک جیبی بائبل تھی چنانچہ اس کتاب مقدس سے اس نے اپنی بیٹی کو پڑھنا سکھایا' یہ بات عجیب تھی کہ ان سارے برسوں میں اسے یہ یقین رہا کہ ایک نہ ایک دن کوئی اسے بچانے آجائے گا۔

"جون!" تم چاہے یقین نہ کرو لیکن شروع سے ہی مجھے یقین تھا کہ تم زندہ ہو اور یہ

کہ ایک دن ہم ضرور ملیں گے" میں نے اسے اپنے شوہر سے کہتے سنا۔

جب وہ اپنی داستان سنا چکی تو ہم نے اپنی سرگزشت بیان کی۔ ماں بیٹی خاموشی سے سنتی رہیں جب ہماری کہانی ختم ہوئی تو ہوپ سے کہتے سنا۔

مسٹر اسٹیفن سامرس!" معلوم ہوا دراصل ہمیں بچانے والے تو تم ہی ہو۔"

اچھا وہ کیسے؟" سامرس نے پوچھا۔

وہ اس طرح کہ تم نے بہت دور انگلستان میں خشک مقدس پھول دیکھا اور کہا کہ میں اسے لاؤنگا۔ اور پھر اپنی جیب سے سفر خرچ ادا کیا' ایک بہادر شکاری کو ساتھ لیا کہ وہ دیوتا کا خاتمہ کردے اور میرے سفید بالوں والے باپ کو یہاں لے آئے۔ سچ مچ ہمیں بچانے والے تم ہی ہو۔"

"بے شک" سامرس نے گڑ بڑا کر کہا" میرا مطلب ہے معاملہ یوں نہیں ہے۔ لیکن بات بہرحال ایک ہی ہے لیکن یہ سب میں بعد میں سمجھاؤنگا لیکن میں ہوپ!) کیا تم ہمیں وہ پھول نہ دکھاؤ گی؟"

یہ تو مقدس ماں کر سکتی ہے۔ کیونکہ اگر اسکی غیر موجودگی میں تم نے پھول دیکھا تو مر جاؤ گے۔

"اچھا!" سامرس نے کہا اور یہ نہ بتایا کہ وہ دیوار پر چڑھ کر مقدس پھول کے دیدار کر چکا ہے۔"

قصہ مختصر کافی پس و پیش کے بعد مادر گل اسکے لئے تیاری ہوگئی اور کہا کہ دیوتا چونکہ مر چکا ہے اسلئے اب خوف کی کوئی بات نہیں' پہلے تو اس نے یہ کیا کہ مکان کے عقب میں جاکر تالی بجائی ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی جو گونگی ہونے کے علاوہ گوری جشن تھی یہ گوری جشن حیرت سے ہمیں دیکھنے لگی' مسز جون نے اشاروں سے اسے حکم دیا اور اتنی تیزی سے کہ میں ان اشاروں کا مطلب نہ سمجھ سکا بڑھیا جھک گئی یہاں تک کہ اس کا ماتھا زمین سے کچھ ہی اوپر رہ گیا اور پھر اٹھ کر جھیل کی طرف بھاگ گئی۔

"میں نے اسے حکم دیا کہ وہ ڈونگے میں سے چھولے آئے" مسز جون نے کہا۔" اور

ان پر میرا نشان لگادے۔ اس کے بعد کوئی ان چیوؤں کو استعمال کرنے کی جرات نہ کرے گا۔"

"یہ آپ نے بڑی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ موٹا مبو کو ہمارے یہاں پہنچ جانے کا پتہ چل جائے یہ اسکے بعد احاطہ کے قریب پہونچے جس کے دروازے پر کھجور کے ریشیوں کی بٹی ڈور اس طرح بندھی ہوئی تھی اسے توڑے بغیر احاطہ میں داخل نہ ہو سکتا تھا اس ڈوری پر مادر مقدس کی مہر لگی ہوئی تھی۔ مسز جون نے بٹی توڑ کر دروازیں کھولا اور ہم نے دیکھا کہ احاطے کے عین بیچ میں ایک پودا اگ رہا تھا۔ ان پھولوں کی تفصیلات بیان کرنے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس خشک پھول کے متعلق، جو جون نے مجھے اور پھر میں نے سامرس کو بتایا تھا میں ضروری باتیں کسی ابتدائی باب میں بیان کرہی چکا ہوں سامرس تو اس پودے کو دیکھ کر جیسے دیوانہ ہوگیا وہ ایک بے خودی کے عالم میں پودے کے سامنے گھٹنوں بل جھک گیا اور اپنے ساتھ ہوپ کو بھی جھکالیا اور موخر الذکر نے حیرت سے کہا۔

"ہیں" مسٹر سامرس تم بھی مقدس پھول کے سامنے سر جھکا رہے ہو؟"

"ہاں۔ یعنی ایک حد تک۔" وہ ہکلا کر بولا میں تو اس کی خاطر اپنی جان تک دینے سے دریغ نہ کرونگا مارو اور ہیس بھی احاطے میں آگئے اور دونوں کے درمیان سرگوشی میں جو گفتگو ہوئی وہ بڑی دلچسپ تھی چنانچہ اسکا لب لباب میں یہاں پیش کرتا ہوں ہیس مارو کو سمجھا رہا تھا کہ سفید فام اس گھاس کے ... اس نے اس پودے اور پھولوں کی گھاس ہی کہا تھا۔ اسلئے دیوانے ہیں کہ اس کا رنگ سونے جیسا ہے اور سونا وہ دیوتا ہے جسکی ہر سفید فام پوجا کرتا ہے حالانکہ انہوں نے اپنے اس دیوتا کو بہت سے نام دے رکھے ہیں مارو نے شانے اچکا کر جواب دیا کہ ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن اس کے خیال میں سفید فام اسلئے اس پھول کے دیوانے تھے کہ شاید وہ اس سے ایک ایسی دوا بنانے کی قوت سے واقف تھے جو جسم میں قوت اور جرات کی رو دوڑا دیتی ہے۔

پھول کے حسن سے جب اپنی آنکھیں سینک چکا اور میری حیرت ذرا دور ہوئی تو میں

نے مسز جون سے ان بارہ ڈھیروں کے متعلق پوچھا جو احاطے کے باہر بنی ہوئی تھیں۔

"وہ مقدس پھول کی ماؤں کی قبریں ہیں "اس نے جواب دیا" مجھ سے پہلے بارہ مائیں ہو چکی ہیں اور یہ تیرھویں جگہ میرے لئے مخصوص کردی گئی ہے۔"

پونگولینڈ میں اس آرکڈ کے پودے اور بھی کسی جگہ اگتے ہیں؟"

"جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے پورے علاقے میں یہ ایک ہی پودا ہے۔ کہاجاتا ہے کہ یہ پودا صدیوں پہلے کسی دوسرے ملک سے لایا گیا تھا اسکے علاوہ قدیم رسم کے مطابق اس پودے کی نسل بڑھانے کی ممانعت ہے۔ یہ سامنے جو بڑا ڈوڈو ہے وہ پک گیا ہے اور اسمیں بیج پیدا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ آئندہ چاند کی رات کو جب کالوبی مجھ سے ملنے آئے گا تو میں اسکی موجودگی میں اس پھول جو جلا دوں گی یہ اسکے آنے سے پہلے ہی پھٹ جانے کا خدشہ لاحق ہوگیا ہے کہ اسکے بیج بکھر جائیں گے تو میں اسے فوراً جلا دوں گی کہنے کا مطلب یہ کہ اسکی نسل بہرحال بڑھنے نہیں دی جاتی۔"

"میرے خیال میں تو اب کالوبی یہاں نہ آئے گا کم سے کم تمہاری موجودگی میں ہیں آئے گا" میں نے کہا میں حتی الامکان موقع سے فائدہ اٹھالیا کرتا ہوں چنانچہ اسوقت بھی میں نے بیج کا وہ پکا ہوا ڈوڈو جو نارنگی جتنا تھا توڑ کر اپنی جیب میں رکھ لیا کسی نے میری یہ حرکت نہ دیکھی۔

"جون اور مسز جون" میں نے کہا" بیس برس کی جدائی کے بعد خدا نے آپکو ملادیا ہے لیکن یہ بتاؤ۔ کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ سچ ہے کہ دیوتا مرچکا ہے چنانچہ جنگل میں تو اب ہمارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن جنگل کے اور جھیل کو جسے عبور کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اور جھیل کے دوسری طرف غار میں شیطان موٹا مبویں بیٹھا ہوا ہے جس طرح اپنے جال میں مکڑا اپنے شکار کے پھنسے کا منتظر رہتا ہے اور غار کے بعد وہ نیا کالوبی کا مبا اور اس کا آدم خور قبیلہ ہے۔"

"آدم خور!" مسز جون نے کہا۔" یہ تو مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ کہ یہ لوگ آدم خور ہیں بات تو یہ ہے کہ پونگو لوگوں کے متعلق میری معلومات محدود ہیں۔ کیونکہ میں بہت کم ان سے

ملتی ہوں۔"

"تو پھر مادام آپ میری بات کا یقین کیجئے کہ وہ آدم خور ہی ہیں اور میرے خیال میں کھاجانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں اب میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی زندگی کے بقیہ دن اس جزیرے پر گزارنا نہیں چاہتیں چنانچہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم اور آپ اس علاقے سے بخیر و خوبی کس طرح نکل سکتے ہیں؟" مسز جون نے اپنا سر ہلایا۔ اور میرے ساتھیوں کی سمجھ میں کوئی بات نہ آرہی تھی البتہ بردار جون نے اپنی سفید ڈاڑھی کھجلا کر کہا۔

"خود تم نے اس کا کیا انتظام کیا ہے ایلن"؟ اور ہم یہ معاملہ تم پر ہی چھوڑتے ہیں"

"انتظام!" میں الجھ گیا" جون! اگر صورت حال ایسی ہوتی تو......

دفعتاً" کچھ یاد آیا' چنانچہ چند ثانیوں کے بعد میں نے ہیس اور مارو کو مطلب کیا۔ وہ دونوں آئے اور ہمارے سامنے پالتی مار کر بیٹھ گئے۔

اب یہ بتاؤ" صورت حال سے آگاہ کرنے کے بعد میں نے ان سے اچھا۔" کہ تمہارے دماغ میں کوئی تجویز آئی ہے۔؟"

"بابا مذاق اڑا رہے ہیں" مارو نے کہا" بل میں بیٹھا ہوا چوہا کیا انتظام کر سکتا ہے کہ کتے کے سامنے صحیح سلامت نکل جائیں یہاں تک تو ہم خیریت سے آگئے ہیں لیکن خیرت سے واپس نہ جاسکیں گے۔ بابا! مجھے تو موت ہماری منتظر بیٹھی دکھائی دے رہی ہے"

"ہیس! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے پوچھا۔

"باس!" وہ بولا"۔ اسوقت میری کھوپڑی میں عقل تھی جب مجھے بانس میں بندوق چھپانے کا خیال آیا تھا لیکن اب میری کھوپڑی سڑے ہوئے انڈے کی طرح ہوگئی ہے چنانچہ جب میں عقل جھاڑنے کے لئے اسے ہلاتا ہوں" تو میری کھوپڑی میں "ڈک ڈک کی آواز ہوتی ہے۔ جس طرح کہ گندے انڈے میں ہوتی ہے لیکن ۔ لیکن۔ ایک خیال آیا ہے ہم مس سے پوچھتے ہیں کہ انکا دماغ جوان ہے اور تھکا ہوا بھی نہیں ہے ممکن ہے کوئی بات انکے بھیجے میں آجائے۔ باس سامرس سے پوچھنا بیکار ہے کیونکہ وہ تو کسی اور معاملے

ہیں ہی پھنس گئے ہیں۔"

اور وہ مسکرایا۔ معنی خیز تھی اس کی مسکراہٹ۔

عین اس وقت مس ہوپ اور سامرس احاطے سے باہر آگئے چنانچہ یہ معاملہ مس ہوپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور حیرت ہے کہ اس نے فوراً جواب دیا۔

"مسٹر ایلن"! دیوتا گیا ہے؟ کیا وہ انسان سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا کسی دیوتا کو کسی ایک جگہ باندھ کر رکھا جاسکتا ہے؟ اگر دیوتا ایک ملک سے نکل کر دوسرے ملک میں جانا اور رہنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے؟"

"میں سمجھتا نہیں؟"

"مسٹر کوارٹرمین! مقدس پھول کا دیوتا ہے۔ اور میری والدہ اسکی کاہنہ ہے۔ اب اگر مقدس پھول اس علاقے سے نکل گیا ہے اور کسی دوسرے علاقہ میں اگنا چاہتا ہے تو پھر کیوں نہ کاہنہ اسے لے کر یہاں سے چلی جائے وہ ایسا کر سکتی ہے۔"

"عمدہ خیال ہے"۔ میں نے کہا لیکن مس ہوپ! اس علاقے کے دو دیوتا ہیں یا تھے اور ان میں کا ایک دیوتا' اب ظاہر ہے کہ سفر نہیں کر سکتا۔"

"یہ تو بہت آسان ہے۔"مس ہوپ نے کہا اس دیوتا کی کھال اس آدمی کو پہنا دو اس نے ہیس کی طرف اشارہ کیا۔ اور کوئی سمجھ نہ سکے گا کہ یہ دیوتا یا یہ آدمی دیوتا کا بھائی ہی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ قد میں ذرا چھوٹا ہے۔"

"خدا کی قسم کیا عمدہ تجویز ہے"۔ سامرس نے اچھل کر کہا۔

"مس نے کیا کہا؟" ہیس نے پوچھا۔

میں نے اسے بتایا۔

"باس!" ہیس نے کہا۔" ذرا سوچو تو کہ جب سورج اس کھال کو گرم کریگا تو اندر گرمی اور بدبو سے میرا کیا حال ہوجائے گا۔؟ اس کے علاوہ دیوتا بہت بڑا تھا اور میں بہت چھوٹا ہوں" چنانچہ وہ مارو کی طرح گھوم گیا اور اسے سمجھایا کہ اس کام لئے وہ مناسب تھا کیونکہ اس کا قد بھی بلند تھا۔ اور اس کا جسم بھی تگڑا تھا۔

اس سے تو میں مرجانا بہتر سمجھتا ہوں" مارو بولا" میری رگوں میں زولو خون ہے اور میں ایک سپاہی ہوں چنانچہ میں اپنے آپ کو ایک مردہ شیطان کی کھال میں نہ تو لپٹ سکتا ہوں اور نہ ہی بندر بن کر انسانوں کے سامنے جا سکتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ اور تم نے یہ تجویز پیش کی تو چمکنے والے سانپ تمہارے اور میرے درمیان جھگڑا ہو جائے گا۔

"ہیس' مارو ٹھیک کہہ رہا ہے۔" میں نے کہا۔" سپاہی ہے اور جنگ کے لئے بہادر ہے اس کے بر خلاف تم بہت زیادہ ہوشیار ہو۔ اور دیوتا کی کھال پہن کر پونگو لوگوں کو بیوقوف بناسکتے ہو۔ اسکے علاوہ ہیس بجائے اسکے کہ میں اور یہ دوسرے لوگ مارے جائیں تم چند گھنٹو کے لئے گوریلے کی کھال پہن لو۔

"ٹھیک ہے باس! اگر معاملہ صرف میری جان کا ہوتا تو میں بھی مارو کی طرح بندر بننے پر موت کو ترجیح دیتا تاہم ان پونگو لوگوں کو ایک بار اور الو بنانے میں مزہ آئے گا۔ اور باس میں نہیں چاہتا کہ تم مارے جاؤ چنانچہ میں کھال کی بدبو برداشت کرلوں گا۔"

چنانچہ ہیس کی جو حقیقت میں اس کہانی کا ہیرو تھا یہ مسئلہ حل ہوگیا اور طے پایا کہ دوسرے دن علی الصبح یہاں سے روانہ ہوجائیں روانگی سے پہلے بہت کچھ کرنا ہے پہلے تو مسز جون نے اپنی خادماؤں کو طلب کیا جن کی تعداد بارہ تھی کچھ ہی دیر بعد خادمائیں برآمدے میں جمع تھیں' وہ سب کی سب بوڑھی تھیں اور ان میں سے نصف کے قریب گونگی اور بہری تھیں مسز جون نے اشاروں کی زبان میں ان کو عورتوں کو بتایا کہ وہ دیوتا جو جنگل میں رہتا تھا۔ مرچکا تھا چنانچہ وہ یعنی مسز جون مقدس پھول لے کر' جو دیوتا کی بیوی کہلاتا ہے اس حادثہ کی اطلاع دینے موتا مبو کے پاس جارہی ہے۔ اس نے کہا خادمائیں جزیرے پر ہی رہیں کھیتوں کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ مادر گل کے اس خاندان نے ان خادماؤں کو' جو مسز جون سے زیادہ مانوس تھیں ان میں سے سب سے معمر خادمہ نے جس کے ہاتھ برف کے گلوں کی طرح سفید تھے' مسز جون کے سامنے سجدہ کرکے پوچھا' کہ وہ واپس کب آئے گی کیونکہ اس نے کہا مادر گل اور دختر گل کی جدائی وہ برداشت نہ کرسکیں گی۔ مسز جون نے اپنے جذبات کو دباتے ہوئے جواب دیا کہ یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی

کیونکہ اس کا انحصار آسمانوں اور موتا مبو کی مرضی پر ہے اسکے بعد اس نے خادماؤں سے کہا کہ وہ اپنے بیلچے بالن' چٹائیاں اور ریشوں سے بٹی ہوئی رسیاں لے آئیں تاکہ مقدس پھول کے پودے کو کھود کر نکالا جاسکے۔ چنانچہ یہ کام سامرس کی زیر نگرانی انجام پایا تھا کام مشکل تھا اور غمناک بھی کیونکہ پودے کو کھودتے وقت تمام خادمائیں زارو قطار رو رہی تھیں اور چند جو گونگی نہ تھیں اونچی آواز میں ماتم کررہی تھیں ہوپ بھی رو رہی تھی اور مسز جون بھی اداس تھی' کیونکہ پورے بیس برس تک وہ اس پھول کی محافظ رہی تھی اول اسکا غالباً پونگو لوگوں کی طرح وہ بھی اس کا احترام کرنے لگی۔

"مجھے خوف ہے" وہ بولی کہ مقدس پھول کے ساتھ ہماری یہ گستاخی ہم پر کوئی مصیبت لے آئے گی۔"

برادر جون نے کہا اس توہم پرستی کے بارے میں خدا کے دس احکامات ہیں کہ دوسرے حکم کو موضوع بناکر تو ہم پرستی کے متعلق اپنی بیوی کے سامنے ایک ایسی تقریر جھاڑ دی کہ وہ غریب سنکر خاموش ہوگئی۔

آخر کار پودا جڑ سمیت نکال لیا گیا اور اس جگہ کی مٹی بھی لے لی گئی کہ پودا مرجھانے نہ پائے پودا نکال لینے کے بعد وہاں کوئی تین فٹ کا گڑھا ہوگیا۔ اور اس گڑھے میں سے ہمیں چند چیزیں مل گئیں ایک چھوٹا سا بت جو بندر کی شکل کا تھا اور جس کے سر پر سنہرا تاج تھا۔ یہ بت آج بھی میرے پاس ہے دوسری چیز کوئلوں کی ایک چادر تھی جس پر جلی ہوئی ہڈیاں اور کھوپڑیاں پڑی ہوئی تھی یہ کھوپڑیاں کسی کم حیثیت کی معلوم نہ ہوتی تھیں۔ غالباً سب سے پہلے مادر گل کی لیکن مجھے تو وہ کھوپڑی گوریلے کی کھوپڑی سے مشابہ معلوم ہوئی افسوس ہے کہ وہاں زیادہ روشنی نہ تھی اور نہ اتنا وقت کہ میں ان ہڈیوں اور کھوپڑیوں کا معائنہ کرکے کوئی نتیجہ اخذ کرسکتا۔

بہر حال بعد میں مسز جون نے مجھے بتایا' پونگو لوگوں میں یہ روایت مشہور تھی کہ دیوتا کی بھی ایک بیوی ہوا کرتی تھی' جو پونگو لوگوں میں اس علاقے میں آنے سے پہلے مرگئی تھی جب لودا نکالا جاچکا تو اسے چٹائی پر رکھ دیا۔ اور سامرس نے بڑی مہارت سے اس پر

نم کائی چھڑ دی۔ اس کے علاوہ ہر پھول کی ہر پنکھڑی کو بالن کی کھپچیوں کا سہارا دے دیا گیا تاکہ وہ سفر میں ٹوٹنے نہ پائیں' پھول اور پودے کو چٹائیوں میں احتیاط سے لپیٹ دیا گیا اور پھر اسی پودے کا بنڈل اٹھا کر بانسوں کے اس اسٹریچر پر رکھ دیا گیا۔ جو ہم نے اسوقت بنایا تھا۔

اس عرصہ میں اندھیرا اتر آیا تھا اور ہم سب بے حد تھک گئے تھے۔

"باس!" ہیس نے کہا' کیا یہ مناسب نہ ہوگا' کہ میں اور مارو اپنا اپنا سامان لے کر ڈونگے میں چلے جائیں اور وہیں سو رہیں؟ یہ عورتیں وہاں ہمیں تو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ لیکن میں بہت دیر سے انہیں دیکھ رہا ہوں اور ہم نے ڈونگے کی یہ حفاظت نہ کی تو مجھے خوف ہے کہ رات کے وقت یہ عفرتیں ٹہنیوں وغیرہ کے چپو بنائیں گی اور ڈونگا لیکر پونگو لوگوں کو خبردار کرنے چلی جائیں گی۔ "حالانکہ میں نہ چاہتا تھا' کہ ہمارے اس مختصر گروہ میں سے کوئی بھی شخص الگ ہوتا ہم ہیس کا مشورہ قابل تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں مارو اور ہیس بھالوں سے مسلح ہوکر اور اشیاء خور دونوش کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھ لے کر جھیل کی طرف جا رہے تھے۔

اسی رات برادر جون نے اپنی بیٹی کو باقاعدہ بپتسمہ دیا۔ یہ منظر ایسا تھا کہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ لیکن اسے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔

سامرس احاطے میں بندھے ہوئے پھول بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا۔ کہ پودے کے پاس سویا کیونکہ اب وہ اس خزانے کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی اپنی نگاہوں سے دور نہ کرنا چاہتا تھا اور چونکہ میں خود سامرس کو تنہا چھوڑنا نہ چاہتا تھا اسلئے میں نے بھی احاطے میں اپنا بستر لگا دیا اور یہ اچھا ہوا۔ کیونکہ رات کو کوئی بارہ بجے چاند کی روشنی میں میں نے احاطے کا دروازہ کھلتے دیکھا اور پھر چند گوری خادماؤں کے سر نمودار ہوئے وہ اندر جھانک رہی تھیں یقیناً وہ اس مقدس پودے کو چرانے آئی تھیں جو ان کا دیوتا تھا۔ میں ایکدم سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ زور سے کھنکارا اور بندوق اٹھالی اس پر وہ عورتیں بھاگ گئیں۔

صبح ہونے سے پہلے برادر جون اسکی بیوی بیدار ہوکر سفر کی تیاریوں میں مصروف

چکے تھے سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسوقت ناشتہ کیا جب چاند پوری طرح سے روشن تھا اور مشرق پر روشنی نمودار ہوتے ہی ہم روانہ ہوگئے۔ مس ہوپ اور مسز جون اداس سی تھیں کیونکہ وہ مقام کو الوداع کہہ رہی تھیں جہاں مسز جون کے بیس سال گزرے تھے اور جہاں مس ہوپ پیدا ہوئی اور پلی بڑھی تھی بہرحال انکا دھیان بٹانے اور اداسی دور کرنے کے لئے میں ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔

میرے مشورے پر عمل کرکے مسز جون نے مقدس پھول کا پودا اٹھا رکھا تھا اور ایک طرف سے مس ہوپ نے بھی اسے تھام رکھا تھا' بے شک یہ پودا ان دونوں کے لئے بارا ٹھا۔ تاہم یہ پودا انہیں کم سے کم اس وقت تک ضرور اٹھانا تھا۔ جب تک کہ ہم ڈونگے میں نہیں سوار ہوجاتے اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ پونگولینڈ کا یہ دیوتا اسکی اپنی کی حفاظت میں پونگولینڈ سے رخصت ہو رہا تھا۔ میں رائفل لے کر آگے آگے چل رہا تھا۔ میرے پیچھے مقدس پھول کا اسٹریچر تھا۔ سامرس اور برادر جون چپو لئے سب کے آخر میں آرہے تھے بغیر کسی مشکل کے ہم ڈونگے کے قریب پہنچ گئے وہاں ہیس اور مارو ہمارا انتظار کر رہے تھے ان سے معلوم ہوا کہ گزشتہ رات گوری خادمائیں ڈونگے پر قبضہ جمانے آئی تھیں لیکن جب انہوں نے مارو اور ہیس کو وہاں دیکھا تو بھاگ گئیں جب ہم ڈونگے پر سوار ہو رہے تھے تو وہ تمام خادمائیں آئیں انہوں نے اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور رو رو کر..... جو گونگی تھیں' وہ اشاروں سے درخواست کرنے لگیں کہ مادر گل انہیں چھوڑ کر نہ جائے آخر کار مسز جون اور مس ہوپ بھی رو پڑیں لیکن وہ دونوں اب اس جزیرے پر نہ ٹھہر سکتی تھیں بہرحال ہم نے ڈونگے کا رسہ کھولا اور چپو اٹھا کر اسے کھیلنے لگے مقدس پھول کی خادمائیں کنارے پر کھڑی رو رہی تھیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان بے چاری عورتوں پر مجھے بھی رحم آرہا تھا۔ لیکن ہم کیا کرسکتے تھے سوائے اس کے کہ یہ دعا کریں کہ' وہ پونگو ظالم سے محفوظ رہیں ان عورتوں کا کیا انجام ہوا؟ یہ میں کبھی معلوم نہ کرسکا۔

دوسرے کنارے پر پہنچ کر ہم نے ڈونگا انہیں جھاڑیوں میں چھپا دیا' جہاں سے نکالا کیا تھا۔ اور پھر آگے بڑھے اور اب سامرس اور مارو مقدس پھول کا اسٹریچر اٹھائے

ہوئے تھے بے شک وہ بہت وزنی تھا۔ تاہم سامرس نے ذرا شکایت نہ کی البتہ مارو قدم قدم
پر گالیاں دیتا اور مقدس پھول کو کوستا رہا۔ میں سمجھتا ہوں اگر اس زونو کو سامرس سے
محبت نہ ہوتی تو اس نے اسٹریچر راستہ ہی میں پھینک دیا ہوتا۔ دیوتا کا باغ' جہاں کالوبی
مقدس بیج بویا کرتے تھے' عبور کر کے ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک درخت کے گرنے کی
وجہ سے جنگل میں دھوپ اتر آئی تھی اس میدان کی تفصیل میں کسی باب میں بیان کر چکا
ہوں اور یہاں گوریلے کی کھال کھونٹوں میں اس طرح گڑی ہوئی تھی جس طرح کہ ہم
اسے چھوڑ گئے تھے البتہ خشک ہونے کی وجہ سے وہ اب سکڑ گئی تھی اس کے علاوہ جنگل کی
چیونٹیوں نے اس پر دعوت اڑائی تھی اور کھال سے لگا ہوا سارا گوشت چٹ کر گئیں تھیں
البتہ خود کھال محفوظ تھی شاید اس لئے کہ وہ چیونٹیوں کو بہت سخت معلوم ہوئی تھی یہاں
تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن حیرت اس بات پر تھی کہ یہی چیونٹیاں خود گوریلے کو بھی کھا گئی
تھیں اور اب گوریلے کی ہڈیاں ہی پڑی ہوئی تھیں چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا یہ عجیب لشکر
آیا۔ اور پونگولینڈ کے زبردست دیوتا کو چٹ کر کے پھر جنگل کی گہرائیوں میں غائب ہو گیا۔
دیوتا کی کھال ہم نے کھونٹوں سے چھڑائی اس کے سر اور ہاتھوں میں گیلی کائی ٹھونس دی'
تاکہ ان کی شکل قائم رہے اور پھر اس کھال کو اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ یہ کھال
ایک درخت کی خشک ٹہنی پر ڈال دی اور اس ٹہنی کو ایک طرف سے برادر جون اور دوسری
طرف سے ہیس پکڑے ہوئے تھے اور ان دونوں نے کہا کہ گوریلے کی کھال خاصی بوجھل
تھی۔

وہاں سے جھیل کے کنارے تک کے سفر میں کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا کہ جس کا ذکر کیا
جاسکے۔ اب چونکہ اتار تھا اس لئے ہماری رفتار تیز اور سفر آسان رہا۔ چنانچہ جب ہم
کالوبیوں کے قبرستان میں پہنچے ہیں' تو دن ختم ہونے کے قریب تھا ہم اس میدان میں کھانا
کھانے ستانے اور مشورہ کرنے کے لئے ٹھہر گئے تھے۔

سوال یہ تھا کہ کیا کیا جائے؟ پانی قریب ہی تھا' لیکن ہمارے پاس ڈونگا تھا نہیں۔ چنانچہ
سوال یہ تھا کہ اسے عبور کیا جائے؟ دوسرے کنارے پر کس طرح پہنچا جائے؟ اور

سرے کنارے پر کیا تھا؟ ایک غار جس میں وہ شیطان موٹا مبو بیٹھا ہوا تھا' آپ پوچھیں
ہم اپنے ساتھ وہ ڈونگا کیوں نہ گھسیٹ لائے جس میں سوار ہو کر ہم مقدس پھول کے
رے سے اس جنگل میں آئے تھے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہم نے بھی
چی تھی لیکن وہ ڈونگا ایک درخت کے تنے کو کھوکھلا کر کے بنایا گیا تھا اور اس کا پیندا چار
انچ موٹا تھا۔ چنانچہ وہ قدرتی وزنی تھا۔ کہ ہم اسے زیادہ سے زیادہ پچاس گز تک اٹھا کر
کتے تھے۔ اور بس تو پھر اب ڈونگے کے بغیر ہم کیا کریں گے؟ تیر کر پار کرنے کا تو سوال ہی
تھا۔ کیونکہ اس خلیج میں مگرمچھ کثرت سے تھے' اس کے علاوہ ہمارے پورے گروہ میں
ے صرف دو آدمی تیرنا جانتے تھے ایک تو میں خود اور دوسرا سامرس اور پھر وہاں ایسی لکڑی بھی
ہ تھی جس سے بیڑا بنایا جاسکے۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کو قبرستان ہی میں چھوڑ کر اور
ں تنہا ہیس کو لے کر کنارے پر پہنچا اور موقع و محل کا مطالعہ کرنے لگا۔ حتیٰ الامکان ہم
وں نرسلوں کے جھنڈ میں چھپے رہے تھے حالانکہ ہمارے دیکھے جانے کا زیادہ خدشہ تھا
صوصا اس لئے کہ دن ختم ہو رہا تھا۔ اور آسمان پر منڈلاتے ہوئے کالے کالے بادل سخت
فان کی آمد کا اعلان کر رہے تھے۔

ہم نے سیاہ پانی کی طرف دیکھا اور ان مگرمچھوں کی طرف دیکھا جو سطح آب پر بے
س پڑے ہوئے تھے اور دوسرے کنارے پر کی عمودی چٹان کی طرف دیکھا کوئی راستہ
تھا اگر ہم فرار ہو سکتے تھے تو پھر موٹا مبو کے غار میں سے گزر کر ہی فرار ہو سکتے تھے' وہ
اڑ جس کے ذریعہ میرے خیال میں بابامبا فرار ہوا تھا۔ اب ناقابل عبور تھی۔ ہم ادھر
ر تلاش کرنے لگے کہ شاید کوئی گرا ہوا درخت یا تختہ مل جائے جس پر بیٹھ کر ہم دوسری
ف پہنچ سکیں' ایسا کوئی درخت اور کوئی تختہ نہ ملا۔ اور نہ ہی خشک نرسل دستیاب تھے
ہ ہم ان سے بیڑا بنا سکیں۔

"ہیس!۔ ڈونگا نہ ملا تو ہمیں مر کر بھی اس جگہ رہنا پڑے گا۔ میں نے ہیس سے کہا جو
سلوں کے پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ چنانچہ میں بھی
وش رہا اور وہ تماشہ دیکھنے لگا جو وہاں ہو رہا تھا۔ ایک مکڑی نے دو نرسلوں کے درمیان

اپنا جالا تان رکھا تھا۔ جو کھلی ہوئی زنانہ چھتری جتنا تھا۔ اس جالے میں، جس کے نچلے تار سطح آب کو تقریباً چھو رہے تھے مکڑی بیٹھی ہوئی تھی، مکڑی شکاری کی منتظر تھی جو کہ جس طرح مگرمچھ منتظر تھے اور جس طرح کہ موٹا مبو اپنے غار میں اپنے شکار کا منتظر تھا۔ وہ بڑی اور کالی مکڑی، جس کے سر پر ایک سفید داغ تھا مجھے موٹا مبو ہی نظر آیا، کہیں سے ایک بڑا پتنگا نظر آیا۔ اور نرسلوں میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر پرواز کرنے لگا۔ اور پھر وہ جالے کے نچلے تاروں میں اور سطح آب سے صرف تین انچ اوپر الجھ گیا مکڑی بجلی کی سی تیزی سے پتنگے کے سر پر تھی اس نے اپنی لانبی ٹانگوں میں پھڑپھڑاتے ہوئے پتنگے کو دبوچ لیا۔ اب مکڑی اور آگے بڑھی کہ اپنے شکار کو اپنے پیٹ کے نیچے لے لے اور پھر کچھ یوں ہوا ... پانی کی پرسکون سطح پر دفعتاً" ایک بڑی سی مچھلی کا سر نمودار ہوا، اور مکڑی کو اپنے منہ میں دبا کر اور اپنے ساتھ جالے کے چند تار بھی لے کر فوراً ہی غرق ہو گئی، تار ٹوٹ گئے تھے چنانچہ پتنگا جال میں سے نکل آیا۔ اور ایک نرسل پر گر کر تیرتا ہوا آگے نکل گیا۔

"یہ دیکھو، باس؟ ہیس نے ٹوٹے ہوئے اور خالی جالے کی طرف اشارہ کیا۔" جب تم سوچ رہے تھے تو میں تمہارے والد پرادی کانت سے دعا کر رہا تھا اور انہوں نے آگ کے مقام سے میری دعا کا جواب دیا۔ اور ہمارے لئے یہ علامت بھیج دی۔

اپنی پریشانی کے باوجود میں ہنس پڑا۔

"کیا علامت بھیجی ہے انہوں نے؟" میں نے پوچھا۔

"علامت دیکھو باس ..... وہ جالا موٹا مبو کا غار ہے، وہ بڑی مکڑی خود موٹا مبو تھی پتنگا ہم ہیں۔ اور باس ہم جالے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کہیں ہمیں کھا لیا جائے۔"

"بہت خوب ہیس" میں نے کہا۔ "لیکن وہ مچھلی کیا ہے جو پانی سے باہر آ کر کیڑے کو کھا لیتی ہے اور پتنگے کو آزاد کر جاتی ہے؟"

"باس! مچھلی تم ہو کہ آہستہ آہستہ پانی سے باہر آتے ہوا اور رائفل سے مٹا مبو کو گولی مار دیتے ہو۔ اور پھر ہم سب جو پتنگے ہیں، ڈونگے میں گرتے ہیں اور تیرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ باس! طوفان آنے والا ہے، چنانچہ رات کے اندھیرے اور طوفان میں تمہیں تیر

کر غار کے قریب جاتے کون دیکھے گا؟"

"لیکن باس!۔ میں نے مگرمچھ کو مچھلی پکڑتے دیکھا، میں تو سمجھتا ہوں کہ مچھلی جھیل کی گہرائیوں میں بیٹھی موٹی مکڑی کو نگل گئی ہے۔ اور ہنس رہی ہے اس کے علاوہ جب طوفان آنے والا ہوتا ہے تو مگرمچھ اپنے اپنے بستر میں اس خوف سے دبک جاتے ہیں کہ کہیں اس کے گناہوں کی وجہ سے بجلی ان پر ٹوٹ نہ گرے۔" اب مجھے یاد آیا کہ میں نے اکثر دفعہ دیکھا بھی تھا کہ طوفان کے وقت مگرمچھ واقعی غائب ہو جاتے ہیں شاید اسی لئے کہ ان کا شکار غائب ہو جاتا ہے بہرحال دوسرے ہی لمحے میں فیصلہ کر چکا تھا۔

اندھیرا ہوتے ہی میں جھیل میں اتر پڑوں گا رائفل اٹومبی کو اپنے سر سے اوپر اٹھائے تیرتا ہوا دوسری طرف پہنچ جاؤں گا اور ڈونگا چرانے کی کوشش کروں گا اب اگر وہ شیطان موٹا مبو چوکنا ہوا۔ امید تھی کہ وہ ایسا نہ ہو گا۔ تو پھر میں اس سے بھی نپٹ لوں گا میں جانتا تھا کہ بڑے جان جھوکوں کا کام ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، اگر ہم ڈونگا حاصل کر سکتے تو پھر ہمیں اس منحوس جنگل میں اس وقت تک رہنا تھا۔ جب تک کہ بھوک ہمیں ختم نہیں کر دیتی اور اگر ہم مقدس پھول کے جزیرے پر واپس پہنچ گئے تو یقیناً کوما جلد یا بدیر اس پر حملہ کر کے ہمارا خاتمہ کر دے گا۔

"ہیس! تجویز بری نہیں۔" میں نے کہا "چنانچہ میں کوشش کرتا ہوں۔"

"ہاں باس۔ تم کو ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ میں بھی چلتا تمہارے ساتھ لیکن میں تیرنا نہیں جانتا اور جب میں ڈوب رہا ہوں گا۔ تو یقیناً شور مچاؤں گا۔ اور معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا لیکن باس تم فکر نہ کرو، معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ کیونکہ پتنگا بڑے اطمینان اور آرام سے بیٹھا تھا اور میں اب اسے اڑنے کے لئے پر پھیلاتے دیکھ رہا ہوں چنانچہ اب فکر کی کوئی بات نہیں باس۔

میں اور ہیس واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے جو قبرستان میں تابوتوں کے درمیان خاموش اور پریشان سے بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ اندھیرا گاڑھا ہورہا تھا طوفان گرج رہا تھا اور بارش کے موٹے موٹے قطرے گرنے لگے تھے۔

"ہاں تو ایلن!۔ کیا طے کیا تم نے؟" برادر جون نے اپنی بیوی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور مصنوعی بشاشت سے پوچھا۔

"بھئی میں ڈونگا حاصل کرنے جارہا ہوں۔" تاکہ ہم سب اس میں سوار ہو کر مزے سے پار اتر جائیں گے۔ میں نے جواب دیا۔

وہ لوگ میری صورت تکنے لگے اور مس ہوپ نے جو سامرس کے قریب بیٹھی ہوئی تھی، کہا۔

"تو تمہارے بازو ہیں مسٹر ایلن کہ تم ڈونگا حاصل کرنے پرواز کر کے جاؤ گے؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا "البتہ میں تیر سکتا ہوں۔"

میرے اس اعلان پر وہ لوگ کورس میں بولنے لگے۔

"نہیں یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔" سامرس نے کہا۔ "میں تم سے اچھا تیرنا جانتا ہوں، اس کے علاوہ میں بہترین پیراک ہوں اور پھر مجھے نہانا بھی ہے۔"

"اگر نہانا ہی چاہتے ہو تو پھر جھیل میں چھلانگ لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" مس ہوپ نے کہا، کیونکہ تمہاری یہ آرزو یہاں بیٹھے بیٹھے بھی پوری ہو سکتی ہے بارش چند منٹوں میں ہی تم کو پاک و صاف کردے گی، بارش کا زور اب بڑھ گیا تھا۔

"ہاں سامرس .... تم تیر سکتے ہو۔" میں نے کہا "لیکن معاف کرنا بندوق چلانے میں تم میری طرح ماہر نہیں ہو۔ اچھا اب سنو، میں جارہا ہوں امید تو ہے کہ میں کامیاب لوٹوں گا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ تو اس سے کوئی فرق نہ پڑ جائے گا .... کیونکہ صورتحال یوں بھی

خطرناک ہے۔ تم چھ آدمی ہو۔ جون اور مسز جون، سامرس اور مس ہوپ، اور ہیس اور مارو، اب اگر گروہ کے سردار کے ساتھ کوئی واقعہ ہوجائے تو تم اپنا نیا سردار منتخب کرلینا لیکن فی الحال چونکہ میں زندہ ہوں اس لئے میرے حکم کی تعمیل تم لوگوں پر فرض ہے۔"

اور اب مارو نے، جس سے ہیس کچھ کہہ رہا تھا زبان کھولی۔

"بابا میکومیزن، بے شک آپ بہادر انسان ہیں اگر میکومیزن زندہ رہا تو وہ اپنا فرض ادا کر کے زندہ رہے گا۔ اور اگر مرا تو اپنا فرض ادا کرتے ہوئے مرجائے گا۔ دنیا میں اور روحوں کی دنیا میں اس کا نام مشہور ہوگا اور عظیم ہوگا اور اس کے کارناموں کے متعلق گیت بنائے جائیں گے اور ہر بستی میں گائے جائیں گے۔"

مارو کے یہ الفاظ بہت عمدہ تھے۔ چنانچہ جب برادر جون نے ان کا ترجمہ کیا تو ہر شخص خاموش تھا بہت دیر تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"اب تم لوگ میرے ساتھ کنارے تک چلو۔" میں نے کہا "وہاں چونکہ درخت نہیں ہیں اس لئے تم بجلی کے گرنے سے نسبتاً زیادہ محفوظ رہو گے اور مسز جون اور مس ہوپ! جب میں چلا جاؤں تو آپ لوگ ہیس کو دیوتا کی کھال پہنا دیجئے۔ اور ریشوں کی ڈوریوں سے اسے باندھ دیجئے اور بازوؤں اور سر کے خلاء میں پتے یا نرسل بھر دیجئے جب میں ڈونگا لے کر آؤں تو ہیس کو تیار پاؤں۔"

ہیس نے کراہ کر رضامندی سے سر جھکا لیا چنانچہ ہم اپنے سامان کے ساتھ چل پڑے اور جھیل کے کنارے پہنچ کر مانگرو کی جھاڑیوں اور نرسلوں میں چھپ گئے اب میں نے اپنا اوپری لباس اتار کر ایک طرف رکھا۔ میری زیریں قمیض اور پتلون بھوری تھی چنانچہ رات کے اندھیرے میں نظر نہ آسکتی تھی۔ اب میں تیار تھا۔ ہیس نے رائفل میرے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"باس! وہ بولا۔" رائفل بھری ہوئی ہے، گھوڑا اور سیفٹی کیچ چڑھا ہوا ہے اس کے علاوہ میں نے اپنی ہیٹ کا چکنا فیتا بندوق کی کیپ پر لپیٹ دیا ہے۔ کہ وہ نم نہ ہوجائے۔ تم جاؤ باس! گرمیوں میں میرے بال خوب چکنا ہٹ پیدا کرتے ہیں جو میری ہیٹ پر جم جاتی

ہے اس فیتے کو میں نے گرہ نہیں لگائی ہے صرف لپیٹ دیا ہے چنانچہ جب تم رائفل کو ذرا زور سے جھٹکا دو گے تو فیتہ اپنے آپ الگ ہو جائے گا۔"

"سمجھ گیا۔" میں نے کہا۔

میں نے بندوق اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ لی اور اپنے ساتھیوں سے مصافحہ کیا جب میں نے مس ہوپ سے مصافحہ کیا ہے تو اس نے آگے بڑھ کر میرا ماتھا چوم لیا.... اس بوسے پر میں ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا۔

"مسٹر ایلن" اس نے کہا "یہ سلامتی کا بوسہ ہے۔ خدا کرے کہ تم صحیح سلامت واپس آجاؤ۔"

"شکریہ" میں نے کہا۔ "لیکن اب آپ ہیس کو اس کا نیا لباس پہنانے میں مصروف ہو جائیے۔"

سامرس نے اپنے شرمندہ ہونے کے متعلق منہ ہی منہ میں کچھ کہا۔ "برادر جون نے خلوص دل سے میری سلامتی کی دعا مانگی' مارو نے پونگو بھالا اٹھا کر مجھے سلام کیا اور مجھے نت نئے خطاب دینے لگا اور مسز جون نے کہا...."

"خدا کا شکر ہے کہ میں ایلن کوارٹر مین جیسے بہادر انگریز کو دیکھنے کے لئے زندہ رہی۔"

"یہ واقعی قابل فخر داد تھی لیکن مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ خود مسز جون بھی انگریز تھی تو اس داد کی دمک قدرے ماند پڑ گئی۔"

طوفان اب پھٹ پڑا تھا اور بجلی چمک رہی تھی اور اس وقت میں بھاگ کر لب آب پہنچا۔ ہیس میرے ساتھ تھا جو مجھے الوداع کہنے آیا تھا۔

"ہیس!.... اس سے پہلے کہ بجلی چمک کر تم کو نمایاں کر دے واپس جاؤ۔" میں نے جھیل کی کیچ میں آہستہ سے اترتے ہوئے کہا "اور ان لوگوں سے کہو کہ اگر ہو سکے تو میرے کوٹ اور پتلون کو بارش میں بھیگنے سے بچالیں۔"

"الوداع باس۔" وہ بولا۔ اور میں نے سنا کہ وہ ہچکیاں لے رہا تھا۔ "تم باسوں کے باس ہو' ہمت نہ ہارنا۔ ڈنگان کے کرال کے گدھوں کے مقابلہ میں یہ کارنامہ تو کچھ نہیں

ہے.... انٹومبی نے اس وقت بھی ہمیں بچایا تھا۔ اور آج بھی بچائے گی کیوں تم مجھے تم سے انسیت ہے۔"

اور یہ ہیس کے آخری الفاظ تھے جو میں نے سنے' کیونکہ اس کے بعد اگر اس نے کچھ کہا بھی تو اس کی آواز بارش کے شور میں ڈوب گئی۔

میں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے تو ہمت قائم رکھی تھی لیکن اس وقت میں جو خوف اور سنسنی محسوس کر رہا تھا اسے بیان کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں مل رہے چنانچہ میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایسا خوف اور سنسنی میں نے اپنی زندگی میں کبھی محسوس نہ کی تھی ایسے خطرناک جنونانہ کام کا بیڑا شاید ہی کسی نے اٹھایا ہو' تفصیلات دہرانے کی ضرورت نہیں سب سے زیادہ خوف مگرمچھ کا تھا۔ مجھے مگرمچھوں سے شروع سے نفرت رہی ہے' اور یہ جھیل مگرمچھوں سے بھری ہوئی تھی۔

بہرحال تیرتا رہا' یہ جھیل یا کھاڑی دو سو گز چوڑی تھی اور کسی عمدہ پیراک کے لئے یہ فاصلہ کچھ زیادہ نہیں ہے اور اس دنوں میں حقیقت میں ایک اچھا پیراک تھا لیکن پھر یہ بات بھی تھی کہ مجھے اپنے بائیں ہاتھ سے بندوق بہرصورت اوپر اٹھائے رکھنی تھی کیونکہ ایک دفعہ بھی وہ گیلی ہو گئی تو پھر بے کار ہو گئی۔ اس کے علاوہ یہ دھڑکا بھی لگا ہوا تھا کہ چمکتی ہوئی بجلی میں مجھے کوئی دیکھ نہ لے اس کے لئے میں احتیاطاً اپنے سر پر گہرے رنگ کی ہیٹ اوڑھ رکھی تھی بجلی تھی جو بڑی خوفناک طریقے سے مسلسل چمک رہی تھی اور سطح آب پر گرتی دکھائی دیتی تھی بلکہ ایک دفعہ تو سطح آب پر وہ گری بھی اور مجھ سے صرف چند گز دور۔ ہو سکتا ہے کہ بجلی کا کوئی حصہ ہو جو بندوق کی نالی کی وجہ سے کھنچ آیا ہو یا پھر ممکن ہے وہ مگرمچھ ہو۔

بہرحال ایک دو معاملات میں قسمت ساتھ دے رہی تھی اول تو یہ کہ ہوا بالکل بند تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر جھیل کی سطح پر لہریں پیدا ہوتیں جو مجھے آگے بڑھنے سے روکتیں اور رائفل کو بھی شاید نم کر دیتیں اور دوم یہ کہ بھٹک جانے کا خطرہ نہ تھا کیونکہ غار کے دہانے میں اس آگ کا عکس دیکھ رہا تھا۔ جو موٹا مبو کی مسند پر دونوں طرف جل رہی تھی

اور غار کا یہی روشن دہانہ میری راہبری کر رہا تھا اور مجھے منزل کا پتہ دے رہا تھا.... اپنے اندازے کے مطابق میں پندرہ منٹ تک تیرتا رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس عرصے میں ایک مگرمچھ بھی میری مزاج پرسی کو نہ آیا اب میں غار کے بہت قریب تھا.... اور اب میں گویا چھت کے نچلے خلیج کے اتھلے پانی میں تھا جہاں ڈونگے کے لئے گھاٹ بنا ہوا تھا میں نے چٹانی تہہ میں پیر ٹیک دیئے۔ اب میں کھڑا ہوا تھا اور پانی میرے سینے تک آ رہا تھا اب میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا' اپنا دم درست کر رہا تھا اور اپنے بازو کو ہلا رہا تھا۔ کیونکہ وہ پندرہ منٹ تک بندوق اٹھائے اور خود اوپر اٹھے رہنے کے بعد سن ہو گیا تھا' بندوق کی کیپ پر سے ہیس کی ہیٹ کا فیتہ کھول کر میں نے پانی میں چھوڑ دیا۔ سیفٹی کیچ کھولا اپنی پلکوں پر سے بارش کے قطرے جھاڑے اور ایک بار پھر سامنے دیکھا سامنے پلیٹ فارم تھا اور اس پر.... میرے خدا.... وہی مینڈک نما آدمی بیٹھا ہوا تھا.... موٹا مبو.... لیکن میری طرف اس کی پیٹھ تھی وہ جھیل کی طرف نہیں بلکہ دوسری طرف غار میں دیکھ رہا تھا۔ میں ایک لمحے تک شش و پنج میں رہا۔ شاید موٹا مبو سو رہا تھا' شاید میں بندوق چلائے بغیر ڈونگا کھول کر لے جاسکتا تھا موٹا مبو پر گولی چلاتے میں ہچکچا رہا تھا' یہ کام مجھے پسند نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس کا سر میری نظر سے اوجھل تھا اور یہ میں یقین سے کہہ نہ سکتا تھا۔ کہ اس کی پیٹھ میں مار کر میں اس کا خاتمہ کرسکوں گا یا نہیں۔ عین اسی وقت موٹا مبو میری طرف گھوم گیا غالباً اس کی چھٹی حس نے اسے میری موجودگی سے مطلع کردیا تھا کیونکہ بارش کا زور ایسا تھا کہ وہ کم سے کم میری طرف سے تو کوئی آواز سن نہ سکتا تھا۔ بجلی چمکی اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔

"سفید نام!" وہ بڑبڑایا "وہی سفید فام جس نے بہت پہلے برسوں بعد گولی ماری تھی اور آج پھر اس کے پاس بندوق ہے۔ ہائے؟ یہ قسمت کے کھیل ہیں۔ یقیناً دیوتا مرچکا ہے اور اب مجھے بھی مرنا ہے۔" اور پھر جیسے اس کے دل میں کسی شک نے سر اٹھایا۔ اور خود موٹا مبو نے مدد طلب کرنے کے لئے سینگ اٹھایا۔ ایک بار پھر بجلی چمکی اور اس کے فوراً بعد ہی بادل بڑے زور سے گرجا۔ میں نے خدا کا نام لے کر بندوق اٹھائی اور بجلی کی روشنی میں

موٹا مبو کے سر کا نشانہ بنا کر لبلبی دبادی سینگ موٹا مبو کے ہونٹوں سے چھوا ہی تھا کہ گولی اس کی کھوپڑی میں پیوست ہوگئی۔ سینگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا خود موٹا مبو جیسے سمٹ کر گیند بن گیا اور بے حرکت پڑا رہا۔

میں سانس روکے منتظر کھڑا رہا' میرا خیال تھا کہ غار کے حجروں میں سے عورتیں نکل آئیں گی اور خوف سے چیخ اٹھیں گی' لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی بندوق کی آواز شاید گرج کی آواز میں ڈوب گئی اور پھر یہ بات بھی ہے' کہ ان عورتوں نے بندوق کی گرج کبھی نہ سنی تھی چنانچہ وہ بادل اور بندوق کی گرج میں تمیز نہ کرسکی تھیں' موٹا مبو برسوں سے' خدا جانے کتنے برسوں سے اس پلیٹ فارم پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور چونکہ چلنے پھرنے سے معذور تھا اس لئے یہ عورتیں سرشام اسے کمبلوں میں لپیٹ کر چلی جاتی تھیں اور رات بھر کے لئے اسے چھوڑ جاتی تھیں اور اس کی اس تنہائی میں مخل ہونا' غالباً گستاخی تھی وجہ کچھ بھی ہو بہرحال وہ عورتیں حجروں سے باہر نہ آئیں۔

چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں آگے بڑھا اور ڈونگا کھول لیا اس میں سوار ہوا' بندوق رکھ کر چپو اٹھایا.... اور کھیلنے لگا۔ عین اس وقت بجلی چمکی اور اس کی روشنی میں مجھے موٹا مبو کے چہرے کی جھلک نظر آگئی.... جو اب خود میرے ڈونگے سے چند فٹ ہی دور تھا وہ اس کے گھٹنوں پر لٹکا ہاتھ.... اور وہ بہت ہی بھیانک معلوم ہو رہا تھا.... ماتھے کے ٹھیک بیچ میں ایک بڑا سا سوراخ تھا.... گولی یہیں لگی.... حلقوں میں آنکھیں دھنسی اور کھلی ہوئی تھیں اور ان میں جلتی ہوئی آگ بجھ گئی تھی.... لیکن وہ اب بھی مجھے گھور رہی تھیں نچلا جبڑا لٹک گیا تھا اور اس کی زبان سرخ باہر نکلی ہوئی' پھولے ہوئے گالوں کی رنگت اودی ہوگئی تھی.... زندگی میں موٹا مبو کچھ کم خوف ناک نہ تھا.... اور مرنے کے بعد اور بھی خوفناک بن گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی میں غار سے دور آچکا تھا' تاہم احتیاطاً میں نے ڈونگے کو چٹان کے قریب ہی رکھا' کیا پتہ میرے بندوق کی آواز کسی نے سن لی ہو' کیا پتہ پہرے دار چوکنے ہوں.... اور جب بجلی چمکے تو مجھے دیکھ لیں۔

کوئی دس منٹ تک میں چھپا رہا۔ اور پھر ہمت کر کے ڈونگے کو دوسرے کنارے کی طرف کھینچنے لگا۔ میں نے اس درخت کو نشان راہ بنایا تھا جو دوسرے تمام درختوں سے بلند تھا اور قبرستان کے ٹھیک پیچھے تھا.... جب ڈونگے کے اگلے حصے نے ان نرسلوں کو چھوا ہے جہاں میرے ساتھی چھپے ہوئے تھے تو اس وقت طوفان گزر چکا تھا اور چاند بادلوں میں سے نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ اس کی روشنی میں ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا تھا.... اور میں نے بھی مرے ہوئے دیوتا گوریلے کو دیکھا' کہ وہ پانی میں اتر کر میرا ڈونگا پکڑنے آرہا ہے۔ وہی خوف ناک گوریلا جسے ہم نے جنگل میں دیکھا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس گوریلے کا قد چھوٹا تھا۔ اور پھر مجھے یاد آیا۔ یہ ہیس ہے اور میرے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"آگئے باس؟" گوریلے کے پیٹ میں سے ایک آواز نے مجھے پوچھا۔ "یہ تم ہی ہو نا باس؟"

"ہاں۔ میں ہی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "اور اس بدبو دار کھال کی گرمی میں بھی میں یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہوں۔"

"موت نے موٹا مبو کو آلیا.... سامرس میرے کپڑے لاؤ۔ اور مارو تم میری بندوق اور ڈونگا پکڑے رہو۔ تب تک میں کپڑے پہن لوں۔"

چنانچہ میں ڈونگے سے باہر آیا۔ اور نرسلوں کے عقب میں جاکر اپنی گیلی قمیض اور پتلون اتار کر اپنے شکاری کوٹ کی بڑی جیب میں ٹھونس دی اور خشک لباس پہن کر نرسلوں سے باہر آیا۔ تھوڑی سے برانڈی پی اور کھانا کھایا کیونکہ میں بھوک محسوس کر رہا تھا پھر میں نے مختصراً اپنے اس کارنامہ کی داستان بیان کی اور ان کے حیرت کے کلمات سنے پھر میں نے ان سے کہا کہ وہ مقدس پودے کو ڈونگے میں رکھ دیں اور خود بھی سوار ہوجائیں اس کے بعد ہیس کی مدد سے' جس نے گوریلے کی کھال میں سے اپنی انگلیاں باہر نکال لی تھیں' بندوق بھری اور نپل پر آخری کیپ بٹھا دی۔ اب میں بھی ڈونگے میں سوار ہوکر اس کے اگلے حصہ میں بیٹھ گیا۔ اور سامرس اور برادر جون سے کہا کہ وہ چپو چلائیں

تھوڑی دیر کے بعد ہی ہم غار کے دہانے میں تھے میں نے جھانک کر مغربی دیوار کی طرف دیکھا' وہاں کوئی نظر نہ آرہا تھا۔ پلیٹ فارم کے دونوں طرف الاؤ بدستور جل رہے تھے اور خود پلیٹ فارم پر موٹا مبو جیسے گٹھری بنا پڑا تھا۔ ہم آہستہ سے ڈونگے میں سے نکل کر غار میں آگئے۔ میں "جلوس" ترتیب دے رہا تھا اور دوسرے خوف بھری نظروں سے موٹا مبو کی طرف دیکھ رہے تھے۔

سب کے آگے میں تھا۔ میرے بعد مسز جون تھی' اس کے بعد ہیس تھا جو دیوتا کا کردار ادا کر رہا تھا اس کے پیچھے سامرس اور برادر جون تھے جو مقدس پھول اٹھائے ہوئے تھے ان کے بعد مس ہوپ تھی اور سب کے آخر میں مارو تھا۔ ایک الاؤ کے قریب بہت سی مشعلیں پڑی ہوئی تھیں یہ اس وقت بھی وہیں پڑی ہوئی تھیں جب ہم پہلی دفعہ موٹا مبو کی "خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔" ہم نے چند مشعلیں جلائیں اور میرا اشارہ پاکر مارو نے ڈونگا گھسیٹ کر اسی جگہ باندھ دیا۔ جہاں سے میں نے کھولا تھا۔ اب اگر پونگو لوگوں نے ڈونگے کو ٹھیک اس کی جگہ بندھا دیکھا' تو ہمارا جھیل عبور کرنے والا واقعہ انہیں بے حد پر اسرار معلوم ہوگا اس تمام عرصہ میں میں ان حجروں کی طرف دیکھتا رہا۔ جو غار کی دیواروں میں بنے ہوئے تھے میرا خیال تھا کہ ان سے کوئی دم میں عورتیں نکل آئیں گی۔ لیکن وہ باہر نہ آئیں' یا تو وہ گہری نیند سو رہی تھیں یا پھر موجود نہ تھیں۔ بہرحال یہ میں آج تک معلوم نہ کر سکا۔

اور پھر ہم چل پڑے' غار کی دوسری طرف کا دہانہ ایک روشن داغ کی طرح نظر آیا۔ تو ہم نے فوراً اپنی مشعلیں بجھادیں' دہانے سے چند قدم آگے ایک سنتری کھڑا ہوا تھا اس کی پیٹھ تھی ہماری طرف چاند کی روشنی ابھی ناکافی تھی' پھوار پڑ رہی تھی چنانچہ سنتری نے اس وقت تک ہمیں نہ دیکھا۔ جب تک کہ ہم اس کے بہت قریب نہ پہنچ گئے اور پھر اس نے پلٹ کر دیکھا' خود اس کے علاقہ کے لوگوں کے جلوس کا نظارہ اتنا حیرت انگیز اور بھیانک تھا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور بے ہوش ہوکر اوندھے منہ گرا.... حالانکہ میں نے اس کے متعلق کبھی نہ پوچھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مارو نے احتیاطاً اس کی بے ہوشی

کو موت میں تبدیل کردیا تھا۔ کیونکہ جب میں نے گردن گھما کر دیکھا تو مارو کے ہاتھ میں اس ٹوٹے ہوئے بھالے کی بجائے جو اس نے قبرستان سے حاصل کیا تھا۔ لمبے دستے والا سالم بھالا تھا۔

ہم اس سیدھے اور آسان راستہ میں، جس راستے سے آئے تھے، ریکا ٹاؤن کی طرف چل پڑے، میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ علاقہ تقریباً غیر آباد تھا۔ اور چند جھونپڑیاں ہمارے راستے میں پڑتی تھیں ان کے مکین اس وقت خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس ملک میں کتے بھی نہ تھے کہ وہ بھونک کر ان لوگوں کو بیدار کردیتے چنانچہ غار سے ریکا ٹاؤن تک میرے خیال میں کسی نے ہمیں نہ دیکھا۔

چنانچہ رات بھر ہم حتی الامکان تیزی سے چلتے رہے البتہ راستے میں چند منٹوں کے لئے ٹھہر جاتے تھے کہ مقدس پھول کو اٹھانے والے ذرا ستالیں مسز جون نے کئی دفعہ اپنے شوہر کا بوجھ ہلکا کردیا تھا۔ لیکن سامرس، جو بے حد طاقتور، اس سفر میں مقدس پھول کو برابر اٹھائے رہا۔

البتہ ہیس تکلیف میں تھا۔ گوریلے کی بوجھل کھال اسے گویا پیسے جارہی تھی لیکن وہ جیالا بوڑھا تھا چنانچہ اس کھال کا بوجھ برداشت کئے ہوئے تھا البتہ یہ ضرور ہوا کہ وہ ریکا ٹاؤن تک پہنچتے پہنچتے اسکی بھی یہ حالت ہوگئی کہ وقتاً" فوقتاً" وہ چاروں ٹانگوں پر چلنے پر مجبور ہوگیا۔

صبح ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا کہ ریکا ٹاؤن کے چوڑے اور طویل راستے پر تھے ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اس سائبان کے قریب سے گزر گئے جس میں کالوبی "دعوت" اڑایا کرتے تھے اب تک کسی نے ہمیں نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ اب تک ریکا کے باشندے اپنے بستروں میں دبکے ہوئے تھے گھاٹ سو گز دور رہ گیا تھا کہ ایک عورت جو غالباً سحر خیز تھی، ہمیں دیکھ لیا۔ وہ جھونپڑی سے باہر آکر اپنے باغ کا معائنہ کررہی تھی اس عورت کی چیخ خاموش ریکا ٹاؤن میں گونج گئی۔

"دیوتا دیوتا"۔وہ چلائی "دیوتا ہمارا ملک چھوڑ کر جارہے ہیں وہ سفید فاموں کو اپنے ساتھ لئے جارہے ہیں"۔

یکایک پوری بستی بیدار ہوگئی جھونپڑیوں کے دروازے کھل گئے اور لوگ باغوں میں سے نکل آئے وہ چیخنے لگے یہاں تک کہ یوں معلوم ہوا کہ جیسے بستی میں کوئی دشمن گھس پڑا ہو اور قتل عام کررہا ہو۔ لیکن کسی نے ہمارے قریب آنے کی کوشش نہ کی کیونکہ وہ لوگ خوفزدہ تھے۔

"چلتے رہو، ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔"

ہم نے اپنی رفتار تیز کردی لیکن اب ہیس کی قوت جواب دے رہی تھی اسکا دم گھٹ رہا تھا اور وہ چاروں ہاتھوں پر چل رہا تھا اور ادھر برادر جون اور سامرس کا بھی سانس پھول رہا تھا، تاہم وہ بھی مقدس پھول کا بوجھ سنبھالے بھاگنے لگے ہم گھاٹ پر پہنچ گئے اور وہاں وہی ڈونگا بندھا ہوا تھا جس میں سوار ہو کر ہم نے جھیل عبور کی تھی اور پونگو لینڈ میں آئے تھے۔ ہم ڈونگے میں کود پڑے، میں نے اپنے چاقو سے وہ رسا کاٹ دیا جس سے وہ ڈونگا بندھا ہوا تھا اور اسے گھاٹ سے دور ڈھکیل دیا۔

سینکڑوں آدمی جن میں بہت سے سپاہی بھی تھے ہمارے بہت قریب بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ سر پر آچکے تھے لیکن اب تک کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی تھی کہ وہ ہم پر حملہ کرتے یا ہمیں روکنے کی کوشش کرتا۔ ہیس کے بہروپ نے ہمیں بچا رکھا تھا۔ طلوع ہوتے ہوئے سورج کی روشنی میں میں نے کوما کو دیکھا۔ جو لمبا سا بھالا اٹھائے بھاگا آرہا

تھا۔ ایک لمحے کو ہمیں دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ اور پھر وہ واقعہ جس کی وجہ سے ہم سب کی جانیں جاتے جاتے بچیں۔

گوریلے کی کھال میں ہیس مارے گرمی کے بے ہوش ہوا جارہا تھا اراس کا دم گھٹ رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زیادہ برداشت نہ کرسکا اور کھال کی سیون ادھیڑ کر اپنا سر گردن سے باہر نکالا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ بدقسمتی سے کوما نے نہ صرف اسے دیکھ لیا بلکہ اسے پہچان بھی لیا۔

دھوکہ۔ دھوکہ کوما چیخا ان سفید لوگوں نے جنگل کے دیوتا کا خاتمہ کر دیا ہے اور مقدس پھول اور مادر گل کو اپنے ساتھ لئے جارہے ہیں انکے زرد چہرے والے بدصورت بونے نے دیوتا کی کھال پہن رکھی تھی ڈونگو میں۔ ڈونگو میں۔

"چپو چلاؤ"۔ میں نے چیخ کر برادر جون اور مارو سے کہا " خدا کے لئے چپو چلاؤ۔ مارو۔ بادبان لگانے میں میری مدد کرو۔"

اتفاقاً اس صبح ہوا تیزی سے پھینک رہی تھی۔ میں اور مارو چٹائی کا بادبان لگانے لگے۔ لیکن چونکہ ہم اس کام میں ماہر نہ تھے اس لئے یہ کام ذرا وقت طلب تھا بہرحال جب تک ہم بادبان لگا چکے تھے تب تک سامرس اور برادر جون کی کوشش ہمیں گھاٹ سے کوئی چار سو گز دور لے آئی تھیں، لیکن اب گھاٹ سے بہت سے ڈونگے جن میں بادبان لگے ہوئے تھے ہمارے تعاقب میں روانہ ہورہے تھے۔ سب سے آگے والے ڈونگے کے اگلے حصہ میں پونگولینڈ کا نیا کالوبی کوما کھڑا ہوا تھا وہ گالیاں بک رہا تھا اور ہمیں بددعائیں دے رہا تھا۔ اور ہماری طرف اپنا بھالا ہلا رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ اگر پونگولوگوں کو حیرت زدہ نہ کیا گیا تو وہ لوگ ہمیں آلیں گے اور پھر نتیجہ معلوم چنانچہ مارو کو بادبان لگانا چھوڑ کر میں ڈونگے کے آخری حصے پر پہنچا اور بے ہوش ہوتے ہوئے ہیس کو ایک طرف ڈھکیل کر گھٹنوں کے بل پر بیٹھ گیا بندوق پر صرف ایک کیپ چڑی ہوئی تھی اور میں اسے استعمال کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ میں نے بندوق اٹھائی اور کوما کو نشانے میں لے لیا۔ بادبان لگ چکا تھا۔ اور اسمیں ہوا بھر گئی تھی۔ چنانچہ ڈونگہ

ہا کم ڈول رہا تھا۔ میں نے سانس روک کر لبلبی دبادی تڑاخ کی آواز جھیل کی خاموش سطح ڑھکتی ہوئی چلی گئی۔

اگر آپ اس وقت وہاں ہوتے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بڑا ہی حیرت انگیز نشانہ گولی ٹھیک اسی جگہ لگی تھی جہاں میں چاہتا تھا۔ یعنی کوما کے سینے میں اور اس کا دل گئی تھی یہ باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھیں۔

بندوق کی آواز ہیس کے معاملے میں صور اسرافیل ثابت ہوئی اس نے یکایک پٹ ںکھیں کھول دیں اور میری ٹانگوں کے بیچ میں سے نکال کر کوما کو گرتے دیکھا۔

"بہت عمدہ باس بہت ہی عمدہ" اس نے میری آواز میں کہا میرے خیال میں وہاں آگ دنیا میں والد بھی ایسی مہارت میں اپنے دشمنوں کو نہ مار سکیں گے بہت عمدہ۔ اور اسکے رہ بیوقوف بے ہوش ہوگیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے بچی ہوئی برانڈی کا آخری قطرہ بھی ے دے دیا اس کے بعد ہیس کو پوری طرح ہوش آگیا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ اب وہ ریلے کی کھال اتار کر منہ ہاتھ دھو رہا تھا۔

کوما کی موت کا عجیب رد عمل ہوا اول تو یہ ہوا کہ تمام ڈونگے اس ایک ڈونگے کے رجمع ہو گئے جس میں کوما کی لاش پڑی ہوئی تھی پھر پونگو لوگوں میں کچھ مشورہ ہوا ں نے بادبان اتارے اور چپو چلاتے ہوئے ڈونگے کو واپس جزیرے کی طرف لے ے۔ ایسا انہوں نے کیوں کیا یہ میں نہیں کہہ سکتا شاید انکا خیال تھا کہ کوما کو قتل کر دیا گیا ہے یا پھر وہ صرف زخمی ہے اور یہ کہ اسے فوری تیمارداری کی ضرورت ہے یا شاید یہ بات کہ اس نئے کالوبی کے بغیر جو دیوتا کا قریب حاصل کرچکا تھا اور اسوقت ان کے ساتھ نہ آگے بڑھنا خلاف قانون تھا یا شاید وہ کوما کو پہلے دفن کرنا چاہتے تھے وجہ کچھ بھی ہو بہر یہ حقیقت ہے فی الحال وہ لوگ لوٹ گئے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ڈونگے کو بہت آگے نکل آنے کا وقت مل گیا ہوا تیز تھی چنانچہ ڈونگا اطمینان بخش تیزی سے بہہ رہا تھا یہاں تک کہ دوپہر کے وقت ہوا کا زور کم ہو ۔ چنانچہ ڈونگے کو آگے ڈھکیلتے رہے اس عرصے میں مازیتو لینڈ کا ساحل قریب آچکا تھا

اس مقدر میں ہم افق کے پس منظر میں ایک داغ دیکھ سکتے تھے۔ یہ یونین جیک تھا۔ جو سامرس نے ایک ٹیلے پر نصب کر دیا تھا۔

سکون کے اس وقفے میں ہم نے بچا کھچا کھانا کھایا۔ منہ ہاتھ دھوئے اور آرام کیا اور یہ اچھا ہی ہوا کہ آرام کر کے تازہ دم ہو گئے کیونکہ ہوا کے بالکل ہی بند ہو جانے کے بعد میں نے پیچھے دیکھا تو نظر آیا کہ کوئی تیس چالیس ڈونگوں کا پورا بیڑا تیزی سے ہماری تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ اور ہر ڈونگے میں بیس یا اس سے زیادہ سپاہی سوار تھے۔

حالانکہ ہماری رفتار ست تھی۔ تاہم ہم نے چپو نہ اٹھائے اور کیونکہ ہم بہرحال اپنی قوت کسی مناسب وقت کے لئے بچا رکھنا چاہتے تھے۔

مازیتو لینڈ کے بانس یا ان نرسلوں سے جو ساحل پر پانی میں اگ رہے تھے ہم سے کافی دور تھے کہ ہوا ہمارا ساتھ چھوڑ گئی۔ رہے تعاقب کرنے والے تو ہم سے ڈیڑھ میل دور تھے لیکن ابھی ہوا انکا ساتھ دے رہی تھی۔ اور چونکہ ڈونگے کھیلنے والے بھی زیادہ تھے اس لیے تھوڑی دیر بعد ہی ان کے اور ہمارے درمیان کا فاصلہ گھٹ کر ایک میل رہ گیا۔ مطلب یہ کہ چار میل سفر طے کرنا تھا۔ اور ہمیں صرف تین میل کا۔ بادبان اب بے کار تھا۔ چنانچہ ہم نے بادبان اتار کر اسکا مستول نکال کر جھیل میں پھینک دیا۔ کہ ڈونگا کچھ تو ہلکا ہو جائے اور چپو اٹھا کر حتی الامکان تیزی سے چلانے لگے خوش قسمتی سے مسز جون اور مس ہوپ بھی اس جہد میں ہمارا ساتھ دے رہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ مقدس جھیل میں ماں بیٹی کا ایک ڈونگا تھا جس میں سوار ہو کر وہ دونوں مچھلیوں کے شکار کو جایا کرتی تھیں مطلب یہ کہ وہ چپو چلانے کی ماہر تھیں۔ ہیس چونکہ کمزور ہو رہا تھا اس لئے ہم نے اسے ایک چپو کے ساتھ ڈونگے کے پیچھے حصے میں بٹھا دیا تاکہ اسے زیادہ زور نہ لگانا پڑے۔

دشمن کی رفتار تیز تھی اور پھر ہم تھکے ہوئے بھی تھے۔ چنانچہ پونگو ڈونگے دم بہ دم قریب ہوتے جا رہے تھے۔ جب ہم نرسلوں سے ایک میل دور تھے تو دشمن ہم سے ایک میل دور تھا اور جب ہم نرسلوں سے دو سو گز دور تھے تو ہمارے اور دشمن کے درمیان پچاس ساٹھ گز سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔

اور حقیقی دوڑ تو اب شروع ہوئی۔

یہ دوڑ جتنی زیادہ مختصر تھی اتنی ہی زیادہ خوف ناک تھی۔ ہم نے ہر چیز وہ پھینک دی جو پھینکی جا سکتی تھی حتیٰ کہ وہ پتھر بھی جو توازن قائم رکھنے کے لئے ڈونگے کے پینڈے میں رکھے گئے تھے۔ اور گوریلے کی کھال بھی پھینک دی گئی۔ گوریلے کی کھال بہت آہستہ آہستہ ڈوبنے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آگے والے ڈونگے اپنے دیوتا کے اس تبرک کو حاصل کرنے کے لئے رک گئے چنانچہ آتے ہوئے ڈونگوں کو بھی مجبوراً رک جانا پڑا اور اس طرح ہمیں بیس تیس گز آگے بڑھ جانے کا موقع مل گیا۔

پورا پھینک دو میں نے کہا۔

خدا کے لئے نہیں۔ تھکن سے چور اور پسینے میں شرابور سامرس نے جواب دیا اسی کی خاطر وہ اتنے بہت سے خطرات کا مقابلہ کیا ہے۔ اب آخری وقت میں ہم سے اسے پھینکنے کو کہہ رہے ہو۔

میں نے اصرار نہ کیا نہ تو اس کا موقع تھا اور نہ ہی اتنی طاقت تھی اور ہم نرسلوں میں یونین جیک ہماری راہبری کر رہا تھا۔ چنانچہ ہم ٹھیک اس گلی میں گھس گئے جو دریائی گھوڑوں کے آمدورفت کے لئے بند کی گئی تھی۔ پونگو تیس گز پیچھے تھے اور جوکوں کی طرح چپو چلا رہے تھے خدا کا شکر ہے کہ پونگو تیر کمان کا استعمال نہ جانتے تھے۔ اور ان کے بھالے اتنے وزنی تھے کہ پھینک کر مارے نہ جاتے اس عرصہ میں بابامبا مازیتو اور ہمارے زلو شکاری ہمیں دیکھ چکے تھے۔ اور شور مچاتے گروہ در گروہ پانی میں اتر کر ہماری طرف آ رہے تھے۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے زولوؤں نے اندھادھند گولیاں چلانی شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گولی ہمارے ڈونگے کے لگی اور ایک میری ہیٹ کے چھجے کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ البتہ میری گولی نے ایک پونگو کو ڈھیر کر دیا۔ چنانچہ کچھ دیر کے لئے دشمن میں ابتری پھیل گئی۔

لیکن اب ہم نڈھال ہو چکے تھے اور دشمن زیادہ سے زیادہ قریب آتا جا رہا تھا اور ان کا سب سے آگے والا ڈونگا صرف۔ دس گز دور رہ گیا اور ہم ساحل سے شاید دو سو

گز دور تھے اور جب میں نے چپو کے ذریعہ جھیل کی گہرائی ناپی تو پتہ چلا کہ پانی صرف چار فٹ گہرا تھا۔ چنانچہ میں نے چیخ کر کہا۔

پانی زیادہ گہرا نہ تھا۔ اتر جاؤ جلدی کرو یہ ہمار' آخری موقع ہے۔ چنانچہ ہم لوگ بڑی افراتفری میں ڈونگے میں سے کیچ میں کود پڑے اور میں نے ڈونگے کو واپس ڈھکیل دیا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ کچھ دیر کے لئے بڑھتے ہوئے دشمن کا راستہ روک دے گا۔ اب اگر سامرس جیسا دیوانہ شخص ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو میرے خیال میں سارا معاملہ ٹھیک ہو جاتا۔ وہ کیچ میں چند ہی قدم آگے بڑھا تھا۔ کہ اسے اپنا آرکڈ یاد آگیا۔ چنانچہ اس نے صرف یہ کیا کہ آرکڈ حاصل کرنے کی کوشش کی بلکہ اپنے دوست مارو کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر رضامند کر لیا۔ وہ دونوں پلٹ کر ڈونگے کے قریب پہنچ گئے اور پودے کو اٹھانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ پونگو لوگ ان پر ٹوٹ پڑے۔

مارو نے اس بھلے سے جو اس نے موتامبو کے غار سے مردہ سنتری کے پاس سے حاصل کیا تھا' ان کے حملے کا جواب دیا۔ اور ایک دو پونگو کو مار گرایا۔ یا انہیں زخمی کر دیا پھر کسی ڈونگے سے توازن قائم رکھنے کا پتھر اٹھا کر مارو کے سر پر کھینچ کر مارا' مارو کیچڑ میں گرا' اٹھا لیکن پھر چکرا کر گر گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے چند آدمی وہاں پہنچ گئے اور اسے گھسیٹ کر کنارے پر لے آئے۔

اب سامرس اکیلا رہ گیا تھا اور بدستور آرکڈ کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں تک کے ایک پونگو نے ڈونگے کی دیوار پر سے جھک کر اپنے بھلے کا پھل سامرس کے شانے میں اتار دیا۔ اس نے آرکڈ کو چھوڑ دیا اور پسپا ہونے کی کوشش کی۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا چھ یا اس سے زیادہ پونگو نرسلوں اور ہمارے ڈونگے کے درمیان حائل ہو گئے اور سامرس کا خاتمہ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ میں سامرس کی مدد نہ کر سکتا تھا کیونکہ میں اس کھڈ میں پھنس گیا تھا۔ جو دریائی گھوڑے نے کیچڑ میں بنایا تھا اور ہمارے زولو شکاری اور مازیتو بھی دور تھے۔ اور اگر مس ہوپ نے اس وقت حیرت انگیز جرات کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو سامرس یقیناً مارا جاتا۔ مس ہوپ مجھ سے چند قدم آگے تھی اس نے گردن گھما کر

سامرس کو دشمن کے نرغے میں دیکھا۔ وہ فوراً پلٹی اور اس شیرنی کی طرح جس کے بچے کسی خطرے میں پھنس گئے ہوں۔ وہ نہایت پھرتی سے سامرس کی طرف بھاگی۔ اس سے پہلے کے پونگو سامرس پر حملہ کرتے وہ اس تک پہنچ چکی تھی۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے پونگو اور سامرس کے درمیان کھڑی ہو گئی اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے پونگو لوگوں سے کچھ کہا۔ اور خود انکی زبان میں۔

اس نے کیا کہا۔ یہ میں نہ سن سکا۔ خصوصاً اسلئے کہ اسکی آواز قریب آتے ہوئے مازیتو لوگوں کے نعروں میں ڈوب گئی تھی۔ میرے خیال میں وہ پونگو لوگوں کو وہ "زود اثر" کہ دعا دے رہی تھی' جو صرف مقدس پھول کی کاہنہ دے سکتی تھی۔ مس ہوپ کی بددعا کیا تھی؟ تو مس ہوپ نے بعد میں بتائی اور نہ ہی اسکی ماں نے بہرحال وہ بڑی ہی خوف ناک بددعا ہو گی کیونکہ جن لوگوں نے یہ الفاظ سنے اور انہی وہ لوگ بھی جو سامرس کو قتل کرنے والے تھے انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اس حسین اور نوجوان کاہنہ کے سامنے اپنے سر جھکا لئے اور اس وقت تک سر جھکائے کھڑے رہے جب تک مس ہوپ نے زخمی سامرس کو خطرے سے باہر نہ نکال لیا۔ یعنی یہ اس طرح کہ اس نے سامرس کو اپنے پیچھے سے لے لیا۔ نظریں پونگو لوگوں پر مرکوز تھیں۔ اور قدم بہ قدم پیچھے ہٹنے لگیں۔

یہاں میں یہ بتادوں کہ مقدس پھول البتہ پونگو لوگوں کو مل گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اسے اپنے ایک ڈونگے میں جزیرے کی طرف لے جا رہے تھے۔ چنانچہ یہ میری آرکڈ مہم کا اور اس تحفے کا بھی خاتمہ تھا۔ جو مجھے اس پھول کی قیمت سے ملنے والا تھا۔ پتہ نہیں کہ پھول کا کیا بنا۔ البتہ چند وجوہات کی بناء پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے پھر پھول کے جزیرے پر لگا دیا گیا چنانچہ اسے غالباً افریقہ کے اس دور افتادہ اور گم نام خطے میں پہنچا دیا گیا جہاں سے اسے لایا گیا تھا اور جہاں سے' کہتے ہیں کہ خود پونگو ترک وطن کر کے اس علاقے میں آئے تھے۔

اس واقعہ کے بعد ہم مفروروں کو ہمارے دوست مازیتو اور زولو شکاریوں نے کنارے پر گھسیٹ لیا۔ کنارے پر پہنچتے ہی' میں مسز جون اور مس ہوپ تھکن سے بے حال ہو کر

ڈھے گئے۔ لیکن برادر جون زخمی سامرس اور مارو کی خبر گیری میں مصروف ہوگیا۔

اور پھر وہ جنگ ہوئی جسے میں "جنگ نرسل" کہوں گا اور بڑی ہی خوف ناک جنگ تھی وہ پونگو' جن کی تعداد اب ہماری ساتھیوں جتنی ہی تھی گوریلے اور موٹا مبو کی موت اور ماورگل اور اسکی بیٹی کے اغوا سے دیوانے ہورہے تھے۔ چنانچہ جوش کے عالم میں ڈونگوں میں سے کود پڑے اور جنگی نعرے لگاتے کنارے کی طرف آئے اور یہاں ان کے ازلی دشمن مازیتو لوگوں نے بوڑھے بابامبا کے زیرکمان ان پر حملہ کردیا۔ یہ دست بہ دست جنگ تھی اور نرسلوں کے جھنڈ میں حرکت کرتے ہوئے پونگو اور مازیتو سپاہیوں کے سر عجیب منظر پیش کررہے تھے۔ پونگو اور مازیتو بڑے جوش و جنون کے عالم میں ایک دوسرے پر حملے کررہے تھے۔ اور اگر کوئی زخمی ہوکر یا پھسل کر گر پڑتا تھا تو پھر اٹھ نہ سکتا تھا کیونکہ وہ کیچڑ میں پھنس کر غرق ہو جاتا تھا۔ پونگو لوگ اپنا قومی ہتھیار چلانے میں بڑے ماہر تھے چنانچہ پلڑا انہی کا بھاری تھا۔ لیکن جس چیز نے جنگ کا نقشہ پلٹ دیا تھا وہ ہمارے زولو شکاریوں کی بندوقیں تھیں۔ حالانکہ میں بندوق اٹھانے کے قابل نہ رہا تھا' تاہم میں نے یہ ضرور کیا کہ زولو شکاریوں کو اپنے گرد جمع کر لیا۔ اور انھیں بندوق چلانے کی ہدایت دیتا رہا۔ میری ہدایتوں پر عمل کر کے زولوؤں نے دس بارہ پونگو سپاہی مار گرائے یا انکو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد پونگو لوگوں کے جی چھوٹ گئے۔ اور وہ ڈونگوں کو دو جھیل میں چھوڑ آئے تھے' واپس ڈونگوں میں سوار ہوگئے۔

آخر کار اپنے سردار یا شاید کالوبی کا' بشرطیکہ نیا کالوبی انکے ساتھ ہو اشارہ پاکر انہوں نے چپو اٹھائے اور ہمیں بددعائیں اور گالیاں دیتے وہ لوگ چپو چلانے لگے یہاں تک کہ ان کے ڈونگے دور ہوتے ہوئے جھیل پر متحرک داغ نظر آنے لگے اور پھر غائب ہوگئے۔

بہرحال ہمارے ساتھیوں نے ڈونگے اور ان کے ساتھ چھ سات پونگو بھی گرفتار کر لیا ان لوگوں کو مازیتو لوگ قتل کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن برادر جون کے حکم پر آخر ان پونگو لوگوں کے ہاتھ باندھ کر قیدی بنالیا گیا۔ قارئین بھولے نہ ہوں گے کہ مازیتو لینڈ میں جون کو وہی اختیارات تھے جو خود بادشاہ کو حاصل تھے۔

آدھے گھنٹے میں اس جنگ کا خاتمہ ہو چکا تھا لیکن اس کے بعد دن کے بقیہ گھنٹوں میں کچھ نہ کرسکا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ میں شاید بے ہوش ہوگیا تھا۔ اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ ہمارے پچھلے چار دن ایسے عجیب گزرے تھے کہ ان دنوں میں ہمارے اعصاب برابر تنے رہے تھے۔ اور امید وہم کے عالم نے دماغ کی عجیب اور آزمائشی حالت کردی تھی اور یہ بات معجزے سے کم نہ تھی۔ کہ ہم زندہ لوٹ آئے تھے۔

سب سے آخری بات جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ جب جنگ ختم ہوئی تو سیمی کہیں سے یوں نکل آیا تھا۔ جس طرح بارش کے تھمنے اور سورج کے بادلوں میں سے نکل آنے کے بعد تتلی نمودار ہو جاتی۔ ہے وہ اپنے نیلے لباس میں بڑا ہی چھیلا معلوم ہو رہا تھا۔

آہ مسٹر کواٹرمین! وہ بولا زبردست خطرات کا مقابلہ کرنے کے اور خونی جنگ سے گزرنے کے بعد میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں' جب تک آپ غائب رہے میرا مطلب ہے آپ کے رخصت ہونے کے بعد سے لیکر اب تک میں آپ کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتا رہا۔ جی ہاں دور مجھے یہ مچھر ملعون ساری رات کو سونے نہ دیتے تھے۔

اس کے بعد اس نے کیا کہا یہ میں نے نہ سنا کیونکہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی تھی۔

جب دوبارہ میں نے آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ پندرہ سولہ گھنٹے تک سوتا رہا تھا کیونکہ نئے دن کا سورج کافی بلند ہوچکا تھا۔ میں ٹہنیوں کے سائبان میں اور اس ٹیلے کے قدموں میں لیٹا ہوا تھا۔ جس کی چوٹی پر یونین جیک لہرارہا تھا۔ قریب ہی ہیس بیٹھا گوشت اڑارہا تھا۔ جس کا انبار سا اس کے سامنے لگا ہوا تھا۔ اور جو اس نے قریب جلتی ہوئی آگ پر پکایا تھا۔ اسکے قریب ہی مارو بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ پتھر جو کسی سفید فام کی کھوپڑی توڑ دیتا سوائے اس کے کہ کچھ نہ کرسکا تھا کہ اس نے مارو کو بے ہوش کردیا تھا۔ اور اس کی کھوپڑی کی جلد ذرا پھاڑ دی تھی وہ دونوں خیمے جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے چند فٹ دور لگا دیئے تھے۔

ہیس جو کنکھیوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا گرم کافی کا بھرا ہوا پیالہ لئے دوڑا آیا یہ کافی مارو نے خاص میرے لئے تیار کی تھی' کیونکہ خدا جانے کس طرح اسے معلوم ہوگیا تھا کہ میری بے ہوشی نیند میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور یہ کہ بیدار ہوتے ہی میں کافی طلب کروں گا۔ میں نے پیالہ ہونٹوں سے لگالیا اور کافی کا آخری قطرہ تک پی گیا۔ اور پھر بھنے ہوئے گوشت کے قتلے چباتے ہوئے ہیس سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔

سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا ہے۔ باس کہ ہم زندہ ہیں حالانکہ ہمیں اب تک سڑا ہوا گوشت بن جانا چاہئے تھا۔ وہ بولا میم اور مس اب تک خیموں میں سو رہی ہیں یا شاید صرف میم سورہی ہیں کیونکہ مس داگیتاہ کا ہاتھ بٹارہی ہے۔ اور میرے خیال میں اب واپس نہ آئیں گے کیونکہ وہ سفید فاموں کی بندوق کا مزہ چکھ چکے ہیں مازیتو لوگوں نے اپنے ساتھیوں کی وہ لاشیں دفن کردی ہیں جو مل گئی ہیں اور زخمیوں کو جن کی تعداد صرف چھ ہے اسٹریچر میں لٹا کر بیزا ٹاؤن کی طرف بھیج دیا ہے۔ بس یہ ہوا ہے باس۔

اس کے بعد میں بہت دیر تک نہاتا رہا۔ اور نہا کر میں نے وہ زیر جامے پہن لئے جنہیں پہن کر میں پھول کے جزیرے میں سے موتا مبو کے غار تک گیا تھا اور جنہیں ہیس

نے دھو کر خشک کردیا تھا۔ اور تب میں نے ہیس سے پوچھا کے خود اس کا کیا حال ہے۔

ٹھیک باس خصوصاً اسلئے کہ اب میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ وہ بولا سوائے اسکے کہ میرے ہاتھ اور کلائیاں درد کررہی ہیں کیونکہ میں بابیاں (بندر) کی طرح ہاتھوں اور پیروں کے چلتا رہا ہوں اور اس منحوس گوریلے کی کھال کی بو اب تک میری ناک میں گھسی ہوئی ہے۔ باس تم جانتے ہی نہیں کہ وہ کتنی واہیات بو تھی۔ وہ اگر میں سنجیدہ نہ ہوتا تو اسکی بو کی وجہ سے مرگیا ہوتا لیکن باس سچ کہنا اس مہم پر اپنے ساتھ لے کر تم نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کہ نہیں سچ کہنا اٹومبی کو یوں چھپا کر ساتھ لے کر چلنا میرا یادگار کارنامہ ہے اور اب ہم سب کے سب زندہ واپس آگئے ہیں سوائے اس مازیتو جیری کے لیکن اس کی موت کا افسوس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس جیسے اور بہت سے مل جائیں گے۔ وہ صرف باس سامرس کو برانڈی سے زیادہ پسند تھا۔

ہاں میں نے جواب دیا تمہیں اپنے ساتھ لے کر میں نے واقعی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے اور تم حقیقت میں بہت زیادہ ہوشیار ہو اگر تم نہ ہوتے تو اب تک پونگولوگ ہمیں پکا کر کھا گئے ہوتے۔ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کے لئے میں تمہارا بہت مشکور ہوں لیکن ہیس! آئندہ سے اپنی جیبوں کو سی لیا کرو کیونکہ سب کی سب اچھی تھیں اگر چار کی بجائے چالیس بھی ہوتیں۔

نہیں باس! تم اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکتے جو تم نے کیا اور یہ بات تمہارے والد بھی جانتے تھے۔ اور نہ چاہتے تھے۔ کہ میں زیادہ بوجھ اٹھا کر پھرتا رہوں چنانچہ انہوں نے میری جیب میں سوراخ کر کے باقی ٹوپیاں گرادیں اور چونکہ صرف چار کی ضرورت تھی اسلئے صرف چار رہنے دیں ایک دیوتا کے لئے ایک شیطان کے لئے اور ایک آدمی کے لئے اور تمہارے والد بھی یہ جانتے تھے کہ تمہارا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔

میں ہنس پڑا اسکے بعد میں نے اپنا کوٹ پہنا اور سامرس کی خبر معلوم کرنے کے لئے خیمہ کی طرف چلا۔ خیمے کے دروازے پر برادر جون سے ملاقات ہوگئی۔ آرکٹڈ کا اسٹریچر اٹھانے کی وجہ سے اس کا ایک شانہ سوج گیا تھا لیکن خوش قسمتی سے کوئی رگ نہ کٹی تھی۔

چنانچہ میں خیمہ میں پہنچا زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے سامرس کمزور ہو رہا تھا لیکن بشاش تھا۔ مس ہوپ چوبی چمچے سے اسے کھانا کھلا رہی تھی میں زیادہ دیر تک خیمے میں ٹھہرا' خصوصاً اسلئے کہ وہ آرکڈ کو یاد کر کے بے چین ہونے لگا تھا۔ لیکن جب میں نے اسے بتایا کہ آرکڈ کے بیج میرے پاس محفوظ ہیں تو وہ خوش ہو گیا۔ یار وہ بولا حیرت ہے کہ مجھ جیسا آرکڈ کا دیوانہ یہ بات بھول گیا اور تم جیسے اکھڑ شکاری کو یہ بات یاد رہ گئی کمال ہے۔

سامرس میں نے کہا میں یوں سمجھو کہ بادو باراں دیدہ ہوں تا تجربہ کار ہوں میں نے ہر وہ چیز اپنے ساتھ لینا سیکھ لیا ہے۔ جو میں اٹھا سکتا ہوں اس کے علاوہ اتنی سی بات تو میں بھی سمجھ سکتا ہوں کہ بیج میں سے ہی پودا اگتا ہے۔

اس کے بعد سامرس مجھے ہدایت دینے لگا۔ کہ بیجوں کی حفاظت کس طرح کی جائے چونکہ وہ مسلسل اور ایک عجیب جوش کے عالم میں بول رہا تھا اس لئے مس ہوپ نے بڑی شائستگی سے مجھے خیمے سے باہر نکال دیا۔

اسی دن سہ پہر کے وقت میں نے مجلس مشاورت طلب کی۔ طے پایا کہ ہم فوراً بیزا ٹاؤن کی طرف روانہ ہو جائیں کیونکہ یہ جگہ جہاں ہمارا پڑاؤ تھا مچھروں سے بھری ہوئی تھی اور پھر یہ بھی خوف تھا کہ کہیں پونگو لوگ واپس نہ آجائیں۔

چنانچہ سامرس کے لئے ایک ڈولی تیار کی گئی اور بقیہ تیاریاں بھی جو زیادہ نہ تھیں مکمل کر لی گئیں' مسز جون اور مس ہوپ دو گدھوں پر سوار تھیں برادر جون اپنے سفید بیل پر سوار ہو گیا کیونکہ اس کی زخمی ٹانگ تکلیف دینے لگی تھی۔ میں بابامبا کے ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ اور ہم پونگو لوگوں اور ان کی رسومات کی متعلق جو سراسر حیوانی تھیں۔ باتیں کر رہے تھے۔

میکو میزن سے بابا مبا نے کہا تم واقعی عظیم ہو سوائے تمہارے کوئی اور شخص جنگل کے دیوتا۔ اور اس کے بھئی موٹا مو کا خاتمہ نہ کر سکتا تھا۔

میں نے اس کے اس تعریف کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا کہ ہماری کامیابی کا سہرا حقیقت میں بیس کے سر بندھتا ہے۔

ہاں ہاں وہ بولا چمکنے والا سانپ اپنے کام میں بے حد ہوشیار اور بھوت کی طرح عجیب ہے۔

لیکن میکومیزن کسی کام کو انجام تک پہنچانے کی طاقت تو تم ہی رکھتے ہو۔ اب اگر دماغ کا بنایا ہوا نقشہ کس کام کا۔ چنانچہ عیاری اور بہادری یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اب اگر ہوشیاری' عقل مندی چمکنے والے سانپ کی پاس تھی اسی کے پاس طاقت اور دماغ اور جنگلی بھینسے کی سی ہمت ہو تو پھر بہت جلد دنیا میں وہ اکیلا ہی رہ جائے چنانچہ دنیا اور انسان کو بنانے والا جس بات سے واقف ہے اسی لئے اس نے ان دونوں خصوصیات کو آج تک الگ الگ رکھا ہے اور ہمیشہ الگ الگ رکھے گا۔

میں نے سوچا' اور اب بھی سوچ رہا ہوں کہ بابامبا ان سیدھے سادھے الفاظ میں بڑے پتے کی بات کر گیا تھا۔ سیاہ فام جن سے ہم لوگ نفرت کرتے ہیں بیوقوف نہیں ہوتے۔

کوئی ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد ہم نے قیام کر دیا' رات کے دس بجے چاند طلوع ہوا تو پھر چل پڑے' اس پورے سفر کی جس میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ ہوا تفصیلات بیان کرنے کی میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں سامرس کو اگر اس سفر سے کوئی تکلیف پہنچ رہی تھی تو وہ اسے برداشت کر رہا تھا۔ اور برادر جون جو میرے خیال میں اپنے وقت کا بہترین ڈاکٹر تھا۔ سامرس کے متعلق مطمئن تھا۔ اور اسکی امید افزاء رپورٹ میری ڈھارس بندھا رہی تھی البتہ یہ بات میں نے ضرور دیکھی کہ سامرس خوب ڈٹ کر کھاتا تھا لیکن اسکی کمزوری بدستور قائم تھی۔ اس کے علاوہ مس ہوپ نے جو اسکی تیمارداری کر رہی تھی مجھے بتایا کہ سامرس یا تو سوتا ہی نہ تھا' یا پھر بہت کم سوتا تھا۔

"اے ایلن" بیزا ٹاؤن میں پہنچنے سے کچھ ہی پہلے مس ہوپ نے مجھ سے کہا تھا۔

"تمہارا بیٹا سامرس (وہ اسے میرا بیٹا کہتی تھی۔ خدا جانے کیوں) بیمار ہے۔ میرے ابا کہتے ہیں کہ اسے صرف بھالے کا زخم آیا ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ اسے کچھ اور بھی بیماری ہے۔ کوئی اندرونی بیماری۔"

اور اسکی خوبصورت آنکھوں میں آنسو تیر آئے۔ چونکہ وہ جو کہہ رہی تھی' اس میں

یقین بھی رکھتی تھی۔ اور اس کا اندیشہ غلط بھی نہ تھا کیونکہ بیزا ٹاون پہنچنے کے بعد دوسری رات کو ہی افریقی بخار نے اس پر حملہ کر دیا۔ جو انتہا شدید تھا۔ کہ سامرس مرتے مرتے بچا۔

بیزاٹاون میں ہمارا بڑا ہی شاندار استقبال کیا گیا پوری آبادی بوڑھے بوسی کی معیت میں باہر نکل آئی۔ اور انہوں نے پرجوش نعروں سے ہمارا خیر مقدم کیا۔

ہمیں جھونپڑیوں میں پہنچا دیا گیا جو پونگولینڈ کی طرف سے روانہ ہونے سے پہلے ہماری قیام گاہ تھی اور اگر ہم سامرس کی طرف سے متفکر نہ ہوتے تو وہاں ہمارے چند دن بڑے مزے میں گزر جاتے۔

سامرس پورے ایک مہینہ تک بیمار رہا۔ بیزاٹاون میں پہنچنے کے دسویں دن اسکی حالت ایسی بگڑ گئی کہ ہم سب اسکی زندگی سے مایوس ہو گئے حتیٰ کہ برادر جون نے بھی نفی میں سر ہلا دیا۔ دن بھر اور رات بھر سامرس ہذیان بکتا رہا اور صرف اس منحوس آرکڈ کے متعلق میرے خیال میں یہ بات اس کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوئی تھی کہ آرکڈ ہاتھ سے آکر نکل گیا تھا۔

اور اگر مس ہوپ نے حاضر دماغی کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ سامرس زندہ نہ بچتا۔ ایک شام اسکی حالت غیر تھی اور وہ پاگل کی طرح آرکڈ کے متعلق بکواس کر رہا تھا۔ اسوقت جھونپڑی میں میرے اور مس ہوپ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا مس ہوپ نے آگے بڑھ کر سامرس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور جھونپڑی کے ننگے فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دیکھو اسٹیفن! مقدس پھول واپس آگیا ہے۔"

جب وہ بیدار ہوا ہے تو اتفاقاً اس وقت بھی میں جھونپڑی میں موجود تھا مس ہوپ ٹھیک اس جگہ کھڑی ہوئی تھی جہاں اس نے سامرس کو خیالی پھول دکھایا تھا۔ وہ اس جگہ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مس ہوپ کی طرف دیکھا' چونکہ میں اس کے پیچھے تھا۔ اس لئے اس نے مجھے نہ دیکھا اور کمزور آواز میں کہا۔

"مس ہوپ! تم نے کہا تھا کہ پودا۔ اس جگہ ہے جہاں تم کھڑی ہوئی ہو اور یہ کہ

سب سے بڑا اور پہلا پھول باقی رہ گیا ہے۔؟"

"اسٹیفن!" مس ہوپ نے اپنی شیریں آواز میں کہا۔ دیکھو پورا پھول موجود ہے کیونکہ میں دختر گل ہوں اور سب سے زیادہ خوبصورت پھول بھی موجود ہے اور میں ہوں وہ پھول جسے تم جھیل کے جزیرے پر سے لائے ہو اسٹیفن! اس پھول کا افسوس نہ کرو۔ جو ہمارے ساتھ نہیں رہا۔ کیونکہ اسکے بہت سے بیج ہمارے پاس ہیں لیکن سوچو اور خدا کا شکر ادا کرو کہ تم زندہ ہو اور یہ کہ تمہاری وجہ سے میں اور میری والدہ آزاد اور زندہ ہیں۔ اگر تم مر گئے تو میں روتے روتے اندھی ہو جاؤں گی۔"

"میری وجہ سے زندہ ہو۔" وہ بولا۔ تمہارا مطلب ہے ایلن اور ہیس کی وجہ سے نہیں لیکن وہاں جب پانگو مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ تو تم نے میری جان بچائی تھی۔ اب مجھے سب یاد آگیا۔ ابتک میں نہ جانتا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ حقیقی پھول تم ہی ہو۔

چنانچہ وہ دوڑ کر سامرس کے قریب پہنچی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ سامرس نے اس کا نازک ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں جھونپڑی سے باہر آگیا۔ سامرس کو حقیقی پھول مل گیا تھا۔ جو اس سے محبت کرتا تھا۔ اسلئے بعد میں سامرس بڑی سرعت سے روبہ صحت ہونے لگا۔ کیونکہ آپ جانئے محبت مردے کو بھی زندہ رکھنے کی قوت رکھتی ہے۔ یہ میں نہیں جانتا کہ سامرس اور مس ہوپ اور برادر جون اور اس کی بیوی نے کیا طے کیا ہوا تھا البتہ یہ ضرور دیکھا کہ اس دن کے بعد سے برادر جون اور اسکی بیوی سامرس کو اپنا بیٹا سمجھنے اور اس سے بیٹے کی سی ہی محبت کرنے لگے۔ سامرس اور مس ہوپ کا یہ نیا تعلق یا رشتہ بے حیل و حجت قبول کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ کافروں نے بھی سب کچھ سمجھ لیا۔ چنانچہ ماروے نے پوچھا کہ ان دونوں کی شادی کب ہو گئی۔ اور یہ کہ ایسی حسین بیوی کے عوض سامرس برادر جون کو کتنے مویشی دینے والا ہے۔

"بہت زیادہ مویشی ہوں گے۔ پورا ریوڑ۔ بولا" اور عمدہ نسل کے۔"

سیمی بھی میرے سامنے جب ہوپ کا ذکر کرتا تو اسے سامرس صاحب کی منگیتر کہتا۔ صرف ہم نے کچھ نہ کہا۔ شادی بیاہ جیسے معمولی معلات سے مجھے کوئی دلچسپی نہ تھی یا شاید

اس نے پہلے سے ہی اندازہ لگایا تھا۔ کہ یہ بات ہو کر رہے گی چنانچہ اب اس کے متعلق کچھ کہنا میرے کے نزدیک فضول تھا۔

بیزاٹاون میں ہمارا قیام پورے ایک مہینہ تک رہا یہاں تک کہ سامرس تندرست ہو گیا میں مارو اور زولوشکاری اس جگہ سے اکتا گئے لیکن برادر جون اور مسز جون نہ اکتائے۔ جہاں تک مسز جون کا تعلق ہے تو اس کا تو یہ ہے کہ وہ ہر ماحول کو قبول کر لیتی تھی اور چونکہ ایک عرصے تک مہذب دنیا سے دور رہی تھی اسلئے وحشیوں میں رہنا اس کے لئے بیزار کن نہ تھا اور پھر اس کا شوہر اس کے ساتھ تھا جسکی صورت دیکھتے وہ تھکتی نہ تھی اور جب وہ اس سے کچھ کہتی تو اسکی آواز ایسی ہوتی' جیسے بلی پیار سے خر خر کر رہی ہو۔ میرے خیال میں مسز جون کی یہ حرکتیں بڑے میاں کو بے قرار کردیتیں کیونکہ وہ ایک دم اٹھتا اور جال اٹھا کر تتلیاں پکڑنے چل دیتا۔

سچ تو یہ ہے کہ اب حالات میرے اعصاب پر سوار ہو رہے تھے کیونکہ میں جس طرف دیکھتا اس طرف بس یہ نظر آتا۔ کہ سامرس اور مس ہوپ آپس میں عشق لڑا رہے ہوتے یا پھر برادر جون اور اسکی بیوی آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے کی طرف تعریفی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے۔ چنانچہ میں تو گویا اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ یقیناً ان جوڑوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہیس مارو سیمی' بوسی باباما اینڈ کمپنی میرے لئے کافی ہے اور وہ واقعی میرے لئے کافی تھے یعنی اس صورت میں کہ زولو شکاری ہاتھ سے نکلنے لگے تھے کرنے کو تو کچھ تھا نہیں چنانچہ خوب کھاتے اور بے تحاشہ شراب پیتے' دیسی گانجہ۔ دگا پیتے اور مازیتو عورتوں سے عشق لڑاتے چنانچہ وہ جھگڑے جن کی جڑ "زن" ہوتی ہے اور ان جھگڑوں کا فیصلہ مجھے کرنا پڑتا۔ آخر کار میں عاجز آگیا اور میں نے کہا کہ چونکہ اب سامرس تندرست ہو گیا تھا اس لئے ہمیں روانہ ہو جانا چاہیے۔

"بالکل یہ برادر جون نے کہا۔ ہاں تو کیا انتظام کیا ہے تم نے ایلن۔"

ایکدم بے چین ہو کر۔ کیونکہ برادر جون کے اس فضول فقرے سے مجھے نفرت ہو گئی تھی میں نے جواب دیا کہ میں نے کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ لوگ کوئی تجویز

پیش ہی نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا کہ ہیس اور مارو سے مشورہ کروں اور یہی میں نے کیا۔

اپنی اس کانفرس کی تفصیلات میں بیان نہ کرونگا۔ کیونکہ قسمت نے ہمارے لئے کوئی دوسرا ہی انتظام کر دیا تھا جو ہم سب کے لئے خلاف توقع تھا۔ اور یہ سب کچھ فوری طور پر ہو گیا۔ مازیتو لوگ زولو نسل کے ضرور تھے لیکن انکا فوجی انتظام زولوؤں کا سا نہ تھا۔ مثلاً جب میں نے بوسی اور باباما سے کہا کہ انہوں نے بستی کی حفاظت اور پہرے کا مناسب انتظام کیوں نہیں کیا ہے تو وہ ہنس پڑے اور کہا کہ ان پر کبھی کسی قبیلے پر کبھی کسی نے لشکر کشی نہیں کی اور اب چونکہ پونگولوگونکو بھی سبق مل گیا تھا اس لئے آئندہ سے وہ بھی حملہ نہ کریں گے۔

ارے ہاں۔ میں یہ تو بتانا تو بھول ہی گیا کہ ان پونگولوگوں کا کیا بنا جنہیں جنگ نزسل میں گرفتار کیا گیا تھا۔ برادر جون کے کہنے پر انکو آزاد کر دیا گیا نہ صرف یہ بلکہ انکو جھیل تک لے جایا گیا۔ ان ڈونگوں میں سے جو اسی جنگ میں ہمارے ہاتھ لگے تھے ایک دیدیا گیا اور وہ لوگ سوار ہو کر پونگو لینڈ کی طرف چلے گئے لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب یہ لوگ کوئی تین ہفتوں بعد بیزاٹاؤن میں ایکبار پھر نازل ہوئے اور انہوں نے یہ عجیب کہانی سنائی۔

انہوں نے کہا وہ جھیل عبور کر کے ریکا ٹاؤن پہنچے' ریکا تو موجود تھا مگر اس کے باشندے غائب تھے۔ پوری بستی غیر آبادی کے طور پر پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ یہ لوگ علاقہ میں بھٹکتے رہے۔ حتی کہ موتامبو کے غار میں بھی ہو آئے' موتامبو کی لاش بدستور پلیٹ فارم پر پڑی ہوئی تھی اور اس کے علاوہ وہاں کچھ نہ تھا۔ اور کوئی نہ تھا۔ البتہ ایک دور کے گاؤں کی ایک جھونپڑی میں انہیں ایک بڑھیا پڑی مل گئی۔ جو مر رہی تھی اس عورت سے ان کو معلوم ہوا کہ آہنی نلکیوں سے خوفزدہ ہو کر اور اس پیشگوئی کے مطابق کہ جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ گے" پونگولوگ مقدس پھول لے کر اور اس بڑھیا کو اشیائے خوردونوش کا ذخیرہ دے کر اور یہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے' چنانچہ وہ مقدس پھول غالباً آج بھی افریقہ کے

کسی دور افتادہ اور گم نام علاقے میں اگ رہا ہوگا۔

اب چونکہ ان پونگو لوگوں کا کوئی گھر نہ تھا اور وہ کبھی نہ جانتے تھے کہ انکا قبیلہ کس طرف گیا تھا۔ انہیں صرف یہ معلوم تھا کہ پونگو لوگ جنوب کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مازیتو لوگوں میں مقیم ہوجانے کی اجازت چاہئے' جو قبول کرلی گئی۔

خیر تو آمدم برسر مطلب' ہیس اور مارو سے مشورے کرنے کے دوسرے دن ہم علی الصبح ہی ناشتہ سے فارغ ہوگئے کیونکہ بہت سے انتظامات کرنے تھے۔ مازیتو لینڈ چونکہ بلندی پر واقع تھا اس لئے وہاں اکثر دھند اتر آتی تھی چنانچہ اس صبح بھی دھند چھائی ہوئی تھی جو اس قدر گاڑھی تھی کہ چند گز دور کی چیز بھی نظر نہ آتی تھی۔ ناشتہ سے فارغ ہوکر میں نے ایک زولو شکاری سے کہا کہ وہ دو گدھوں اور برادر جون کے سفید بیل کو چارہ دے آئے' چونکہ ہماری روانگی کا زمانہ قریب تھا۔ اس لئے میرے کہنے سے گدھوں اور بیل کو بیزا ٹاؤن میں لے آیا گیا تھا۔ اور ہماری جھونپڑیوں کے قریب باندھ دیا گیا تھا اس کے بعد بندوقوں اور بارود کو چیک کرنے پہنچا۔ جو ہیس نے نکال کر ایک طرف ترتیب سے رکھدیا تھا۔ اور اس وقت میں نے دور سے ایک غیرمانوس آواز سنی اور ہیس سے پوچھا کہ وہ کیسی آواز تھی۔

"بندوق کی آواز باس"۔ اس نے قدرے بے چین ہوکر جواب دیا۔

اور اس کی یہ بے چینی حق بجانب تھی کیونکہ ہم دونوں ہی جانتے تھے کہ اس علاقہ اور اطراف میں بھی ہمارے علاوہ کسی کے پاس بندوقیں نہ تھیں اور ہماری بندوقیں تمام کی تمام ہمارے پاس تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے ان بندوقوں میں سے جو ہم نے بردہ فروشوں سے حاصل کی تھیں بہت سی بوسی کو تحفتاً" دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہ کہ میں اس کے چند بہترین سپاہیوں کو انکا استعمال سکھا رہا تھا لیکن اب تک ان میں سے ایک بندوق بھی کسی مازیتو کو نہ دی تھی۔

میں فوراً باہر آیا۔ اور باڑ کے دروازہ پر پہرہ دیتے ہوئے سنتری سے کہا کہ وہ دوڑ کر بوسی اور بابامبا کے پاس جائے انہیں مطلع کرے کہ بندوق کا دھماکہ سنا گیا ہے اور یہ کہا کہ

وہ دونوں فوراً سپاہیوں کو طلب کرلیں' چونکہ یہ جنگ کا زمانہ تھا اس لئے سپاہی مختلف کرالوں سے اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کرنے چلے گئے تھے اور اس وقت بیزا ٹاؤن میں صرف تین سو سپاہی موجود تھے۔ اس کے بعد ایک عجیب طرح کی بے چینی سے مجبور ہوکر۔ حالانکہ میری اس بے چینی پر میرے ساتھی ہنس رہے تھے' میں نے زولوں کو مسلح ہوجانے کا حکم دیا۔ اس طرف سے فرصت پاکر میں یہ سوچنے لگا۔ کہ اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو ایک زبردست لشکر اور پوری تیاری کے ساتھ آئے گا۔ جب میں خود اپنے نتائج اخذ کرچکا۔ تو میں نے ہیس اور مارو سے انکی رائے پوچھی' معلوم ہوا کہ وہ لوگ مجھ سے متفق تھے۔ جس نے ان سے کہا ہمیں باہر دشمن سے مقابلہ کرنا تھا۔ یعنی اس راستہ پر جو جنوبی دروازے تھے لشکر ایک سنگلاخ ڈھلان تک چلا گیا۔ اور اس ڈھلان پر جو تقریباً عمودی تھی درخت اور جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں' قارئین بھولے نہ ہونگے' کہ جب مازیتو لوگوں نے ہمیں ستونوں سے باندھ دیا تھا اور ہمیں تیروں سے اڑا دینے والے تھے تو برادر جون اپنے سفید بیل پر سوار اس راستے سے آیا تھا۔

ابھی ہم باتیں کرہی رہے تھے کہ دو مازیتو افسر دوڑتے ہوئے آئے وہ اپنے درمیان ایک زخمی چرواہے کو گھسیٹے لا رہے تھے اس چرواہے کا بازو زخمی تھا اور پہلی نظر میں معلوم ہوگیا کہ زخم گولی کا تھا۔

چرواہے نے جو کہانی سنائی تھی وہ یہ تھی۔

یہ چرواہا دو' دوسرے لڑکوں کے ساتھ بستی میں اور کوئی نصف میل دور بادشاہ کے مویشی چرا رہا تھا۔ کہ یکایک بہت سے آدمی' جن میں سے اکثر سفید فام جیسے تھے اور جو بندوقوں سے مسلح تھے نکل آئے ان کی تعداد چرواہے کے اندازے کے مطابق تین چار سو تھی۔ وہ لوگ مویشی پکڑنے لگے اور تین چرواہوں پر ان کی نظر پڑی تو انہوں نے ان پر گولیاں چلائیں یہ چرواہا زخمی ہوگیا اور اس کے دونوں ساتھی مارے گئے۔ یہ چرواہ زخم کی پرواہ نہ کرکے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ پڑا۔ چرواہے نے بتایا کہ ان میں سے ایک شخص نے چیخ کر کہا تھا کہ وہ چرواہا سفید فاموں کو یہ اطلاع دیدے کہ وہ لوگ سفید فاموں

اور مازیتو لوگوں کا خاتمہ کرنے اور سفید عورتوں کو لے جانے آئے ہیں اس شخص نے کہا کہ مازیتو کبھی ان کے دوست تھے لیکن اب نہیں رہے۔

مانیٹرو' اور اس کے بردہ فروش ساتھی۔ میں نے کہا۔

اور عین اس وقت بابامبا بہت سے سپاہیوں کے ساتھ نمودار ہوا۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "آقا میکومیزن! غلام پکڑنے والے لوگ آگئے ہیں وہ دھند میں رینگ کر آئے ہیں اور ان کا سفیر جنوبی دروازے پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہم اپنی خیریت چاہتے ہیں تو سفید فاموں' ان کے خادموں اور سو مازیتو جوان اور سو مازیتو عورتیں غلام بنانے کے لئے ان کے حوالے کردیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو وہ کہتا ہے کہ بردہ فروش ہم سب کو سوائے کنوارے لڑکوں اور کنواری لڑکیوں کے قتل کردیں گے اور تم سفید فام کو زندہ جلا دیں گے البتہ صرف دونوں سفید عورتوں کو زندہ رکھا جائے گا۔

سفیر کہتا ہے اس نے یہ پیغام بھجوایا ہے جس کا نام مانیٹرو ہے۔

اچھا میں نے بڑے سکون سے کہا۔ چونکہ جیسی کہ میری عادت تھی مشکلات میں پر سکون بن جاتا تھا۔ اور کیا بوسی ہمیں بردہ فروشوں کے حوالے کردے گا؟۔

"یہ بوسی اپنے خون بدل بھائی واگیتاہ اور تمہیں جو اس کے دوست ہو ان کے حوالے کس طرح کر سکتا ہے؟"

بابامبا نے کہا۔ بوسی نے مجھے واگیتاہ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ تم سے مشورہ کرکے بتائے کہ اب کیا کیا جائے۔

"تو پھر میں کہوں گا کہ واگیتاہ بہادر ہے۔ سنو یہ ہیں واگیتاہ کے الفاظ جو میری زبان ادا کررہی ہے۔ مانیٹرو کے سفیر کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ اسے وہ واقعہ یاد ہے جو دو سفید فام پڑاؤ کے باہر دو شاخہ ٹہنی میں چھوڑ گئے تھے اس سے کہو کہ ان سفید فاموں نے اپنے اس خط میں جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کا وقت آگیا ہے اور یہ کہ آئندہ کل سے مانیٹرو کی لاش ایک درخت سے لٹک رہی ہوگی اور پھر بابامبا تم جتنے سپاہی ساتھ لے سکتے ہو اتنے ساتھ لے کر جنوبی دروازے پر پہنچ جاؤ۔ اور جہاں تک ممکن ہو کہ تیروں سے

اس کی حفاظت کرواسکے بعد آہستہ آہستہ پسپا ہوکر اس ڈھلان پر آجاؤ' جو دروازے کے عین سامنے ہے اور وہاں سے آملو۔ بستی والوں سے کہو کہ وہ بوڑھے مردوں اور عورتوں کو لے کر بستی سے نکل جائیں' جنوبی دروازوں سے باہر آئیں اور ڈھلان کے دوسری طرف والے جنگل مین پناہ گزیں ہوجائیں' دیکھو وہ تاخیر نہ کریں۔ بلکہ اسی وقت روانہ ہوجائیں سمجھ گئے۔

"سمجھ گیا۔ میکومیزن۔ واگیتاہ کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے گی کاش کہ ہم نے تمہارے مشورے پر عمل کرکے مازیتو پر حفاظت کا سرپر پہرہ لگا دیا ہوتا"

اور بابامبا پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کر احکامات صادر کرتا اور بھاگتا ہوا چلا گیا۔

"اب میں نے کہا' ہمیں بھی چلنا چاہئے۔

ہم نے ساری بندوقیں' بارود اور چند دوسری چیزیں یہ میں بھول گیا ہوں کہ یہ دوسری چیزیں کیا تھیں' اکھٹی کیں اور چند محافظوں کے ساتھ بابامبا کے پیچھے بھیج دیئے تھے' اپنے دونوں گدھوں اور بیل کو لے کر جنوبی دروازے کی طرف چلے جب ہم بہت آگے بڑھ چکے تھے تو مجھے ایک خیال آیا اور میں نے سیمی سے کہا۔ وہ بہت گھبرایا ہوا نظر آرہا تھا کہ وہ واپس ہماری جھونپڑیوں میں جائے اور چند کمبل اور کھانا پکانے کے دو چار برتن لے آئے کیونکہ ان کی ضرورت پڑ جائے۔

مسٹر کواٹر مین۔ وہ بولا۔ میں لرزتے اور کانپتے ہوئے بھی اس حکم کی تعمیل کروں گا۔

اور سیمی چلا گیا اور چند گھنٹوں تک جب وہ واپس نہ آیا۔ تو میں نے ایک آہ بھر کر سوچا کہ یا تو کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے یا پھر مارا گیا ہے یا شاید اس کے خوف اور اس کی بزدلی نے اس کی عقل ماردی تھی اور وہ کمبل اور برتن لے کر آنے کی بجائے شاید دشمن کی طرف نکل گیا تھا۔

یہ مارچ کا ابتدائی حصہ آسان رہا۔ یہاں تک کہ ہم بازار کا میدان عبور کرکے اس راستے پر آگئے جو بہت سی جھونپڑیوں کے بیچ میں سے گزر رہا تھا۔ اور جنوبی دروازے اور اس سے باہر جاتا تھا۔ اور اب راستہ چلنا مشکل تھا کیونکہ اس وقت بستی والے

بھی جو خوف و ہراس سے پاگل ہو رہے تھے۔ باہر جا رہے تھے۔ مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے اور بیمار ان لوگوں کو سمجھانا یا اختیار میں رکھنا فضول تھا۔ چنانچہ ہم سوائے اس کے کچھ نہ کرسکتے تھے کہ اسی بھیڑ میں سے راستہ بناتے آگے بڑھتے رہیں۔ بہر حال آخر کار باہر آگئے اور اب ہم ڈھلان چڑھ رہے تھے۔ ڈھلان کے عین اوپر اور چوٹی کے عین نیچے درختوں اور پتھروں میں ہم نے اپنا مورچہ بنالیا۔ وہاں ہم نے پتھر جما کر ایک پشتہ بھی بنالیا جو اتنا بلند تھا کہ مناسب قد کے انسان کے سینے تک آتا تھا۔ بستی والے جو ہمارے ساتھ آئے تھے یہاں نہ ٹھہرے بلکہ آگے بڑھتے رہے اور جنگل میں گھس کر نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

میں نے براور جون کو مشورہ دیا کہ وہ بھی بیوی' بیٹی اور تینوں جانوروں کو لیکر بستی والوں کے ساتھ چلا جائے خود اپنی جان کے خوف سے نہیں کیونکہ وہ بڑا نڈر انسان تھا۔ بلکہ اپنی بیوی اور بیٹی کے خیال سے براور جون میرے اس مشورے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ لیکن دونوں عورتوں نے انکار کردیا۔ مس ہوپ نے کہا کہ مناسب ہوگا کہ سامرس بھی ان کے ساتھ چلا جائے اس پر وہ سرپھرا جوان اتنا خفا ہوا کہ مجھے خاموش رہنے میں ہی اپنی خیریت نظر آئی۔

چنانچہ میں نے انہیں ڈھلان کی چوٹی پر۔ چشمہ کے کنارے ایک شگاف میں پہنچا دیا اور وہاں وہ لوگ دشمن کی گولیوں سے محفوظ تھے ممکن ہے کہ ہمیں شکست ہوجائے اس کے علاوہ مزید کچھ کہے بغیر ہم نے ان دونوں کو ایک ایک دو نالی بندوق اور ایک پستول بھی دے دیا۔ بندوقیں اور پستول بھرا ہوا تھا۔

سکھایا تھا۔ اور یہ وہ بندوقیں تھیں جو ہم نے بردہ فروشوں سے پہلی جنگ میں حاصل کی تھیں۔ جب تک ان لوگوں کے نشانے پکے نہ تھے تاہم یہ لوگ اتنا ہی کرسکتے تھے کہ بندوق کی لبلبی دبا کر آواز پیدا کرسکتے تھے دشمن کو اس بھرم میں مبتلا کرسکتے تھے کہ ہم سب کے سب مسلح ہیں۔

دس منٹ بعد بابا مبا پچاس سپاہی لے کر آگیا اس نے کہا کہ جب تک ممکن ہوا اس نے جنوبی دروازے پر دشمن کو روک رکھا ہے لیکن اب یہ ممکن نہ رہا تھا کیونکہ بردہ فروش دروازہ توڑ رہے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ اپنی زیرنگرانی خود اپنے سپاہیوں سے پتھروں کا ایک پشت بنوالے اور پھر سپاہیوں سے کہے کہ وہ گولیوں سے بچنے کے لئے اس پشتے کے پیچھے لیٹ جائیں۔ بابا مبا میری اس ہدایت پر عمل کرنے چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی دشمن آتا نظر آیا۔ اسکی تعداد حوصلہ شکن نہ سہی پریشان کن ضرور تھی۔ اکثر بردہ فروشوں کے پاس بندوقوں کے علاوہ بھالے بھی تھے اور ان بھالوں پر مازیتو کے سر تھے۔ جن کو بردہ فروشوں نے قتل کیا تھا۔ یہ ستر یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ بڑا ہی خوفناک منظر تھا۔ میں غصے کے عالم میں دانت پیسنے لگا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ ہمارے سر بھی اس کے بھالوں پر نظر آئیں گے۔ بہرحال میں نے طے کرلیا کہ اگر معاملہ بگڑ گیا اور ہمیں شکست ہوگئی تو میں بردہ فروشوں کے ہاتھوں زندہ گرفتار نہ ہوں گا وہ مجھے زندہ جلادیں میں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے یہ خیال ظاہر کیا تو انہوں نے مجھ سے اتفاق لیا البتہ براور جون خودکشی کی خیال سے کانپ گیا۔

اور اب مجھے پتہ چلا کہ ہیس غائب تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے اس پر کسی نے جواب دیا کہ اس نے ہیس کو فرار ہوتے دیکھا تھا چنانچہ مارو نے چیخ کر کہا۔

آہا۔ تو چمکنے والا سانپ بل میں جا گھسا ہے ٹھیک ہے سانپ پھنکار تو سکتا ہے لیکن ڈس نہیں سکتا۔

بعض دفعہ وہ ڈس بھی لیتا ہے میں نے کہا کیونکہ یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا کہ ہیس

اس عرصے میں بستی کے شمالی دروازے پر بندوقیں بڑبڑانے لگی تھیں اور شوروغل کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دھند اب تک چونکہ گاڑھی تھی اسلئے ابتداء میں ہمیں کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن فائرنگ شروع ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد گرم ہوا کے جھونکے جو تیز جھکڑ میں تبدیل ہو گئے اور یہ ہوا دھند کو اڑا لے گئی۔ اور پھر ہیس نے جو کہ ایک درخت پر چڑھا تھا۔ بتایا کہ بردہ فروش گولیاں چلاتے شمالی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے اور مازیتو بستی کی باڑ کے پیچھے سے انکی گولیوں کا جواب تیروں سے دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیس نے ہمیں مطلع کیا کہ مازیتو پسپا ہو رہے تھے اور چند منٹوں کے بعد ہی وہ لوگ چند زخمیوں کو اٹھائے جنوبی دروازے سے نکلنے لگے انکے کپتان نے کہا کہ بندوق اور تیروں کا مقابلہ برابر کا نہ تھا۔ چنانچہ وہ بستی چھوڑ کر چلا آیا تھا اور فیصلہ کیا تھا وہ ڈھلان پر بردہ فروشوں کو روک لے گا۔

تھوڑی دیر بعد ہی بقیہ مازیتو سپاہی بھاگ آئے انکے آگے وہ بستی والے تھے جو سپاہی نہ تھے لیکن بستی میں رہ گئے تھے انکے ساتھ بوسی بھی تھا جو بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھا۔

"مسکومیزن"! اس نے چیخ کر کہا اگر میں بردہ فروشوں اور انکی بندوقوں سے ڈرتا تھا۔ تو یہ میری بزدلی نہ تھی' دیکھو اب وہ لوگ بوڑھوں کو قتل کرنے اور جوانوں کو پکڑ کر لے جانے آگئے ہیں۔

ٹھیک ہے بوسی تم بزدل نہیں ہو میں نے جواب دیا لیکن اگر تم نے میرے مشورے پر عمل کر کے مازیتو سرحد پر سنتری مقرر کروائے ہوتے تو یہ اچانک تم پر نہ آپڑتے ٹھیک ہے میکومیزن وہ کراہ کر بولا لیکن آدمی ٹھوکر کھانے کے بعد ہی سنبھلتا ہے اور جب آدمی کوئی پھل چکھ نہیں لیتا تب تک اسکے ذائقہ سے واقف نہیں ہوتا۔

اس کے بعد وہ اپنے سپاہیوں کو چوٹی پر متعین کرنے چلا گیا اور میری ہدایت پر عمل کر کے اس نے زیادہ سپاہیوں کو ڈھلان کے دونوں کناروں پر جما دیا کہ اگر ہمارے پہلوؤں پر حملہ کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ سپاہی اسے ناکام بنادیں۔ ادھر ہم نے ان تیس چالیس منتخب مازیتوں میں بندوقیں تقسیم کردیں۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جن کو میں نے بندوق کا استعمال

تھا۔ اور ہمارے پاس اتنی بندوقیں نہ تھیں کہ مسلسل بوچھاڑ سے ان کو ہراساں کر دیتے حالانکہ میں بظاہر بشاش بنا رہا تھا لیکن میرے دل کا خدا ہی حافظ تھا۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ شاید ہمیں پسپا ہونے کا وقت بھی نہ ملے گا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ابھی وقت ہے اس لئے کیوں نہ فرار ہو جائیں لیکن پھر خیال آیا کہ اگر فرار ہو بھی گئے تو بردہ فروش ہمارا پیچھا کریں گے اور یقیناً ہمیں آلیں گے چنانچہ فرار ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

البتہ ایک کام ضرور کیا کہ میں نے بابامبا کو اس بات کے لئے تیار کر لیا کہ وہ جا کر پتھروں اور مٹی سے جنوبی دروازہ جو درختوں کے تنوں کا بنا ہوا تھا۔ بند کر دے بابا مبا چند مازیتو سپاہیوں کے ساتھ جنوبی دروازے پر پہنچ گیا۔ اور ان لوگوں نے بھوتوں کی سی پھرتی سے دروازہ بند کر دیا۔ عین اسی وقت میں نے دیکھا کہ بیزا ٹاؤن کے جنوبی حصہ میں سے دھوئیں کی چار پانچ موٹی لکیریں فضا میں اٹھ رہی تھیں۔ اور پھر اتنے ہی شعلے بلند ہوئے۔

کوئی شیطان بیزا ٹاؤن کو آگ لگا رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد ہی بیزا ٹاؤن راکھ کا ڈھیر بن جائے گا خصوصاً اسلئے کہ جھونپڑیاں ایندھن کی طرح خشک تھیں اور ہوا پنکھا جھل رہی تھیں' بیزا ٹاؤن جل رہا تھا' لیکن ہم کچھ نہ کر سکتے تھے۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ یہ بردہ فروشوں کا کام تھا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ شعلے اور مختلف سمتوں میں بلند ہونے لگے ہیں تو مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا۔ یہ ہمارے کسی مخلص دوست کا کام تھا۔ جو بردہ فروشوں کو زندہ جلا دینا چاہتا تھا۔ ایسا دوست جس پر دوستی ہمیشہ ناز کرے۔

مجھے سیمی کا خیال آگیا۔ اس کامیاب اور پٹ نہ پڑنے والی تجویز پر عمل کرنے کے لئے سیمی یقیناً پیچھے رہ گیا تھا۔ کیونکہ کسی مازیتو کے دماغ میں یہ تجویز آہی نہ سکتی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ اس تجویز پر عمل کرنے کا مطلب یہ تھا کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو تباہ کرنا سیمی جسے ہم بزدل سمجھتے تھے اور جس کا مذاق اڑاتے تھے اپنے دوستوں کو بچانے کے لئے دشمنوں کیساتھ خود بھی جل مرنے کے لئے تیار تھا۔

بدحواس بابامبا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور اپنے بھالے سے شعلوں کی طرف اشارے کرنے لگا۔ دفعتاً" میرے دماغ کے دریچے کھل گئے۔

نے بزدلی کا ثبوت دیا اور بھاگ گیا بہرحال وہ کہیں آس پاس نہ تھا اور یہ موقع نہ تھا کہ میں کسی کو اس کی تلاش میں بھیج دیتا۔

ہمیں امید تھی کہ بردہ فروش فتح کے نشہ میں سرشار ہو کر بازار کے میدان میں آجائیں گے۔ اور ہم بلندی پر سے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے کشتیوں کے پشتے لگادیں گے۔ میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ بردہ فروش میدان میں جمع ہونے لگے۔ اور ان مازیتو لوگوں نے جنہیں ہم نے بندوقیں دی تھیں' میرے اشارے کا انتظار کئے بغیر کوئی چار سو گز دور سے ان پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ مجھے غصہ تو بہت آیا۔ لیکن اب میں کر ہی کیا سکتا تھا۔ چنانچہ ہونٹ چبا کر رہ گیا۔ اور مسلسل کئی منٹوں تک گولیاں چلانے کے بعد دو تین بردہ فروشوں کو قتل یا زخمی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بردہ فروش ایک دم پیچھے ہٹ گئے اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ الگ الگ گروہوں میں آگے بڑھ رہے تھے۔ لیکن اب وہ ان جھونپڑیوں کی اوٹ میں آگے بڑھ رہے تھے جو میدان کے چاروں طرف بنی ہوئی تھیں اور چونکہ یہاں مویشیوں کا باڑہ تھا اسلئے وہاں چھوٹی باڑ بھی بنی ہوئی تھی۔ باڑہ اس وقت خالی تھا۔ کیونکہ مویشی چراگاہوں میں تھے یہ جھونپڑیاں جن میں بیزا ٹاؤن کی زیادہ آبادی رہتی تھی' بہت قریب قریب بنی ہوئی تھیں۔ اور چھتیں کھجور کے پتوں کی تھیں' انہی جھونپڑیوں کے درمیان سے دو تنگ راستے جنوبی دروازے کی طرف آتے تھے اور انہی دو راستوں پر بردہ فروشوں کے دونوں گروہ پیش قدمی کر رہے تھے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے اور بندوقیں چلانا جانتے تھے۔ اس کے برخلاف ہمارے پاس صرف پچاس بندوقیں تھیں اور مازیتو کو جو ہم نے بندوقیں دی تھیں ان کے استعمال کے عادی نہ تھے چنانچہ مقابلہ برابر کا نہ تھا۔ یہ اور بات تھی کہ بردہ فروشوں کی تعداد چار سو کے لگ بھگ تھی اور ہم بھی تقریباً اتنے ہی تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی بردہ فروشوں نے جھونپڑیوں کے اوٹ میں سے گولیاں چلانی شروع کر دیں اور ہماری کم ہوتی تعداد سے پتہ چل گیا کہ انکے نشانے صحیح تھے۔ مشکل یہ تھی کہ ہم دشمن کی گولیوں کا جواب نہ دے سکتے تھے کیونکہ وہ جھونپڑیوں کی اوٹ میں آگے بڑھ رہا

چنانچہ بردہ فروشوں نے آپس میں مشورہ کیا اور بڑی افراتفری میں جنوبی دروازے کی طرف آئے کہ اس طرف سے نکل جائیں اور اب ان کی مزاج پرسی کرنے کی ہماری باری تھی۔ اور ہم نے صحیح معنوں پر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس وقت میں نے حیرت سے دیکھا کہ مس ہوپ سامرس کے لئے بندوق بھر رہی تھی۔ وہ اپنی والدہ کو ٹیلے کے دوسرے طرف چھوڑ کر اپنے محبوب کی مدد کو آگئی تھی یہاں میں یہ بتادوں کہ بیزا ٹاؤن میں قیام کے دوران ہم نے اسے رائفل کا استعمال سکھا دیا تھا۔ میں نے سامرس سے کہا کہ وہ مس ہوپ کو واپس بھیج دے لیکن وہ جانے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ اس وقت بھی تیار نہ ہوئی جب دشمن کی ایک گولی اس کے لباس کی ایک دھجی اڑا گئی۔

بردہ فروش موت کے خوف سے دیوانے ہو رہے تھے۔ چنانچہ ہماری گولیاں ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو نہ روک سکیں۔ اپنے پیچھے اور ہر ہر قدم پر اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر وہ برابر آگے بڑھ رہے تھے یہاں تک کہ پہلا بردہ فروش جنوبی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

بابا مبا نے میرے کان میں کہا۔ اصل جنگ تو اب شروع ہوگی' کوئی دم میں دروازے کو توڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ اب خود ہمیں دراوزہ بننا ہے۔

میں نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ جانتا تھا کہ اگر بردہ فروش دوروازے میں سے نکل آئے تو انکا سیلاب ہمیں بہا لے جائے گا۔ انکی تعداد اب بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ میرے خیال میں اب تک ان کے چالیس آدمی مارے گئے تھے۔ میں نے چند لفظوں مین سامرس اور برادر جون کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ اور موخرالذکر سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیٹی کو لے کر مسز جون کی پاس چلا جائے اور وہ خود بھی انکے ساتھ رہے۔ اسکے بعد میں مازیتو سے کہا کہ یہ بندوقیں تو خود ہم میں سے کسی کو ملک عدم پہنچا دیں گی۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ صرف بھالے لے کر ہمارے ساتھ چلیں۔

اس کے بعد ہم بھاگ کر ڈھلان پر سے اترے اور دروازے کی سامنے والے چھوٹے میدان میں بے ترتیب سی صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ دروازہ اب ٹوٹ کر گرنے کے قریب

بابا مبا میں نے کہا ان لوگوں کے علاوہ جنہیں بندوقیں دی گئی ہیں اپنے تمام آدمیوں کو ساتھ لو انہیں الگ گروہوں میں تقسیم کردو اور بستی کو گھیرے میں لے لو اور شالی دروازہ پر سخت پہرہ لگا دو میں نہیں سمجھتا کہ بردہ فروش باڑ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ البتہ اگر وہ کامیاب ہو جائیں اور باہر نکل آئیں تو انہیں قتل کر دو۔

"ایسا ہی ہو گا میکومیزن وہ بولا لیکن بیزا ٹاؤن"

"جہنم میں جائے بیزا ٹاؤن۔ فی الحال تو ہمیں اپنی جانیں بچانی ہیں"۔

تین منٹ بعد ہی مازیتو سپاہیوں کے گروہ بستی کو گھیرے میں لینے کے لئے بھاگے جارہے تھے۔ ہر چند کہ چند مازیتو بردہ فرشوں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے لیکن زیادہ تر وہ بھاگ کر باڑ کی اوٹ میں پہنچ گئے۔ بابا مبا ایک ہوشیار جرنیل تھا۔ چنانچہ اسکی ہدایت پر مازیتو سپاہیوں نے مختلف دستوں میں تقسیم ہو کر بستی کا محاصرہ کرلیا۔

اور اب ہم لوگ ڈھلان کی چوٹی پر چھا گئے تھے۔ یعنی ہم سفید فام' مارو' زولو۔ شکاری اور وہ تیس مازیتو جنہیں بندوقیں دی گئیں تھیں۔

ابتداء میں بردہ فروشوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ کیا ہو رہا تھا وہ غالباً یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مازیتو فرار ہو رہے ہیں چنانچہ وہ انہیں کی طرف متوجہ رہے لیکن پھریا تو انہوں نے آگ دیکھ لی یا کسی نے انہیں اس طرف متوجہ کردیا۔

اور پھر جو ہڑبونگ مچی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا' چار سو بردہ فروش گلے پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے۔ چند دوڑ کر باڑ پر چڑھ گئے لیکن جب وہ اسکی چوٹی پر پہنچے تو مازیتو لوگوں نے تیروں سے انکا استقبال کیا وہ الٹ کر گرے چند بہرحال باڑ کی دوسری طرف کود گئے لیکن اس طرف خار دار جھاڑیاں تھیں چنانچہ وہ ان جھاڑیوں میں الجھ گئے۔ ابھی وہ ان میں سے نکل نہ پائے تھے کہ مازیتو کے بھالوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ اس طرف سے مایوس ہو کر وہ شمالی دروازے کی طرف بھاگے لیکن اس سے پہلے کہ وہ بازار کے میدان تک پہنچتے ہوا نے آگ کو ایک سے دوسری جھونپڑی تک پہنچادیا اور اب شعلے بھگوڑوں کا راستہ روکے ہوئے تھے۔

میں انہوں نے دشمن پر دوسرا شدید حملہ کیا اور اب شعلوں کی زبانیں انکے سروں میں آپس میں مل گئیں۔ ان کے سر پر آتشی چھت قائم ہو گئی۔ لیکن وہ جنگ کرتے رہے۔

بردہ فروشوں کی تعداد زیادہ تھی' چنانچہ ایک بار پھر انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو ڈھکیلنا شروع کیا۔ میں نے مارو کو دیکھا اس نے دوسرے کو بھالا مارا وہ گرا لیکن ساتھ ہی مارو بھی گرا۔ وہ اٹھا اس نے دوسرے کو بھالا مارا اور پھر گرا۔ دو بردہ فروش مارو کو قتل کرنے کے لئے لپکے خوش قسمتی سے میری بندوق بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کو فوراً مار گرایا۔ مارو ایک بار پھر اٹھا اور اس نے تیسرے بردہ فروش کو ٹھکانے لگادیا۔ سامرس اس کی مدد کرنے کو دوڑ گیا اور آگے ایک بردہ فروش کو پکڑ کر اس کا سر پھاٹک کے شہتیر سے اتنے زور سے ٹکرایا کہ وہ تیورا کر گرا۔ اس عرصے میں بوسی بقیہ مازیتو سپاہیوں کو لے کر بڑھا بردہ فروشوں کا پلڑا بھاری تھا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ ہمارے ساتھی گویا مٹھی بھر تھے۔

ہم لوگ اب نرغے میں تھے۔ اور خدا جانے کس طرح میں بھی اس میں آگیا تھا۔ سامرس کے سر پر کسی نے بندوق کے کنارے سے ضرب لگائی وہ لڑکھڑا کر مجھ پر گرا اور میں خود لڑکھڑا کر زمین پر گرتے گرتے بچا۔ میں سنبھلا اور مایوسی سے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ اور مجھے بڑا ہی روح افزا منظر دکھائی دیا۔ یہ ہیس تھا جی ہاں گم شدہ ہیس۔ اس کی غلیظ ہیٹ جس میں اب بھی شتر مرغ کا پر اڑسا ہوا تھا۔ فیتے کے سہارے اس کی گدی پر لٹک رہی تھی۔ وہ بڑے سکون اور اطمینان کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ ایک ہاتھ بلند کئے کچھ اشارے کررہا تھا۔ اور اس کے قریب ڈیڑھ سو کے قریب مازیتو چلے آرہے تھے۔

فلک شگاف نعروں کے ساتھ ان مازیتو نے بردہ فروشوں پر حملہ کر دیا۔ اور چشم زدن میں ان کو واپس شعلوں میں ڈھکیل دیا۔ تھوڑی دیر بعد بقیہ مازیتو بابا مبا کے ساتھ آگئے۔ اور انہوں نے اس کام کو انجام تک پہنچا دیا۔ بہت کم بردہ فروش باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے لیکن انہوں نے بھی بندوقیں پھینک کر اپنے ہاتھ اٹھادئے انہیں گرفتار کرلیا گیا بقیہ

تھا۔ اس عرصے میں آگ نے ان جھونپڑیوں سے جو بازار کے میدان کے کنارے پر تھیں۔ نصف کو اپنے لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اور ہوا کا سہارا پا کر شعلے کسی جاندار چیز کی طرح ہماری طرف بڑھتے رہے تھے۔ ہمارے سروں پر دھوئیں کا سائبان سا تن گیا تھا۔ اور یہ دھواں اتنا گاڑھا تھا کہ آسمان نظر نہ آتا تھا۔ خوش قسمتی سے ہوا تیز تھی چنانچہ یہ دھواں نیچے بیٹھ کر ہمارا دم نہ گھٹ سکتا تھا۔

دروازے کے سامنے ہم مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ آگے میں اور سامرس اپنے زولو شکاریوں کے ساتھ اور ہمارے پیچھے منتخب مازیتو سپاہی تھے اور انکا کمانڈر کوئی اور نہ تھا۔ بلکہ خود شاہ مازیتو بوسی کررہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد دروازہ گرا اور اس روک پر، جو بابا مبا اور اس کے ساتھیوں نے دروازے کے سامنے لگادی تھی بردہ فروش نمودار ہوئے۔

فائر میں نے چیخ کر کہا۔

بندوقیں تڑتڑائیں گولیاں سنسناتی ہوئی چلیں اور ہر گولی نے اپنا اپنا شکار تلاش کرلیا۔

اور اب مارو نے ایک نعرہ لگایا، زولوؤں نے بندوقیں اور بھالے بلند کرکے دشمن کی طرف دھنس پڑے، سامرس جس کے ہاتھ میں کہیں سے بھالا آگیا تھا۔ زولوؤں کے ساتھ تھا۔ اور بھاگتے وقت وہ پستول سے دشمن پر گولیاں بھی چلا رہا تھا۔ اور انکے پیچھے بوسی اور اس کے تیس طویل القامت مازیتو بھاگے آرہے تھے۔

مجھے اعتراف ہے کہ میں اس دست بہ دست جنگ میں شریک نہ ہوا شاید اسلئے کہ میں کوئی تدبیر سوچ رہا تھا، یا شاید اسلئے کہ میں خوفزدہ تھا اور میری ہمت جواب دے گئی تھی۔ بہر حال میں جنگ کی اس گھومتی ہوئی چکی سے باہر ہی رہا، اور جب بھی مجھے موقع ملا میں ایک آدھ دشمن کو گولی مار دیتا۔

بڑی خوف ناک اور ساتھ ہی عجیب جنگ تھی، وہ زولو بہت دیر تک دروازے کے سامنے جمے رہے۔ اور دشمن ایک انچ بھی نہ آگے بڑھ سکا، وہ لوگ بڑی بہادری سے آگے بڑھ رہے تھے اور مر رہے تھے۔

اور پھر وہ پیچھے ہٹے تیس مازیتو ان سے آملے اور پھر مارو بوسی اور سامرس کی معیت

بہادری کا ثبوت دیتے رہے تو پھر دختر گل اور اس کی اولاد جو تمہاری اولاد بھی ہوگی تمہاری شان میں قصیدے کہتی رہے گی ہاں اس وقت بھی لوگ تم کو یاد کرتے رہیں گے۔ جب تم دوسری دنیا میں میرے پاس آجاؤ گے۔ چنانچہ اس وقت تک کے لئے خدا حافظ لو یہ میرا بھالا اپنے پاس رکھو یہ تمہیں میں اسلئے دے رہا ہوں کیونکہ یہ بھالا میری یاد دلاتا رہے گا۔

اور اس کے بعد مارو نے ہاتھ ہلا دیا۔ چنانچہ سامرس ایک طرف ہٹ گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور اب مرتے ہوئے مارو کی نظر ہیس پر پڑی جو مارو سے آخری دفعہ رخصت ہونے کا موقع تلاش کررہا تھا۔

آہا چمکنے والے سانپ مارو نے کہا۔ جنگ ختم ہوگئی، تو تم آگ میں جلے ہوئے مینڈکوں کو کھانے کے لئے اپنے بل میں سے نکل آئے، واقعی بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ تم عیار ہونے کے ساتھ ساتھ بزدل بھی ہو اگر تم آقا میکومیزن کے قریب ہوتے تو اس نے دگنے بردہ فروشوں کی خاک و خون میں لٹا دیا ہوتا کیونکہ کوئی اس کی بندوق بھرنے والا تھا نہیں۔

اب ہیس کو جسے عموماً غصہ نہ آتا تھا۔ اس دفعہ غصہ آگیا اس نے اپنے سر پر سے غلیظ ہیٹ اتار کر زمین پر دے ماری اور اسے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ روند کیا دیا وہ ہیٹ پر باقاعدہ ناچنے لگا۔ اس زولوؤں کی طرف جو زندہ تھے۔ منہ کرکے تھوک دیا۔ حتیٰ کہ اس نے مرتے ہوئے مارو کو بھی گالیاں دیں۔

بیوقوف ماں کے بیوقوف بیٹے وہ بولا تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم کو وہ باتیں نظر آتیں ہیں جو دوسروں کو نظر نہیں آتیں لیکن میں کہتا ہوں کہ تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے تم مجھے بزدل کہہ رہے ہو کیونکہ میں تمہاری طرح تگڑا اور مضبوط نہیں ہوں اور سانڈ کو سینگوں سے پکڑ نہیں گرا سکتا۔ لیکن مارو میں اپنی کھوپڑی میں بھیجا رکھتا ہوں جو تمہارے بھیجے سے بڑا ہے۔ میں پوچھتا ہوں اگر تمہارا یہ چمکنے والا سانپ، جسے تم بزدل کہتے ہو نہ ہوتا تو اس وقت تم سب کہاں ہوتے؟ ہاں اسی بزدل نے آج دو دفعہ تم سب کی جان بچائی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے لئے مرنا بہر حال مقدر ہوچکا ہے۔

بردہ فروش پسپا ہو کر بازار کے میدان میں پہنچ گئے لیکن ہمارے آدمی بھی ان کے پیچھے ہی پیچھے وہاں پہنچ گئے اور وہاں ان کا صفایا کرنے لگے اور پھر۔ جنگ ختم ہو چکی تھی اور ہم اپنے آمیوں کو شمار کر رہے تھے۔ چار زولو مارے جا چکے تھے۔ اور مازیتو سپاہی مارو کو سہارا دے کر میرے سامنے لے آئے' میرے دل کو ایک دھچکا لگا اس کو تین جگہ گولی لگی تھی جگہ جگہ زخم تھے اور اسے بری طرح پیٹا اور کچلا گیا تھا۔

بابا وہ بولا یادگار جنگ تھی یہ۔ میں نے بہت سی جنگیں لڑی ہیں لیکن یہ سب سے عمدہ تھی۔ کیونکہ میری آخری جنگ تھی۔ میں جانتا تھا بابا کہ یہ میری آخری جنگ ہوگی حالانکہ میں نے تم کو نہیں بتایا تھا لیکن وہاں ڈربن میں سب سے پہلے میں نے خود اپنی قسمت کا حال دیکھا تھا۔ بابا:۔ یہ اپنی بندوق واپس لے لو جو تم نے مجھے دی تھی میں نے کہا نہیں تھا۔ کہ یہ بندوق تم مجھے گویا مستعار دے رہے ہو؟۔ بابا اب میں دوسری دنیا میں ان لوگوں سے روحوں کے پاس جا رہا ہوں جو میرے ساتھ اکثر جنگوں میں لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں اور ان عورتوں کی روحوں کے پاس جارہاہوں جنہوں نے میرے بچے جنے ہیں میں اس جنگ کی داستان انہیں سناؤں گا۔ اور پھر ہم سب مل کر دوسری دنیا میں تمہاری آمد کا انتظار کریں گے۔"

اور پھر اس نے بابا ما کے کندھے پر سے اپنا ہاتھ اٹھا کر مجھے سلام کیا۔ "بابا۔ انکوسی" اور پھر مجھے چند خطاب دیئے اور ڈھے گیا۔

میں نے ایک مازیتو کو دوڑایا کہ وہ برادر جون کو بلا کر لے آئے' موخرالذکر اپنی بیوی اور بیٹی کے سامنے آگیا۔ اس نے مارو کے زخموں کا معائنہ کیا اور بغیر کسی لاگ لپیٹ کے کہہ دیا کہ دوا کا وقت نکل چکا تھا۔ چنانچہ وہ مارو کی لئے صرف دعا کر سکتا تھا۔

واگیتاہ میرے لئے کوئی دعا نہ کرنا اس بوڑھے کافر نے کہا میں اپنے باپ دادا کے مذہب پر رہا ہوں اور اسی پر مروں گا۔

اور اب اس نے سامرس کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

وانزیلا وہ بولا اس جنگ میں تم نے بڑی بہادری دکھائی ہے۔ اگر تم ہمیشہ ایسی ہی

جس نے آگ کا بیج بویا تھا۔

ہم لوگ حیرت سے اس کی صورت تک نے لگے حتیٰ کہ مرتے ہوئے مارو نے بھی سر اٹھا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا ہیس کا غصہ اب تک فرو نہ ہوا تھا چنانچہ میں بولتا چلا گیا۔

میں یہ معلوم کرنے کے لئے باس زندہ ہیں یا نہیں سیدھا یہاں آنا چاہتا تھا لیکن آگ کی تپش سے مجبور ہو کر میں اس ٹیلے پر پہنچ گیا۔ جو باڑ کے مغرب میں ہے اور وہاں سے میں نے دیکھا کہ جنوبی دروازہ پر کیا ہو رہا تھا۔ بردہ فروشوں کا پلڑا بھاری تھا۔ اور تم سب کے سب مارے جانے والے تھے۔ چنانچہ میں دوڑ کر بابا ما اور دوسرے افسروں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ اب یہاں ان کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ انہیں فوراً جنوبی دروازے کے قریب پہنچ کر تمہاری مدد کرنی چاہئے۔ بابا ما نے میری بات سنی اور اس نے آدمی دوڑا دیئے کہ وہ ہر طرف سے سپاہیوں کو بلا لائیں اور پھر جیسا کہ تم جانتے ہو اس طرح سے عین وقت پر یہاں پہنچ گئے تو اے مارو!' یہ تھا وہ بل جس میں جنگ کے دوران میں چھپ گیا تھا۔ چنانچہ چونکہ تم دوسری دنیا میں جا رہے ہو۔ اس لئے میری کہانی والد کو سنا دینا۔

آج کے بعد کوئی تم کو چیکنے والا سانپ نہ کہے گا۔ مارو نے مدھم ہوتی ہوئی آواز میں کہا تم بہادر ہو تم عظیم ہو۔ دیکھو! میں تم کو نئے القاب دیتا ہوں ان ہی ناموں سے تم نسلاً" یاد کئے جاؤ گے اور لوگ آئندہ سے تمہارا نام عزت و احترام سے لیں گے اور یہ ہیں تمہارے نئے نام۔

اندھیرے میں روشنی کی کرن اور آگ کا آقا۔

اس کے بعد مارو نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا اور چند منٹوں بعد ہی وہ بے ہوشی کے عالم مرگیا۔ لیکن اس نے جو خطابات ہیس کر دئے گئے تھے وہ افریقہ کے طول و عرض میں مشہور ہوگئے۔ اور جب تک ہیس زندہ رہا کافر اس کا احترام کرتے رہے اور ان ہی ناموں سے پکارتے رہے۔

اور اب ہم نے حیرت سے ہیس کی طرف دیکھا کہ دو دفعہ ہماری جان بچانے سے اس کا کیا مطلب تھا اور مارو نے کہا۔

اے چمکنے والے سانپ! جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو کیونکہ میں مرنے سے پہلے تمہاری کہانی سننا چاہتا ہوں۔ کس طرح تم نے ہماری مدد کی ہے۔

اس طرح ہیس نے کہا۔ اور اپنی جیب میں سے دیا سلائی کی ڈبیہ برآمد کی جس میں تین ہی تیلیاں تھیں! تم سے کسی نے دیکھا کہ مانیٹرو اور اس کے ساتھی جال میں پھنس گئے تھے؟ تم میں سے کسی نے نہ دیکھا کہ آگ جھونپڑیوں کو کھا رہی تھی اور ہوا پنکھا جھل کر اسے بھڑکا رہی تھی؟ جب تم لوگ ٹیلے کی چوٹی پر بیٹھے بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جانے کا انتظار کررہے تھے۔ تو میں جھاڑیوں کے پیچھے سے رینگ کر اپنے کام میں لگ گیا تھا میں نے کسی سے حتیٰ کہ باس سے بھی کچھ نہ کہا تھا۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ باس خواہ مخواہ بال کی کھال نکالنے بیٹھ جائیں گے۔ وہ کہتے۔ نہیں نہیں تم کو جھونپڑیوں کو آگ نہ لگانی چاہیے۔ کیونکہ ایک جھونپڑی میں ایک بیمار بڑھیا پڑی ہوئی ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ ایسے معاملات میں سفید فام بڑے بے وقوف ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بستی میں ایک نہیں بلکہ کئی بوڑھی عورتیں تھیں کیونکہ میں نے انہیں بستی کے دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تھا' خیر تو میں رینگتا ہوا شمالی دروازے کے قریب پہنچ گیا وہاں ایک شیطان پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے مجھ پر گولی چلا دی یہ دیکھو اب یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری جان نہ لے سکا اس نے اپنی گندی ہیٹ میں ہمیں گولی کا ایک سوراخ دکھایا اور اس سے پہلے کہ وہ شیطان دوبارہ اپنی بندوق بھرتا۔ میرا چاقو اس کی پیٹھ میں اتر چکا تھا۔ یہ دیکھو اور اس نے ٹیکے میں سے ایک بڑا سا چھرا' جیسا کہ قصاب استعمال کرتے ہیں' نکال کر ہمیں دکھایا۔ اس کے بعد کام آسان تھا۔ کیوں کہ آگ عجیب چیز ہے تم اس کی ایک چنگاری جلاتے ہو اور وہ اپنے آپ ہی بڑھ کر زبردست الاؤ بن جاتی ہے' آگ ہمیشہ بھوکی رہتی ہے اور تیزی سے پھیلتی ہے' میں نے چھ جھونپڑیاں جلائیں ان کی چھتیں زیادہ خشک تھیں اور پھر چند تیلیاں بچا کر کیونکہ کیا پتہ ہمیں انکی ضرورت پڑ جائے بستی سے باہر آگیا۔ دیکھو یہ میں ہوں

اور پھر میں بھی وہاں سے چلا گیا۔ میں نے یہ کبھی نہ پوچھا کہ مانیٹرو اور دوسرے قیدیوں کا کیا انجام ہوا اگر کبھی کوئی مازیتو یا ہیس میرے سامنے مانیٹرو اور اس کے ساتھیوں کے انجام کی تفصیلات بیان کرنا چاہتا تو میں اسے روک دیتا۔

آگ کی سنسناہٹ اور اس آتشی حلقے میں سے آتی ہوئی آوازیں رفتہ رفتہ ختم ہو رہی تھیں کیونکہ اب مازیتو بستی کے بازار میں آخری محاذ سے لوٹ رہے تھے اور وہ بہت سی بندوقیں بردہ فروشوں نے اپنی بندوقیں پھینک دی تھیں کیونکہ ایک طرف آگ اور دوسری طرف مازیتو سپاہی چنانچہ دشمن کے لئے فرار کی راہ کہاں تھی؟

مازیتو سپاہیوں کو ہمارے سامنے پیش کیا۔ اور ان میں مانیٹرو بھی تھا۔

مانیٹرو! تمہارا وہ خط ہمیں مل گیا تھا جس میں تم نے کہا تھا کہ ہمیں زندہ جلا دو گے اور آج صبح تمہارا پیغام بھی مل گیا تھا۔ میں نے کہا اور دیکھو یہ ہے تمہارے اس خط اور پیغام کا جواب۔

اس عفریت نے کیونکہ وہ عفریت سے کم نہ تھا میرے پیر پکڑ لئے اور پھر مسز جون پر نظر پڑی تو اس کی چغے کا دامن پکڑ کر گڑگڑانے لگا اور رحم کی بھیک مانگنے لگا۔

مانیٹرو! جب تم چیچک میں مبتلا تھے تو میں نے تمہاری تیمارداری کی تھی لیکن اس کا صلہ تم نے دیا تھا۔ کہ مجھے لونڈی بنادیا اور میرے شوہر کی جان لینے کی کوشش کی مسز جون نے جواب دیا۔ مانیٹرو! تمہاری وجہ سے میری جوانی ایک جزیرے پر وحشیوں میں اور تنہا گذری تاہم میں نے تم کو معاف کیا' خدا کرے کہ آئندہ مجھے تمہاری صورت تک نظر نہ آئے اور پھروہ اپنا دامن چھڑا کر اور اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر وہاں سے چلی گئی

میں بھی تم کو معاف کرتا ہوں حالانکہ تم نے میرے آدمیوں کو قتل کروادیا تھا۔ اور تمہاری وجہ سے میری زندگی کے بیس برس بڑے عذاب میں گزرے ہیں۔ خدا تمہیں معاف نہیں کرے گا برادر جون وہ بھی وہاں سے ٹل گیا۔

اور اب بوسی آگے آیا۔ اسے جنگ میں معمولی سا زخم آیا تھا۔

اے آدمیوں کے چور اس نے کہا سفید فام نے تو تمہیں معاف کردیا تھا لیکن یہاں کا

بادشاہ میں ہوں اور میرا فیصلہ آخری فیصلہ ہے' عورتوں' مردوں اور بچوں کے قاتل دیکھو اپنے اس کارنامہ کی طرف۔ اور اس نے مازیتو اور زولوؤں کی لاشوں اور جلتی ہوئی بستی کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھو اور پھر کہو کہ تم مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو۔؟

اختتامیہ

فتح ہماری ہوئی تھی اور ہمیں خوشیاں منانی چاہئے تھی لیکن میں اداس تھا کیونکہ میرے دو بہترین ساتھی مارے گئے تھے۔ مارو اور سیمی۔ ان دنوں سے مجھے خاصی انسیت ہوگئی تھی۔ چنانچہ میں اداس تھا اس کے علاوہ موسم بھی یکایک تبدیل ہوگیا سورج کے غروب ہوتے ہی بارش شروع ہو گئی اور رات بھر ہوتی رہی۔ چنانچہ ہماری اور بے گھر مازیتو کی وہ رات بڑی تکلیف دہ گزری۔

بہرحال صبح ہونے سے پہلے بارش تھم گئی اور سورج طلوع ہوا۔ جب ہمارے لباس خشک ہو گئے اور بدن میں ذرا گرمی آگئی تو کسی نے تجویز پیش کی کہ جلے ہوئے بیزا ٹاؤن کا چکر لگایا جائے بارش نے آگ بجھا دی تھی چنانچہ میں بابامبا' بوسی اور بہت سے مازیتو بستی کی طرف چلے برادر جون ہمارے ساتھ نہ تھا کیونکہ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہا تھا۔

بیزا ٹاؤن اب راکھ کا ڈھیر تھا۔ ہم بازار کے میدان سے گزر کر جہاں بردہ فروشوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اس جگہ پہنچے جہاں ہماری قیام گاہ تھی' وہاں کچھ نہ تھا سوائے دھواں اگلتی ہوئی راکھ کے ڈھیر کے میں رو پڑا ہوتا۔ کیونکہ ہمارا کل سامان ان جھونپڑیوں کے ساتھ جل گیا تھا چنانچہ ہمارا واپسی کا سفر آزمائشی بننے والا تھا۔

ظاہر ہے کہ کچھ نہ کیا جاسکتا تھا' چنانچہ ہم پلٹ کر اس طرف سے جہاں کبھی شاہی جھونپڑیاں تھیں' شمالی دروازے کی طرف بڑھنے لگے میں سب کے آخر میں تھا اور میں نے دیکھا ہیس لکڑ بھگے کی طرح ادھر ادھر کچھ سونگھ رہا تھا دفعتاً" اس نے اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیا اور کہا۔

باس میں ایک بھوت کی آواز سن رہا تھا۔ میرے خیال میں یہ سیمی کا بھوت ہے جو کہہ

رہا ہے کہ ہم اس کی لاش دفن کردیں۔

ہشت میں نے کہا تاہم میں کان لگا کر سننے لگا۔

اور اب جیسے میں نے بھی ایک آواز سنی' خدا جانے یہ آواز کہاں سے آرہی تھی بہرحال یہ آواز یہ چند الفاظ دہرا رہی تھی۔

مسٹر کواٹر مین!۔ اس ناچیز کی آپ سے درخواست ہے کہ اس تنور کا دروازہ کھولنے کی زحمت گوارا فرمائے۔

لمحے بھر کے لئے میں نے سوچا کہ شاید میرے دماغ کی کوئی چول ڈھیلی ہوگئی ہے۔ دفعتاً" ہیس نے ایک چھلانگ لگائی اور دوسرے ہی لمحہ وہ لکڑی کے ایک ٹکڑے سے راکھ کے ایک ڈھیر کو کرید رہا تھا۔ ہم پھر کان لگا کر سننے لگے اور اس دفعہ آواز صاف سنائی دی۔ جو بطن زمین میں سے آرہی تھی۔

باس! ہیس نے کہا اس کھڈ میں سیمی [illegible] اور اب مجھے یاد آیا کہ میں نے بیزا ٹاؤن کے ہر جھونپڑی کے سامنے کھڈ دیکھے تھے۔ اس وقت تو خالی تھے لیکن فصل کی کٹائی کے بعد غلے کے کھیتوں کا کام دیتے تھے۔ ہم نے فوراً [illegible]اکھ ہٹائی اور وہ پتھر ہٹایا' جو کھڈے کے منہ پر پڑا ہوا تھا۔ پتھر میں ہوا کی آمدورفت کے لئے سوراخ بنے ہوئے تھے پتھر کا ہٹنا تھا کہ اس کے نیچے بوتل کی شکل کا کھڈ نظر آیا۔ جو دس فٹ گہرا اور دس فٹ چوڑا تھا۔ فوراً ہی [illegible]یمی کا سر نمودار ہوا۔ اس کا منہ کھلا تھا اور [illegible]یت پر پڑی ہوئی مچھلی کی طرح سانس لے رہا تھا۔ ہم نے اسے باہر کھینچا تھا تو وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخا کیونکہ تپش کی وجہ سے [illegible]اس کی کھال جھلس گئی تھی ایک مازیتو دوڑ کر چشمے سے پانی لے آیا' پانی پیا تو سیمی کی حالت کچھ بحال ہوئی۔

الو کے پٹھے! ہم تو تمہیں مردہ سمجھ کر بے تحاشہ آنسو بہا رہے تھے اور تم اس کھڈ میں [illegible]زے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔

آہ! مجھے الزام نہ دیں مسٹر کواٹر مین! وہ بولا جو کچھ ہوا وہ میری نمک حلالی کی وجہ سے [illegible]ا۔ یعنی اس طرح کہ میں نے آپ کا قیمتی سازوسامان اس کھڈ میں رکھ دیا۔ اور پھر میرا

خیال ہے کہ میں نے کسی کو آتے سنا۔ چنانچہ میں بھی اس کھڈ میں کود پڑا۔ اور پتھر کھینچ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ہی دشمن آتش زنی پر آمادہ ہو گیا اور پوری بستی جلنے لگی میں اپنے عین سر پر آگ کو پھنکارتے سن رہا تھا اور پھر پتھر پر راکھ اور ملبہ گرا نیتجاً" وہ اس قدر وزنی ہو گیا کہ میں اسے اٹھا نہ سکا اور اگر وہ وزنی نہ بھی ہو گیا ہوتا تو تب بھی میں اسے اٹھا نہ سکتا تھا کیونکہ صاحب وہ تو توے کی طرح تپ رہا تھا۔ چنانچہ صاحب میں دوزخ کے اس ساتویں طبق میں رات بھر بیٹھا رہا۔ اور اس خیال سے لرزتا اور کانپتا رہا کہ کہیں بارود کے وہ دو چھوٹے تھیلے جو میرے پاس دھرے ہوئے تھے۔ بھک سے اڑ نہ جائیں اور جب میں انکی طرف سے مایوس ہو چکا تھا تو اس وقت میں نے آپ کی شیریں آواز سنی اور مسٹر کواٹرمین اگر آپ کے پاس کوئی مرہم وغیرہ ہو تو عنایت کیجئے کیونکہ میں سر تا پیر تک جھلس گیا ہوں۔

سیمی میں نے کہا اب تو تم کو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ بزدلی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اگر ہمارے ساتھ چلے ہوتے تو جھلسنے سے بچ جاتے۔

ٹھیک ہے مسٹر کواٹرمین اگر میں آپ کی ساتھ چلا ہوتا تو بیشک جھلسنے سے بچ جاتا۔ لیکن شاید دشمن کی گولی سے مرجاتا۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنا سامان میرے سپرد کیا تھا اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے بہرحال بچالوں گا۔ اس کے علاوہ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر زندگی نے وفا کی تو بہادر بن کر دنیا میں رہوں گا۔ اور کسی عمدہ سے ہوٹل میں باورچی کی خدمات انجام دے کر روزی روٹی کمالوں گا۔

بہرحال ہم مشکور ہیں کہ تم نے سامان بچالیا۔ اب تم سامرس کے ساتھ جاؤ کہ تمہاری مرہم پٹی کروی جائے' تب تک ہم اس کھڈ میں سے سامان نکال لیتے ہیں۔

تین دن بعد بوسی کو خدا حافظ کہا ہمیں رخصت کرتے وقت وہ رو پڑا اور مازیتو لوگوں نے بھی جو بستی میں جھونپڑیاں بنا رہے تھے اداس دلوں سے ہمیں رخصت کیا۔ مارو اور ان زولوؤں کو جو ہیزا ٹاؤن کی جنگ میں مارے گئے تھے ٹیلے کے قدموں میں دفن کر دیا گیا تھا۔ جب ہم ان لوگوں کے مدفن کے قریب سے گزرے تو زولوؤں نے ایک گیت گایا اور ہم

نے اپنی ٹوپیاں اٹھا کر مرنے والوں کو آخری سلام کیا۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ مارو نے اس مہم کی متعلق ڈربن میں جو پیشنگوئی کی تھی وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی یعنی اس مہم میں واقعی چھ زولو مارے گئے۔ نہ ایک کم نہ ایک زیادہ۔

واپسی کے سفر کی تفصیلات بیان کرنے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ مختصراً بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں بردہ فروشوں کے خوف سے ہم نے خشکی کا اور طویل راستہ اختیار کیا یعنی ہم اس راستہ سے نہ لوٹے جس راستہ سے آئے تھے۔ بوسی نے بہت سے باربردار ساتھ کر دیئے تھے چنانچہ واپسی کا سفر آسان رہا تھا۔ تاہم اس طویل سفر نے ہمیں اور ہمارے دونوں گدھوں اور برادر جون کے سفید بیل کو تھکا مارا' چنانچہ زولو لینڈ میں جب ہمیں ایک قافلہ ملا تو مجھے یک گونہ مسرت حاصل ہوئی۔ یہ تجارتی قافلہ تھا اور اس میں بہت سے چھکڑے تھے قافلہ کا سردار میرا شناسا تھا چنانچہ اس نے ایک چھکڑا کرائے پر دے دیا۔ چنانچہ مسز جون' مس ہوپ اور برادر جون چھکڑے میں سوار ہو کر ڈربن کی طرف چلے' سامرس جس نے ایک گھوڑا خریدا تھا۔ ان کے ساتھ تھا' میں اور ہیس قافلے کے ساتھ سفر کرتے رہے۔

اور ڈربن میں ایک عجوبہ منظر تھا' جب ہم ڈربن میں جو اس وقت ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جس شخص سے ہماری ملاقات ہوئی وہ کوئی اور نہیں بلکہ سامرس کے والد بزرگوار سر الگزنڈر سامرس تھے یہ سن کر ایک قافلہ آرہا ہے۔ وہ اس امید میں دوڑے آئے تھے کہ شاید قافلہ والوں سے ہماری کوئی خبر مل جائے۔ وہ چاہے جتنے سخت اور تند مزاج سہی تاہم ایک باپ تھے چنانچہ بیٹے کی جدائی اور اس کی تکلیفوں کے خیال سے ایسے بے تاب ہوئے کہ اس کی تلاش میں افریقہ آگئے باپ اور بیٹے کی ملاقات بڑی اثر انگیز اور عجیب تھی۔

ہیلو ڈیڈی سامرس نے کہا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میں آپ کو یہاں دیکھوں گا۔

ہیلو اسٹیفن سر الگزنڈر نے کہا اور یہ کسی کو خیال نہ تھا کہ تم زندہ اور صحیح سلامت

لوٹ آؤ گے۔ بہر حال اب امید ہے کہ تم کو زندگی کا یادگار سبق مل گیا ہو گا۔ میرے خیال سے اب تم کبھی ایسی حماقت نہ کرو گے۔

واقعی نہ کروں گا لیکن میں ایلن کا مشکور ہوں اور آپ کے؟؟ ان کی وجہ سے سب ٹھیک ہو گیا اسے ہاں ابا! میں آپ کو اس لڑکی کے متعلق بتاتا ہوں جس سے میں شادی کرنے والا ہوں اور ان صاحب سے بھی آپ کا تعارف کراؤں جو آپ کے سمدھی بننے والے ہیں۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ پندرہ دن بعد سامرس کی شادی مس ہوپ سے ہو گئی بڑی یادگار شادی تھی۔ کیونکہ سر الگزنڈر نے پورے ڈربن کو کھانے کی دعوت دے ڈالی تھی اس کے فوراً بعد ہی سامرس اور اس کی دلہن مسٹر جون اور سر الگزنڈر نے رخصت ہونے سے پہلے اپنی کاروباری سوجھ بوجھ کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے مالا مال کر دیا۔ سامرس نے حسب وعدہ ہیس کو پانچ سو پونڈ دیئے اس رقم سے اس نے ایک اراضی خرید لی اور اپنی مہم کے تجربات کو بروئے کار لا کر وہاں کا ایک چھوٹا سا سردار بن گیا۔

سیمی بھی ایک چھوٹے سے ہوٹل کا مالک و منیجر بن گیا اور بڑے شاندار الفاظ میں اپنے گاہکوں کا استقبال کرنے لگا۔

دو برس بعد مجھے سامرس کا خط ملا جس میں خوشخبری تھی کہ وہ ایک گل گوتھنے لڑکے کا باپ بن گیا ہے۔ اس خط کی چند سطور نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

"اپنے پچھلے خط میں میں لکھ چکا ہوں کہ میرے ابا نے میرے سسر اور خوش دامن صاحبہ کو یعنی برادر جون اور مسز جون کو مضافات میں ایک خوبصورت کوٹھی دے دی ہے برادر جون کو اکثر افریقہ کی یاد میں آتی ہے۔ چنانچہ اس وقت تتلیاں پکڑنے کا جال لے کر اس چھوٹے سے جنگل میں چلے جاتے ہیں جو کوٹھی سے زیادہ دور نہیں ہے اور شکار کرتے ہیں کہ وہ افریقہ کے جنگلوں میں ٹھیک رہے ہیں۔ مسز جون یا مادر گل نے جو اس جزیرے میں گونگی عورتوں سے اپنے قدم چوم واتی رہی ہیں۔ وقت گزاری کی ایک اور راہ تلاش کر لی ہے کوٹھی کے قریب ایک تالاب ہے اور اس میں ایک چھوٹا جزیرہ ہے اس جزیرے پر مسز جون نے ایک باڑ لگا دی ہے اور اس باڑ کے عین بیچ میں پھول کا پودا لگا دیا ہے، جس کے پھول ٹھیک اسی موسم میں کھلتے ہیں جس موسم میں مقدس پھول کھلا کرتا تھا۔ جب بھی موسم اجازت دیتا ہے ہماری خوش دامن صاحبہ اس باڑ میں جا بیٹھتی ہیں اور میرے خیال میں اس پھول کی پوجا کرتی ہیں جو مقدس نہیں ہے ایک دن میں کسی خاص کام سے کشتی میں سوار ہو کر وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ مسز جون نے سفید چغہ پہن رکھا تھا اور کوئی بڑا ہی صوفیانہ گیت گا رہی تھیں۔ ایلن میرے دوست آدمی عادت سے مجبور ہے۔

بہت سے برس گزر گئے برادر جون اور مسز جون اپنے آخری آرام گاہ میں جا سوئے اور ان دونوں کی حیرت انگیز اور عجیب ترین داستان لوگ تقریباً بھول گئے۔ سر الگزنڈر کا بھی انتقال ہو گیا۔ چنانچہ سامرس اب اپنے باپ کی طرح ایک ذمہ دار شخص ہے کئی بچوں کا باپ ہے کئی انجمنوں کا صدر ہے اور مصروف ترین انسان ہے اب وہ سر اسٹیفن سامرس سر کا آرکڈ کا خبط دور نہیں ہوا ہے مقدس پھول کے وہ بیج جو میں نے محفوظ کر رکھے تھے سامرس اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ مجھے اس خط سے معلوم ہوا کہ یہ بیج اس نے اپنی باغ میں بوئے ہیں اور اس کا باغبان وڈن انہیں روز پانی دیتا ہے میں سوچ رہا ہوں کیا یہ سنہری پھول، جو پونگو لوگوں کا مقدس پھول تھا ایک بار پھر اپنی بہار دکھائے گا۔

مقدس پھول کی داستان یہاں ختم ہوتی ہے اور میں بھی لکھتے لکھتے تھک گیا ہوں۔ لیکن میں اپنا قلم رکھنے جا رہا تھا کہ سامرس کا خط ملازم لے آیا اس نے یعنی سامرس نے مجھے مطلع کیا ہے کہ مقدس پھول کے تین پودے نہ صرف اگ آئے ہیں بلکہ ان میں سے دو پر کلیاں بھی آ گئی ہیں۔ چنانچہ افریقہ کے ایک دور افتادہ اور گم نام خطے کا مقدس پھل اور ایک آدم خور قبیلے کا دیوتا انگلستان میں بہت جلد ظاہر ہونے والا ہے میں حیران ہوں کہ اس پھول کو دیکھ کر ان لوگوں کی، جن میں آرکڈوں کا خبط ہے حالت کیا ہو جائے گی؟ اور سامرس تو شاید خوشی سے دیوانہ ہی ہو جائے گا۔